

مقامِ رسول

مؤلف

حضرت علامہ مفتی ابوالحسن محمد منظور احمد فیضی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی پاکستان

مقام رسول ﷺ

مؤلف
حضرت علامہ مفتی ابوالحسن محمد منظور احمد فیضی
مہتمم جامعہ فیضیہ رضویہ فیض العلوم احمد پور شرقیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

نام کتاب	مقام رسول ﷺ
مصنف	حضرت علامہ مفتی ابوالحسن محمد منظور احمد فیضی
تاریخ اشاعت	اپریل 2007ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 444
قیمت	-/375روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

نذرانہ عقیدت

ببارگاہِ سلطان الانبیاء زیب مقامِ "دنیٰ فتدلّٰی"

حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

والصلوٰۃ والسلام فی کل حین بعدد معلومات

اللہ اللہ قطرہ با امید شفاعت روز جزا

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقیر فیضی غفرلہ

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ ۔ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

حضرت حسان

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ ۔ لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

حضرت حسان

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ ، كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ ۔ حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ ، صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ

عرش است کمیں پایہ ز ایوانِ محمد ۔ جبریل امیں خادمِ دربانِ محمد

شیخ سعدی

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کس نیست در جہاں کہ ز حسنت عجب نماند ۔ اے وہ کمالِ حسن تو عجب تر ز ہر عجیب

کسے بہ حسن و ملاحت بہ یار ما نرسد ۔ ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد

ہزار نقش برآید ز کلک صنع و لے ۔ یکے بخوبی نقش نگار ما نرسد

اشعۃ اللمعات جلد [illegible]

سفینہ ام کہ دیدار تو دیدہ نہ بے ولیکن چاں کہ تو آنچناں ندیدہ کے

ختم تو محمود نامت ﷺ بدلیاں حاے ثنا ے کہ داود

شبہانانا موہنا توز ملک گزشت جنابکہ مہدی ترسہ نگہ نبی

ہر کسیں چو توئی کمالے رسیدہ است آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ

ہر حسنِ خلق گوید ثنائے خدارا خدا خود مگوید ثنائے محمد ﷺ
جامی

مصطفیٰ ^ نورِ جناب امرِ کن آفتاب برجِ علم میں لَدُن
اعلیٰحضرت

معدنِ اسرارِ علّامُ الغیوب برزخِ بحرین امکان و وجوب

وصفِ او از قدرتِ انسان وراست حاشاللہ ایں ہمہ تفہیم راست

نورِ حق از شرق بے شق بتافت عالمے از تابشِ او کام یافت

دفعتاً برخاست اندر مدحِ او از زباں ہاشو برلا میشل لہٗ

نسبِ عزت واجلالِ محمد ﷺ کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی — دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری — حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اعلیٰ حضرت

سُبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک — کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

شاہ گولڑہ

ہم خیاباں آزادانِ جُزو کل — گرد پایش سُرمۂ چشمِ رسل

گفت با اُمت زِ دُنیاے شُما — دوست دارم طاعت و طیب و نسا

گر تُرا ذوقِ معانی راہنما است — نکتۂ پوشیدہ در حرفِ شُما است

اقبال

یعنی آں شمعِ شبستانِ وجود — بُود در دُنیا و از دُنیا نبود

جلوۂ اُو قدسیاں را سینہ سوز — بُود اندر آب و گِل آدم ہنوز

من ندانم مرز و بوم اُو کجاست
ایں قدر دانم کہ با ما آشناست

اقبال

فہرست کتاب

پیش لفظ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلی اله وصحبه اجمعین

مقام رسول ﷺ کو کما حقہ بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ ہمارا ہی دعویٰ نہیں بلکہ محدثین، مفسرین کا بھی یہی قول ہے نیز مصلح الملۃ والدین شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا

عرضم کرد تمیں سخن گویت   تو بالا تریں زانچہ من گویت

نیز اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت ماحی شرک بدعت حامی دین وسنت مجدد دین ملت الشاہ الامام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو   عقل عالم سے ماوراء ہو

کنز مکتوم ازل میں   در مکنون خدا ہو

سب جہت کے دائرے میں   شش جہت سے تم وراء ہو

میرے ابا جی قبلہ بیہقی وقت شیخ الحدیث والتفسیر مناظر اعظم استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی صاحب دامت برکاتہم نے زیر نظر کتاب لکھ کر ایوان تجد میں تہلکہ مچا دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کو واضح کرنے کیلئے یہ کتاب چودہ سو سالہ احادیث وتفاسیر واقوال ائمہ کا مجموعہ ہے۔ منکرین مقام رسول ﷺ نے اس کتاب کو بند کرانے کی بڑی کوشش کی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان واضح کیوں ہے؟ اور سیشن کورٹ پھر ہائی کورٹ میں مناظرے ہوئے الحمد للہ "مقام رسول" ﷺ نے ہر جگہ مناظرہ جیتا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

ذکر ہے اونچا تیرا بول بالا تیرا

کتاب "مقام رسول" ﷺ کے متعدد ایڈیشن کافی عرصے سے منظر عام پر آرہے ہیں لیکن اس مرتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز نئی کمپوزنگ نئی جدت سے لا رہا ہے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب کے صدقے اس ادارہ کو مزید ترقی سے نوازے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

اکرام الحسن الفیضی المدنی

۱۶ ستمبر ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَّايُمْكِنُ اِحْصَآءَ نِعْمَائِهٖ وَعَدُّ مَوَاهِبِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا يُمْكِنُ حَصْرُ فَضَآئِلِهٖ وَعَدُّ مَحَاسِنِهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَئِمَّةِ مِلَّتِهٖ الَّذِيْنَ خَاضُوْا فِيْ بِحَارِ فَضَآئِلِهٖ فَلَمْ يُدْرِكُوْا قَعْرَ مَحَاسِنِهٖ فَلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ وَّلَا يُمْكِنُ لِاَحَدٍ اَنْ يَّعْلَمَ حَقِيْقَةَ حَمْدِهٖ تَعَالٰى وَنَعْتَ حَبِيْبِهٖ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ لَمْ يَعْرِفْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ كَمَا عَرَفَهٗ رَبُّهٗ كَمَا لَمْ يَعْرِفْهُ تَعَالٰى اَحَدٌ مِّثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درود اور سلام کے بعد قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ مقام رسول ﷺ کی عظمت بتانے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے تا کہ بے خبر لوگوں کو پتہ چلے کہ مقام رسول ﷺ کتنا بلند و بالا ہے۔ پھر اس کے بعد ان ناشائستہ کلمات سے پرہیز کریں جو گمراہ و بے ادب علماء کی صحبت و تلقین سے حضور ﷺ کے حق میں کہہ دیتے ہیں۔ اس کتاب کو چار بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا باب۔ حضور ﷺ کے فضائل بے شمار ہیں۔ جتنا مبالغہ سے تعظیم و تعریف کرو کم ہے۔

دوسرا باب۔ بعض خصائص و فضائل سید عالم ﷺ

تیسرا باب۔ حضور ﷺ کی توہین کرنے والے پر شرعی حکم

چوتھا باب۔ حب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت اور اس کے فوائد

پہلے باب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ تعظیم و تعریف رسول اللہ ﷺ بڑھ چڑھ کر کرنی چاہئے۔ یہی اہم فریضہ ہے مومن اپنے نبی کی جتنی تعریف کرے تھوڑی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے فضائل اور کمالات کی کوئی حد نہیں اور دوسرے باب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ توہین رسول اللہ ﷺ کتنی بری چیز ہے اور اس توہین سے دارین کی خواری قبر و حشر کی ندامت ہوگی۔ عذاب الیم و عذاب مہین کے جوتے پڑیں گے کفر و ارتداد کے شرعی فتوے نافذ ہوں گے اور قتل جیسی ضرب کاری کا شرعی حکم جاری ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلنا نصیب ہوگا۔ فالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ کتاب آیات قرآنی اور احادیث و اقوال آئمہ و علماء و صلحاء سے مزین ہے۔ مولیٰ کریم اس کتاب کو غافلوں کے لئے سبب تذکیر و عاشقان رسول ﷺ کے لئے سبب تسکین قلوب کرے اور اسی کے محبوب مولیٰ کریم اس فقیر کو ہمیشہ ہمیشہ حضور کی حاضری میں رکھے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (آمین)

راقم
فقیر ابوالحسن منظور احمد فیضی غفرلہ

تعارف مصنف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی مدظلہ العالی

ازقلم: صاحبزادہ علامہ مفتی محمد محسن فیضی صاحب مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلی اٰله وصحبه اجمعین

تخلیق کائنات کے ساتھ ہی جب سے خلاق کائنات نے ابن آدم کو وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ سے عزت ومقام عطا فرمایا تو اسے پردہ عدم سے عرصہ شہود میں لاکر زمین پر آباد فرمایا۔ بقول شاعر ؎

عدم سے وجود میں لائی ہے جستجوئے رسول ﷺ
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول ﷺ

ہر دور اور ہر عہد میں دینی امور رشد و ہدایت اور دنیوی ضروریات، فلاح و بہبود کے فیضان کے لئے حضرات انبیاء کرام علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین کو ان کا وارث بنا کر مبعوث کیا اور اپنے اسی مشن کو جاری وساری رکھا۔ جن کی ذات والا صفات ہر فرد بشر کے لئے سنگ میل ثابت ہو اور ان کی حیات طیبہ تمام بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ ہو۔

دور حاضر اور ماضی میں ترقی کے نام پر اخلاقی اقدار اور اسلام کے نام پر بانی اسلام کے مخالفوں سے جو خطرات لاحق ہوئے ان کے سدباب کے لئے علمائے حق اور صوفیائے کرام نے قرون اولیٰ کے اکابرین کی طرح میدان عمل میں اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہ کر علماء سوء کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دندان شکن جواب دے کر انہیں لاجواب کیا۔

سرزمین احمد پور شرقیہ (جو کبھی علمائے سوء کا مرکز رہی) کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہستی کا انتخاب کیا جو علمی و عملی کردار و اخلاق میں اپنی مثال آپ ہے۔ جن کو اپنے بیگانے تسلیم کرتے ہیں۔ امام المفسرین، استاذ المحدثین، مناظر اہلسنّت، نابغہ عصر، شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ الاساتذہ، جامع المعقول والمنقول، حاوی الفروع والاصول، صاحب تصانیف کثیرہ، زائر رسول اللہ ﷺ (مرارًا)، عاشق مصطفیٰ، پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر العلماء والصلحاء، آقائے نعمت، مربی جسم وروح، سیدی و سندی و وسیلتی و ذخیرتی و ملجائی و ماوائی، حضرت الحاج محبوب حبیب علامہ محمد منظور احمد فیضی شرفاً، حنفی مذہباً، مدنی مشرباً، بلوچ نسبتاً، اوچی مولداً، احمد پوری وطناً ادام اللہ ظل عاطفتہ علینا بالصحۃ والسلامۃ والارشاد

والد عاما بذا ہو المنصور دائما، یہ شخصیت بیذات وبالاصفات محتاج تعارف نہیں۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ آنست کہ عطار بگوید

آفتاب آمد دلیل آفتاب

آپ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کو اپنی عالمانہ صلاحیت اور ضیاء باریوں سے منور کرتے ہیں اور عشاق مصطفیٰ ﷺ کو چھلکتے جام پلا کر سکون وقرار دیتے ہیں اور گم گشتگان بادیہ ضلالت اور سوزیان رسول کو اپنی علمی وروحانی اور نورانی شعاعوں سے راہ ہدایت کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ جن کی ہر تقریر وتحریر کے علمی وروحانی فیضان سے نجدیت ووہابیت کے قصر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور طاغوتی قوتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں۔

آپ کی پیدائش

آپ کی پیدائش بستی فیض آباد علاقہ مدینۃ الاولیاء اوچ شریف ضلع بہاولپور، پاکستان کے ایک عظیم علمی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔ آپ، پیر طریقت، عارف باللہ، عاشق رسول اللہ، پروانہ مدینہ منورہ، فنافی الشیخ، استاذ العلماء والعرفاء حضرت علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی قدس سرہ کے دولت کدہ میں 2 رمضان المبارک 1358 ہجری بمطابق 16 / اکتوبر 1939ء شب پیر بوقت صبح صادق جلوہ افروز ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب

علامہ محمد شریف الشہیر علامہ محمد منظور احمد صاحب فیضی ابن علامہ محمد ظریف فیضی ابن علامہ الٰہی بخش قادری ابن حاجی پیر بخش رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ۔

تکمل..... آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ایک کنیز کے واسطے سے جا ملتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

آپ کے والد گرامی قدس سرہ السامی وقت کے ثانی شیخ سعدی وجامی تھے آپ نے اپنی زندگی درس وتدریس اور عشق خیر الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء میں بسر کی۔ آپ کی خواہش یہی تھی کہ ......

مدینہ جاؤں پھر آؤں پھر جاؤں
میری زندگی یونہی تمام ہو جائے

آپ 20 سے 25 مرتبہ حاضری حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے آپ کے وصال

(شوال 1315 ہجری بمطابق 1995ء) کے بعد چودھری محمد اشرف صاحب حال مقیم بہاولپور نے آپ کو جیتے جاگتے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منی، عرفات، مزدلفہ ہر جگہ، ہر مقام پر دیکھا۔ اور یہ بات حلفاً بیان کی۔

آپ کے دادا حضرت مولانا الٰہی بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ قاری اور فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ نہایت متقی، پابند شریعت اور شب زندہ دار بزرگ تھے اور سلسلہ قادریہ میں حضرت قبلہ صالح محمد صاحب قادری، سوئی شریف، سندھ سے نسبت رکھتے تھے۔

آپ کی ولادت کی بشارت

آپ کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ، حضور قبلہ غوث زماں، صاحب ذوق بلالی، استاذ العلماء والعرفاء حضرت قبلہ خواجہ فیض محمد شاہ جمالی علیہ الرحمۃ الباری کے شاگرد و مرید خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت شاہ جمالی کریم کو مولانا عبدالکریم صاحب فیضی اعوان علیہ الرحمۃ الرضوان نے مدینہ منورہ سے واپسی کے موقع پر عجوہ کھجوریں پیش کیں۔ قبلہ شاہ جمالی کریم نے پہلے ایک دانہ علامہ پیر محمد ظریف کو عطا فرمایا اور فرمایا یہ تمہارے بیٹے کا حصہ ہے جو کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الغفار نے مدینہ منورہ سے ارسال فرمایا ہے جب کہ ابھی علامہ فیضی صاحب مدظلہ پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ والدہ کے بطن میں تھے۔ آپ کے والد محترم نے دریافت کیا حضور میرا بچہ؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہاں! تیرا بچہ..... آپ نے دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا اس کا نام محمد شریف رکھنا (بعد میں آپ نے اس نام کو تبدیل فرما کر منظور احمد منتخب فرمایا اور سلسلہ چشتیہ جمالیہ میں بھی محمد منظور احمد درج ہے) اور یہ کھجور پہلے دن اس کو گھٹی میں کھلانا آپ نے وہ کھجور ایک سال تک محفوظ رکھی۔ سال بعد اللہ تعالیٰ نے حسب فرمان مرشد شاہ جمالی کریم آپ کو ایسا عظیم علمی و روحانی صفات کا پیکر بیٹا عطا فرمایا جو نہ صرف منظور احمد ﷺ ہوا۔ بلکہ منظور عالم بن گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً۔

رفتم بپائے خود کہ بکوے رسیدہ ام
نازم بآں زماں کہ بلطفم خریدہ

پھر اسی کھجور عجوہ مبارک سے آپ کو پہلے دن گھٹی دی گئی (درج الآلی صفحہ 84-83) آپ کی والدہ محترمہ ایک صالحہ، عابدہ، متقیہ خاتون تھیں۔ بغیر وضو کے آپ کو دودھ نہ پلاتی تھیں۔ سبحان اللہ العظیم۔

بچپن میں ذکر اللہ کرنا

آپ کی عمر مبارک تقریباً ایک سال کی تھی حضرت مرشد شاہ جمالی کریم خواجہ غلام فرید اوام المجید

تقریباً ایک سال کی تھی حضرت مرشد شاہ جمالی کریم خواجہ غلام فرید اوام المجید فی اللہ الحمید کے سالانہ عرس 7 ربیع الثانی 1359 ہجری سے واپسی کے موقع پر آپ کے گھر بستی فیض آباد تشریف لائے۔ آپ کی دادی صاحبہ آپ کو حضرت شاہ جمالی کریم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کی حضور اس کے لئے دعا فرمائیں۔ پھر آپ کے والد محترم علامہ پیر محمد شریف صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور! منظور احمد کو بیعت کرلیں۔ آپ نے فرمایا ابھی بچہ ہے۔ آپ کے والد نے عرض کیا حضور کیا خواجہ اللہ بخش تونسوی نے آخری وقت بچوں کو بیعت نہیں کیا تھا؟ پھر آپ نے بیعت فرمایا اور کہا "بچو! آکھو اللہ" یعنی بچے کہو اللہ۔ دو تین بار یہی فرمایا، جب تیسری بار فرمایا تو آپ نے اسی وقت صحن میں اپنی دادی کے ہاتھوں میں کودتے ہوئے اللہ، اللہ ... کہنا شروع کردیا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علم عظیم کی بشارت

ذکر اللہ کے بعد آپ نے علامہ فیضی مدظلہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: "باپ سے بڑا عالم ہوگا"۔

ولایت کی بشارت

آپ کے والد محترم اپنی کتاب "درج اللآلی، صفحہ 85" پر رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ فقیر رات کو اپنے گھر بستی فیض آباد میں سویا ہوا تھا کہ حضرت شاہ جمالی کریم کی مجھے زیارت ہوئی۔ آپ نے ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور فرمایا...... تو پڑھائے گا...... پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ...... "تیرا بیٹا ولی اللہ ہے"۔ میں نے عرض کی حضور نے فرمایا تھا کہ "بڑا عالم ہوگا" آپ نے فرمایا "بڑا عالم بھی ہے اور ولی اللہ بھی ہے" بفضلہ تعالیٰ دونوں چیزیں مکمل ہوگئیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

محبوبیت کے درجہ پر فائز ہونا

غوث زماں، قبلہ خواجہ فیض محمد شاہ جمالی (جو کہ دوران تدریس آنکھیں بند کرکے ادق مسئلہ و مقام سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت فرما لیتے تھے) اپنے شاگرد و مرید و محبوب علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کے بارے میں اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے "اللہ اپناں محبوب ڈِتے"۔ یعنی اللہ نے اپنا محبوب

دے دیا ہے، اب کسی اور محبوب کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

قلندر وقت، غوث زماں، سلطان العارفین، حضرت قبلہ خواجہ پیر غلام یاسین فیضی شاہ جمالی بھی کئی بار اپنے مریدوں و غلاموں کے سامنے فرمایا کرتے تھے کہ: "علامہ محمد منظور احمد فیضی صاحب بڑے عالم ہیں" مزید فرمایا کرتے تھے کہ "توں محبوب ہیں، یعنی تم محبوب ہو"۔

بسم اللہ، آغاز تعلیم

جب آپ کی عمر مبارک کو چار سال چار ماہ چار دن ہوئے یعنی 6 محرم الحرام 1362 ہجری بروز پیر جامع مسجد سندیلہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں (جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے) قبلہ شاہ جمالی کریم نے دوبارہ بیعت فرمایا اور قرآن مجید شروع کرایا اور سورۃ فاتحہ شریف پڑھائی پھر آپ نے ابتدائی تعلیم قرآن پاک، فارسی، صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق، مشکوٰۃ شریف، جلالین تک اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔

ابھی آپ کافیہ نحو کی مشہور درسی کتاب پڑھتے تھے کہ غزالی زماں، ضیغم اسلام، محدث پاکستان علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ نے آپ سے "عدل" کے متعلق سوال فرمایا۔ آپ نے تسلی بخش جواب دیا آپ خوش ہوئے اور فرمایا مولانا صاحب! اپنا بیٹا مجھے دو۔

آپ کے والد ماجد نے جواباً عرض کیا حضور ابھی بچہ ہے آپ کی بات سمجھنے کے لائق ہو جائے تو پھر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ کو مشکوٰۃ جلالین کی تکمیل کے بعد جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل اور علم حدیث کے حصول کے لئے آپ نے غزالی زماں، رازی دوراں قبلہ کاظمی کریم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے تقریباً بیس سال کی عمر مبارک میں 17 شوال المکرم 1378 ہجری بمطابق 26 اپریل 1959ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان سے سند فراغت حاصل فرمائی۔ پھر آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا اور بعدہ آپ نے اپنے والد ماجد سے علم تصوف میں تحفہ مرسلہ، لوائح جامی شریف، توفیقہ شریف اور مثنوی شریف وغیرہ پڑھ کر حدیث شریف اور جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی سند فراغت حاصل فرمائی۔ جس سال آپ نے مدرسہ انوار العلوم ملتان سے سند فراغت حاصل کی اسی سال مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر اور ضوفگن تھے۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ کرم بالائے کرم۔

سند الحدیث من الشیخ المحقق

شیخ المحققین برکت رسول اللہ فی الہند محقق علی الاطلاق سند المحدثین شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ جن کو زیارت حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔۔۔۔ زہے نصیب۔۔۔ نے فراغت والے سال علامہ فیضی صاحب کو عالم رؤیا میں سند حدیث خود عطا فرمائی۔

آپ اپنے اعلیٰ علمی و روحانی مرتبہ و مقام کی وجہ سے بزرگان تونسہ شریف، گولڑہ شریف، سیال شریف اور قبلہ مفتی اعظم ہند، امام ضیاء الدین مدنی و شیخ علاء الدین بکری مدنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔

اکتساب فیض و خلافت

آپ اپنے والد ماجد محقق سند المدرسین حضرت علامہ پیر محمد شریف صاحب فیضی اور حضور قبلہ غوث زماں خواجہ فیض محمد شاہ جمالی اور غزالی زماں، امام اہلسنت حضور قبلہ سید احمد سعید شاہ کاظمی کے علاوہ قلندر وقت سلطان العارفین حضرت قبلہ خواجہ غلام یاسین فیضی شاہ جمالی (نے خود گھر آ کر خلافت عطا فرمائی اور بار بار تکرار کر کے مرید کیا کرو) حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری بریلی شریف اور حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب قادری مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اکتساب فیض کیا۔

کسی کو محنت کر کے اور مطالبہ کے بعد خرقہ خلافت عطا ہوا مگر آپ کو بن مانگے اور بلا کر دیا بلکہ خود گھر آ کر عطا کیا۔ بقول شاعر ؎

بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سما یا نہیں

مدرسہ مدینۃ العلوم کا سنگ بنیاد

آپ نے فراغت علوم عقلیہ و نقلیہ کے بعد 11 ذوالحجہ 1979 ہجری کو اپنے آبائی گاؤں بستی فیض آباد علاقہ اوچ شریف مدینۃ الاولیاء، ضلع بہاولپور میں ایک بڑے ادارے مدرسہ مدینۃ العلوم کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ اپنی مثال آپ تھا۔ ایک گاؤں میں علم و عرفان کے سمندر جاری ہو گئے۔ مختصر عرصہ میں یہ ادارہ پورے پاکستان بلکہ برصغیر میں اچھی شہرت حاصل کر گیا اور پاکستان کے اطراف و اکناف افغانستان، ایران، بنگلہ دیش سے تشنگان علوم و معارف اپنی علمی و روحانی پیاس بجھانے کے لئے جوق در جوق گاؤں میں آن پہنچے۔

ادارہ ہذا 12 ربیع الثانی 1388 ہجری تک علم و حکمت کے دریا بہاتا رہا اور تشنگان علوم و معارف کی پیاس بجھاتا رہا۔ مختلف علاقہ جات و ممالک افغانستان، بھارت اور اندرون ملک سندھ، پنجاب اور کشمیر سے علم کے شیدائی و متلاشی آتے رہے اور اکتساب علم کر کے پوری دنیا کو فیض یاب کرتے رہے اور آج تک کر رہے ہیں آج بھی اسی ادارہ کے فارغ التحصیل علماء کرام آپ کے تلامذہ

نامور اساتذہ، محدث، مفسر، مناظر اور محقق کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور اندرون ملک اور بیرون ملک دنیا کے مختلف خطہ جات میں تبلیغ دین اسلام اور مذہب حقہ اہلسنت کا تحفظ کر کے اپنے فرائض باحسن انجام دے رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

مدرسہ مدینۃ العلوم کے چند قابل ترین علماء کرام

(فارغ التحصیل طلباء آپ کے تلامذہ)

1۔ مناظر اسلام علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی — نائب شیخ الحدیث، انوار العلوم ملتان

2۔ علامہ صوفی محمد حفیظ الدین حیدر — (چنا کانگ، بھارت) حال پرنسپل جامعہ عمر یف العلوم موزمبیق، ساؤتھ افریقہ

3۔ علامہ سید غیاث الدین شاہ صاحب — غزنی، افغانستان

4۔ علامہ صاحبزادہ نظام الدین صاحب — پوتا مولانا محمد یار فریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گڑھی اختیار خان پور

5۔ علامہ عبدالرزاق صاحب — راولپنڈی

6۔ علامہ قبول احمد صاحب فیضی — ترنڈ محمد پناہ، رحیم یار خان

7۔ علامہ غلام رسول صاحب سعیدی — خطیب آرمی پاکستان

8۔ علامہ غلام محمد صاحب سعیدی — ترنڈ محمد پناہ، رحیم یار خان

9۔ علامہ غلام قادر صاحب — سمہ سٹہ، بہاولپور

10۔ علامہ کریم بخش صاحب سعیدی — خطیب لیاقت پور، رحیم یار خان

11۔ علامہ حافظ محمد عارف صاحب سعیدی — خطیب و امام کھتری مسجد کھارادر و مدرس المدینہ دعوت اسلامی کھارادر برانچ، کراچی۔

مدرسہ فیضیہ رضویہ احمد پور شرقیہ کا قیام

12 رجمادی الاولیٰ 1388 ہجری کو آپ نے یہ ادارہ بستی فیض آباد اوچ شریف سے احمد پور شرقیہ منتقل فرمایا اور مدرسہ فیضیہ رضویہ کے نام سے اپنے ذاتی مکان محلہ سعید آباد دامیر عالم کالونی کچہری روڈ میں اس کی نشاۃ ثانیہ فرما کر تعلیم و تدریس کا اہتمام فرمایا جو کہ آج تک جاری وساری ہے۔

جامعہ فیضیہ کے چند نامور فارغ التحصیل علماء جن کو آپ نے شرف تلمذ حاصل ہوا

1۔ حضرت مولانا سراج احمد صاحب سعیدی (صاحب تصنیف)	صدر مدرس عزیز العلوم اوچ شریف
2۔ مناظر اسلام علامہ عبدالرشید صاحب بایگی	مدرس مدرسہ چوک بہمنہ احمد پور
3۔ علامہ مفتی عبدالخالق اعظمی	مہتمم انوار الاسلام حسین گوٹھ ضلع بہاولپور
4۔ مولانا غلام محمد صاحب بایگی	خطیب 9 DNB ضلع بہاولپور
5۔ مولانا قاضی تاج محمد صاحب	خطیب نوراکوٹ بہاولپور
6۔ مولانا حق نواز صاحب قمر	ایڈووکیٹ ہائی کورٹ بہاولپور
7۔ مولانا عبدالعزیز صاحب	محمد علی لاری اڈا احمد پور شرقیہ
8۔ مولانا حق نواز صاحب صابری	خطیب مدرس شعبہ درس نظامی کراچی
9۔ علامہ محمد شفیع صاحب گولڑوی	خطیب ملتان
10۔ مولانا فدا حسین صاحب سعیدی	خطیب کراچی

11۔ صاحبزادہ مولانا ارشاد احمد شاہ صاحب بخاری شکار پور۔ ڈیرہ غازی خان

12۔ صاحبزادہ مولانا خورشید احمد شاہ صاحب بخاری شکار پور۔ ڈیرہ غازی خان۔ حال لاہور

13۔ مولانا قاری غلام یاسین صاحب	خطیب سیالکوٹ
14۔ مولانا حافظ منظور احمد صاحب	خطیب آرمی پاکستان
15۔ مولانا قاضی جلیل احمد صاحب بایگی	خطیب آرمی پاکستان
16۔ مولانا غلام حیدر صاحب	ہزارہ

مدرسہ فیض الاسلام کا قیام

21/ مارچ 1995ء کو آپ نے اپنے ذاتی پلاٹ 5 کنال میں اس مدرسہ کی بنیاد اس وقت رکھی جب آپ کے والد محترم اس دار فانی سے رحلت فرما کر عالم برزخ جلوہ گر ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک اسی مدرسہ فیض الاسلام میں مرجع خلائق ہے۔ انشاء اللہ العزیز یہ ادارہ آنے والے وقت کا عظیم ترین اور مثالی ادارہ ہوگا۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک مدرسہ فیض الاسلام دربار فیضیہ چشتیہ نزد ریلوے لائن محلہ قریش آباد احمد پور شرقیہ 20-21 مارچ کو دھوم دھام اور اہتمام سے ہوتا ہے۔

آپ بطور محدث و مفسر

آپ کے اعلیٰ علمی مقام کا اندازہ آپ کے قابل ترین تلامذہ موجودہ دور کے قابل ترین اساتذہ، مدرسین اور مناظر علما حضرات سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ جس نے بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا بہت کچھ آپ سے حاصل کیا۔ آپ کا طریقہ تدریس مثالی اور انوکھا ہے۔ جس نے بھی آپ سے جو سبق پڑھا آج تک علمی نقاط اس کے دل و دماغ میں محفوظ ہیں اور وہ بار بار آپ سے اکتساب علم و فیض کی کوشش کرتا۔ موجودہ دور کے کئی علماء مدرسین اپنے آپ کو علامہ فیضی مدظلہ کے تلامذہ کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور کئی شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے بیتاب ہیں اور تڑپتے ہیں۔ تلامذہ ذہین و کند ذہن ہر قسم کے ہوتے ہیں مگر آپ سے سب یکساں مستفید ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ فیضی مدظلہ دیگر اساتذہ کے ساتھ خود بھی تدریسی فرائض انجام دیتے ہیں بالخصوص تفسیر و حدیث کی تدریس میں مہارت تامہ کے مالک ہیں۔ اسی لئے آپ تقریباً ہر سال ماہ رمضان المبارک میں دورہ تفسیر القرآن تمام علوم و فنون کے ساتھ خود پڑھاتے ہیں۔ جس میں دور دراز سے علمائے کرام اور طلباء شامل ہو کر علمی و روحانی فیض پاتے ہیں۔ آپ کو فن حدیث سے خاص شغف ہے۔ اس کا اندازہ آپ کی بے مثال و نایاب لائبریری سے کیا جاسکتا ہے کہ جتنا احادیث کا ذخیرہ آپ کے پاس ہے شاید آپ کو کسی لائبریری میں ملے۔ کیونکہ آپ جب بھی حاضری حرمین شریفین پر تشریف لے جاتے ہیں تو کتب احادیث کے انبار لاتے ہیں۔ جو دیکھنے والے کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں کہ باقی سامان الیکٹرونک وغیرہ کچھ بھی نہیں صرف کتب کا ذخیرہ ہے۔ آپ دورہ حدیث شریف کی تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ نیز آپ دو مرتبہ مدرسہ ہدایت القرآن ملتان اور ایک مرتبہ مدرسہ رکن الاسلام حیدرآباد میں دورہ تفسیر القرآن پڑھا چکے ہیں۔

آپ بطور مناظر اسلام

ماضی میں مقام مصطفیٰ ﷺ عظمت صحابہ و اہلبیت اور ولایت اولیاء اللہ پر نجدیت خارجیت اور رافضیت کے پے در پے حملے ہوئے۔ ایسے میں اللہ و رسول اللہ ﷺ کے شیر ائمہ کھڑے ہوئے اور اپنے ہم مسلک علمائے اہلسنت اور مشائخ عظام کے شانہ بشانہ وہ کام کیا اور ان کو وہ دندان شکن اور مسکت جواب دیئے کہ نجدیت و رافضیت کے محل لرز اٹھے۔ جن وادیوں میں تاحد نگاہ اندھیرے چھائے ہوئے تھے وہ وادیاں آج علم و عرفان اور فقہ حنفی کے نور سے جگمگا اٹھیں۔ مرد حق و مناظر اسلام علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کی بدولت پاکستان کے باشندوں کے دل و دماغ میں زندگی کی نئی تڑپ

وجود میں آئی اور لوگ جوق در جوق وہابیت دیوبندیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکل کر نور عرفان کی وادی میں آگئے۔ کئی لوگ آپ کے اعلیٰ علمی مرتبہ وروحانی مقام وفن مناظرہ کو دیکھ کر تو بہ تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو گئے۔ نور مصطفیٰ ﷺ کی کرنیں پھوٹ پڑیں۔ قریہ قریہ، شہر شہر روحانیت وحدانیت اور سنیت کا پرچم سر بلند ہوا۔ آپ نے علماء سوء سے کئی مناظرے مباحثے کئے بفضلہ تعالیٰ و حبیبہ ﷺ آپ نے سنیت اور مذہب صوفیائے کرام کو سرخرو ہونے دیا۔ علمی وروحانی لحاظ سے آپ کی شخصیت آج بھی مسلم ہے۔ آج بھی سنی بریلوی اساتذہ، تلامذہ، سب اس مناظر اسلام علامہ فیضی صاحب مدظلہ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے حق کو چمکانے اور اجاگر کرنے کے لئے باطل سے کئی مناظرے کئے ہیں جن کا احصاء ممکن نہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ آپ نے موضع گوپور علاقہ روہلانوالی، ضلع مظفر گڑھ میں مولوی سعید احمد چتروڑی گستاخ رسول ﷺ غیر مقلد نجدی سے مناظرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی اور اسے ذلت آمیز شکست فاش دی۔ پھر آج تک مولوی سعید احمد چتروڑ گڑھی سامنے آنے سے عاجز ہے۔ بلکہ آپ کے نام سے لرز جاتا ہے اور وہ مقام چھوڑنے پر مجبور و بے بس ہو جاتا ہے۔ آج تک عینی شواہد موجود ہے۔

2۔ اسی غیر مقلد مولوی سعید احمد چتروڑ گڑھی سے لاٹ کے نزد (ضلع ملتان) مناظرہ طے پایا مگر مقررہ تاریخ پر علامہ فیضی صاحب کتب حوالہ جات وتلامذہ (جس میں راقم الحروف بھی ساتھ تھا) مقررہ مقام پر پہنچ گئے۔ مگر جب اس مولوی سعید کو معلوم ہوا کہ قبلہ علامہ فیضی صاحب جلوہ گر ہیں تو اس نے بھاگ نکلنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ ہزاروں افراد اس بات کے عینی گواہ ہیں پھر اسی مقام پر اسی روز جشن فتح کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ جس میں آپ علامہ فیضی صاحب نے مہمان خصوصی کے طور پر آخر میں خطاب لاجواب سے لوگوں کو محظوظ و مسرور کیا۔

3۔ آپ نے شیعہ مولوی قاضی سعید الرحمٰن سے علاقہ جندو پیر لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مناظرہ کیا جو کہ رات گئے تک ہوتا رہا۔ جس میں قاضی سعید الرحمٰن شیعہ کو شکست فاش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ کی طرح کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ اس میں ہمارے شہر احمد پور شرقیہ کے چند شیعہ حضرات بھی موجود تھے جو کہ آج تک علامہ فیضی صاحب کی حقانیت و علمی مقام کے معترف ہیں اور اپنی شکست اور اپنے مولوی کی ہار کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب قاضی سعید الرحمٰن مبہوت ہوا تو کہنے لگا کہ حضرت علی مومن نہیں۔ آپ نے اس سے یہی تحریر لے لی اور اس نے بھی

اپنے قلم و ہاتھ سے لکھ دیا کہ حضرت علی مومن نہیں۔ آج تک وہ ریکارڈ میں موجود ہے۔

4۔ غیر مقلدوں کے امام مولوی عبداللہ روپڑی سے حویلی لکھا علاقہ پاکپتن سے مناظرہ طے ہوا۔ آپ بمع کتب و تلامذہ مولانا عبدالرشید صاحب پاکپتی وغیرہ کے مقررہ تاریخ و مقام پر پہنچ گئے۔ دو دن تک اس کا انتظار کرتے رہے مگر اسے سامنے آنے کی تاب نہ ہوئی۔

5۔ 24 دسمبر 1997ء کو آپ نے ایک غیر مقلد وہابی قاری مولوی عبیدالرحمٰن سکنہ دائرہ دین پناہ ضلع مظفر گڑھ سے مناظرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل آپ کو فتح نصیب فرمائی اور اسے ذلت و رسوائی کا سامنا ہوا۔ علامہ فیضی صاحب مدظلہ نے اس وہابی مولوی سے یہ تحریر لکھوائی جو کہ نجدیت کے منہ پر طمانچہ رسید کرنے کے مترادف ہے۔ شفاعت پیغمبر ﷺ برحق ہے جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ جو نبی ﷺ کی شفاعت کے متعلق لکھتا ہے کہ شفاعت مصطفیٰ ﷺ برحق ہے۔ اس کو ابوجہل جیسا مشرک کہنے والا (جیسا کہ مولوی اسمٰعیل قتیل نے اپنی کتاب تقویت الایمان کے صفحہ 330 پر لکھا ہے) ہمارے نزدیک کافر ہے۔ دستخط عبیدالرحمٰن۔

اس سے بڑھ کر حقانیت کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہابی شاطر، اپنے کافر اپنے بڑی مولوی اسمٰعیل کو کافر لکھ دیا۔ فللہ الحمد۔

آپ کی طرف سے چھپے ہوئے کافی تعداد میں مختلف اشتہارات اور پمفلٹ کی صورت میں موجود ہیں۔ مگر آج تک کسی بدمذہب وہابی، نجدی، دیوبندی کو جرأت و ہمت نہ ہوئی اور نہ ہی ان سوالات کے جوابات دے سکے۔ بلکہ آج بھی ان کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی میں علم و جرأت ہے تو ان کے تحریری جوابات سے اپنے بڑوں کا منہ دھو کر اپنے قرض اتارے۔ تاکہ اہل علم پر حق و باطل کا امتیاز ہو سکے۔

مولانا نادر خواستی جو رخصت ہو چکے ہیں مذہب باطلہ مولانا سرفراز گکھڑوی مولوی عبدالستار تونسوی مولوی عبداللہ روپڑی وغیرہم پوری ذریت سے وہ سوالات تشنہ جواب ہیں۔ کچھ چلے گئے مگر قرض نہ اتارا۔ ان کے بس میں ہی نہ تھا جواب کیسے لکھتے

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

6۔ آپ کی اسی کتاب لاجواب "مستطاب مقام رسول" پر مخالفین دیوبندیوں نجدیوں نے ای، اے، سی احمد پور شرقیہ کی عدالت میں 1984ء میں درخواست دی۔ اسی کتاب پر عدالت میں وکلاء و دانشوروں کے سامنے مناظرہ طے ہوا۔ وہاں بھی ان کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ علامہ قیمتی صاحب کی طرف سے دلائل قاہرہ کے انبار اور ادھر لغویات تھیں۔ بالآخر ای، اے، سی، نے پولیس کو کمرہ عدالت میں طلب کر کے ان کی پٹائی کرائی۔ فللہ الحمد

7۔ پھر انہیں نجدیوں نے 1992ء میں اسی کتاب کو بند کرانے کے لئے سیشن کورٹ میں رٹ دائر کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ رٹ سیشن جج نے خارج کر دی۔ جس کی نقل اور فیصلہ بدست سیشن جج اسی کتاب کے آخر میں موجود ہے۔ اہل علم و منصف مزاج پڑھ کر خود فیصلہ فرما سکتے ہیں حق اور باطل میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

آپ بطور شیریں بیاں خطیب

جہاں آپ ایک قابل ترین مدرس و مفسر و محدث ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فن خطابت میں بے پناہ صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ آپ کی زبان مبارک میں وہ شیرینی ہے کہ سننے والا یکسوئی کے ساتھ محو ہو کر آپ کے خطاب لاجواب سے مستفید ہوتا ہے۔ آپ جماعت اہلسنت کے مایہ ناز خطیب ہیں۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آپ کی ڈائری کئی کئی ماہ تک پُر ہوتی ہے۔ پروگرام لینے کے لئے کئی ماہ پہلے رابطہ کیا جاتا ہے آپ کراچی سے لے کر حویلیاں ہزارہ پنڈی تک ادھر بلوچستان کوئٹہ دوستا محمد تک تبلیغی تقریری دوروں پر تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ کی تقریر دل پذیر میں وہ اثر ہے وہ جادو ہے کہ کئی عشاقان مصطفیٰ ﷺ آپ کی تقریر میں جان کا نذرانہ دے چکے ہیں اور شہادت کا جام نوش کر چکے ہیں۔ آپ کے لئے تین چار گھنٹے بیان فرمانا غیر معمولی بات ہے۔ فقط ایک موضوع پر چار چار گھنٹے بیان فرمانے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ جس سے علماء دنگ رہ جاتے ہیں اور حوالہ جات کے انبار ہوتے ہیں۔ بلا دلیل آپ کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ جو بھی ایک بار آپ کے خطاب لاجواب سے مستفیض ہوتا ہے وہ بار بار آپ کے بیان عالی شان کے سننے کی سعی و تگ و دو کرتا ہے۔ کوئی خطیب فقط اردو زبان میں خطاب فرماتے ہیں اور کوئی سرائیکی میں فقط مگر یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کہ سرائیکی، اردو، فارسی، عربی سب پر عبور رکھتے ہیں۔ فی البدیہہ جو بھی زبان ہو آپ

تقریر شروع فرمادیتے ہیں اور صاحب زبان عربیوں سے اس انداز میں داد حاصل کرتے ہیں کہ ماشاء اللہ فی الملائکۃ فی الرد علی الوہابیہ آپ کی نورانی تقریر سو فیصد وہابیوں کا رد بلیغ ہے۔ مزید یہ کہ ہر شخص آپ کے خطاب لاجواب سے یکساں مفید ہوتا ہے۔ خواہ وہ عالم و طالب علم ہو خواندہ یا ناخواندہ۔ جب علمائے کرام آپ کے علمی جواہر پارے سنتے ہیں تو بغیر داد دیئے رہ نہیں سکتے اور آپ کی تقریر میں جدت ہوتی ہے نیا موضوع ہوتا ہے نیا رنگ ہوتا ہے۔ یہ فقط آپ کا خاصہ ہے نیز آپ کی یہ کرامت ہے کہ بغیر مجمع و اجتماع کے تقریر شروع فرمادیتے ہیں۔ 15-10 منٹ تک پنڈال کھچا کھچ بھر جاتا ہے۔ جب کہ عام علماء حضرات اس سے گریز کرتے ہیں کہ ہاؤس فل ہو پھر خطابت کا میدان سنبھالیں۔ علمی سوالات و جوابات آپ کا خاص مشغلہ ہے۔ دوران خطابت بہت سے سوالات کئے جاتے ہیں اور آپ فوراً دلائل قاہرہ سے باحوالہ جوابات سے نوازتے جاتے ہیں اور اپنے موقف کو دلائل قاہرہ سے روز روشن کی طرح واضح فرمادیتے ہیں اور مذہب باطلہ کے عالی محلات کو پاش پاش کر کے اپنے مذہب حقہ اہلسنت کی حقانیت کو دوبالا کر دیتے ہیں کراچی، ملتان، لاہور وغیرہ کئی مقامات سے آپ کو جمعہ کی خطابت کی پیش کش کی گئی۔ مگر آپ نے اپنے پسماندہ شہر احمد پور شرقیہ کو بلا کسی معاوضہ کے ترجیح دی اور باقی سب کو کثیر مالی اعانت و پیش کش کے باوجود ٹھکرا دیا۔ آج کل آپ مدرسہ فیضیہ رضویہ کی نورانی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض بلا معاوضہ انجام دے رہے ہیں۔ بلکہ آپ اپنی ذاتی آمدنی سے مدرسہ فیضیہ و فیض الاسلام کے اخراجات برداشت کرتے ہیں ایک بزرگ عالم دین عاشق رسول ﷺ حافظ مولانا محمد عارف صاحب احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا علامہ فیضی صاحب مدظلہ اور ان کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کی موجودگی میں بتایا اے علامہ فیضی صاحب! حضرت خضر علیہ السلام پہلے بھی آپ کو شرف بخشنے کے لئے آپ کے پیچھے نماز جمعہ ادا فرما گئے ہیں اور آئندہ جمعہ بھی آپ کے پیچھے اسی نورانی جامع مسجد میں ادا فرمائیں گے۔ انسانی لباس و شکل و صورت میں ہوں گے۔ نورانی شفاف چہرہ ہوگا سفید چمکدار ریش مبارک ہوگی اور سفید لباس میں ملبوس ہوں گے اور ان کے ہاتھ ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوں گے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی ہڈی نہیں ہوگی بالکل نرم و نازک انگوٹھا ہوگا۔ اس جمعہ کئی حضرات نے حضرت خضر علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ (کما صلی النبی ﷺ خلف ابی بکر الصدیق و عبدالرحمن بن عوف و جبرائیل علیہم السلام تشریفا لھم)

اس سے قبل آپ ان مقامات پر خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔

1۔ جامع مسجد دربار حضرت سید جلال الدین بخاری اوچ شریف۔
2۔ جامع مسجد دربار حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت اوچ شریف۔
3۔ جامع مسجد کرنل عبداللطیف محلہ سرمد شاہ احمد پور شرقیہ۔
4۔ جامع مسجد دارہ خدا اللہ ڈیوایا محلہ شکاری احمد پور شرقیہ۔

تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ اندرون وبیرون ملک دورے کر چکے ہیں۔ حج بیت اللہ کے موقع پر آپ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران میلاد شریف کی محافل میں حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب (بریلی شریف)، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور مفتی محمد حسین نعیمی صاحب سکھر مدظلہ العالی کی صدارت میں اردو، عربی میں علماء مصر وشام کی موجودگی میں تقاریر فرما کر علماء عرب وبزرگان اسلام کے دل موہ لئے۔ آپ کی تقاریر کی آڈیو کیسٹ عربی، اردو اور سرائیکی میں مختلف موضوعات پر موجود ہیں۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار

تحریک پاکستان کے وقت آپ اگرچہ جواں سال تھے مگر جذبہ اسلام وآزادی سے اس وقت بھی سرشار تھے اور اپنے عمائدین وقائدین کی طرح اس تحریک میں سرگرم عمل رہے اور اپنے والد محترم علامہ پیر محمد شریف صاحب فیضی کے زیر سایہ مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ اپنے دل پذیر خطاب لاجواب سے عوام الناس کو ان تحریکوں کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ اسلام اور سوشل ازم کے موضوع پر مستقل کتاب کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کیا اور ہر طرح سے ان تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر تحریر وتقریر کے ذریعے ان کی اہمیت کو اجاگر کیا مزید برآں خود عملی طور پر جلوسوں کی قیادت فرماتے رہے اور جب احمد پور شرقیہ میں تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران گولی چلی اور خون کی ندیاں بہیں تو اس میں آپ کے چچازاد بھائی مولانا قبول احمد صاحب آپ کے رضاعی بھائی مولوی عبدالعزیز صاحب اور مدرسہ فیضیہ رضویہ کے طالب علم حاجی محمد حنیف صاحب اور سید گل حسن شاہ صاحب زخمی ہو کر خون میں لت پت ہو گئے اور آپ کے ایک عقیدت مند نے جام شہادت نوش کیا۔ سیاسی طور پر آپ ابتداء ہی سے جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ رہے اور اس کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ 1978ء، 1989ء میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے جب احمد پور شرقیہ کا دورہ فرمایا تو آپ کو تحصیلی سطح پر جمعیت کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ مئی 1978ء میں آپ

کو جماعت اہلسنت پاکستان ضلع بہاولپور کا صدر منتخب کیا گیا۔آپ نے اپنے دور صدارت میں جماعت کے لئے دن رات تگ و دو اور سخت محنت فرمائی۔کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان اور میلاد مصطفیٰ کانفرنس رائے ونڈ میں شرکت کے لئے بڑے پیمانہ پر کوشش کی۔کئی کاروں اور بسوں کا قافلہ آپ کی نگرانی میں ملتان اور رائیونڈ پہنچا اور آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کا رکن بھی منتخب کیا گیا۔

حرمین شریفین کی حاضری اور مقامات مقدسہ کی زیارت

ویسے تو آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی حاضری میں رہتے ہیں۔لیکن ظاہری طور پر آپ پہلی مرتبہ 1970ء میں حرمین شریفین کی حاضری پر تشریف لے گئے۔مدینہ منورہ کی حاضری پر آپ نے مواجہہ شریف کے سامنے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں یہ نعت پیش کی۔جس کا مطلع و مقطع یہ ہے۔

حبیب خدا سائیں الیسو کے کیناں۔۔کتی کوں ولا سائیں سڈ یسو کے کیناں

ہے عصیاں دا ماپار ے فیضی دی حاضر۔۔۔نگاہ تلطف بھلیسو کے کیناں

دوسری حاضری 1971ء میں ہوئی۔اس حاضری میں آپ کے والد محترم علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے۔آپ سفینہ الحجاج بحری جہاز سے پہلے روانہ ہوئے تو آپ کے والد محترم الوداعی وقت میں مغموم ہو گئے کہ منظور احمد مجھے چھوڑ کے اکیلا روانہ ہو گیا۔آپ جب قدم بوس ہوئے تو اپنے والد محترم سے کہنے لگے اے آقائے نعمت! انشاء اللہ العزیز آپ مجھ سے پہلے پہنچیں گے۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ کے والد محترم پہلے سے موجود تھے اور ہوٹل نوش فرما رہے تھے۔اپنے والد محترم کے قدم بوس ہو کر مخاطب ہوئے اے آقائے نعمت! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اگرچہ میں پہلے جا رہا ہوں۔مگر آپ مجھ سے پہلے حاضری دیں گے۔

آپ کے والد محترم کا پیار اور آپ کی نیاز و ادب

اگر کوئی والد اپنی اولاد پر مہربان اور دعاؤں کا مرکز ہوگا تو علامہ فیضی صاحب کے والد محترم اس کی مثال تھے۔جتنا پیار و محبت و شفقت اور اپنی نیک دعاؤں میں اپنے اکلوتے لڑکے علامہ فیضی صاحب مدظلہ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔اتنا شاید کسی کے والد نے اپنی اولاد کو نیک دعاؤں میں یاد کیا ہوگا اور اگر

کوئی والدین کا باادب لڑکا دیکھنا ہو تو علامہ فیضی صاحب مدظلہ کو دیکھ لو۔ پورے علاقہ میں والد اور ولد کا پیار و ادب مشہور و معروف تھا اور اسے بطور نمونہ و مثال پیش کیا جاتا تھا۔ پیار و محبت اور نیک دعاؤں میں مالا مال اور سرشار دیکھنا ہو تو آپ کے والد محترم کو دیکھ لو اور باادب و با احترام و تابع فرمان لڑکا دیکھنا ہو تو علامہ فیضی صاحب کو دیکھو۔ وبالوالدین احسانا۔ پر اگر کسی نے عمل کیا ہے تو بلا مبالغہ علامہ فیضی صاحب مدظلہ اس کی جیتی جاگتی تفسیر و تصویر ہیں۔ آپ اس کی تشریح یوں بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبالوالدین احسانا کہ والدین سے احسان کرو یہ نہیں فرمایا کہ صرف ان کی زندگی میں احسان کرو بلکہ بعد از وصال بھی احسان کرو۔ قرآن ،قل ،کلمہ ،درود شریف ،صدقات ،دعا وغیرہ سے احسان کرو۔ زندگی میں بھی اور ان کے وصال کے بعد جتنا آپ نے اس آیت پر عمل کیا ہے شاید ہی آج کل کوئی حافظ یا عالم اس پر عمل کرتا ہو رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا کی تلاوت کر کے آپ آگے اس طرح عجیب تشریح و تفسیر سے فرماتے ہیں کہ رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا و کبیرا و کھولا۔ یعنی اے میرے پروردگار میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن، جوانی اور بڑھاپے میں میری پرورش فرمائی۔ آپ کے والد محترم بھی آپ کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے جگر کو تسکین اپنے محبوب، علامہ، مناظر، تقویٰ کے پیکر لڑکے کو دیکھ کر دیتے تھے۔ نیز انت و مالک لابیک (الحدیث) کا مصداق آپ ہیں۔ والد محترم نے جتنی رقم کا مطالبہ کیا آپ نے بلا چوں و چرا اور بغیر کسی توقف کے حسب فرمان رسول اللہ ﷺ پیش کر دیا اف تک نہ فرمائی۔ آپ کے والد محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً 20 سے 25 مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری ہوئی۔ سب اخراجات آپ نے برداشت کیے۔

منت منہ کی خدمت سلطاں ہمی کنی۔۔منت شناس کہ در خدمت نگذاشت

تیسری حاضری آپ کی 1976ء میں ہوئی۔ جس میں آپ اپنے ساتھ چھ افراد کا قافلہ لے گئے۔ جس میں آپ کے والد محترم، آپ کی زوجہ محترمہ اور آپ کا بیٹا، راقم الحروف محمد محسن فیضی ایک آپ کی بیٹی اور آپ کا ایک طالب علم حاجی مولوی محمد حنیف مشی ساتھ تھے۔ یہ حاضری رمضان شریف میں عمرہ کی ادائیگی کی تھی عمرہ کی ادائیگی کے بعد عازم مدینۃ الرسول ﷺ ہوئے۔ رمضان شریف میں اعتکاف حرم نبوی میں نصیب ہوا پھر شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے کچھ ایام (یعنی تین ماہ) مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ جو کہ احب البقاء الی اللہ ہے اور دن رات محافل میلاد النبی ﷺ میں تقاریر فرماتے رہے۔ آپ بابا العوالی بیرون جنت البقیع ایک ملتانی بستی حاجی نذر محمد صاحب مدنی ملتانی اور صوفی اللہ دتہ مدنی ملتانی کی مسجد میں آپ روزانہ علی الصبح بعد نماز فجر درس حدیث دیا کرتے تھے اور اسی

مسجد میں آپ تین ماہ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے اور حاجی محمد حنیف مؤذن تھے۔ ملتانی مدنی حضرات نے آپ کو ہمیشہ یہیں رہنے کا کہا کہ آپ کے سب اخراجات ہم برداشت کریں گے۔ مگر آپ نے فرمایا پیچھے درس و تدریس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا آپ دعا کریں کہ ہر سال مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوتی رہے۔ ایک دن آپ جب احد شریف تشریف لے گئے اور ایک پتھر اٹھا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے پروردگار! کاش مجھے مدینہ منورہ کے جبل احد کا ایک پتھر بنا دیتا وہ پہاڑ جس کو حضور ﷺ سے محبت ہے اور آپ کو بھی جبل احد سے محبت ہے۔ تیز یہ کہ حساب و کتاب سے بھی محفوظ رہتا۔ حاجی محمد حنیف نے عرض کی، حضور آپ کا علمی و روحانی فیض کیسے دنیا کو نصیب ہوتا؟ دنیا آپ سے کیسے اکتساب فیض علم و عرفان پاتی؟ اسی مقصد کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش فرما کر اہلسنّت پر احسان فرمایا۔

چوتھی حاضری 1982ء میں آپ کو نصیب ہوئی اس بار بھی آپ کے والد محترم اور ایک آپ کی عزیزہ آپ کے ساتھ تھیں۔ اس مرتبہ بھی آپ رمضان المبارک میں تشریف لے گئے اور بعد ادائیگی حج واپس ہوئی۔ اس مرتبہ آپ جب تشریف لے گئے تو چند شرپسند عناصر نے تعصب بغض و حسد کی بنیاد پر یہ افواہ اڑا دی کہ آپ کراچی میں بیٹھے ہیں کبھی یہ کہتے کہ آپ سعودی عرب میں گرفتار ہیں۔ کبھی یہ افتراء باندھتے کہ آپ کے سعودی عرب جانے پر پابندی ہے۔ مگر بحمدہ تعالیٰ آپ نے اس مرتبہ بھی حسب سابق و دستور بھرپور محافل میلاد میں شرکت فرمائی۔ اس سال علامہ مولانا خورشید احمد صاحب فیضی ظاہر پیر والے بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ عربی میں مہارت تامہ و یدطولی کے مالک ہیں۔ اس لئے عرب شریف میں آپ اردو عربی اور سرائیکی میں تقاریر فرماتے ہیں اور صاحب عرب زبان سے خوب داد پاتے ہیں۔

پانچویں حاضری غالباً یہ حاضری آپ کی 1985 یا 86ء میں ہوئی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

چھٹی حاضری 1988ء میں ہوئی۔ اس حاضری میں بھی آپ کے والد محترم اور آپ کے دوسرے لڑکے حافظ محمد حسن فیضی ساتھ تھے۔ اس میں آپ کے والد محترم اور آپ کے لڑکے رمضان شریف میں تشریف لے گئے تھے اور آپ حج کے ایام ماہ ذوالحجہ میں تشریف لے گئے۔ غلام مصطفیٰ شاہ صاحب اور ملک حاجی محمد عبداللہ صاحب رشید والے بھی ساتھ تھے۔ آپ حج ویزا کے ذریعہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا ارادہ تو اپنے بزرگوار والد کے ساتھ جانے کا تھا۔ مگر رمضان شریف میں نہ جاسکے۔ آپ کے والد محترم نے وہیں سے بشارت دی کہ سرکار مدینہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی ہے اب آ جاؤ پھر آپ عین حج کے دنوں میں پہنچ گئے بعد حج واپس تشریف فرما ہو گئے۔

ساتویں حاضری بھی رمضان المبارک 1991ء میں نصیب ہوئی۔ اس دفعہ آپ کے والد محترم اور آپ کی زوجہ محترمہ بھی ساتھ تھے اور اپنے تیسرے اور چھوٹے صاحبزادے حاجی محمد حسین فیضی کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ کے والد محترم رمضان المبارک کے بعد عمرہ کی ادائیگی اور اعتکاف حرم نبوی کے بعد واپس تشریف لائے۔ مگر آپ بمع اہلیہ و بیٹے کے حج مبرور (حج اکبر) کی ادائیگی کے بعد تشریف لائے۔

آٹھویں حاضری اکتوبر 1997ء میں ہوئی مدینہ منورہ میں ایک ماہ کا قیام صرف محافل میلاد النبی ﷺ کے لئے تھا۔ کیونکہ درمیان میں چھ سات سال کا وقفہ تھا اس لئے عشاق جناب تھے تشنگان علم و عرفان آپ کے دیدار کے شائق تھے۔ سب تنگ وہ اہل مدینہ منورہ نے کی۔ پندرہ دن کا حسب معمول ویزہ تھا بعدہ اہل مدینہ منورہ نے مزید پندرہ دن کے قیام کی اجازت دلائی جب بھی واپسی پروگرام بنتا تو پھر کوئی رکاوٹ حائل ہو جاتی۔ ایک اہل مدینہ بزرگ نے فرمایا اگر علامہ منظور احمد صاحب فیضی کو حضور ﷺ اجازت مرحمت نہ فرمائیں تو وہ کیسے پاکستان جا سکتے ہیں۔ لہٰذا جتنے دن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام الغفار نے چاہا اپنے قرب خاص میں رکھا۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

آمدن باارادت۔ و رفتن باجازت

نویں حاضری 1998ء میں ہوئی۔ اس بار آپ بمع اہل خانہ آپ کی زوجہ محترمہ، دو صاحبزادیاں ایک عزیزہ اور ایک آپ کے والد محترم کا مرید نور احمد رمضان المبارک میں تشریف لے گئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد عازم طیبہ ہوئے۔ مدینہ منورہ میں رات کو پہنچے اور اسی رات محفل میلاد، و عرس حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ میں آپ نے شرکت کی، راقم الحروف بھی اس بابرکت محفل میں شامل تھا۔ نعت خوانی کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے خطاب مولانا عبدالتواب صدیقی اچھروی لاہوری صاحب نے کیا بعدہ آپ کا خطاب کا جواب جب شروع ہوا تو عشاق مصطفیٰ ﷺ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو نم دیدہ نہ ہو بعد اختتام محفل حاضرین نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا آپ کے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے اور پوچھنے لگے یہ کونسی ہستی ہے جو کہ عشق سرکار ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ نورانی و روحانی چہرہ کسی خاص بزرگ کا ہے کہ دیدار کرتے ہی خدا یاد آ جاتا ہے اذا رؤ وا ذکر اللّٰہ کا مصداق آپ کی ذات بالاصفات ہے۔ بلا ریب و بلا مبالغہ یہ ایک حقیقت ہے۔ پھر بعد اعتکاف مکہ مکرمہ میں حج تک قیام فرمایا اور تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ تقریباً دس کتابیں تحریر فرمائیں جن میں اکثر عربی اور کچھ اردو میں ہیں۔ آپ اپنے گرامی قدر والد محتشم کے ساتھ

دہلی، اجمیر شریف کی زیارات بھی فرما چکے ہیں آپ حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس سراپا قدس کے موقع پر تشریف لے گئے اور آپ کو وہاں سے بہت روحانی فیض ملا۔ آپ دسمبر 94 و جنوری 1995ء میں ایران، عراق کے مقامات مقدسہ کی زیارات پر بھی قافلہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ اس زیارتی قافلہ میں آپ کی زوجہ محترمہ آپ کا بیٹا حافظ محمد حسن اور دوسرے سنی سادات کرام آپ کی معیت میں تھے۔

آپ نے کربلا معلیٰ میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک و مزار شریف کی حاضری دی تو آپ کو مزار مبارک کے اندر سے کوئی خاص تحفہ بھی عطا ہوا۔ فللہ الحمد نیز حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی حاضری پر بھی آپ کو اکتساب فیض کا موقع ملا اور آپ نے کربلا معلیٰ روضہ کے اندر اپنی علیحدہ جماعت کا بھی اہتمام فرمایا آپ کے ساتھ جو سنی سادات کرام سید فدا حسین شاہ صاحب بخاری وغیرہ تھے آپ کی معیت سے بہت لطف اندوز ہوئے اور بار بار وہ سفر زیارات یاد کرتے اور کہتے ہیں کہ حضرت علامہ فیضی صاحب کی معیت میں جو قلبی سکون و اطمینان اور فیض حاصل ہوا کاش، وہ دوبارہ آپ کی معیت میں نصیب ہو۔

آپ کی تصانیف (مطبوعہ)

آپ جیسے فن خطابت کے شہسوار فن مناظرہ کے امام اور فن تدریس کے مایہ ناز معلم ہیں ویسے آپ فن تصنیف و تحقیق میں ید طولیٰ کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نعمت عظمیٰ سے بھی نوازا ہے۔ آپ کی ہر تصنیف و تالیف علمی و تحقیقی شاہکار ہے۔

1۔ مقام رسول ﷺ آپ کی یہ تصنیف لطیف، کتاب لاجواب مستطاب عرب و عجم میں یکساں مقبول، عالم اور متعلم کے درمیان محبوب ہے۔ جس نے بھی اس کا ایک بار مطالعہ کیا پھر بار بار پڑھنے کی کوشش کی۔ جس کے ہاتھ یہ کتاب لگی پھر واپس بڑی مشکل سے ہوئی اور کیوں نہ ہو کہ والی دو جہاں حامی بیکساں باعث تخلیق کائنات فخر موجودات محبوب خدا قادر مطلق و حسن مطلق کے حسن و جمال کا آئینہ و مظہر اتم قدرت کا شاہکار احمد مختار علیہ صلوٰۃ اللہ وسلام الغفار کی بارگاہ بیکس پناہ میں بھی شرف قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ کو جب حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو یہی کتاب مستطاب مقام رسول ﷺ آپ کے دائیں ہاتھوں میں تھی اور آپ خوشی و مسرت کا اظہار فرما رہے تھے کہ میری شان اور مقام پر بہترین تو نے تالیف کی ہے بعدہ سرکار دو عالم ﷺ فخر آدم و ابن آدم ﷺ نے مہر تصدیق اس کتاب پر ثبت فرمائی کہ اس میں جو بھی

ہے حق ہی حق ہے اس میں ایک ایسی حدیث نبوی موجود ہے کہ جس کی تصدیق خود حضور ﷺ نے فرمائی کہ ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر کفی ھذہ واقعی یہ میری حدیث ہے، سبحان اللہ العظیم وبحمدہ اس کتاب میں کسی مسلمان کو شک وشبہ کا شائبہ و گنجائش تک باقی نہ رہے۔ تو کیوں نہ اسے مشتاق بار بار پڑھیں اور اپنے ایمان کی آبیاری کریں۔

مقام رسول ﷺ کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اس ایڈیشن کو جدید طرز پر ضیاء القرآن سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

۲۔ تعارف ابن تیمیہ، بہت سے نامور شخصیات، پردہ نشینوں کا اصل چہرہ دلائل قاہرہ سے بے نقاب کر کے پیش کیا گیا ہے۔ بیش بہا علمی خزانہ، معلومات کا وافر ذخیرہ۔ بد مذہب کے بڑے بڑے محلات وقصر فطاریت کی دیوار ثابت ہوئے اور ان میں ایسی دراڑیں پڑ گئیں کہ دھڑام سے پوری نجدیت کا خول گر کر پاش پاش ہو گیا اور شیشہ کی طرح چکنا چور ہو گیا۔

۳۔ اسلام اور داڑھی آپ کی مایہ ناز تصنیف ہے اس کتاب میں آپ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مسلمان کے لئے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور داڑھی منڈانے اور کترانے والوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔ اس کتاب پر 32 جید علماء کرام اور بزرگان دین کی تصدیقات وتقریظات موجود ہیں۔ قابل مطالعہ کتاب ہے بالخصوص خشخشی داڑھی والے اماموں اور ان کے مقتدیوں کے لئے انمول تحفہ ہے۔

۴۔ مختصر انوار القرآن تفسیر فیضی آپ نے اپنی اس تصنیف میں صرف آیات قرآنیہ سے عقائد و مسائل اہلسنت کو روز روشن کی طرح واضح کر کے ثابت کیا ہے جس میں تمام مسائل، توحید و رسالت، علم غیب، حاضر و ناظر، مختار کل، نورانیت حیات النبی، شان اہل بیت وصحابہ، ازواج مطہرات، ماتم منع، شان اولیاء، صدقہ وفضیل عصمت انبیاء وغیرہ سب کو صرف آیات قرآنیہ سے بیان کیا ہے۔

۵۔ فیضی نامہ فارسی قوانین کی بہترین جامع کتاب سلیس اردو زبان میں ہے۔ اس سے قبل شاید ایسی فارسی گرامر کی کتاب تحریر کی گئی ہو۔ فارسی کے شائقین حضرات کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ خصوصاً عربی مدارس کے ابتدائی طلبہ کے لئے بے حد مفید ہے۔

۶۔ حاشیہ کریما شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی فارسی کی ابتدائی کتاب مستطاب کریما کا بہترین اور مستند حاشیہ ہے۔

۷۔ کلمات طیبات درود شریف دعاؤں اور وظائف کا بہترین مختصر مجموعہ الفاظ مختصر مگر ثواب زیادہ۔

۸۔ چہل حدیث عقائد و اعمال پر چالیس احادیث کا بہترین انتخاب پڑھنے کے لائق ہے۔

۹۔ علماء دیوبند کی عبارات سے وہابی کی تاریخ و پہچان نام سے ظاہر ہے۔

۱۰۔ عقائد و مسائل اہلسنت جیبی سائز مختصر ترین مگر مدلل رسالہ۔

۱۱۔ پانچ احادیث جیبی سائز کا مختصر رسالہ فضائل کلمات کلمہ درود شریف وغیرہ۔

۱۲۔ دس صیغہ درود و سلام مع فضائل و خواص نام سے ظاہر ہے جیبی سائز جامع۔

۱۳۔ پانچ احادیث عقائد اہلسنت کے تحفظ کے لئے ان احادیث کا پڑھنا بے حد ضروری ہے۔

۱۴۔ کتب وہابیہ سے وہابیوں کے عقائد ان کی کتب اور تحریروں کے فوٹو اسٹیٹ کے ساتھ۔

۱۵۔ گستاخان مصطفیٰ کی جامہ تلاشی اس کتاب میں دلائل اور حوالہ جات کے ساتھ خارجیوں نجدیوں کی ۱۰۳ گستاخانہ عبارات درج ہیں۔ اصل حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ ہر مسلمان پڑھے اور ان کے عقائد و شر سے بچے۔

۱۶۔ حلت سماع کی احادیث قوالی کے ثبوت کے لئے بہترین رسالہ صرف احادیث سے۔

۱۷۔ مختار کل تین آیات بائیس احادیث اور اقوال ائمہ سے اس بات کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں حضور ﷺ کے قبضہ میں ہیں۔

۱۸۔ نظریات صحابہ اس کتاب میں صحابہ کرام کے عقائد و نظریات کا بہترین اور مدلل بیان ہے۔ قابل مطالعہ کتاب ہے۔ صحابہ کے نام شیدائیوں کے لئے لمحہ فکریہ۔ کیوں؟ اور صحابہ کے عقائد کی ان کو دعوت دی گئی ہے کہ شخصیات سے پیار ہے اور عقائد سے نفرت۔

۱۹۔ مسائل احناف کا مدلل ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ سے دیا گیا ہے جس میں فاتحہ خلف الامام رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ سب کا جواب موجود ہے۔ مختصر مگر جامع۔

۲۰۔ سوانح حیات عارف باللہ عاشق رسول اللہ ﷺ حضرت علامہ الحاج پیر محمد شریف صاحب فیضی رحمہ اللہ کی مکمل سوانح حیات کا ذکر موجود ہے آپ کے مریدین و معتقدین کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

۲۱۔ معترضین مقام رسول سے سوال شر پسند دیوبندی مولویوں سے علمی سوال جس کا جواب آج تک نہ دے سکے۔

۲۲۔ مسائل عید قربانی نام سے ظاہر ہے سلیس اردو میں تمام مسائل موجود ہیں۔

۲۳۔ سلسلہ چشتیہ جمالیہ نام سے ظاہر ہے۔

۲۴۔ اذکار و تذکار ورود و وظائف کا مختصر ترین رسالہ نیز مختصر سوانح حیات حضرت علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۲۵۔ دیوبندیوں کی عبارات تیغ مبین المعروف کذب مبین کا جواب ہماری طرف سے ان کے سوالات کے جوابات چھپے ہوئے موجود ہیں مگر ہمارے کسی ایک سوال کا جواب آج تک کسی بدمذہب دیوبندی وہابی نے نہیں دیا اور نہ دے سکتا ہے۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو کہ خیر منائیں نہ شر کریں
رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

۲۶۔ سوشلزم یا اسلام قرآن مجید سے اسلام کا پرچم بلند کیا گیا ہے اور باطل نظریہ سوشلزم کی نفی کی گئی ہے۔

۲۷۔ کتاب الدعوات والاذکار من کلام اللہ تعالیٰ و حبیبہ سید الابرار و سائر الاخیار قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے اوراد و وظائف اور دعاؤں کی لاجواب کتاب مستطاب مفید شیخ و شباب

۲۸۔ شجرہ پیران چشت اہل بہشت مع مدفن و تاریخ وصال

۲۹۔ القول السدید فی محاسن الشہید و ذمائم یزید

اس میں امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان قرآن و حدیث سے بیان کی گئی ہے اور یزید پلید کی مذمت و بطالی کی گئی ہے یزیدیت و خارجیت پر ایک اور علمی دھاکہ پڑھیں اور اہل بیت کی محبت کے جام نوش کریں۔

۳۰۔ مرج البحرین فی ذکر الغوثین

اس میں غوث زماں شیخ المشائخ استاذ العلماء والعرفاء حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی اور قلندر وقت حضور قبلہ سلطان العارفین خواجہ غلام یاسین رحمہما اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات کا ذکر خیر ہے۔

۳۱۔ مقام صحابہ شان صحابہ قرآن و احادیث سے مختصر مگر جامع۔

۳۲۔ مقام اہل بیت شان اہل بیت قرآن و احادیث سے مختصر مگر جامع

۳۳۔ روحانی زیور مسلم طلبہ و خواتین کے لئے جامع ترین لاجواب کتاب مستطاب فی زمانہ اس کا ہر گھر

میں ہونا ضروری ہے سب حقوق زوجین، والدین وغیرہ اس میں جمع ہیں۔

غیر مطبوعہ تصانیف

۳۴۔ افہام الاغنیاء بحیاۃ الانبیاء والاولیاء

۳۵۔ الحق الجلی فی بیان ان الخوارق مقدورۃ للنبی والولی

۳۶۔ فتاویٰ فیضیہ ۵ جلدوں میں

۳۷۔ اعلام العصر بحکم سنت الفجر

۳۸۔ بستان العارفین

۳۹۔ الکلام المفید فی حکم التقلید، غیر مقلدین کا مدلل رد اور تقلید کی اہمیت

۴۰۔ تطہیر الجنان واللسان بمدح الامام ابی حنیفۃ نعمان امام اعظم ابوحنیفہ کی شان

۴۱۔ کتاب العلم (عربی)

۴۲۔ القول السدید فی حکم ضبط التولید، برتھ کنٹرول کے متعلق لاجواب تحقیق

۴۳۔ الحق فی العشق، الملقب بالمقاز فی المجاز

۴۴۔ دلائل الشرعیہ

۴۵۔ ازال الرین عن مسئلہ رفع الیدین کی ممانعت دلائل قاہرہ سے

۴۶۔ نور علی نور فی کلام سید یوم النشور چالیس موضوعات پر ۱۶۰۰ سے زائد احادیث کا بہترین مجموعہ

۴۷۔ ما شاء آیہ (عربی) عقائد پر بہترین جامع کتاب

۴۸۔ اربعون حدیثا (عربی) فضائل سید المرسلین ﷺ پر لاجواب احادیث صحیحہ از بخاری و مسلم کا انتخاب

۴۹۔ فضائل حبیب الرحمٰن ﷺ من صحیح ابن حبان (عربی) ۱۱۵ احادیث صحیح سے فضائل سید عالم ﷺ

۵۰۔ اربعون حدیثا فی احکام الدین (عربی) احکام دین پر جامع احادیث کا بہترین انتخاب۔ بہت جلد منظر عام پر آ رہی ہے۔

۵۱۔ اربعون حدیثا شرح الصدور فی الصلوٰۃ والسلام علی سید یوم النشور علیہ صلوٰۃ اللہ وسلام الغفور (عربی)

۵۲۔ اربعون حدیثا تنویر القلوب فی الصلوٰۃ والسلام علی الحبیب المحبوب (عربی)

۵۳۔ اربعون حدیثا سرور القلب المحزون فی عالم ما کان وما یکون (عربی)

۵۴۔ مقام ولی۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں ولایت کا مرتبہ و مقام

۵۵۔ فضائل صلوٰۃ و سلام ۸۰ احادیث سے صلوٰۃ و سلام کی فضیلت و برکت

۵۶۔ ترجمہ تفسیر خازن

۵۷۔ ترجمہ حدیقین الاربعین سلیس اردو زبان میں

(۴۶ تا ۵۷ تک کی کتب آپ نے حرم مکہ میں اسی سال ۱۹۹۸ء کی حاضری میں تالیف فرمائیں)

آپ کی زیارت و دعا پر نجات

ایک پاک باز متشرع آدمی نے مسجد میں بیان کیا کہ عالم رؤیا میں اکتوبر ۱۹۹۷ء میں میں نے علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کو مدینہ منورہ حرم نبوی قدیم میں شریفین میں دیکھا کہ آپ دلائل الخیرات پڑھ رہے ہیں اور سرکار مدینہ ﷺ مواجہ شریف سے آ رہے ہیں اور علامہ فیضی صاحب کی طرف سرکار نے اشارہ کر کے فرمایا کہ جس نے اس کی زیارت کی اس کی بخشش ہو گی۔ اور جس نے اس کے حق میں دعا کی اس کی بھی بخشش ہو گی۔ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہٖ! آپ واقعی منظور احمد ﷺ ہیں بارہا آپ کو اور آپ کے طفیل آپ کے غلاموں کو حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل آپ کے مزید درجات بلند فرمائے۔ زیارات و حاضری و عمر مبارک میں برکتیں عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

آپ کا حلقہ ارادت

آپ جہاں اعلیٰ علمی مقام پر فائز ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانیت و عرفان کا مظہر بھی بنایا ہے۔ آپ کا نورانی قابل زیارت چہرہ منورہ اور سید ہی سادی بلند رتبہ طبع و مزاج اس بات کی روشن اور واضح دلیل ہے کہ آپ واقعی بلا مبالغہ ایک اہم روحانی شخصیت اور ولی کامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اولیاء کاملین کے متعلق ارشاد فرمایا الذین و کانوا یتقون (اولیاء اللہ وہ ہیں) جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اذا رؤا ذکر اللّٰہ (حدیث شریف) کہ ولی کامل ولی اللہ کی نشانی یہ ہے کہ جب انہیں دیکھو اللہ یاد آ جائے۔ بلا مبالغہ آپ قرآن و حدیث کی مکمل تفسیر و تشریح ہیں ایمان و تقویٰ کا پیکر بھی ہیں اور آپ کے دیدار سے پروردگار کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اپنے تو اپنے رہے ایک بیگانہ حافظ دیو بندی جو نہ آپ کا شاگرد ہے اور نہ کسی طرح سے اس کا آپ کی ذات سے تعلق و نسبت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جب علامہ فیضی صاحب کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ قبلہ

فیضی صاحب کی بیعت میں اپنے آپ کو شامل کر کے قلبی سکون حاصل کر رہی۔ آپ کے مریدین و ارادت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے جو کہ ہزاروں میں ہے لیکن مختصراً یہ کہ اندرون ملک پاکستان، کراچی، حیدرآباد، ضلع رحیم یار خان، ضلع لودھراں، ضلع بہاولپور، ضلع ملتان، ضلع مظفر گڑھ و ضلع ڈیرہ غازی خان، لاہور و بیرون ملک، سعودی عرب و دوبئی تک پھیلا ہوا ہے جس میں ہر طبقہ کے افراد، دانشور، علمائے کرام، حفاظ حضرات وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہے۔ ریا و تکبر نام کی کوئی چیز آپ میں نہیں آپ بالکل سادہ طبع و مزاج کے مالک ہیں۔ درویش منش انسان ہیں ہر وقت ذکر و فکر میں مگن یا کتب و احادیث کے مطالعہ میں مصروف، یا اللہ و رسول ﷺ کے ذکر و یاد میں مستغرق ہوں گے تو کیوں نہ خلق خدا آپ کے قدموں میں جھکے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہو۔ اللہ تعالیٰ بتصدق اپنے حبیب ﷺ آپ کے علمی و روحانی فیض کو قیامت تک جاری و ساری رکھے تا کہ خلق خدا آپ کے فیض سے فیض یاب ہوتی رہے آمین ثم آمین۔

آپ کے دست حق پرست پر غیر مسلموں کا اسلام قبول کرنا

آپ کی تحریر و تقریر اور آپ کے اعلیٰ علمی و روحانیت سے متاثر ہو کر کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور غیر مذہب سے توبہ تائب ہوئے۔ جن میں شہر احمد پور شرقیہ اور ملتان وغیرہ کے کئی افراد عیسائیت سے توبہ تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

بزرگان دین اور علماء ربانیین کے آپ کے بارے میں تاثرات و دعائیہ کلمات

۱۔ غوث زماں حضرت قبلہ علامہ خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی قدس سرہ العالی نے آپ کے والد ماجد علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی کو چند خطوط لکھے ان خطوط میں آپ نے علامہ فیضی صاحب کو ان الفاظ و کلمات دعائیہ سے یاد فرمایا فرزند ارجمند، السلام علیکم۔ برخوردار محمد شریف (منظور احمد) را دعا و پیار۔ بجمیع پیر بھائیاں السلام علیکم خصوصاً حنیف و برخوردار محمد شریف را دعاء۔ و بجناب والد ماجد خود السلام علیکم رسانند و برخوردار محمد شریف را دعا و ناصیہ۔ و جناب والد ماجد آنعزیز دعا و السلام علیکم و جمیع خاندان آنعزیز دعا، برخوردار اطال اللہ عمرہ را دعاء۔ مزید آپ نے سلسلہ چشتیہ جمالیہ میں علامہ فیضی صاحب کو ان دعاؤں میں یاد فرمایا الٰہی بخدمت محبوباں عاقبت خاک راہ در دمندان فقیر فیض محمد و برخوردار منظور احمد را بعمل صالح عمر طویل فرما۔

۲۔ آپ کے والد محترم آپ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں اور دعا دیتے ہیں۔ ونعم ماقال ولدی محمد شریف المعروف منظور احمد فیضی ادام اللہ فیضہ علی سائر المتعلمین والمستفدین المریدین الی

یوم الدین (مکتوبات شاہ جمال) مزید آپ کے والد محترم اپنے دیوان فیضی میں آپ کی تقریر دلپذیر کے متعلق لکھا فرماتے ہیں۔

رباعی ۔

تقریر فیضی ایں چنیں تاثیر داد
در نہاد نجدیاں لرزہ فتاد
چوں بیانش محکم و مثبت بود
دیوبندی بند در حیرت شود

۳۔ سرمست بادہ توحید ورسالت قلندر وقت سلطان العارفین حضرت خواجہ غلام یاسین علیہ الرحمۃ رب العالمین اپنے مرید و متعلقین و حاضرین کو بار بار آپ کی تقریر دلپذیر کا حکم دیتے تھے اور فرماتے کہ یہ ہمارا شیر ہے خود بھی آپ کی تقریر بالمشافہ اور کیسٹوں کے ذریعے سنتے اور عشق محبوب و حبیب اللہ ﷺ میں سخت گریہ فرماتے اور جھوم جاتے اور آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے کہ تو محبوب ہیں۔

۴۔ بیہقی وقت، غزالی زماں، امام اہلسنت، محدث اعظم علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک تصنیف لطیف اسلام اور داڑھی کے متعلق تقریظ و تصدیق ان الفاظ میں ضبط تحریر فرمائی۔ 21 مؤلف ھذہ الرسالۃ المنافعۃ العزیز الفاھم البارع الذکی المولوی منظور احمد دام بالمجد القوی علی ما الف وحرر وحق باحسن الکلام الخ۔

آپ کے رسالہ مختار کل کے متعلق آپ رقمطراز ہیں

عزیز القدر مولانا منظور احمد صاحب فیضی سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اختصار کے ساتھ بیش نظر رسالہ مسلم المناجح فی بیان ان مالک المفاتیح المعروف مختار کل لکھ کر عوام الناس کے اعتقاد کو متزلزل ہونے سے بچانے کی سعی جمیل کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

نیز جب آپ مدرسہ فیضیہ کے سالانہ جلسہ میں آخری بار تشریف لائے تو تقریباً آدھ گھنٹہ علامہ فیضی صاحب کی تعریف و توصیف میں گزارا کہ آپ بہت قابل عالم باعمل مدرس ہیں آپ نے ان کا ساتھ نہ دیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ عوام اہلسنت سے پوچھے گا کہ علامہ فیضی صاحب کا تم نے ساتھ کیوں نہ دیا۔

تواتر سے یہ بات علماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ حضور کاظمی کریم فخریہ طور پہ بیان فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن مجھ سے دریافت فرمایا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو میں فخراً علامہ فیضی صاحب کو پیش کر دوں گا۔

۵۔ استاذ الحدثین شیخ المشائخ علامہ السید محمد خلیل احمد کاظمی امروہی رحمہ اللہ تعالیٰ استاد و شیخ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں۔ محترم مولانا منظور احمد صاحب فیضی سلامت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کتاب تعارف ابن تیمیہ و مسلم النتائج فقیر کو موصول ہوئی۔ جس کے مطالعہ سے بہت مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ بتصدق اپنے حبیب پاک ﷺ کے آپ کو اجر عظیم سے مشرف فرمائے۔ آمین فقیر چونکہ تقریظ لکھنے کا عادی نہیں اس لئے معذور ہے چند کلمات فقیر کی جانب سے زیب نظر فرما دیجئے۔ اس فقیر حقیر نے دونوں کتابوں کا مطالعہ کیا حق یہ ہے آپ کی سعی بلیغ اور تحقیق انیق کی داد دینے سے زبان و قلم دونوں قاصر ہیں۔ باری تعالیٰ اس حیات میں آپ کے جہاد فیض بنیاد سے ظلمت وہابیت کو دور فرما کر سنت راشدہ کے جلوے سے صراط مستقیم کو عوام و خواص پر اس طرح روشن فرمائے کہ ہر ایک منصف مزاج کی زبان پر بے اختیار لا ریب فیہ جاری ہو جائے اور تہہ دل سے عقائد حقہ کو مان لینے پر مجبور ہو جائے اور اس حیات میں ہادیان صراط مستقیم کی معیت عطا کر کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام فقیر

محمد خلیل احمد کاظمی امروہی عفی عنہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۸ء

۶۔ حکیم الامت مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ رحمۃ الباری کے دعائیہ کلمات الحمد للہ رسالہ مبارکہ کیا ہے سچے موتیوں کی لڑیوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے سننے سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ ماشاء اللہ میرے محترم عزیز فاضل لبیب مولانا منظور احمد صاحب نے قرآن و حدیث و عبارات فقہاء کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ایک مشت داڑھی مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے الخ

۷۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان فاضل محترم مولانا منظور احمد ادام اللہ فیوضہم نے داڑھی کے مسئلہ پر جس تفصیل سے علمی بحث فرمائی اور جو ذخیرہ معلومات اس مصنف پر جمع فرمایا بلا شبہ قابل مبارک باد ہے۔

۸۔ مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حزب الاحناف

لاہور) کرسالہ نافعہ جالہ دمسعد فاضل جلیل عالم نبیل مولانا و بالفضل اولنا مخلصی و محبی علامہ منظور احمد صاحب فیضی۔۔۔۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ مولی سبحانہ مؤلف کی عمر میں علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔

۹۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد صاحب اویسی (جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

مولانا المکرم علامہ فیضی صاحب زید رشدہ کے وسعت مطالعہ سے بہت ہی خوش ہوا۔ مولا عزوجل اپنے پیارے حبیب اکرم ﷺ کے طفیل اور اولیائے کرام کے صدقے مولانا المکرم کو علمی وعملی دوستوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

آپ کی اولاد

آپ کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ مفتی محمد محسن فیضی راقم الحروف غفرلہ فارغ التحصیل درس نظامی، شہادۃ عالیہ (تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان) بی۔ اے، فاضل عربی، حافظ مولانا محمد حسن فیضی۔ فارغ التحصیل درس نظامی۔ مولانا حاجی محمد حسین فیضی فارغ التحصیل درس نظامی۔

اللہ رب العزت آپ کے علمی وروحانی فیض کو تا قیام قیامت جاری وساری رکھے اور اللہ تعالی آپ کی تمام جسمانی وروحانی اولاد کو آپ کے نقش پر چلائے اور آپ کے فیض سے مستفیض فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو راقم الحروف۔ الفقیر
محمد محسن فیضی غفرلہ وعفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بابِ اوّل

حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی کما حقہٗ تعریف نہیں ہوسکتی۔ جتنے مبالغہ اور غلو سے تعریف کریں حقیقۃً کم ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی وعملی، خلقی وخلقی، صوری وسیرتی حسن وجمال، فضائل وکمال، محامد ومحاسن کا شمار نہیں ہوسکتا۔

فصل اوّل۔ چند آیاتِ قرآنیہ سے اس کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ (الکوثر)

"اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں"۔

اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا، حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت اُمت بھی، اعداء دین پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ (الکوثر)

"ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں"۔ (اعلیٰ حضرت)

(اب کون ہے جو ان بے شمار اور بے نہایت فضائل اور خوبیوں کا شمار کر سکے) کوثر کثیر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ کوثر کے معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ ائمہ تفسیر سے خیر کثیر منقول ہیں۔ (بخاری، در منثور، خازن ومدارک[1] وغیرہ) یعنی بہت بھلائی۔ کثیر کی ضد قلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةً (بقرہ:249)

"بہت سی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پہ غالب آگئیں"۔

---

[1] حضرت امام تفسیر کے امام حضرت ابن عباس کے شاگرد۔ امام مجاہد نے کوثر کا ترجمہ فرمایا ہے الخیر کلہ۔ تفسیر ابن جریر ۳۰ جلد ص ۲۰۸۔

جب کثیر قلیل کا مقابل ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ رب کے نزدیک قلیل کی کتنی مقدار ہے۔ کیا رب کا بیان کردہ قلیل ہم شمار کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (النساء: 77)

''تم فرما دو، دنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے''۔

اب یہ دیکھیں دنیا کا سامان کونسا ہے اور کتنا ہے۔ اناج، گندم، جوار، باجرہ، چاول وغیرہ، پھل، آم، کھجور، سیب، انگور، تربوز وغیرہ اشیاء خوردنی۔ پانی، دودھ، لسی، چائے وغیرہ پینے کی چیزیں گھوڑا، گدھا، اونٹ، خچر، ہاتھی، سائیکل، موٹر سائیکل، سکوٹر، کاریں، جیپیں، رکشے، بسیں، گاڑیاں، ہوائی جہاز وغیرہ سواری کی چیزیں۔ غرض حیوانات، نباتات، جمادات، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں درا ربوں چیزیں ہیں جو دنیا کا سامان ہیں اور ہمارے شمار سے باہر ہیں۔ رب نے فرمایا یہ سب قلیل ہیں۔ کثیر نہیں اور جو فضائل و کمالات اور نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ وہ قلیل نہیں۔ کثیر نہیں، بلکہ کوثر کثیر در کثیر ہیں۔ جب رب اکبر کے ہاں کا قلیل بھی ہمارے شمار سے افزوں ہے پھر اس کے ہاں کا کثیر اور پھر کثیر در کثیر کوثر! اس کا شمار کون کر سکتا ہے؟ اس کا کون حصر کر سکتا ہے؟ کس کی طاقت کہ اس کا احصاء اور احاطہ کرے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔ لفظ کوثر کی وسعت پر اتمام حجت کے لئے فریق آخر کا حوالہ ملاحظہ ہو:

''کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے''۔ 'البحر المحیط' میں اس کے متعلق چھبیس ۲۶ اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں اُمت مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حوض کوثر بھی ہے۔''

(تفسیر عثمانی صفحہ ۷۸۸)

فضائل و کمالات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک علمی دوسرے عملی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دونوں کمالوں کو عظیم فرمایا۔ (شرح الزرقانی علی المواہب جلد ۴ ص ۲۴۵)

ملاحظہ ہو کمال علمی سید عالم ﷺ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النسا)

"اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری، اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"۔

جس ذات بابرکات پر اللہ کا بڑا فضل ہو اُن کی فضیلت کون شمار کر سکتا ہے؟ کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

اس آیت میں حضور کے کمالات علمیہ کو عظیم فرمایا گیا۔

اس پر فریق آخر کا حوالہ دیکھو:

"اس میں .... بیان ہے..... اس کا کہ آپ کمال علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اوّل ہے۔ سب سے فائق ہیں اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے۔ جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۲۴)

کمالات عملی

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم)(1)

"اور بے شک تمہاری خو (خصلت) بڑی شان کی ہے"۔

اس آیت میں حضور کے اخلاق، سیرت، کردار کو عظیم فرمایا گیا یعنی حضور کے کمالات عملیہ بھی عظیم ہیں۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

(اعلیٰ حضرت)

جب حضور کے کمالات علمیہ اور عملیہ دونوں کا عظیم ہونا اللہ علیم و اعظم نے بیان فرمایا اب کون ہے جو رب عظیم کے بیان کردہ عظیم کمالات کا شمار کر سکے۔ نیز اُم المؤمنین سے خلق عظیم کی تفسیر میں منقول ہے کہ حضور کا خلق قرآن ہے (مسند امام اعظم ص ۱۷۸) تو قرآن کے عجائب غیر محدود ہیں اسی طرح حضور کے فضائل بھی غیر محدود ہوئے۔ لہٰذا کماحقہٗ حضور کے فضائل و کمالات کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جتنا مبالغہ کرو کم ہے۔ (ان دونوں آیتوں کی مزید تفسیر اسی کتاب کے باب اوّل، فصل سوم اقوال علماء میں

1۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم)

الخلق ملكة يصدر عنها الافعال بسهولة والخلق العظيم له على ما قالت۔

نمبر ۱ هو القرآن

نمبر ۲ هو الجود بالكونين والتوجه الى خالقهما

نمبر ۳ هو ما اشار اليه عليه الصلوة والسلام بقوله. صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الى من اساء اليك ([illegible])

بحوالہ شفا و مدارج و عوارف و مواہب و زرقانی و جمع الوسائل و فیض القدیر ملاحظہ ہو)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ (القلم)(1)

''اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے''۔

ثواب بھی تو ایک شرف اور فضیلت ہے اور وہ ہے بے انتہاء اب کس کو حضرت کی فضیلت کی انتہاء مل سکتی ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ فضائل مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شمار اور بے حد و عد ہیں لہٰذا کماحقہٗ سید عالم کی تعریف نہیں ہو سکتی جتنا کرو کم ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (النحل: ۳)

اور اللہ کی (وہ نعمتیں گنو (جو حضور پہ ہیں) تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

وَقَالَ سَهْلٌ (2) فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا قَالَ نِعْمَتُهٗ بِمُحَمَّدٍ ﷺ (شفا شریف، جلد ۱، ص ۱۸)

'' (علم و ورع میں بے نظیر) امام سہل بن عبد اللہ تستری (متولد ۲۰۰ھ متوفی ۲۸۳ھ) نے اللہ کے اس قول کی تشریح میں فرمایا کہ نعمت اللہ سے اللہ کی وہ نعمتیں مراد ہیں جو حضور پر ہیں''۔

(نسیم الریاض جلد ۱، ص ۱۴۰، شرح شفا للعلی القاری جلد ۱، ص ۱۴۰، مواہب لدنیہ جلد ۱، ص ۱، زرقانی شرح مواہب جلد ۳، ص ۱۸۹)

اس آیت سے بھی صاف ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا شمار نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے کمالات کا ذکر چھوڑ دو۔ نہ نہ، بلکہ بحکم خداوندی مبالغہ سے ان کی تعظیم

1۔ ضروری تنبیہ مختلف ذوات پر لفظ واحد کا اطلاق وحدت مفہوم کا مقتضی نہیں بلکہ ایک ہی لفظ کا مفہوم بوجہ اختلاف مصداق و مخاطب مختلف ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کی سیکڑوں مثالیں۔ لہٰذا ناظرین عیاروں سے ہوشیار رہیں۔ ۱۲۔ فیضی

2۔ الصالح المشهور الذي لم يسمح الدهر بمثله علماً وورعاً وله كرامات مشهورة۔ نسیم الریاض جلد ۱، ص ۱۱۰، امام سہل بن عبد اللہ تستری ایسے مشہور صالح ہو گزرے ہیں کہ زمانہ نے ان جیسا علم و ورع میں پھر نہ بخشا۔ پھر ایک فیاضی نہ کی۔ ان کی کرامات مشہور ہیں۔ فانه كان صاحب الكرامات العالية ولم يكن في وقته له نظير في المعاملات ولم يزل يشتغل في الرياضة العملية الى ان كان يفطر في كل يوم على اوقية من خبز الشعير بلا ادام فكان يكفيه للوقية درهم واحد في عام وهو مع ذلك يقوم الليل كُلَّهٗ ولاينام واسلم عنده وعلاه يهود نيف على الثلثين لما رأوا الناس اتكبوا على جنازته وشاهدوا اقواماً ينزلون من السماء فيتمسحون بجنازته ويصعدون وينزل غيرهم فوجاً بعد فوج۔ (شرح شفا للقاری جلد ۱، ص ۱۱۰۔ ۱۲ فیضی)

وتعریف وذکر فضائل کے جاؤ، اسی میں فلاح دارین ہے۔

ذکر سید عالم ﷺ باعث اطمینان قلب ہے اور ان کا ذکر پاک عبادت ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ (الرعد)

" خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے"۔

امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ (۱) فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ قَالَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ (شفا شریف، جلد ۱، ص ۱۸)

"صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد خاص تابعی کبیر امام تفسیر حضرت مجاہد (مولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۲۔۱۰۳ھ جو تفسیر اور علم میں امام ثقہ تھے تقریب جلد ۲، ص ۲۲۹) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے صحابہ مراد ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکر پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے"۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۳، ص ۱۳۰، شرح شفا القاری جلد ۱، ص ۱۳۲، قال الخفاجی قال السیوطی رواہ عنہ ابن جریر فی تفسیرہ ابن جریر، جلد ۱۳، ص ۹۸ وابن ابی حاتم۔ نسیم الریاض جلد ۱ ص ۱۳۲ رواہ عنہ ابن ابی شیبۃ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابو الشیخ درمنثور سیوطی جلد ۴، ص ۵۸ (ملا علی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں)

بِمُجَرَّدِ ذِكْرِهٖ وَذِكْرِ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ وَعِنْدَ نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ يَحْصُلُ لِلْقُلُوْبِ الْاِطْمِيْنَانُ وَالسَّكِيْنَةُ. (شرح شفا القاری ج ۱، ص ۱۳۲)

"محض ذکر حضور اور ذکر صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ کیونکہ صالحین کے ذکر پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور بوقت نزول رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے"۔

۱۔ روی عن ابی هریرة وابن عباس وعنه قتادة وابن عون کان اماما فی القرآءة والتفسیر حجة فی الحدیث قال کان ابن عمر یأخذ لی برکابی ویسوی علی ثیابی اذا رکبت۔ اخرج له الست۔ (شرح شفا للقاری ج۱ ص ۳۴۳) ومجاهد من کبار التابعین المفسر الزاهد العابد وثقه المحدثون کما ذکره الذهبی۔ مولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۲، ۱۰۳ھ توفی وهو ساجد ملخصاً نسیم الریاض ج۱ ص ۱۳۲، ۱۲۰ فیضی غفرلہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

لَا اُذْكَرُ فِي مَكَانٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيَ يَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَكَرَنِي وَلَمْ يَذْكُرْكَ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَصِيْبٌ. (درمنثور، ج ۶ ص ۳۰۱)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (ﷺ) جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر (بھی) میرے ساتھ ہوگا جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں"۔

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو   واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے
(اعلیٰ حضرت)

ہمارے آقا و مولیٰ کریم رؤف و رحیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ (دیلمی عن معاذ رضی اللہ عنہ)

"انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا، اُن کے فضائل بیان کرنا، ان کی تعریف کرنا اللہ کی عبادت ہے نیکوں کا (اللہ کے ولیوں کا) ذکر کرنا (ان کے فضائل و حالات بیان کرنا اُن کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے"۔

• یعنی ولیوں کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ

(قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ۔ السراج المنیر جلد ۲ ص ۲۹۹ للعزیزی)۔

جب انبیاء کا ذکر عبادت ہے تو سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کتنی بڑی عبادت ہوگی۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت نے لکھا ہے:

"حضور کی مدح خود طاعت ہے"۔ (نشر الطیب، ص ۸)

للہذا فقیر ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے اور قرآن پاک و احادیث سے حضور کے ادب اور تعظیم کا بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بارگاہِ نبوت کی سچی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اَدب و تعظیم رسول ﷺ (1)

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض ہے۔ پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیآت کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت، دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ہمارا مولیٰ کریم اللہ عزوجل فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ (الفتح)

"اے نبی ﷺ بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔"

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی ہمارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے۔ اوّل یہ کہ لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائیں، دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کریں، سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تین جلیل باتوں کی حسین و جمیل ترتیب تو دیکھو سب سے پہلے ایمان کو ذکر فرمایا اور سب سے پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو۔ اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں۔ بہت سے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافران لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لیکچر دے چکے مگر جب کہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی۔ دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں گذارے سب بے کار و مردود ہے۔ بہت سے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں۔ مگر از انجا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اصلاً قابل قبول بارگاہ الٰہی نہیں۔

1۔ وما كثر ولا ظهور لن خده في حضرته ﷺ۔ كن الشفا جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳ و مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۸۹ ۔ ۱۲ منہ۔ نبی ﷺ کی تعظیم ہمارا ایمان مدار قبول اعمال ہے۔

اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے:۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (فرقان)

"جو کچھ اعمال انہوں نے کیے ہم نے سب برباد کر دیے ہیں"۔

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (غاشیہ)

"عمل کریں، مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے"۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبول اعمال ہوئی یا نہیں۔ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ (از فیوضیات اعلیٰ حضرت)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں نیز علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی مصری شرح شفا میں فرماتے ہیں:۔

(قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ) معنی (تُعَزِّرُوْهُ تُجِلُّوْهُ) اَلْاِجْلَالُ اِفْعَالٌ مِنَ الْجَلَالِ وَ هُوَ التَّنَاهِیْ فِیْ عِظَمِ الْقَدْرِ لِذَا خُصَّ بِاللّٰهِ تَعَالٰی فَقِیْلَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کَمَا قَالَهُ الرَّاغِبُ (وَقَالَ الْمُبَرِّدُ) شَیْخُ التَّفْسِیْرِ وَالْعَرَبِیَّةِ (تُعَزِّرُوْهُ تُبَالِغُوْا فِیْ تَعْظِیْمِهٖ) عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ وَهُوَ مُوَافِقٌ لِّمَا قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَلَیْسَ اَخَصَّ مِنْهُ کَمَا تُوُهِّمَ

(شفا شریف (1) جلد ۲ ص ۲۹) نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۸۴ و از قرۃ القاری فی شرح للشفا صفحہ مذکورہ)

حضور کے صحابی حضرت عبداللہ بن عباس نے تُعَزِّرُوْهُ کا معنی تجلوہ کیا (حضور کی تعظیم کرو) تجلوہ اجلال باب افعال سے ہے جس کا مجرد جلال ہے، جلال کے معنی بلند رتبہ ہونے میں انتہا کو پہنچنا، اسی لئے یہ رب سے خاص ہے پس کہا جاتا ہے ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ جیسا کہ یہ بات امام راغب نے کی۔ امام مبرد نے کہا جو تفسیر اور عربیہ کا شیخ ہے، کہ تُعَزِّرُوْهُ کا معنی یہ ہے کہ حضور کی تعظیم میں مبالغہ

1۔ اور چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور کتاب الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب میں جامع تر اور ضابطہ تر تھی۔ اس لئے میں نے انہی دو کتابوں سے ایسے مضامین منتخب کیے جو طالب راغب کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دیں۔ اور جن سے مجھ مشتاق دل کو تسلی ہو سکے۔

نشر الطیب للتھانوی ص ۱۰۳۔۱۰۴ یہ حوالہ انتباہ الطیب نقل ہوا۔ ۱۲ منہ

ف: قرآن شریف کا حکم کہ حضور ﷺ کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔

کرو۔ (امام مبرد) کی یہ تفسیر ابن عباس کے قول کے موافق ہے۔ یہ تفسیر اس قول سے خاص نہیں ،جیسا کہ وہم کیا گیا ہے"۔

نیز امام قاضی عیاض انہی الفاظ قرآنیہ کی تشریح کرتے ہیں:

وَيُعَزِّرُوْهُ اَیْ يُجِلُّوْهُ وَقِيْلَ يَنْصُرُوْنَهُ وَقِيْلَ يُبَالِغُوْنَ فِيْ تَعْظِيْمِهٖ وَيُوَقِّرُوْهُ اَیْ يُعَظِّمُوْهُ (شفا شریف ج ا ص ۴۲)

"ویعزروہ یعنی حضور کی تعظیم کریں اور بعض نے کہا کہ حضور کی مدد کریں اور بعض نے کہا کہ حضور کی تعظیم میں مبالغہ کریں۔ ویوقروہ یعنی حضور کی تعظیم کریں"۔

علامہ جلال الدین محلی ارقام فرماتے ہیں:

وَيُعَزِّرُوْهُ يَنْصُرُوْهُ وَقُرِئَ بِزَاءَيْنِ مَعَ الْفَوْقَانِيَّةِ وَيُوَقِّرُوْهُ يُعَظِّمُوْهُ وَضَمِيْرُهُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تفسیر جلالین ص ۴۲۳ مطبوعہ دہلی)

"امداد کریں اللہ ورسول کی تعززوہ کی قراءت بھی ہے اور تعظیم کرو اللہ ورسول کی۔ یہ دونوں ضمیریں تعززوہ اور توقروہ کی اللہ ورسول کی طرف لوٹتی ہیں۔

کمالین میں ہے:

قَالَ الْبَغَوِيُّ وَهَاتَانِ الْكِنَايَتَانِ رَاجِعَتَانِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰهُنَا وَقْفٌ۔ (حاشیہ نمبر ۲۴ جلالین شریف ص ۴۲۳)

"امام بغوی نے فرمایا یہ دونوں ضمیریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہیں (اور اگلی ضمیر تُسَبِّحُوْهُ والی رب کی طرف لوٹتی ہے۔ لہٰذا یہاں توقروہ پر وقف ہے (چنانچہ قرآن میں علامت ط مرقوم ہے)"۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ (ج ۲۶، ص ۴۷) وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ وَيُعَزِّرُوْهُ يَعْنِي الْاِجْلَالَ وَيُوَقِّرُوْهُ يَعْنِي التَّعْظِيْمَ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(تفسیر درمنثور، ج ۶ ، ص ۷۱)

"امام ابن جریر وابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اخراج کیا کہ عبداللہ بن عباس صحابی رسول سے اللہ کے اس قول ویعزروہ کی تفسیر میں منقول ہے یعنی تعظیم کریں اور ویوقروہ کے معنی بھی تعظیم

کریں۔ یعنی حضور کی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

علامہ عارف باللہ تعالیٰ الشیخ احمد صاوی مالکی حاشیہ جلالین میں ارقام فرماتے ہیں:۔

وَيُؤْخَذُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى تَعْظِيْمِ اللّٰهِ وَحْدَهُ اَوْ عَلٰى تَعْظِيْمِ الرَّسُوْلِ وَحْدَهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ بَلِ الْمُؤْمِنُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ تَعْظِيْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَعْظِيْمِ رَسُوْلِهٖ وَلٰكِنَّ التَّعْظِيْمَ فِيْ كُلٍّ بِحَسَبِهٖ فَتَعْظِيْمُ اللّٰهِ تَنْزِيْهُهٗ عَنْ صِفَاتِ الْحَوَادِثِ وَوَصْفُهٗ بِالْكَمَالَاتِ وَتَعْظِيْمُ رَسُوْلِهٖ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَّصِدْقًا لِكَافَّةِ الْخَلْقِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَوْصَافِهِ السَّنِيَّةِ وَ شَمَائِلِهِ الْمَرْضِيَّةِ

(صاوی علی الجلالین، ج ۴، ص ۸۴)

''اس آیت تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم رسول کرے وہ مومن نہیں، بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کرے، لیکن ہر ایک کی تعظیم اُس کی شان کے مطابق ہوگی پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم رب کو صفات حوادث سے منزہ جاننا اور وصف کمالات سے موصوف ماننا ہے اور تعظیم رسول یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ تمام مخلوق کے لیے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں علاوہ ازیں حضور کے عالی مرتب اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا معتقد ہو''۔

اَوْجَبَ عَلَيْنَا تَعْظِيْمَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ وَ نُصْرَتَهٗ وَمَحَبَّتَهٗ وَالْاَدَبَ مَعَهٗ فَقَالَ تَعَالٰى اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (الآية)

(جواہر البحار، ج ۳، ص ۱۵۱ عن الامام السبکی)

''امام سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا سے ہم پر حضور کی تعظیم و توقیر، حضور کی مدد اور محبت اور حضور کا ادب لازم و ضروری قرار دیا ہے''۔

الامام العلامۃ قدوۃ الامۃ علم الائمۃ ناصر الشریعۃ محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن ارقام فرماتے ہیں:۔

اَلْكِنَايَاتُ فِيْ قَوْلِهٖ وَيُعَزِّرُوْهُ وَيُوَقِّرُوْهُ رَاجِعَةٌ اِلَى الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهَا تَمَّ الْكَلَامُ فَالْوَقْفُ عَلٰى وَيُوَقِّرُوْهُ وَقْفٌ تَامٌّ

(تفسیر خازن جلد ۴ ص ۱۲۶ مطبوعہ مصر)

"ضمیریں (مفعول کی) اللہ تعالیٰ کے اس قول وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ میں حضور ﷺ کی طرف لوٹتی ہیں اور یہ وقف کرو۔ یہ کلام تمام ہوئی اس پر وقف تام ہے"۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے:۔

قَالَ الْبَغَوِیُّ ضَمِیْرُ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ رَاجِعَانِ اِلٰی رَسُوْلِهٖ وَضَمِیْرُ تُسَبِّحُوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَاسْتَبْعَدَهُ الزَّمَخْشَرِیُّ (اَلْمُعْتَزِلِیُّ) لِکَوْنِهٖ مُسْتَلْزِمًا لِاِنْتِشَارِ الضَّمَائِرِ قُلْنَا لَا بَاْسَ بِهٖ عِنْدَ قِیَامِ الْقَرِیْنَةِ وَ عَدَمِ اللَّبْسِ۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۵۔۶) تفسیر بغوی جلد ۶، صفحہ ۱۵۹

"امام بغوی نے فرمایا وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ کی ضمیریں حضور ﷺ کی طرف لوٹتی ہیں اور تسبحوہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ زمخشری معتزلی نے اس کو بعید سمجھا، کیونکہ انتشار ضمائر لازم آتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ نے کہا ہم جواب دیں گے کہ انتشار ضمائر میں کوئی حرج نہیں جب کہ قرینہ موجود ہو اور التباس نہ ہوتا ہو"۔

علامہ عارف اسمٰعیل حقی حنفی آیت وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ کے تحت لکھتے ہیں:

وَالْحَاصِلُ اَنَّهٗ یَجِبُ عَلَی الْاُمَّةِ اَنْ یُّعَظِّمُوْهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَیُوَقِّرُوْهُ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ فِیْ حَالِ حَیَاتِهٖ وَبَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاِنَّهٗ بِقَدْرِ اِزْدِیَادِ تَعْظِیْمِهٖ وَ تَوْقِیْرِهٖ فِی الْقُلُوْبِ یَزْدَادُ نُوْرُ الْاِیْمَانِ

(تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۲۶۳)

"اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور کی حیات دنیاوی کی حالت میں اور بعد پردہ پوشی غرض ہر حالت میں حضور کی تعظیم و توقیر امت پر لازم اور ضروری ہے کیونکہ دلوں میں جتنی حضور کی تعظیم بڑھے گی اتنا ہی نور ایمان بڑھے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ابن تیمیہ اسی آیت وَتُعَزِّرُوْهُ سے استدلال کرتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَ بِتَعْزِیْرِهٖ وَتَوْقِیْرِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

(الصارم المسلول ص ۳۰۰، جواہر البحار، ج ۴ ص ۲۲۷)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر کا حکم فرمایا چنانچہ فرمایا: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (قرآن) حضور کی بڑائی بیان کرو اور حضور کی تعظیم کرو"۔

نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

اِنَّا نَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَبْذُلُ الْاَمْوَالَ فِیْ تَعْزِیْرِ الرَّسُوْلِ وَتَوْقِیْرِہٖ وَرَفْعِ ذِکْرِہٖ وَاِظْهَارِ شَرَفِهٖ وَعُلُوِّ قَدْرِهٖ۔ (الصارم المسلول ص ۲۰۷)

''ہم (مسلمان) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑائی بیان کرنے، حضور کی تعظیم، آپ کے ذکر کو بلند کرنے، آپ کے شرف کو ظاہر کرنے، علو قدر و منزلت میں اپنے خون بہاتے ہیں اور اپنے تمام اموال خرچ کرتے ہیں''۔

نیز اسی ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ عَلَیْنَا تَعْزِیْرَ رَسُوْلِهٖ وَتَوْقِیْرَهٗ وَتَعْزِیْرُهٗ نَصْرُهٗ وَمَنْعُهٗ وَتَوْقِیْرُهٗ اِجْلَالُهٗ وَتَعْظِیْمُهٗ وَذٰلِکَ یُوْجِبُ صَوْنَ عِرْضِهٖ بِکُلِّ طَرِیْقٍ۔ (الصارم ص ۲۰۹)

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں پر حضور کی تعزیر اور توقیر فرض کی، حضور کی تعزیر حضور کی نصرت وامداد کرنا ہے اور آپ سے منع کرنا ہے (ہر ایذاء کو) اور حضور کی توقیر حضور کی تکریم اور تعظیم کرنا ہے اور یہ واجب کرتی ہے اس کو کہ ہر طریق سے حضور کی عزت کی حفاظت کی جائے''۔

نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

اَمَّا انْتِهَاکُ عِرْضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهٗ مُنَافٍ لِدِیْنِ اللّٰهِ بِالْکُلِّیَّةِ فَاِنَّ الْعِرْضَ مَتٰی انْتُهِکَ سَقَطَ الْاِحْتِرَامُ وَالتَّعْظِیْمُ فَسَقَطَ مَاجَاءَ بِهٖ مِنَ الرِّسَالَةِ فَبَطَلَ الدِّیْنُ فَقِیَامُ الْمِدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَیْهِ وَالتَّعْظِیْمِ وَالتَّوْقِیْرِ لَهٗ قِیَامُ الدِّیْنِ کُلِّهٖ سُقُوْطُ ذٰلِکَ سُقُوْطُ الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔ (الصارم ص ۲۱۱)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے عزتی (بے ادبی) بالکل دین اللہ کے منافی ہے کیونکہ جب بے عزتی ہوئی تو احترام اور تعظیم کا سقوط ہوا تو جو کچھ حضور پیغام لائے وہ گر گیا تو کل دین باطل ہو گیا۔ پس حضور کی مدح، ثناء اور تعظیم اور توقیر کے قیام سے کل دین کا قیام ہے اور ان چیزوں کے ساقط ہونے سے کل دین کا سقوط ہے''۔

ابو محمد عبدالحق حقانی اسی آیت کے تحت لکھتا ہے:۔

''اور اللہ اور اس کے رسول کی عزت وتوقیر کرو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و

ادب فرض ہے ذرا بھی کوئی توہین کرے گا فیض رسالت سے ابدالآباد محروم رہے گا"۔

(ملخصاً تفسیر حقانی، ج ۶، ص ۲۸۸)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی حاشیہ القرآن میں لکھتا ہے:۔

"وتعزروہ وتوقروہ کی ضمیریں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد کرنے سے مراد اس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے"۔ اور اگر رسول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں......"

نمبر ۲: مسلمانو! ہمارا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (الحجرات)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے"۔

یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم کرنا رسول اللہ ﷺ کے آداب و احترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیاز مندی و آداب لازم ہیں۔

(خزائن العرفان)

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ انہوں نے حضور پر پیش قدمی کی، تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو۔ دوسرے یہ کہ بات کرنے، راستہ چلنے، کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا منع ہے۔ کیونکہ یہاں لاتقدموا مطلق ہے۔

امام قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ ملا علی قاری اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح میں فرماتے ہیں واللفظ للقاری وللخفاجی مثلہ الا ماشاء اللہ

(ونهي) عن التقدم بين يديه بالقول وسوء الادب بسبقه بالكلام على قول ابن عباس وغيره رضي الله تعالى عنهم وهو اختيار ثعلب

اور اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) قول و فعلاً حضور کے سامنے پہل کرنے سے منع فرمایا۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس وغیرہ کے قول پر ہے اور یہی شیخ اللغۃ والعربیۃ علامہ محدث امام ثعلب متولد ۲۰۰ھ کے نزدیک مختار ہے۔

(قال سهل بن عبد الله) التستري (لا تقولوا قبل ان يقول) اي

لَاتَبْدَؤا بِالْكَلَامِ عِنْدَهٗ (وَاِذَا) قَالَ فَاسْتَمِعُوْا وَانْصِتُوْا) اُسْكُتُوْا وَالْمَعْنٰى اَنَّهٗ يَجِبُ السِّمَاعُ عِنْدَ كَلَامِهِ الَّذِيْ هُوَ الْوَحْيُ الْخَفِيُّ كَمَا يَجِبُ سِمَاعُ الْقُرْاٰنِ الَّذِيْ هُوَ الْوَحْيُ الْجَلِيُّ وَفِيْهِ اِيْمَاءٌ اِلٰى رِعَايَةِ هٰذَا الْاَدَبِ عِنْدَ سِمَاعِ الْحَدِيْثِ الْمَرْوِيِّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُصَنِّفُ(وَنَهُوْا) اَصْحَابُهٗ وَاَحْزَابُهٗ (عَنِ التَّقَدُّمِ) اَيِ الْمُبَادَرَةِ (وَالتَّعَجُّلِ بِقَضَاءِ اَمْرٍ) اَيْ بِحُكْمِ شَيْءٍ (قَبْلَ قَضَائِهٖ فِيْهِ وَاَنْ يَفْتَاتُوْا) اِفْتِعَالٌ مِنَ الْفَوْتِ اَيْ يَسْبِقُوْهُ (بِشَيْءٍ) اَيْ مُنْفَرِدِيْنَ بِرَاْيِهِمْ فِيْ تَصَرُّفِهِمْ (فِيْ ذٰلِكَ مِنْ قِتَالٍ اَوْغَيْرِهٖ مِنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَلَا يَسْبِقُوْهُ بِهٖ) اَيْ وَلَوْ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ وَالْمَعْنٰى اَنْ يَكُوْنُوْا تَابِعِيْنَ لَهٗ فِيْ جَمِيْعِ قَضَايَاهُمْ مِنْ اُمُوْرِ دُنْيَاهُمْ (وَاِلٰى هٰذَا) اَيِ الْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ (يَرْجِعُ قَوْلُ الْحَسَنِ) اَيِ الْبَصْرِيِّ (وَمُجَاهِدٍ وَالضَّحَّاكِ وَالسُّدِّيِّ وَالثَّوْرِيِّ) اَيْ يُوَافِقُ قَوْلُ هٰؤُلَاءِ ذٰلِكَ الْمَقَالَ فِي الْمَاٰلِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ اَيْ نَصَحَهُمُ اللّٰهُ وَحَذَّرَهُمْ مُخَالَفَةَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ) بِاَقْوَالِكُمْ (عَلِيْمٌ) بِاَحْوَالِكُمْ (قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ اِتَّقُوْهُ يَعْنِيْ فِي التَّقَدُّمِ اَيْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ بَيْنَ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُعْرَفَ مِنْهُ مَيْلٌ اِلَيْهِ وَقَالَ السُّلَمِيُّ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ اِهْمَالِ حَقِّهٖ وَتَضْيِيْعِ حُرْمَتِهٖ اِنَّهٗ) وَفِيْ نُسْخَةٍ صَحِيْحَةٍ (اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ لِقَوْلِكُمْ عَلِيْمٌ بِفِعْلِكُمْ۔

(انتہی الشرح ملخصاً شرح شفا لعلی القاری علی ہامش نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۸۵۔۳۸۶ و شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۳۰)

''امام سہل بن عبداللہ تستری نے (اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور کے فرمانے سے پہلے نہ بولا کرو۔ یعنی حضور کے پاس کلام کی ابتداء نہ کرو۔ جرأت نہ دکھاؤ اور جب آپ فرماویں تو خوب توجہ سے سنو اور خاموش رہو معنی یہ ہے کہ بوقت کلام پاک (حدیث شریف) صاحب لولاک جو وحی خفی ہے اُس کا سننا واجب ہے جیسا کہ قرآن شریف کا سننا واجب ہے جو کہ وحی جلی ہے اور اسی میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حضور کی حدیث کے سماع کے وقت بھی اسی ادب کی رعایت ہو۔

مصنف (امام قاضی عیاض) نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب اور گروہ کو اس بات سے منع کیا گیا کہ کسی شے کے حکم میں حضور کے فیصلہ دینے سے پہلے خود نہ فیصلہ کر بیٹھیں اور یہ نہ ہو کہ بغیر حضور کے صرف اپنی رائے کے جب کسی چیز میں حضور سے سبقت کریں فیصلہ کرنے میں قتال ہو یا غیر قتال ہو اپنے دین کے معاملہ میں بلکہ یہ سب کام حضور کے امر سے طے پائیں۔ ان میں سے کسی کام میں حضور سے سبقت نہ کریں۔ اگرچہ دنیا کا معاملہ ہو، معنی یہ ہے کہ اپنے تمام فیصلوں، اپنے دنیاوی اور اُخروی امور میں حضور کے تابع ہوں۔ اس معنی مذکور کی طرف امام حسن بصری اور امام مجاہد اور سدی وثوری کا قول رجوع کرتا ہے۔ انجام میں ان لوگوں کا قول قول مذکور کے موافق ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیحت کی اور اس حکم کی مخالفت سے ڈرایا۔ چنانچہ فرمایا کہ "بے شک اللہ سے ڈرو" بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے تمہارے حالات کو جاننے والا۔ امام ماوردی نے فرمایا (کہ معنی یہ ہے) اللہ سے ڈرو یعنی اس بات میں کہ حضور کے بیان کے بغیر کسی شے کی طرف تم قولاً فعلاً پہل نہ کر بیٹھو۔ سلمی نے فرمایا کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے حق میں کوتاہی کرنے سے اور حضور کی عزت و عظمت کے ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تمہاری بات کو سننے والا ہے۔ تمہارے کام کو جاننے والا ہے"۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجْهُ تَضَمُّنِهَا الْاَدَبَ اَنَّ النَّهْيَ عَنِ الشَّيْءِ اَمْرٌ بِضِدِّهٖ وَهُوَ طَلَبُ التَّاَخُّرِ وَهُوَ اَدَبٌ (فَمِنَ الْاَدَبِ اَنْ لَّا يَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ اَيْ عِنْدَهٗ سَوَآءٌ كَانَ تِجَاهَهٗ اَوْ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ يَسَارِهٖ اَوْ خَلْفِهٖ (بِاَمْرٍ وَلَا نَهْيٍ وَلَا اِذْنٍ وَلَا تَصَرُّفٍ) وَيُدَاوِمُ عَلٰى ذٰلِكَ (حَتّٰى يَاْمُرَ هُوَ وَيَنْهٰى وَيَاْذَنَ كَمَا اَمَرَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ) وَفِي ابْنِ عَطِيَّةَ قَالَ ابْنُ زَيْدٍ مَعْنٰى لَا تُقَدِّمُوْا لَا تَمْشُوْا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ هٰذَا ظَاهِرٌ فِيْ اَنَّ مَعْنَاهُ التَّقَدُّمُ الْحِسِّيُّ (وَهٰذَا) النَّهْيُ عَنِ التَّقَدُّمِ (بَاقٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَمْ يُنْسَخْ) سَوَآءٌ كَانَ التَّقَدُّمُ حَقِيْقَةً اَوْ حُكْمًا فَلَا يَرِدُ اَنَّهٗ يَنْتَهِيْ بِوَفَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَالَ مُجَاهِدٌ) عِنْدَ الْبُخَارِيِّ فِيْ

تفسیر لاتقدموا (لاتفتاتوا) ای لاتسبقوا بشیء علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بل امهلوا واتبعوا عن العمل فیہ بشیء (حتی یقضیہ اللّٰہ علی لسانہ) فاعملوا بہ (وقال الضحاک لاتقضوا امرا دون رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقال غیرہ لا تامروا حتی یامر ولاتنهوا حتی ینهی وانظر ادب الصدیق رضی اللّٰہ عنہ معہ علیہ الصلوۃ والسلام فی الصلوۃ ان تقدم بین یدیہ کیف تاخر روی مالک والشیخان من طریقہ عن ابی حازم عن سهل بن سعد انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذهب الی بنی عمرو بن عوف وحانت الصلوۃ فجاء المؤذن الی ابی بکر فقال اتصلی للناس فاقیم قال نعم فصلی ابوبکر فجاء رسول اللّٰہ والناس فی الصلوۃ فتخلص حتی وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابوبکر لایلتفت فی صلوتہ فلما اکثر الناس من التصفیق التفت ابوبکر فرای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاشار الیہ ان امکث مکانک فرفع ابوبکر یدیہ وحمد اللّٰہ علی ما امرہ بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ذلک ثم استاخر حتی استوی فی الصف وتقدم صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصلی بالناس ثم انصرف فقال یا ابابکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک (فقال) ابوبکر (ماکان لابن ابی قحافۃ) وعبر بذلک دون ان یقول ماکان لی او لابی بکر تحقیرا لنفسہ (ان یتقدم) وفی روایۃ ان یصلی (بین یدی رسول اللّٰہ) وفی روایۃ ان یؤم النبی (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) ففهم ان مرادہ علیہ السلام ان یؤم الناس وان امرہ ایاہ بالاستمرار فی الامامۃ من باب الاکرام والتنویہ بقدرہ فسلک هو طریق الادب ولذا لم یرد صلی اللّٰہ علیہ وسلم اعتذارہ انتهی المتن بعینہ ملخصا

(زرقانی علی المواہب، جلد ۶ صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸)

" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو"۔ اس آیت کے

متضمن ادب رسول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک شے سے منع کرنا اُس شے کے خلاف کا حکم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور سے پیچھے رہنے کو طلب کیا ہے اور یہ ادب ہے تو یہ بات ادب سے ہے کہ حضور کے ہاں پہل نہ ہو، حضور کے سامنے دائیں بائیں پیچھے کسی صورت میں پہل نہ ہو، نہ امر میں نہ نہی میں نہ اجازت میں اور نہ تصرف میں، اس پر ہمیشگی کی جائے حتیٰ کہ خود حضور حکم فرمادیں اور روکیں اور اجازت دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسی کا حکم دیا ہے اور ابن عطیہ میں ہے کہ ابن زید نے کہا کہ "لَا تُقَدِّمُوا" کا یہ معنی ہے کہ حضور کے آگے نہ چلو اور اسی طرح علماء کے آگے بھی نہ چلو۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ یہ ظاہر ہے اس بات میں کہ یہاں تقدم سے مراد تقدم حسی ہے اور یہ نہی سے پہل کی نفی قیامت تک باقی ہے منسوخ نہیں عام اس سے کہ تقدم حقیقی ہو یا حکمی۔ تو حضور کی پردہ پوشی کے بعد حضور کی سنت سے پہل کرنا ایسا ہے جیسا کہ حضور کی حیات دنیاوی میں حضور کے سامنے پہل کی جائے ان دونوں تقدموں میں صاحب عقل سلیم کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یقیناً یہ بات معلوم ہو چکی کہ تقدم عام ہے چاہے حقیقی ہو یا حکمی پس یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ یہ نہی حضور کی پردہ پوشی پر ختم ہوگئی۔ بخاری میں ہے کہ امام مجاہد نے لَا تُقَدِّمُوا کی تفسیر میں فرمایا کہ کسی چیز میں حضور سے سبقت نہ کرو بلکہ اسے چھوڑے رہو اور اس میں ہر طرح عمل کرنے سے باز رہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حضور کی زبان پہ اس کا فیصلہ کرے پھر اس پر عمل کرو۔ حضرت ضحاک نے فرمایا کہ حضور کے امر کے بغیر کسی امر کا فیصلہ نہ کرو اور ان کے غیر نے فرمایا کہ تم امر نہ کرو جب تک حضور امر نہ کریں تم نہ روکو جب تک حضور نہ روکیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کا ادب حضور کے ساتھ دیکھو کہ نماز میں باوجود مقدم ہونے کے کیسے پیچھے ہٹ آئے۔ امام مالک اور بخاری و مسلم ابی حازم کے طریق سے سہل بن سعد سے راوی ہیں کہ حضور بنی عمرو بن عوف کی طرف گئے اور نماز کا وقت قریب ہو گیا۔ مؤذن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ عرض کی کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو میں تکبیر کہوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھانے لگے۔ حضور اس حالت میں تشریف لائے کہ لوگ نماز میں تھے تو حضور وہاں سے منتقل ہوئے۔ یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہوئے لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں دوسری طرف توجہ نہ کرتے تھے جب لوگوں نے اکثر تالیاں بجائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے تو حضور کو دیکھا۔ حضور ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حضور کے امر پر اللہ کی حمد بجالائے پھر پیچھے ہٹنے کی اجازت مانگی حتیٰ کہ صف کے برابر ہوئے۔ اور حضور آگے بڑھے

اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تجھے کس چیز نے منع کیا کہ تو اپنی جگہ (امامت) پہ ثابت رہتا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا تو حضرت ابوبکر! (رضی اللہ عنک) نے جواباً عرض کیا۔ ابوقحافہ کے بیٹے کے لئے (یعنی مجھے) یہ لائق نہ تھا (کہ حضور کے آگے ہو) اور تواضعاً ابن ابی قحافہ کہا۔ یہ نہ کہا کہ مجھے لائق نہ تھا اور یہ نہ کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ لائق نہ تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آگے نماز پڑھائے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور کی امامت کرائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مراد یہ تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور بے شک حضور کا امر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، کہ امامت کرتا رہے۔ عزت دینے اور مرتبہ بلند کرنے کی غرض سے تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طریق ادب اختیار کیا۔ اسی لئے حضور نے ان کا عذر رد نہ فرمایا"۔

قدوۃ الامۃ وعلم الائمۃ ناصر الشریعۃ محی السنۃ العلامۃ الخازن فرماتے ہیں:-

قَوْلُهٗ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مِنَ التَّقْدِيْمِ اَیْ لَا يَنْبَغِيْ لَكُمْ اَنْ يَّصْدُرَ مِنْكُمْ تَقْدِيْمٌ اَصْلًا وَ قِيْلَ لَا تُقَدِّمُوْا فِعْلًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْمَعْنٰی لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ اَمْرِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَلَا نَهْيِهِمَا وَقِيْلَ لَا تَجْعَلُوْا لِاَنْفُسِكُمْ تَقَدُّمًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ اِشَارَةٌ اِلَى احْتِرَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاِنْقِيَادِ لِاَوَامِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ (وَاتَّقُوا اللّٰهَ) اَیْ فِيْ تَضْيِيْعِ حَقِّهٖ (اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ) اَیْ لِاَقْوَالِكُمْ (عَلِيْمٌ) اَیْ بِاَفْعَالِكُمْ اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا

(تفسیر کتاب التاویل المعروف تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

"اللہ تعالی کے اس قول يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ اے مومنو! تمہیں یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی تقدیم ظاہر ہو اور بعضوں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اللہ ورسول کے سامنے کسی فعل کی تقدیم نہ کرو معنی یہ ہوا کہ اللہ ورسول کے امر ونہی سے قبل کوئی فعل مقدم نہ کرو اور بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی بارگاہ میں اپنے نفوس کے لئے تقدم نہ مقرر کرو اور اس میں اشارہ ہے حضور کے احترام کی طرف اور حضور کے اوامر ونواہی کی فرمانبرداری کی طرف۔ حضور کے حق کو ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالی تمہاری باتوں کو سننے والا ہے۔ تمہارے کاموں کو جاننے والا ہے"۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا بَيَّنَ مَحَلَّ النَّبِيِّ وَعُلُوَّ دَرَجَتِهِ بِكَوْنِهِ رَسُوْلَهُ الَّذِيْ يُظْهِرُ دِيْنَهُ وَذَكَرَهُ بِأَنَّهُ رَحِيْمٌ بِالْمُؤْمِنِيْنَ بِقَوْلِهِ رَحِيْمًا قَالَ لَاتَتْرُكُوْا مِنْ اِحْتِرَامِهِ شَيْئًا لَا بِالْفِعْلِ وَلَا بِالْقَوْلِ وَلَا تَغْتَرُّوْا بِرَأْفَتِهِ وَانْظُرُوْا اِلٰى رِفْعَةِ دَرَجَتِهِ...... حَتّٰى قَالَ بَعْدَ ذِكْرِ اَقْوَالٍ فِيْ سَبَبِ النُّزُوْلِ...... وَالْاَصَحُّ[1] اَنَّهُ اِرْشَادٌ عَامٌّ يَشْمَلُ الْكُلَّ وَمَنْعٌ مُطْلَقٌ يَدْخُلُ فِيْهِ كُلُّ اِثْبَاتٍ وَتَقَدُّمٍ وَاسْتِبْدَادٍ بِالْاَمْرِ وَاِقْدَامٍ عَلٰى فِعْلٍ غَيْرِ ضَرُوْرِيٍّ مِنْ غَيْرِ مُشَاوَرَةٍ...... حَتّٰى قَالَ...... كَاَنَّهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَصْدُرَ مِنْكُمْ تَقْدِيْمٌ اَصْلًا...... حَتّٰى قَالَ...... فَتَقْدِيْرُهُ لَا تُقَدِّمُوْا اَنْفُسَكُمْ فِيْ حَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ لَا تَجْعَلُوْا لِاَنْفُسِكُمْ تَقَدُّمًا وَرَأْيًا عِنْدَهُ...... حَتّٰى قَالَ...... ذِكْرُ اللّٰهِ اِشَارَةٌ اِلٰى وُجُوْبِ احْتِرَامِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالْاِنْقِيَادِ لِاَوَامِرِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّ احْتِرَامَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ يُتْرَكُ عَلٰى بُعْدِ الْمُرْسِلِ وَعَدَمِ اطِّلَاعِهٖ عَلٰى مَا يَفْعَلُ بِرَسُوْلِهٖ فَقَالَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَيْ اَنْتُمْ بِحَضْرَةٍ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ نَاظِرٌ اِلَيْكُمْ وَفِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ يَجِبُ احْتِرَامُ رَسُوْلِهٖ.

(تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر جلد ۷ صفحہ ۵۸۱، ۵۸۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محل ومقام بیان کیا اور حضور کے درجہ کی بلندی بیان کی اس طرح کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ ان کا دین غالب ہوگا اور اپنے قول رحیما سے یہ ذکر کیا کہ حضور مومنوں کے لئے رحیم ہیں۔ فرمایا حضور کے احترام میں قولاً وفعلاً کسی چیز کو ترک نہ کرو اور حضور کی مہربانی سے مغرور بھی نہ ہونا اور حضور کے بلند مرتبہ کی طرف نظر کرو۔ اصح بات یہ ہے کہ یہ ارشاد عام ہے سب کو شامل ہے اور منع مطلق ہے، اس میں ہر اثبات اور تقدم اور امر میں اپنے آپ کو ترجیح دینا اور بغیر مشورہ کے غیر ضروری فعل میں اقدام کرنا یہ سب بجھو داخل ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی تقدیم ظاہر ہو تو تقدیر عبارت یوں ہوگی: لاتقدموا انفسکم فی

1۔ نقل هذه العبارة العلامة الجمل الى من غير مشاورة وفيه لفظ الغيبات بدل اثبات ۱۲، تفسیر جمل جلد ۴ صفحہ ۱۷۳ ۱۲ منہ

حضرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور کے ہاں اپنے نفسوں کے لئے تقدم اور صاحب بصیرت ہوتا نہ کرو...... اس آیت میں اللہ کا ذکر...... اشارہ ہے طرف واجب ہونے احترام رسول کے اور طرف تابعداری حضور کے اوامر کی۔ یہ اس لئے کہ کبھی احترام رسول (قاصد) اس لئے ترک کیا جاتا ہے کہ مرسل (بھیجنے والا) دور ہے۔ وہ اس پر مطلع نہیں کہ جو کچھ اس کے رسول (قاصد) سے کیا جائے تو اللہ نے فرمایا: بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ یعنی تم اللہ کے سامنے ہو۔ اور وہ تمہاری طرف دیکھنے والا ہے۔ ایسی حالت میں تو احترام رسول واجب ہے۔

عارف واصل فاضل کامل علامہ اسمٰعیل حقی آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَيَكُونُ التَّقَدُّمُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مُنَافِيًا لِلْاِيْمَانِ (وَقَالَ) وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْاٰيَةَ عَامَّةٌ فِيْ كُلِّ قَوْلٍ وَّ فِعْلٍ وَلِهٰذَا حُذِفَ مَفْعُوْلُ لَاتُقَدِّمُوْا لِيَذْهَبَ ذِهْنُ السَّامِعِ كُلَّ مَذْهَبٍ مِمَّا يُمْكِنُ تَقْدِيْمُهٗ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ مَثَلًا اِذَا جَرَتْ مَسْئَلَةٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَاتَسْبِقُوْهُ بِالْجَوَابِ وَاِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ لَاتَبْتَدِئُوْا بِالْاَكْلِ قَبْلَهٗ وَاِذَا ذَهَبْتُمْ اِلٰى مَوْضِعٍ لَا تَمْشُوْا اَمَامَهٗ اِلَّا لِمَصْلَحَةٍ دَعَتْ اِلَيْهِ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا يُمْكِنُ فِيْهِ التَّقْدِيْمُ قِيْلَ لَايَجُوْزُ تَقَدُّمُ الْاَصَاغِرِ عَلَى الْاَكَابِرِ اِلَّا فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاضِعَ اِذَا سَارُوْا لَيْلًا اَوْ رَاَوْا خَيْلًا اَيْ جَيْشًا اَوْ دَخَلُوْا سَيْلًا اَيْ مَاءً سَائِلًا وَكَانَ فِي الزَّمَانِ الْاَوَّلِ اِذَا مَشَى الشَّابُّ اَمَامَ الشَّيْخِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ وَيَدْخُلُ فِي النَّهْيِ الْمَشْيُ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ دَلِيْلُهٗ مَارُوِيَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْشِيْ اَمَامَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ تَمْشِيْ اَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ خَيْرٍ وَّ اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا فِيْ كَشْفِ الْاَسْرَارِ وَ اَكْثَرُ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ يُشْعِرُ بِاَنَّ الْمُرَادَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَذِكْرُ اللّٰهِ لِتَعْظِيْمِهٖ وَالْاِيْذَانِ بِجَلَالَةِ مَحَلِّهٖ عِنْدَهٗ حَيْثُ ذَكَرَ اسْمَهٗ تَعَالٰى تَوْطِئَةً وَّ تَمْهِيْدًا لِّذِكْرِهٖ

اسمه عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَدُلَّ عَلَى قُوَّةِ اخْتِصَاصِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِرَبِّ الْعِزَّةِ وَقُرْبِ مَنْزِلَتِهِ مِنْ حَضْرَتِهِ تَعَالَى۔

(وقال) وَمِنْ شَرْطِ الْمُؤْمِنِ أَنْ لَا يَرَى رَأْيَهُ وَعَقْلَهُ وَاخْتِيَارَهُ فَوْقَ رَأْيِ النَّبِيِّ وَالشَّيْخِ وَيَكُونَ مُسْتَسْلِمًا لِمَا يَرَى فِيهِ مَصْلَحَةً وَيَحْفَظُ الْأَدَبَ فِي خِدْمَتِهِ وَصُحْبَتِهِ وَمِنْ أَدَبِ الْمُرِيدِ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ فَإِنَّهُ سَبَبُ سُقُوطِهِ مِنْ أَعْيُنِ الْأَكَابِرِ۔

قَالَ سَهْلٌ لَا تَقُولُوا قَبْلَ أَنْ يَقُولَ فَإِذَا قَالَ فَاقْبَلُوا مِنْهُ مُنْصِتِينَ لَهُ مُسْتَمِعِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي إِهْمَالِ حَقِّهِ وَتَضْيِيعِ حُرْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ لِمَا تَقُولُونَ عَلِيمٌ بِمَا تَعْمَلُونَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَطْلُبُوا وَرَاءَ مَنْزِلَتِهِ مَنْزِلَةً فَإِنَّهُ لَا يُوَازِيهِ أَحَدٌ بَلْ لَا يُدَانِيهِ۔

(تفسیر روح البیان جلد ۵، صفحہ ۶۶۶۔۶۶۷)

"اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہل کرنا ایمان کے منافی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آیت عام ہے ہر قول اور فعل کو شامل ہے اسی (عموم) کیلئے لا تقدموا کے مفعول کو حذف کیا۔ تا کہ سامع کا ذہن ہر طرف جائے قول یا فعل (وغیرہ) جس جس چیز میں تقدیم ممکن ہے مثلاً جب حضور کی مجلس میں کوئی مسئلہ جاری ہو جواب دینے میں سبقت نہ کرو اور جب طعام حاضر ہو تو کھانے میں حضور سے پہل نہ کرو، جب کسی طرف چلو تو حضور کے آگے نہ چلو ہاں مگر کسی مصلحت کا تقاضا ہو۔ اور اسی طرح اور چیزیں ہوئیں جن میں تقدیم ممکن ہے کہا گیا ہے کہ چھوٹے بڑوں سے آگے نہ بڑھیں سوائے تین جگہ کے (۱) جب رات کو سیر کریں (۲) یا جب لشکر کو دیکھیں۔ (۳) یا جب سیلاب میں داخل ہوں۔ پہلے زمانہ میں تو یہ تھا کہ جب نوجوان کسی شیخ بزرگ کے آگے چلتا اللہ تعالیٰ اس کو زمین میں دھنسا دیتا۔ علماء کے آگے چلنا بھی اسی آیت کی نہی سے منع ہے کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ابو الدرداء سے کی گئی ہے فرمایا کہ مجھے حضور نے دیکھا کہ میں حضرت ابو بکر کے آگے چل رہا تھا حضور نے فرمایا تو اس کے آگے چلتا ہے جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے انبیاء اور رسل کے بعد کسی ایسے شخص پر نہ سورج طلوع ہوا نہ غروب، جو ابو بکر سے بہتر اور افضل ہے۔ (کشف الاسرار) اور اکثر روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہاں مراد صرف حضور کی ذات پر تقدم ہے اور ذکر خدا تو حضور کی تعظیم کے لئے ہوا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور کی قدر و منزلت بتانے کے لئے

وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا نام حضور کے اسم کے لئے بطور توطیہ اور بطور تمہید ذکر کیا گیا تا کہ دلالت کرے حضور کی اپنے رب سے قوی خصوصیت اور اس کی جناب میں قرب منزلت پر

اور مومن کے لئے شرط ہے کہ اپنی رائے اپنی عقل اور اپنے اختیار کو حضور اور شیخ کی رائے کے اوپر نہ سمجھے اور بصورت مصلحت سرخم کرے اور ان کی خدمت اور صحبت میں ادب کو ملحوظ رکھے اور مرید کے ادب سے ہے کہ شیخ کے آگے بات نہ کرے کیونکہ یہ چیز ان کی آنکھوں میں گر جانے کا سبب ہے۔

امام سہل تستری نے فرمایا: حضور کے ارشاد سے قبل نہ بولو۔ جب آپ فرمادیں۔ خاموشی سے کان لگا کر اسے سنو اور اسے قبول کرلو۔ حضور کے حق کو ترک کرنے میں اور عزت کے ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سنتا ہے جو کہتے ہو۔ جانتا ہے جو کرتے ہو۔ بعض نے اس کی تفسیر میں کہا کہ حضور کے مقام سے اوپر کوئی مقام طلب نہ کرو اس لئے کہ حضور کا موازی کوئی نہیں بلکہ درجہ اور منزلت میں قریب بھی کوئی نہیں"۔

علامہ سلیمان جمل ارقام فرماتے ہیں:۔

اَلْمُرَادُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَذِكْرَ لَفْظِ اللّٰهِ تَعْظِيْمًا لِلرَّسُوْلِ وَ اِشْعَارًا بِاَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ يُوْجِبُ اِجْلَالَهُ وَعَلٰى هٰذَا فَلَا اِسْتِعَارَةَ وَاِلَيْهِ يَمِيْلُ كَلَامُ الشَّيْخِ الْمُصَنِّفِ۔ اھ کرخی تفسیر جمل جلد ۴ صفحہ ۱۷۳۔۱۷۴، وذکر الصاوی الی قوله فلا استعارة۔ (تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۹۰)

"مراد بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے صرف بیدی رسول اللہ ﷺ ہے۔ لفظ "اللہ" تو تعظیم رسول کے لئے ذکر ہوا اور اس بات کا اشعار کرنے کے لئے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے مقام پر ہیں کہ ان کی توقیر و تعظیم کرنا واجب ہے اس صورت پر پھر کوئی استعارہ نہیں۔ شیخ مصنف کی کلام اسی طرف مائل ہے"۔

نمبر ۳۔ ۴ مسلمانو! ہمارا رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (الحجرات)

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور
ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں
تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے
ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے
لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے"۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔
جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہوتی ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا
ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حضور چلا کر نہ بولو انہیں عام القاب سے نہ پکارو جن سے ایک
دوسرے کو پکارتے ہو۔ اے چچا۔ ابا۔ بھائی۔ بشر۔ اے محمد نہ کہو، رسول اللہ، شفیع المذنبین کہو۔ اس
آیت میں حضور کا اجلال و اکرام وادب واحترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا
لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں۔ بلکہ جو عرض کرنا
ہو کلمات ادب وتعظیم وتوصیف وتکریم والقاب عظمت کے ساتھ عرض کرو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے
برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى کے جملہ سے معلوم ہوا کہ دل کا تقویٰ حضور کے ادب سے حاصل ہوتا
ہے۔ (اللہ نصیب کرے)

خاتم الحفاظ امام اجل شیخ المشائخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الْاٰيَاتُ فِيْهَا مِنْ خَصَائِصِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيْمُ رَفْعِ الصَّوْتِ عَلَيْهِ وَالْجَهْرِ لَهٗ بِالْقَوْلِ
وَفَسَّرَهٗ مُجَاهِدٌ بِنِدَائِهٖ بِاسْمِهٖ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَبِنِدَائِهٖ مِنْ وَّرَاءِ
الْحُجُرَاتِ وَاسْتَدَلَّ بِهِ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْمَنْعِ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ
بِحَضْرَةِ قَبْرِهٖ وَعِنْدَ قِرَاءَةِ حَدِيْثِهٖ لِاَنَّ حُرْمَتَهٗ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا۔

(الاکلیل صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ مصر)

"اللہ تعالیٰ کا قول لا ترفعوا اصواتکم ان آیات میں حضور کے بعض خصائص کا ذکر ہے کہ حضور
پر آواز بلند کرنا حرام ہے امام مجاہد نے اس کی تفسیر یوں کی۔ کہ حضور کو نام لے کر پکارنا (جیسے یا محمد یا احمد)
منع ہے (ابن ابی حاتم) اور باہر سے پکارنا بھی منع ہے۔ علماء کرام نے اس سے یہ استدلال کیا کہ حضور

سے مزار کے قریب منع ہے اور قراءۃ حدیث شریف کے وقت بھی منع ہے اس لئے کہ حضور کی عزت و عظمت بعد پردہ پوشی کے ایسے لازم ہے جیسے دنیاوی حیات میں تھی"۔

امام قسطلانی مواہب اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:۔

(رُوِیَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ) ثَانِیَ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِی الْعَبَّاسِ (نَاظَرَ مَالِکًا) اَلْاِمَامَ فِیْ مَسْئَلَۃٍ فَرَفَعَ صَوْتَہٗ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ مَالِکٌ یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَاتَرْفَعْ صَوْتَکَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اَلْاٰیَۃَ وَمَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ اَلْاٰیَۃَ وَذَمَّ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَلْاٰیَۃَ وَاِنَّ حُرْمَتَہٗ مَیِّتًا کَحُرْمَتِہٖ حَیًّا اِذْ ھُوَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ فَیَجِبُ اَنْ یُّرَاعٰی بَعْدَ مَمَاتِہٖ مَا کَانَ لَہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ (فَاسْتَکَانَ) خَضَعَ وَذَلَّ (لَھَا) اَیْ لِھٰذِہِ الْمَقَالَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ (اَبُوْ جَعْفَرٍ)

(زرقانی شرح مواہب جلد ۶ صفحہ ۲۴۹۔۲۵۰)

وَذَکَرَ ھٰذِہِ الْقِصَّۃَ نَحْوَہٗ (الامام القاضی عیاض فی الشفا جلد ۲ صفحہ ۳۵)

"روایت کی گئی ہے کہ خلفاء بنی عباس سے دوسرے خلیفہ ابو جعفر نے کسی مسئلہ میں امام مالک سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا اور اپنی آواز کو اونچا کیا۔ تو امام مالک نے اس سے فرمایا کہ اس مسجد شریف میں اپنی آواز بلند نہ کر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ فرما کر ایک قوم کو یہ ادب سکھایا ہے کہ اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کرو اور ایک قوم کی مدح کی ہے چنانچہ فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو حضور کے ہاں اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا، ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے (قرآن) اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور قوم کی مذمت کی چنانچہ فرمایا بیشک وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں وہ اکثر لا یعقل ہیں اور حضور کی عزت بعد از پردہ پوشی ایسے لازم ہے جیسے حالت حیات میں تھی۔ اس لئے کہ آپ قبر میں زندہ موجود ہیں۔ لہٰذا بعد از پردہ پوشی ان حقوق کی رعایت لازم ہے جن کی رعایت دنیاوی زندگی میں کی جاتی تھی (ابو جعفر امام مالک کے اس ارشاد پاک کے سامنے جھک گیا۔)"

علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ قَبْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّهُ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ (وَقَالَ) وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ رَفْعَ الصَّوْتِ فِي مَجَالِسِ الْفُقَهَاءِ تَشْرِيفاً لَهُمْ إِذْ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ضَحِكَ إِنْسَانٌ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ فَغَضِبَ حَمَّادٌ وَقَالَ إِنِّي أَرَى رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ وَهُوَ مَيِّتٌ كَرَفْعِ الصَّوْتِ عِنْدَهُ وَهُوَ حَيٌّ وَقَامَ وَامْتَنَعَ مِنَ الْحَدِيثِ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَحَاصِلُهُ أَنَّ فِيهِ كَرَاهَةَ الرَّفْعِ عِنْدَ الْحَدِيثِ وَعِنْدَ الْمُحَدِّثِ۔ انتھی کلامہ ۔

(تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)

"حضور کے مزار پاک کے قریب آواز بلند کرنے کو علماء کرام نے مکروہ بتایا اس لیے کہ حضور مزار میں زندہ ہیں اور بعض علماء نے مجلس فقہاء میں رفع صوت کو مکروہ بتایا ان کی عزت کے لئے کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ سلیمان بن حرب نے فرمایا کہ کوئی شخص حضرت حماد بن زید کے ہاں ہنسا جب کہ وہ حدیث پاک بیان کر رہے تھے تو حضرت حماد غضب ناک ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضور کی پردہ پوشی کے بعد حضور کی حدیث پہ آواز بلند کرنا ایسا ہے کہ حضور کے قریب میں بحالت حیات دنیاوی رفع صوت کیا جائے تو وہ کھڑے ہو گئے اور اس دن بیان حدیث سے رک گئے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حدیث کی قرأت کے وقت اور محدث کے ہاں آواز بلند کرنا مکروہ ہے"۔

ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ لکھتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ هٰذَا أَدَبٌ ثَانٍ أَدَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ لَا يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ صَوْتِهِ۔

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں حضور کی آواز پر بلند نہ کرو" یہ دوسرا ادب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس ادب کی تعلیم دی ہے کہ حضور کی مجلس میں اپنی آوازیں حضور کی آواز سے بلند نہ کریں"۔

(قال تعالیٰ) وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ای اذکروا محمداً صلی اللہ علیہ

وسلّم بتعظیم وتوقیرٍ (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۲۲۴ عن الامام الجزائری)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان کو یاد کرو جیسا کہ اللہ نے تمہیں ہدایت کی ہے۔ یعنی حضور کا ذکر تعظیم اور توقیر سے کرو"۔

(شعر لابن الفارض)

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اشارةٌ لكف يد صدت له اذا تصدت

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ. هذه الآية اشارةٌ منه تعالى لارواح الاوّلين من الانبياء والمرسلين وغيرهم من ورثتهم العارفين المقربين الى يوم الدين اذا مد احد منهم يدهُ الرُّوحانية لنيل هذا المقام المحمّدى الذى اختص به محمدًا صلى الله عليه وسلّم نبينا فانهُ لاينال ذٰلِكَ وَلا يصل اليه.

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹)

"یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت وَلَا تَقْرَبُوْا میں سب اولین انبیاء و مرسلین اور مقربین کی ارواح کے لئے اشارہ ہے کہ وہ مقام محمدی کو حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ جبکہ ان میں سے کسی نے اپنا ہاتھ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جو حضور سے مختص ہے۔ کیونکہ اس مقام کو نہ پایا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں۔ جن میں بارگاہ نبوت کی تعظیم اور حضور کے ادب کی تعلیم دی گئی ہے۔

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ بعض آیات تعظیم و آداب بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ولا سبيل الى ان يستوعب ههُنا الأيات الدلالة على ذٰلك وما فيها من التصريح والاشارة الى علو قدر النبى صلى الله عليه وسلّم ومرتبته ووجوب المبالغة فى حفظ الادب معهٗ صلى الله عليه وسلّم (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۵۲)

"اس بات کی طرف کوئی راستہ نہیں کہ ان سب آیات کو گھیر لیا جائے جو تعظیم و ادب نبی پر دلالت کرنے والی ہیں اور نہ ان آیات کو گھیرا جا سکتا ہے جن میں صراحۃً اور اشارۃً حضور کے علو قدر اور مرتبہ اور حضو

کے ساتھ حفاظتِ ادب میں مبالغہ کے واجب ہونے کا بیان ہے"۔

امام سبکی فرماتے ہیں:

ومن تامل القرآن کلہٗ وجدہٗ طافحًا بتعظیم عظیم لقدر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم (جواہر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۵۱)

"جس نے کل قرآن میں تامل کیا تو وہ سارے قرآن کو حضور کے مرتبہ کی تعظیم عظیم سے مملو پائے گا"۔(1)

1۔ ان آیات سے بعض کی کچھ تفصیل فقیر کی کتاب "انوار القرآن" میں لکھی ہوئی ہے۔ "انوار القرآن" کا تیسرا و چوتھا باب اسی مضمون میں آیاتِ قرآنیہ میں جاری و پر ہے۔ ۱۲ الفقیر غفرلہ

فصل دوم

اب اسی بارے میں چند حدیثیں وآثار صحابہ درج کرتا ہوں۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

فَصْلٌ فِیْ عَادَةِ الصَّحَابَةِ فِیْ تَعْظِیْمِهٖ ﷺ وَتَوْقِیْرِهٖ وَاِجْلَالِهٖ

فصل حضور کی تعظیم وتوقیر واجلال میں صحابہ کی عادات

پھر ابن شماسہ المہری سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فَذَكَرَ حَدِیْثًا طَوِیْلًا فِیْهِ عَنْ عَمْرٍو قَالَ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ لَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَیْنِیْ مِنْهُ اِجْلَالًا لَهٗ وَلَوْ سُئِلْتُ(1) اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّیْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَیْنِیْ مِنْهُ وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ(2) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَخْرُجُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِیْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَلَا یَرْفَعُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اِلَیْهِ بَصَرَهٗ اِلَّا اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاِنَّهُمَا كَانَا یَنْظُرَانِ اِلَیْهِ وَیَنْظُرُ اِلَیْهِمَا وَیَتَبَسَّمَانِ اِلَیْهِ وَیَتَبَسَّمُ اِلَیْهِمَا وَرَوٰى اُسَامَةُ بْنُ شَرِیْكٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَوْلَهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّیْرُ(3) وَفِیْ حَدِیْثِ صِفَتِهٖ اِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَاؤُهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ

---

1. (ولو سئلت) وفی نسخۃ ولو شئت (ان اصفه) ای اذکر نعت ظاہر حلقیه (ما اطقت) ای ماقدرت لعدم احاطتی باوصافه۔ شرح شفا علی القاری الحنفی علی ہامش نسیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۱۔ (ولو شئت ان اصفه) بحلیته (ما اطقت) وقدرت لعدم احاطة علمی به ای لا اقدر ان اصفه۔ ملخصاً نسیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۱۔

2۔ ترمذی شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۷۔ مناقب ابی بکر ۱۲ منہ

3. هذا الحدیث رواه الاربعة (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ) وصححه الترمذی نسیم الریاض جلد ۳، صفحہ ۳۹۲ قد روی عنه (ای عن اسامة بن شریک) اصحاب السنن الاربعة وصححه الترمذی، شرح شفا القاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۲۔

الطيرَ(1) وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حِيْنَ وَجَهَتْهُ قُرَيْشٌ عَامَ الْقَضِيَّةِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاٰی مِنْ تَعْظِيْمِ اَصْحَابِهِ لَهٗ مَا رَاٰی(2) وَاَنَّهٗ لَا يَتَوَضَّاءُ اِلَّا ابْتَدَرُوْا وَضُوْئَهٗ وَكَادُوْا اَنْ يَقْتَتِلُوْا(3) عَلَيْهِ (لِحِرْصِهِمْ عَلَی التَّبَرُّكِ بِمَا مَسَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِيَدِهٖ (نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۹۳) وَلَا يَبْصُقُ بُصَاقًا وَلَا يَتَنَخَّمُ نُخَامَةً اِلَّا تَلَقَّوْهَا بِاَكُفِّهِمْ فَدَلَكُوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَاَجْسَادَهُمْ(4) وَلَاتَسْقُطُ مِنْهُ شَعْرَةٌ اِلَّا ابْتَدَرُوْهَا وَاِذَا اَمَرَهُمْ بِاَمْرٍ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی قُرَيْشٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنِّیْ جِئْتُ كِسْرٰی فِیْ مُلْكِهٖ وَقَيْصَرَ فِیْ مُلْكِهٖ وَالنَّجَاشِیَّ فِیْ مُلْكِهٖ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَارَاَيْتُ مَلِكًا فِیْ قَوْمٍ قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ فِیْ اَصْحَابِهٖ وَفِیْ رِوَايَةٍ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَايُعَظِّمُ مُحَمَّدًا اَصْحَابُهٗ وَقَدْ رَاَيْتُ قَوْمًا(5) لَا يُسْلِمُوْنَهٗ(6) اَبَدًا(7)۔

(۱) "یعنی انہوں نے فرمایا کہ ہم صحابی رسول حضرت عمرو بن عاص کے پاس حاضر ہوئے تو

---

1. اخرجه الترمذی فی الشمائل شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۲، شمائل ترمذی صفحہ ۲۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نحو مارقم القاری والمناوی فی تفسیرہ جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۶۳۔ ۱۲ منہ

2. فیه من المبالغة ای رای من اکرامهم له صلی اللّٰه علیه وسلم وتعظیمهم له شیئا عظیما لایمکن التعبیر عنه لفوقه الحصر لذا ابهمه وان ذکر بعضا منه نسیم الریاض ملخصا جلد ۳ صفحہ ۳۹۲ (مارای) ای مما لا یکاد یستقصی شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۲۔

3. ای لفرط حرصهم علی التبرک بما لقیه او مما اصابه من بدنه و (من) لم یصب منه شیئا یکون من نصیب اخذ من بلل صاحبه۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۹۲

4. تبرکا بهما نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۹۳۔ ۱۲ منہ

5. یعنی الصحابة ۱۲ نسیم

6. هذا بعض من حدیث طویل رواہ البخاری۔ نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۹۳۔ رواہ البخاری علی قاری شرحه للشفا جلد ۳ صفحہ ۳۹۳۔ (بخاری شریف جلد اول) جز ۱۱، صفحہ ۳۷۵ بتغیر یسیر (مضمون واحد) باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وکتابة الشروط مع الناس بالقول کتاب الشروط۔ ۱۲ منہ

7. (لایخذلونه ۱۲ قاری)

انہوں نے ایک لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں حضرت عمرو سے روایت ہے۔ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر مجھے کوئی زیادہ محبوب نہ تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر میری آنکھوں میں کوئی جلیل القدر نہ تھا اور حضور کے اجلال (دبدبہ) کی وجہ سے میں اپنی آنکھیں حضور کے حسن و جمال سے پر نہ کر سکتا تھا اور اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ حضور کا وصف بیان کر یا اگر میں چاہوں کہ حضور وصف یعنی حلیہ پاک ظاہر خلقت کی نعت و تعریف بیان کروں تو مجھ میں اس کی طاقت نہیں یعنی مجھ میں یہ قدرت نہیں، کیونکہ میرا علم حضور کے اوصاف کو محیط نہیں۔ حضور کے اوصاف میرے احاطہ میں نہیں (خفاجی قاری) اس لئے کہ میری آنکھیں حضور کے حسن سے نہیں بھریں (رج کے نہ دیکھا)۔

(۲) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب مہاجرین وانصار کے ہاں تشریف لاتے اور وہ بیٹھے ہوئے ہوتے ان میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تو ان سب صحابہ میں سے کوئی حضور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا سوائے ابوبکر اور عمر کے، صرف یہ دو حضور کی طرف دیکھتے اور حضور ان کی طرف دیکھتے۔ یہ حضور کو دیکھ کر تبسم کرتے حضور ان سے مسکراتے۔

(۳) حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ میں حضور کے پاس آیا۔ حضور کے اردگرد صحابہ تھے ایسے ادب سے بیٹھے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (بالکل نہ ہلتے تھے)

(۴) اور حضور کی صفت والی حدیث میں ہے جب آپ کلام فرماتے۔ حاضرین مجلس اپنے سر جھکا لیتے۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

(۵) عروہ بن مسعود نے کہا جب کہ کفار قریش نے اسے معاہدے والے سال حضور کی طرف بھیجا اور اس نے صحابہ کو حضور کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم کرتے دیکھا (جس کا مکمل بیان نہیں ہوسکتا چند کا ذکر ہوتا ہے) کہ جب بھی حضور وضو فرماتے تو صحابہ کرام اس مستعمل پانی کو بغرض تبرک حاصل کرنے کے لئے جلدی کرتے اور اس پانی کو حاصل کرنے کے لئے کٹ مرنے پر تیار ہو جاتے اور حضور جب بھی تھوک مبارک ڈالتے یا ناک پاک سے ریزش مبارک ڈالتے تو صحابہ اپنے ہاتھوں پر لے کر اسے اپنے چہروں پر ملتے اور تبرکا اپنے جسموں پر ملتے اور جب بھی حضور کا کوئی بال مبارک گرتا اس کو حاصل کرنے میں جلدی کرتے اور جب آپ کسی بات کا حکم فرماتے فوراً انجام دیتے۔ اور جب آپ کلام فرماتے تو وہ اپنی آوازیں پست کر دیتے۔ اور تعظیماً حضور کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھتے۔ یعنی گھور گھور کے نہ دیکھتے۔ جب عروہ یہ منظر دیکھ کر قریش کے پاس واپس لوٹا تو کہنے لگا۔ اے گروہ قریش میں نے

کسریٰ، قیصر، نجاشی ہر ایک کو اپنی اپنی سلطنت و دبدبہ شاہی میں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ایسا کوئی بادشاہ کسی قوم میں نہیں دیکھا جیسا حضور کو آپ کے صحابہ میں دیکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے ہرگز ایسا بادشاہ نہ دیکھا جس کے اصحاب اتنی تعظیم کرتے ہوں۔ جتنا کہ حضور کے اصحاب حضور کی تعظیم کرتے ہیں تحقیق میں نے ایسی قوم (صحابہ) کو دیکھا کہ کبھی بھی حضور کی امداد کو ترک نہ کریں گے"۔

وَعَنْ اَنَسٍ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُهٗ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ(1) وَمِنْ هٰذَا(2) لَمَّا اَذِنَتْ قُرَیْشٌ لِعُثْمٰنَ فِی الطَّوَافِ بِالْبَیْتِ حِیْنَ وَجَّهَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِمْ فِی الْقَضِیَّةِ اَبٰی وَقَالَ مَاکُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰی یَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ(3) صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ حَدِیْثِ طَلْحَةَ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِاَعْرَابِیٍّ جَاهِلٍ سَلْهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَمَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ(4) وَکَانُوْا یَهَابُوْنَهٗ وَیُوَقِّرُوْنَهٗ فَسَئَلَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ اِذَا طَلَعَ طَلْحَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مِمَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ(5)

وَفِیْ حَدِیْثِ قَیْلَةَ(6) فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسَ الْقُرْفُصَاءِ(7) اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ(8) وَذٰلِکَ هَیْبَةً لَهٗ وَتَعْظِیْمًا۔

وَفِیْ حَدِیْثِ الْمُغِیْرَةِ(9) کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَعُوْنَ بَابَهٗ بِالْاَظَافِیْرِ۔

وَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ لَقَدْ کُنْتُ اُرِیْدُ اَنْ اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَمْرِ فَاُؤَخِّرُ سِنِیْنَ مِنْ هَیْبَتِهٖ

(رواہ ابو یعلی و صححہ ۱۲ نسیم، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۳۲۔۳۳۔۳۴)

1۔ حرصا علی التبرک باثارہ صلی اللہ علیہ وسلم (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۴۳)۔ ۱۲ منہ

2۔ ای من تعظیم الصحابۃ لہ علیہ الصلوۃ والسلام ۱۲ نسیم

3۔ رواہ الترمذی ۱۲ نسیم

4۔ ای وفی بنذرہ القتال والثبات حتی استشہد ۱۲ منہ

5۔ رواہ الترمذی و حسنہ۔ ۱۲ نسیم

6۔ رواہ ابو داؤد والترمذی ۔ ۱۲ نسیم

7۔ نوع من الجلوس محتبیا بیدیہ۔ ۱۲ نسیم

8۔ ای شدۃ الخوف۔ ۱۲ منہ

9۔ رواہ الحاکم والبیہقی۔ ۱۲ نسیم

"(۶) حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حجام آپ کے بال مبارک مونڈ رہا تھا اور حضور ﷺ کے اردگرد حضور کے صحابہ پھر رہے تھے۔ ہر بال مبارک کسی نہ کسی مرد کے ہاتھ ہی میں واقع ہوتا۔

(۷) اور اسی تعظیم صحابہ سے ہے وہ واقعہ کہ قریش نے حضرت عثمان کو بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی جب کہ معاہدہ کے موقع پر حضور نے حضرت عثمان کو ان کی طرف متوجہ کیا تو حضرت عثمان نے طواف بیت اللہ سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک حضور طواف نہ کریں گے میں طواف نہ کروں گا۔

(۸) حدیث طلحہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک لاعلم اعرابی سے کہا کہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ کہ کس نے اپنی منت پوری کی یعنی جنگ میں ثابت قدم رہ کر شہید ہوا اور صحابہ کرام حضور سے خوف کرتے (یعنی ان پر حضور کی ہیبت طاری رہتی تھی) اور حضور کی کمال تعظیم کرتے (لہٰذا خود حضور سے نہ پوچھا) بلکہ ایک بے خبر اعرابی سے سوال کرایا چنانچہ صحابہ کے کہنے کے مطابق اس اعرابی نے حضور سے سوال کیا۔ تو حضور نے اس سے اعراض کیا۔ جب حضرت طلحہ ظاہر ہوئے تو فرمایا یہ ہے انہیں سے جنہوں نے اپنی منت پوری کی۔

(۹) حدیث قیلہ (بنت مخرمہ عنبریہ صحابیہ) میں ہے کہ میں نے حضور کو اکڑوں بیٹھا دیکھا۔ (یعنی ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھے ہوئے) میں شدت خوف سے لرز گئی کانپ گئی۔ یہ حضور کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے ہوا۔

(۱۰) حدیث مغیرہ میں ہے کہ حضور کے صحابہ کمال ادب و احترام کی وجہ سے حضور کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے۔

(۱۱) حضرت براء نے فرمایا کہ میں ارادہ کرتا کہ حضور سے فلاں امر کے متعلق پوچھوں۔ لیکن حضور کی ہیبت کی وجہ سے کئی سال سوال کو مؤخر کرتا رہا"۔

امام اوحد واسجد علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف فاسی رحمۃ اللہ علیہ معتمد علماء احناف مطالع المسرات میں ارقام فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ نَبَّهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَاصِّيَّتِهِ الَّتِيْ لَمْ يَعْلَمْهَا عَلَى الْحَقِيْقَةِ اِلَّا اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا اَبَابَكْرٍ وَالَّذِیْ

يَحْتَبِيْ بِالْحَقِّ لَمْ يَعْلَمْنِيْ(1) حَقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّيْ فَاعْرِفْ ذٰلِكَ مِنْ
أَجْلِ هٰذِهِ الْفَضِيْلَةِ كَمَا سَأَلَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ كَإِبْرَاهِيْمَ
وَمُوْسٰى الْحَقَّ جَلَّ وَعَلَا أَنْ يَجْعَلَهُمْ مِنْ أُمَّتِهٖ هٰذِهٖ انتهى كلامه

(مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹) (نقل عنہ فی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

''اور حضور نے اپنی اس خاصیت پر جس کو حقیقۃً اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اپنے اس قول سے متنبہ فرمائی: "اے ابوبکر قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔ اس کو جان اور اس کی معرفت حاصل کر۔ اور اسی لئے اولوالعزم رسولوں نے جیسے ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اللہ ہمیں حضور کی اُمت سے بنائے۔ (اس کو بہ خوب یاد رکھ)''۔

علامہ امام بدرالدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حدیث نمبر ۵ (جو بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۹۷ ۳ میں بھی معمولی سی تبدیلی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز

1۔ وقال الامام عبدالقادر الجزائری فانها (الحقیقة المحمدیة) بحر لا ساحل له ولهذا ورد فی الخبر عنه صلی اللّٰه علیه وسلّم لا یعلم حقیقتی غیر ربی وقال العارف الکبیر (ای الشیخ عبدالسلام صاحب صلوٰة المشیشیة فیها یعجز الخلائق فلم یدرکه منا سابق ولا لاحق یعنی فلم یعلم بحقیقته صلی اللّٰه علیه وسلّم (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۶۰)

بارہ انبیاء نے تمنا کی کہ کاش ہم حضور ﷺ کی امت سے ہوتے سبع سنابل شریف سنبلہ اول صفحہ ۱۷ نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۲۴۳ تمنا موسیٰ، حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ ہمیں محمد مصطفی ﷺ کی امت سے کر تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۰۵۔ شیخ عطار رحمۃ الستار نقلاً عن ابی یزید بسطامی رحمۃ الباری۔ علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے: وَلِذٰلِكَ تَقَدَّمَ فِیْ قَوْلِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ أُمَّةِ أَحْمَدَ۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کے قول میں گزرا کہ اے اللہ مجھے حضور کی امت سے بنا۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل لعلی القاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۲) (مدارج النبوۃ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی جلد ۱ صفحہ ۹۱۔ جواہر البحار شریف جلد ۱ صفحہ ۲۷۳، ۳۳۶ جلد ۳ صفحہ ۹۲، ۹۳۔ اتحوف المدین و دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۱۳۔ بارہ انبیاء نے تمنا کی کہ کاش ہم حضور ﷺ کی امت سے ہوتے۔ (سبع سنابل۔ سنبلہ اول صفحہ ۱۷۔ نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۲۴۳۔ حضرت ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ ہمیں حضور کی امت سے بنا۔ تذکرۃ الاولیاء لعطار عن ابی یزید البسطامی۔ زہر العارف الرئیس البحر نفیس ابن ابراہیم علی باعشن زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۶۹۔ جواہر البحار ناقلاً عن فتوحات الشیخ الاکبر جلد ۱ صفحہ ۱۲۶۔ بارہ نبیوں نے تمنا کی۔ ناقلاً عن الشیخ الاکبر جلد ۱ صفحہ ۱۷۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۰۷ عن الرازی۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰ ناقلاً عن المواہب۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ عن روح البیان جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۰۳ عن المحدث الشامی جلد ۳ صفحہ ۲۰۷۔

چوں بینائی نگاہ موئے کرد
شدان از آتش تمنا کرد

(مدائح منظوم صفحہ ۲۔۱)

ہیں:۔

فِيهِ طَهَارَةُ النُّخَامَةِ وَالشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَالشَّافِعِيَّةُ يَحْكُمُونَ بِنَجَاسَةِ الشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَفِيهِمْ مَنْ بَالَغَ كَادَ اَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ وَفِي شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَانِ نَعُوذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ هٰذَا الضَّلَالِ وَفِيهِ التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الْأَشْيَاءِ الطَّاهِرَةِ.

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۴، صفحہ ۱۹)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریزش ناک اور بال جو بدن مبارک سے جدا ہو وہ پاک ہے اور شافعیہ بدن سے جدا بال پر نجاست کا حکم لگاتے ہیں اور ان میں سے بعض نے تو اتنا مبالغہ کیا کہ قریب ہے کہ وہ اسلام سے نکل جائے چنانچہ یہ کہا کہ حضور کے بال میں دو وجہیں ہیں: (طہارت ونجاست) نعوذ باللّٰہ تعالٰی اللہ کی پناہ اس گمراہی سے اور اس حدیث میں صالحین کے آثار طاہرہ سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے''۔

حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

وَفِيهِ طَهَارَةُ النُّخَامَةِ وَالشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَالتَّبَرُّكُ بِفُضَلَاتِ الصَّالِحِيْنَ الطَّاهِرَةِ (فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۵ صفحہ ۳۵۹)

''اس حدیث میں ریزش اور جدا بال کی طہارت کا ثبوت ہے اور صالحین کے فضلات طاہرہ سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے''۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالٰی عنہ رقم فرماتے ہیں:۔

فصل

وَاعْلَمْ اَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ تَوْقِيرَهُ وَتَعْظِيمَهُ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيٰوتِهِ اَيْ لِاَنَّهُ الْاٰنَ حَيٌّ يُرْزَقُ فِي عُلُوِّ دَرَجَاتِهِ وَرِفْعَةِ حَالَاتِهِ (شرح شفا لعلی القاری حنفی جلد ۳، صفحہ ۳۹۲) وَذٰلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذِكْرِ حَدِيثِهِ وَسُنَّتِهِ وَسَمَاعِ اِسْمِهِ وَسِيْرَتِهِ وَمُعَامَلَةِ اٰلِهِ وَعِتْرَتِهِ وَتَعْظِيمِ اَهْلِ بَيْتِهِ وَصَحَابَتِهِ قَالَ اَبُوْ اِبْرَاهِيمَ التُّجِيْبِيُّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ مَتٰى ذَكَرَهُ اَوْ ذُكِرَ عِنْدَهُ اَنْ يَخْضَعَ وَيَخْشَعَ وَيَتَوَقَّرَ وَيَسْكُنَ مِنْ

خَرَكَتِهٖ وَيَأْخُذُ بِهٖ فِيْ هَيْبَتِهٖ وَاِجْلَالِهٖ بِمَا كَانَ يَأْخُذُ بِهٖ نَفْسَهُ الخ (اَيْ يُكَلِّفُهَا وَيُلْزِمُهَا) (نسیم) لَوْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَتَأَدَّبُ بِمَا اَدَّبَنَا اللّٰهُ بِهٖ. مِثْلَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ الآيه وَلَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ وَغَيْرِهٖ (نسیم) وَقَالَ الْقَاضِيْ اَبُو الْفَضْلِ وَهٰذِهٖ كَانَتْ سِيْرَةُ سَلَفِنَا الصَّالِحِ وَاَئِمَّتِنَا الْمَاضِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. ثُمَّ ذَكَرَ الْمُنَاظَرَةَ الْمَذْكُوْرَةَ اَيْ مُنَاظَرَةَ اَبِيْ جَعْفَرٍ بِمَالِكٍ. وَقَالَ (اَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَلِيْفَةُ الثَّانِيْ مِنَ الْعَبَّاسِيَّةِ لِلْاِمَامِ مَالِكٍ) يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ اَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَاَدْعُوْ اَمْ اَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ اَبِيْكَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ(1) اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ(2) اِسْتَقْبِلْهُ(3) وَاسْتَشْفِعْ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِي الْاِجَابَةِ فَاِنَّهٗ شَفِيْعٌ فَلَا يُرَدُّ مَنْ تَوَسَّلَ بِهٖ اِلَيْهِ. (نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۹۸)

"جان کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر بعد پردہ پوشی کے بھی لازم ہے جیسا کہ حالت حیات دنیوی میں تھی۔ اس لئے کہ اب بھی حضور زندہ ہیں۔ بلند درجات اور رفیع حالات میں رزق دیے جاتے ہیں۔ اور یہ تعظیم و توقیر حضور کے ذکر کے وقت اور ذکر حدیث اور سنت کے وقت اور نام پاک کے سننے کے وقت، حضور کی سیرت کے سنتے وقت اور حضور کی آل اور عترت کے معاملہ کے وقت لازم ہے اور اہل بیت اور اصحاب کی تعظیم کرنا امام ابو ابراہیم تجیبی نے فرمایا ہر مومن پر واجب ہے کہ جب حضور کا ذکر کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر کیا جائے تو خضوع اور خشوع کرے اور باوقار ہو جائے اور حرکت سے سکون کرے اور حضور کی ہیبت اور جلال میں شروع ہو جیسا کہ اپنے نفس کو ان باتوں کا مکلف بناتا اگر حضور اس کے علی الاعلان سامنے ہوتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم ادب کے مطابق متادب ہو جائے۔ (جیسے کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ اور لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ وغیرہ آیات میں حکم

1۔ وسائر الامام شرح شفا لعلی قاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۸

2۔ اشارۃ الی ان الداعی اذا قال اللّٰھم انی استشفع الیک بنبیک یا نبی الرحمۃ اشفع لی عند ربک استجب لہ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۸۔ ۱۲)

3۔ حنفیوں کے نزدیک بھی یہی سنت ہے کہ بوقت زیارت و بوقت دعا روضہ شریف کی طرف منہ ہو اور قبلہ کو پشت ہو۔ جامع مسانید للامام الاعظم جلد اول صفحہ ۳۰۳۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۴۴۸۔ ۴۰۹۔ فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔ مسند امام اعظم مع ترجمہ صفحہ ۱۲۶۔ ۱۲۔ نعیمی غفرلہ

ادب ہے)۔ امام قاضی ابوالفضل عیاض صاحب کتاب الشفا نے فرمایا ہمارے سلف صالحین اور گذشتہ ائمہ کا یہی طریقہ تھا (کہ بوقت ذکر حضور کمال متادب ہو جاتے) پھر خلیفہ ابوجعفر اور امام کا گذشتہ مناظرہ ذکر کیا۔

خلیفہ ابوجعفر (منصور) عباسی نے امام مالک سے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ (یہ امام مالک کی کنیت ہے) کہ حضور کے روضہ پر دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کروں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف امام مالک نے فرمایا کہ اپنا چہرہ ان سے کیوں پھیرتا ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں اور تمام لوگوں کا بھی وسیلہ ہیں۔ بلکہ تو اُن کی طرف رخ کر (قبلہ کی طرف پیٹھ کر) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجابت دعا کے لئے اُن کی سفارش طلب کر۔ کیونکہ حضور شفیع ہیں۔ جس نے حضور سے توسل کیا وہ ردنہ ہوا"۔

وَقَالَ الْقَارِیُ اَیْ اُطْلُبْ شَفَاعَتَهٗ وَسَلْ وَسِیْلَتَهٗ فِیْ قَضَاءِ مُرَادَاتِکَ وَاَدَاءِ حَاجَاتِکَ (شرح علی الشفا جلد ۳، صفحہ ۳۹۸)

فَیُشَفِّعَکَ اللّٰهُ (اَیْ یَقْبَلُ اللّٰهُ بِهٖ شَفَاعَتَکَ لِاَمْرِکَ وَلِغَیْرِکَ وَفِیْ نُسْخَةٍ فَیُشَفِّعُهٗ اَیْ فَیَقْبَلُ شَفَاعَتَهٗ فِیْ حَقِّهٖ وَیَعْفُوْ عَنْ ذَنْبِکَ بِوَسِیْلَةِ نَبِیِّکَ۔ (علی قاری)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الخ (الآیۃ)

"ملا علی قاری نے اس کی شرح یوں کی کہ حضور کی شفاعت طلب کر اور اپنی مرادوں کے پورا ہونے اور ادائے حاجات میں حضور کو وسیلہ بنا۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے سبب سے تیرے معاملہ کی سفارش قبول فرمائے گا اور ایک نسخہ میں ہے "فیشفعہ" یعنی اللہ تعالیٰ تیرے حق میں ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ اور ان کے وسیلہ سے تیرے گناہ معاف کرے گا"۔ (شفا جلد ۲، صفحہ ۳۵)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ (الآیۃ) یعنی گنہگار بعد از گناہ تیرے پاس حاضر ہو کر گناہ کی معافی مانگیں اور حضور بھی ان کی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ منظور کرنے والا رحیم پائیں گے"۔ (قرآن)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی مصری ارقام فرماتے ہیں:۔

وَقِیْلَ فِیْ قَوْلِهٖ وَسِیْلَةُ اَبِیْکَ آدَمَ اَنَّ آدَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَمَّا اَکَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ ثُمَّ نَدِمَ قَالَ یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ كَيْفَ عَرَفْتَ
مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَنِّيْ رَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَرَفْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ بِنَفْسِكَ
اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ صَدَقْتَ يَاآدَمُ اِنَّهُ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ
وَلَوْلَاهُ مَاخَلَقْتُكَ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ

(المستدرک، ج ۲، ص ۶۱۵، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض للخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۹۸
مدارج النبوۃ للفخر المحدثین والامام المحققین الشیخ المحدث الدہلوی جلد ۲ صفحہ ۳ و تفسیر خزائن العرفان
لصدر الافاضل علی ہامش القرآن صفحہ ۷، تفسیر نعیمی جلد ۱ صفحہ ۱۹۷، بحوالہ تفسیر عزیزی جلد ۱ صفحہ
۱۸۵،۱۸۳ و تفسیر خزائن العرفان و تفسیر روح البیان نے طبرانی حاکم، ابو نعیم اور بیہقی کی روایت از سیدنا
فاروق اعظم و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکورہ واقعہ درج کیا نیز اسی تفسیر نعیمی و تفسیر خزائن العرفان
و تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابن منذر کی روایت میں یہ کلمات ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بجاه محمد
عبدک وکرامته علیک ان تغفرلی خطیئتی "تفسیر عزیزی جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۵، تفسیر
روح البیان ج ا صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ استنبول طبع قدیم تحت آیت فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ تفسیر ازہری ضمیمہ پارہ
اوّل صفحہ ۸ بروایت ابن عساکر والحاکم والبیهقی عن علی مرفوعاً وبروایة ابن
المنذر و بحواله البدایه والنهایه لابن کثیر صفحہ ۸۳ و بحوالہ طبری صفحہ ۱۸۸۔ اخرجه
الطبرانی فی الصغیر ج ۲ صفحہ ۸۲، ۸۳، نئی طبع ص ۲۰۷ یقول الفیضی غفرله قال الحافظ
نورالدین علی بن ابی بکر الهیثمی المتوفی ۸۰۷ھ فی کتابه مجمع الزوائد ج ۸ ص
۲۵۳ رواه الطبرانی فی الاوسط والصغیر والحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵ و
ابونعیم فی الدلائل والبیهقی فی الدلائل وابن عساکر عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه
مرفوعاً الخ تفسیر درمنثور للسیوطی ج ا ص ۵۸ و ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵۷، روی البیہقی فی
کتاب دلائل النبوۃ الذی قال فیه الحافظ الذهبی علیک به فانه کله هدی ونور...
ورواه الحاکم وصححه ورری الطبرانی، زرقانی علی المواهب ج ا ص ۶۲، ۶۳۔
جواہر البحار ج ۲ ص ۲۲۰ عن روح البیان و ج ۳ ص ۱۳۳ عن ابن حجر و ج ۴ ص ۳۲ عن خلاصة
الوفا للسمهودی ص ۳۷، نئی طبع ص ۱۰۷۔ و ج ا ص ۳۲ عن الشفاء۔ و ج ۲ ص ۶۷، ۱۰۷ عن
ابن حجر و جلد ا ص ۲۰۶ تا ۲۱۰ از شیخ دریبی و ص ۲۵۲ از نبہانی۔ شفاء شریف ج ا ص

۲۷ اوشرحہ للقاری والخفاجی ج ۲ ص ۲۴۴تا۲۴۵ ۲۲۳ الجواھر المنظم لابن حجر ص ۱۱ ۔ اخرجہ الحاکم والبیھقی والطبرانی فی الصغیر وابونعیم ابن عساکر عن عمر رضی اللہ عنہ۔ مرفوعاً خصائص کبریٰ شریف ج ۱ ص ۲۔ ورواہ ابوبکر الأجری فی کتاب الشریعۃ ص ۴۲۷ تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۳۲۷ تحت آیت فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ عبارتہ وقیل رای مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول اللہ فتشفع بہ واذا اطلقت الکلمۃ علی عیسٰی علیہ السلام فلطلق الکلمات علی الروح الاعظم والحبیب الاکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فما عیسٰی بل وما موسٰی (وما......وما......) الا بعض من ظھور انوارہ وظھرۃ من ریاض انوارہ۔ جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد لامام محمد الفاسی ج ۲ ص ۲۱۱۔ قال السید السمھودی المدنی فی وفاء الوفاج ۴،ص ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲ رواہ جماعۃ منھم الحاکم وصحح اسنادہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مرفوعاً ......و..... رواہ الطبرانی وزاد وھو اٰخر الانبیاء من ذریتک۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۸۲ حدیث ۳۲۸ منتخب کنزالعمال علی ھامش مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۸۔۳۰۹۔ یقول الفیضی قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد وقال الخفاجی فی نسیم الریاض ھو حدیث صحیح کما مر اقرّ تصحیح الحاکم السمھودی فی وفاء الوفا وخلاصۃ الوفا وغیرہ من اماثل السنۃ من غیرہ فلا یلتفت الی من قال انہ موضوع وغایۃ الجرح فیہ ان فیہ عبدالرحمن بن زید وھو ضعیف عند الحافظ لا کذاب ولا وضاع والقول ھذا ایضاً جرحٌ مبھمٌ وھو غیر مقبول کما تقرر فی الاصول وان سلم الضعف فی کل طریق فلاحرج لان الحدیث الضعیف یصیر بتعدد الطرق حسناً کما سبق فی الاصول وھذا الحدیث رواہ الحاکم فی المستدرک بدعوی الصحۃ والطبرانی فی الاوسط والصغیر وابونعیم والبیھقی وابن عساکر وابن المنذر والأجری تلقتہ الامۃ بالقبول فھو مقبول مقبول مقبول ولوسلم انہ ضعیف فالضعیف ان کان بسند واحد فھو مقبول باتفاق الحفاظ کما ھو مقرر فی مقامہ

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

"امام کے قول "وسیلۃ ابیک آدم" کی یہ تفسیر بھی بتائی گئی کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس درخت ممنوعہ سے کچھ کھالیا۔ پھر نادم ہوئے۔ عرض کی اے رب حضور کے صدقہ میری مغفرت فرما! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فرمایا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا؟ عرض کی کہ میں نے عرش کے پایوں پہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھا تو یہ جان گیا کہ تو نے اپنے ساتھ نہیں ملایا مگر ایسے کو جو تمام مخلوق سے تجھے زیادہ محبوب ہے اللہ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا۔ بے شک وہ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارا ہے اگر وہ نہ ہوتے میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث صحیح ہے اسے حاکم نے روایت کیا۔"

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ مَالِكٌ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ اَيُّوبَ السَّخْتِيَانِي مَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ اَحَدٍ اِلَّا وَاَيُّوبُ اَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ وَحَجَّ حَجَّتَيْنِ فَكُنْتُ اَرْمُقُهُ وَلَا اَسْمَعُ مِنْهُ غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى حَتّٰى اَرْحَمَهُ فَلَمَّا رَاَيْتُ مِنْهُ مَارَاَيْتُ وَاِجْلَالَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبْتُ عَنْهُ وَقَالَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ مَالِكٌ اِذَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَنْحَنِيْ حَتّٰى يَصْعُبَ ذَالِكَ عَلٰى جُلَسَائِهِ فَقِيْلَ لَهٗ يَوْمًا فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ لَوْ رَاَيْتُمْ مَارَاَيْتُ لَمَا اَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ مَاتَرَوْنَ وَلَقَدْ كُنْتُ اَرٰى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ وَكَانَ سَيِّدَ الْقُرَّاءِ لَا نَكَادُ نَسْئَلُهُ عَنْ حَدِيْثٍ اَبَدًا اِلَّا يَبْكِيْ حَتّٰى نَرْحَمَهُ وَلَقَدْ كُنْتُ اَرٰى جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَكَانَ كَثِيْرَ الدُّعَابَةِ وَالتَّبَسُّمِ فَاِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْفَرَّ وَمَا رَاَيْتُهٗ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا طَهَارَةٍ وَلَقَدْ كَانَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنْظَرُ اِلٰى لَوْنِهٖ كَاَنَّهٗ نُزِفَ مِنْهُ الدَّمُ وَقَدْ جَفَّ لِسَانُهٗ فِيْ فَمِهٖ هَيْبَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنْتُ اٰتِيْ عَامِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ فَاِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى حَتّٰى لَا يَبْقٰى فِيْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الزُّهْرِيَّ وَكَانَ مِنْ

اَخْبَأَ النَّاسِ وَاَقْرَبِهِمْ فَاِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَكَاَنَّهُ مَاعَرَفَكَ وَلَاعَرَفْتَهُ وَلَقَدْ كُنْتُ اٰتِيْ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ وَكَانَ
مِنَ الْمُتَعَبِّدِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَاِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَكٰى فَلَا يَزَالُ يَبْكِيْ حَتّٰى يَقُوْمَ النَّاسُ عَنْهُ وَيَتْرُكُوْهُ وَرُوِيَ عَنْ
قَتَادَةَ اَنَّهُ كَانَ اِذَا سَمِعَ الْحَدِيْثَ اَخَذَهُ الْعَوِيْلُ وَالزَّوِيْلُ(1) وَلَمَّا
كَثُرَ عَلٰى مَالِكٍ النَّاسُ قِيْلَ لَهُ لَوْجَعَلْتَ مُسْتَمْلِيًا يُسْمِعُهُمْ فَقَالَ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
وَحُرْمَتُهُ حَيًّا وَمَيِّتًا سَوَاءٌ. (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵، ۳۶، ۳۷)

''امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (امام ابوبکر ایوب سختیانی بصری تابعی سید الفقہاء والمحدثین متوفی ۱۳۱ھ کے مرتبہ اور مقام کے متعلق سوال کیا گیا۔ امام مالک نے فرمایا میرے سب وہ اساتذہ اور مشائخ جن سے میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں ان سب سے افضل امام ایوب ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ انہوں نے دو حج کیے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا تھا۔ ان کی کثرت سکوت حال وخاموشی کی وجہ سے ان سے میں کچھ نہ سنتا تھا سوائے اس کے کہ وہ جب حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے روتے میں کثرت بکا کی وجہ سے اُن پر رحم کرتا پس میں نے جب ان سے دیکھا جو کچھ دیکھا اور ان سے نبی پاک کی تعظیم کو دیکھا تو میں نے ان سے حدیث اور علم سیکھنا شروع کر دیا۔ مصعب بن عبداللہ نے فرمایا کہ امام مالک جب حضور کا ذکر کرتے تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور آپ جھک جاتے حتیٰ کہ آپ کے جلساء شاگردوں پر یہ بات سخت گزرتی۔ ایک دن ان سے اس بارے میں بات کی گئی فرمایا کہ اگر تم دیکھتے جو کچھ میں نے دیکھا ہے تو جو کچھ مجھ سے دیکھتے ہو اس پر انکار نہ کرتے میں محمد بن منکدر کو دیکھتا تھا آپ سید القراء تھے کہ جب بھی اُن سے حدیث پوچھتے وہ (تحیۃً اجلالاً وادباً) رونا شروع کر دیتے۔ یہاں تک ہم ان کی شدت بکا کو دیکھ کر نرم دل ہو جاتے ان پر مہربان ہو جاتے اور میں امام جعفر صادق کو دیکھا کرتا تھا باوجود یکہ آپ بہت خوش طبع تھے جب ان کے پاس حضور کا ذکر ہوتا تو ہیبت اور اجلال نبی کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد ہو جاتا وہ ہمیشہ طہارت پر حدیث بیان فرماتے تھے۔ یعنی کبھی بھی بے وضو حدیث نہ بیان کرتے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے پھر ان کے رنگ کی طرف دیکھا جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ گویا کہ ان سے تمام خون بہہ گیا ہے خون کا قطرہ نہیں بچا

1۔ العویل صیاح مع البکاء ۱۲ الزویل صوت العسر بالبکاء ۱۲

یعنی رنگ سفید پڑ جاتا اور زبان ان کے منہ میں خشک ہو جاتی یہ سب کچھ حضور کی ہیبت سے ہوتا تھا اور میں عامر بن عبداللہ کے ہاں آتا تو جب ان کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک ہوتا، روتے رہتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے اور میں نے امام زہری کو دیکھا جو معاشرہ میں سب سے الطف اور محبت میں سب سے اقرب تھے تو جب ان کے سامنے حضور اقدس ﷺ کا ذکر ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ تجھے نہیں جانتے اور تو انہیں نہیں جانتا، کمال دہشت اور حیرت سے یہ کیفیت ہوتی اور میں صفوان بن سلیم کے پاس حاضر ہوتا جو مجتہدین اور عابدین سے تھے جب وہاں ذکر نبی پاک ہوتا روتے ہی رہتے یہاں تک کہ لوگ ان سے اٹھ جاتے اور ان کو روتا ہوا چھوڑ جاتے۔ حضرت قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے چیخ وپکار، گریہ وزاری کرنے لگتے اور جب امام مالک کے ہاں طالبان حدیث کا ہجوم ہو گیا امام مالک سے کہا گیا کہ اگر آپ ایک منشی مقرر کریں وہ آپ کے قریب بیٹھ کر حدیث سن کر لوگوں تک پہنچائے کتنا اچھا ہوتا، آسانی ہو جاتی فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اے ایمان والو اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کرو" قبل از پردہ پوشی اور بعد از پردہ پوشی حضور کی عزت وعظمت اور آپ کا احترام برابر لازم ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ اخْتَلَفْتُ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ(1) يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا فَجَرٰى عَلٰى لِسَانِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَلَاهُ كَرْبٌ حَتّٰى رَاَيْتُ الْعَرَقَ يَتَحَدَّرُ عَنْ جَبْهَتِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَوْ فَوْقَ ذَا اَوْ مَا دُوْنَ ذَا اَوْ مَا هُوَ قَرِيْبٌ مِنْ ذَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقَدْ تَغَرْغَرَتْ عَيْنَاهُ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهٗ

"عمرو بن میمون سے روایت ہے فرمایا کہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سال تک آتا جاتا رہا تو میں نے ان سے کبھی یہ فرماتے نہ سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مگر ایک دن انہوں نے حدیث بیان کی اور بے ساختہ ان کی زبان پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوا اور آپ پر کافی غم اور حزن طاری ہوا۔ میں نے دیکھا آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ پھر فرمایا الفاظ ومعنی اس طرح حضور نے فرمایا جیسا میں نے روایت کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یا اس سے کچھ زائد یا اس کے

1۔ ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب — ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

کچھ کم یا اس سے قریب فرمایا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کا چہرہ تبدیل ہو گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنسوؤں سے آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور آپ کی گردن کی رگیں پھول گئیں"۔ (شفاء جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۰۴۔ ذیل بحاشیہ شرح شفا لعلی قاری جلد ۳ صفحہ ۴۰۳) جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۰۲ ناقلاً عن الامام ابی عبداللہ محمد بن ابی الفضل قاسم الرجاع المتوفی ۸۹۴ھ وحوہ فی سنن ابن ماجہ صفحہ ۳ باب التوقی فی الحدیث۔

وَقَالَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّا وَتَهَيَّا وَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ يُحَدِّثُ فَسُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّهُ حَدِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُطَرِّفٌ كَانَ اِذَا اَتَى النَّاسُ مَالِكًا خَرَجَتْ اِلَيْهِمُ الْجَارِيَةُ فَتَقُوْلُ لَهُمْ يَقُوْلُ لَكُمُ الشَّيْخُ تُرِيْدُوْنَ الْحَدِيْثَ اَوِ الْمَسَائِلَ فَاِنْ قَالُوْا الْمَسَائِلَ خَرَجَ اِلَيْهِمْ وَاِنْ قَالُوْا لِلْحَدِيْثِ دَخَلَ مُغْتَسَلَهُ وَاغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبِسَ ثِيَابًا جُدُدًا وَّ لَبِسَ سَاجَهُ وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلٰى رَاْسِهِ رِدَائَهُ وَتُلْقٰى لَهُ مِنَصَّةٌ فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْخُشُوْعُ وَلَا يَزَالُ يُبَخَّرُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ قَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلٰى تِلْكَ الْمِنَصَّةِ اِلَّا اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ فَقِيْلَ لِمَالِكٍ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ اُحِبُّ اَنْ اُعَظِّمَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اُحَدِّثُ بِهٖ اِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ مُتَمَكِّنًا قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُحَدِّثَ فِي الطَّرِيْقِ اَوْ هُوَ قَائِمٌ اَوْ مُسْتَعْجِلٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ سِتَّ عَشْرَةَ مَرَّةً وَهُوَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَصْفَرُّ وَلَا يَقْطَعُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ النَّاسُ قُلْتُ لَهُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِنْكَ الْيَوْمَ عَجَبًا قَالَ نَعَمْ اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلَالًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هِشَامَ بْنَ الْغَازِيْ سَئَلَ مَالِكًا عَنْ حَدِيْثٍ

وَهُوَ وَاقِفٌ فَضَرَبَهُ عِشْرِيْنَ سَوْطاً ثُمَّ اَشْفَقَ عَلَيْهِ فَحَدَّثَهُ عِشْرِيْنَ حَدِيْثاً فَقَالَ هِشَامٌ وَدِدْتُ لَوْ زَادَنِيْ سِيَاطاً وَيَزِيْدُنِيْ حَدِيْثاً۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸۔۳۹۔۴۰)

"مصعب نے فرمایا کہ امام مالک کا یہ دستور تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث پاک بیان کرتے تو وضو کرتے۔ کنگھا وغیرہ کر کے تیار ہوتے اور مخصوص کپڑے پہنتے۔ پھر حدیث بیان فرماتے ہیں۔ اس اہتمام کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ مطرف نے فرمایا جب لوگ امام مالک کے پاس حاضر ہوتے۔ لونڈی ان کی طرف جاتی ان سے کہتی کہ شیخ امام مالک فرماتے ہیں حدیث پاک سننے کا ارادہ ہے یا مسائل فقہی پوچھنے ہیں اگر وہ جواب دیتے کہ مسائل پوچھنے ہیں تو آپ فوراً باہر تشریف لاتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث پاک کے لیے آئے ہیں تو آپ غسل خانہ میں داخل ہوتے اور غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور جبہ پہنتے اور عمامہ باندھتے اور اپنے سر پر چادر اوڑھتے اور آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا تو پھر تشریف لاتے اور اس پر بیٹھتے اس حالت میں کہ آپ پر خشوع طاری ہوتا اور حدیث پاک سے فراغت تک خوشبو کی دھونی دیتے رہتے۔ مطرف کے غیر کی روایت ہے کہ آپ اس تخت پر بغیر بیان حدیث کے تشریف نہ رکھتے۔ ابن ابی اویس نے کہا کہ اس بارے میں امام مالک سے بات چیت کی گئی۔ فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں حضور کی حدیث کی تعظیم کروں اور پاک صاف ہو کر تمکین ووقار کے ساتھ حدیث بیان کروں۔ ابن ابی اویس نے فرمایا کہ امام مالک راستہ میں یا کھڑے ہو کر یا جلدی میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ میں امام مالک کے پاس تھا۔ اور وہ ہمیں حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ کو ۱۶ مرتبہ بچھو نے کاٹا اور آپ کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اور زرد ہو گیا لیکن حدیث رسول اللہ ﷺ کو قطع نہ کیا۔ جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ آپ سے جدا ہو گئے میں نے کہا اے ابو عبداللہ میں نے آج آپ سے عجیب بات دیکھی فرمایا ہاں میں حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر صبر کر کے بیٹھا رہا۔ ہشام بن غازی نے امام مالک سے حدیث پوچھی اس حالت میں کہ وہ کھڑے تھے تو امام مالک نے اس کو بیس کوڑے لگائے پھر اس پر شفقت کی اور اس کو بیس حدیثیں سنائیں تو ہشام نے کہا مجھے یہ بات پسند تھی کہ مجھے کوڑے زیادہ لگاتے اور حدیثیں زیادہ سناتے"۔

وَرُوِيَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ نَجْدَةَ قَالَتْ كَانَ لِاَبِيْ مَحْذُوْرَةَ قُصَّةٌ (۱) فِيْ مُقَدَّمِ رَأْسِهِ اِذَا قَعَدَ وَاَرْسَلَهَا اَصَابَتِ الْاَرْضَ فَقِيْلَ لَهُ اَلَا تَحْلِقُهَا

فَقَالَ لَمْ أَكُنْ بِالَّذِي أَحْلِقُهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَرُءِيَ ابْنُ عُمَرَ وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰى وَجْهِهٖ وَلِهٰذَا كَانَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَرْكَبُ بِالْمَدِيْنَةِ دَآبَّةً[2] وَكَانَ يَقُوْلُ اَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَطَأَ تُرْبَةً فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ دَآبَّةٍ وَقَدْ حَكٰى اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ فَضْلَوَيْهِ الزَّاهِدِ وَكَانَ مِنَ الْغُزَاةِ الرُّمَاةِ اَنَّهٗ قَالَ مَا مَسَسْتُ الْقَوْسَ بِيَدِيْ اِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغَنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْقَوْسَ بِيَدِهٖ وَقَدْ اَفْتٰى مَالِكٌ فِيْمَنْ قَالَ تُرْبَةُ الْمَدِيْنَةِ رَدِيَّةٌ يُضْرَبُ ثَلٰثِيْنَ دُرَّةً وَاَمَرَ بِحَبْسِهٖ (شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۴۸) وَحُكِيَ اَنَّ جَهْجَاهَا الْغِفَارِيَّ اَخَذَ قَضِيْبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَتَنَاوَلَهٗ لِيَكْسِرَهٗ عَلٰى رُكْبَتِهٖ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَاَخَذَتْهُ الْاٰكِلَةُ فِيْ رُكْبَتِهٖ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ (شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۴۹)

"صفیہ بنت نجدہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ابو محذورہ کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا گچھا تھا۔ جب بیٹھتے اور اسے لٹکاتے تو زمین تک پہنچتا، اُن سے کہا گیا کہ اسے منڈواتے کیوں نہیں؟ فرمایا میں ان بالوں کو نہیں منڈواتا جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے مس کیا۔ حضرت ابن عمر کو دیکھا گیا کہ منبر رسول کی نشست گاہ نبی پر ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر ملتے اور اسی لیے امام مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے میں اللہ سے شرماتا ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کھروں سے روندوں جس مٹی میں حضور آرام فرما ہیں۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی نے احمد بن فضلویہ سے حکایت بیان کی (جو بہترین غازی اور بہترین تیرانداز تھے) انہوں نے فرمایا میں نے اس مخصوص کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ جب سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نے اس کمان کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ امام مالک نے اس شخص کے متعلق فتویٰ دیا جس نے مدینہ شریف کی مٹی کو ردی کہا کہ اسے تیس کوڑے لگائے جائیں اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ جہجاہ غفاری نے

1۔ ما اقبل علی الجبهة من شعر الراس۔ ۱۲

2۔ اس واقعہ کو شیخ المحدثین امام المحققین گیارہویں صدی کے مجدد برحق شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی نے "اشعۃ اللمعات" کی جلد ا صفحہ ۳۰ پر ذکر کیا۔ ۱۲ منہ

حضرت عثمان سے حضور کا عصا لیا اور گھٹنے پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ تو اتنی بے ادبی کی وجہ سے اسے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہو گیا۔ اس نے گھٹنہ کاٹ ڈالا اور ایک سال سے پہلے پہلے مر گیا"۔

حضرات اب ائمہ اہل سنت وعلماء دین وملت کے وہ اقوال ذکر کرتا ہوں جن میں اس بات کی تصریح ہے کہ محبوب خلق وممدوح خالق حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ (صلوٰۃ اللّٰہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ کل طرفۃ عین بعدد معلومات اللّٰہ) کی جس قدر تعریف وتعظیم کی جائے کم ہے۔ کما حقہ تعظیم وتعریف ممکن نہیں۔ مبالغہ سے تعریف کرو۔

۱۔ ناظرین آپ نے پیچھے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ یعنی اے محبوب اللہ کا فضل تم پر بے نہایت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور اے محبوب بے شک تم خلق عظیم کے مالک ہو یعنی غیر متناہی اخلاق حسنہ کے مالک ہو کما ھو مستفاد من کلام اُمّ المؤمنین اظھرہ صاحب العوارف و نقلہ الامام القسطلانی والشیخ المحدث الدھلوی وغیرھما کما سیاتی تفصیلاً۔ (فیض)

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ اے محبوب ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

۵۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا کی تفسیر بروایت حضرت سہیل سے گزری کہ اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ حضور کے فضائل اور نعم کا شمار نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہوا جو کہ اے ایمان والو حضور کی تعظیم میں مبالغہ کرو پیچھے حضور کا(1) یہ ارشاد گزرا کہ" اے ابوبکر اللہ کی قسم مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا" اور پچھلے صفحات میں حضور کے پیارے صحابی(2) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ پڑھا کہ انہوں نے فرمایا اگر مجھ سے تعریف مصطفیٰ کے متعلق پوچھا جائے یا اگر میں حضور کی تعریف بیان کروں تو مجھ میں طاقت نہیں کہ حضور کی پوری تعریف کر سکوں میں کما حقہ حضور کی تعریف بیان کرنے سے عاجز ہوں کیونکہ حضور کے اوصاف میرے علم میں غیر محاط ہیں بقدر حسنہ و جمالہ و خصالہ و جودہ و نوالہ۔

1۔ حضور کا فرمان علیہ الصلوٰۃ والسلام 2۔ از عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، اوصاف حضور میں حضرت عمرو کا عقیدہ۔ ۱۲

سردست اور چند آثار و احادیث ملاحظہ ہوں تاکہ مسئلہ کی بنیاد قرآن و احادیث سے ذہن میں راسخ ہو جائے اور پھر اقوال ائمہ کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ مواہب میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وَفِي الْاَثَرِ اَنَّ خَالِدَ بْنَ وَلِيْدٍ خَرَجَ فِيْ سَرِيَّةٍ مِنَ السَّرَايَا فَنَزَلَ بِبَعْضِ الْاَحْيَاءِ فَقَالَ لَهُ سَيِّدُ ذَالِكَ الْحَيِّ صِفْ لَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنِّيْ اُفَصِّلُ فَلَا (لِعَجْزِيْ عَنِ التَّفْصِيْلِ لِاَنَّ صِفَاتِهٖ لَا يُمْكِنُ الْاِحَاطَةُ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اَجْمِلْ اَيْ اُذْكُرْهَا مُجْمَلَةً (فَقَالَ الرَّسُوْلُ عَلٰى قَدْرِ الْمُرْسِلِ) اَيْ حَالُهٗ تَلِيْقُ بِهٖ وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ لِتَبْلِيْغِ اَحْكَامِهٖ فَمِنْ لَازِمِهٖ اَنَّهٗ بَالِغُ الْغَايَةِ فَكُلُّ مُتَصَوَّرٍ فِيْهِ مِنْ كَمَالٍ دُوْنَ مَاثَبَتَ لَهٗ فَاِنَّ الْمَلِكَ اِذَا بَعَثَ رَسُوْلًا لِقَضَاءِ مَايُرِيْدُ اِنَّمَا يُرْسِلُ مَنْ يَقْدِرُ عَلٰى ذَالِكَ بِحَيْثُ يَكُوْنُ ذَا مَرْتَبَةٍ شَرِيْفَةٍ وَتَصَرُّفٍ تَامٍّ ذَكَرَهُ ابْنُ الْمُنِيْرِ نَاصِرُ الدِّيْنِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَذَامِيُّ الْاَسْكَنْدَرَانِيُّ الْعَلَّامَةُ الْمُتَبَحِّرُ فِي الْعُلُوْمِ صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ الْمُنِيْفَةِ قَالَ الْعِزُّ بْنُ عَبْدِالسَّلَامِ دِيَارُ مِصْرَ تَفْتَخِرُ بِرَجُلَيْنِ فِيْ طَرَفَيْهَا ابْنِ دَقِيْقِ الْعِيْدِ بِقَوْصَ وَابْنِ الْمُنِيْرِ بِالْاِسْكَنْدَرِيَّةِ (فِيْ اَسْرَارِ الْاِسْرَاءِ) سَمَّاهُ الْمُقْتَفِيْ كِتَابٌ نَفِيْسٌ فِيْهِ فَوَائِدُ جَلِيْلَةٌ وَاسْتِنْبَاطَاتٌ حَسَنَةٌ

(مواہب وشرح للزرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)

" اثر میں ہے کہ (صحابی رسول) حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کے دستوں میں سے ایک دستہ میں جنگ کے لئے تشریف لے گئے اور بعض قبیلوں میں اترے تو اس قبیلہ (بستی) کے سردار نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ہمیں (حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف سنا تو حضرت خالد نے فرمایا کہ میں حضور کی تعریف مفصل طور سے بیان کروں ایسا تو ہو نہیں سکتا اس لئے کہ میں تفصیل بیان کرنے سے عاجز ہوں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (حسن و جمال و کمالات) وصفات کا احاطہ نہیں ہو سکتا ممکن بھی نہیں تو اس قبیلہ کے سردار نے کہا چلو حضور کی تعریف مجمل طور پر بیان کردو۔ حضرت خالد نے فرمایا رسول (قاصد) کی قدر و منزلت مرسل (بھیجنے

والے) کی قدر و منزلت پر ہوتی ہے۔ اب کونسی حالت حضور کے لائق ہوگی جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جن کو بھیجنے والا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا تو اس کے لوازمات سے ہے کہ حضور انتہائی مقام پر پہنچے تو ہر وہ کمال جو حضور میں متصور کریں وہ متصور کمال اس سے کم ہے جو حضور کے لئے ثابت ہے کیونکہ بادشاہ جب اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے کوئی قاصد بھیجتا ہے تو ایسے کو (قاصد بنا کر) بھیجتا ہے جو کام کرنے پہ قادر ہو، شریف مرتبہ والا اور تصرف والا ہو اس ارشاد صحابی کو صاحب تصانیف عدیدہ تمام علوم میں متبحر علامہ ناصر الدین ابن منیر احمد بن محمد جذامی اسکندری نے اپنی نفیس کتاب "اسرار الاسراء" میں ذکر کیا ہے۔ جس کا نام مقتفی رکھا اس میں جلیل فائدے ہیں اور حسین استنباط ہیں۔ ابن منیر ایسی بزرگ ہستی ہیں کہ امام عز بن عبد السلام فرماتے ہیں کہ زمین مصر اپنے میں دو ہستیوں پر فخر کرتی ہے ایک دقیق العید قوص والے اور دوسرے ابن منیر اسکندریہ والے۔"

ونقل اثر خالد عن ابن المنیر الامام المناوی۔ فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۷۲۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۔ ناقلاعن المواھب جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ نقلاعن المناوی۔ اطیب البیان صفحہ ۱۳۱۔

اس اثر صحابی سے ظاہر ہوا کہ صحابی رسول کی نظر میں اوصاف سید دو عالم کا احاطہ و حصر ممکن نہیں، ہر کمال حضور کے لئے ثابت بلکہ ہر کمال متصور سے فزوں جب سیف اللہ جیسی شخصیت توصیف سید دو عالم کما حقہ کرنے سے عاجز ہے تو ما و شما کس شمار میں؟ خاک ایسے منہ میں جو کہتے ہیں کہ حضور کی تعریف بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے بلکہ اس میں بھی اختصار (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وَقَدْ قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شمائل ترمذی باب خلقہ صفحہ ۲) اَیْ يَقُوْلُ ذَالِکَ عِنْدَ الْعَجْزِ عَنْ وَصْفِهٖ

"حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا اور تعریف بیان کرنے والا مکمل وصف پاک بیان کرنے سے عاجز آتا تو کہتا کہ میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں"۔

زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۲ وجلد ۱ صفحہ ۸ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱ شرح شفا للخفاجی والقاری بحنفیین جلد ۱ صفحہ ۳۴۱ قال الخفاجی فیہ قال الطیبی رحمہ اللہ تعالیٰ ای ناعتہ، یقول ذالک عند العجز عن وصفہ۔ مولانا علی قاری حنفی اس اثر علی رضی اللہ عنہ کے ماتحت فرماتے

ہیں (یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ) اَیْ وَاصِفُہٗ عِنْدَ الْعِجْزِ عَنْ وَصْفِہٖ۔ مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۸۳۔

نیز فرمایا:۔

(یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ) اَیْ وَاصِفُہٗ اِجْمَالاً عِجْزًا عَنْ بَیَانِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ تَفْصِیْلاً لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِذْ لَیْسَ فِی النَّاسِ مَن یُّمَاثِلُہٗ فِیْ جَمَالٍ وَّلَا فِی الْخَلْقِ مَنْ یُّشَابِھُہٗ عَلٰی وَجْہِ الْکَمَالِ۔

"حضور کی تعریف کرنے والا حضور کے جمال اور کمال کے تفصیلی بیان سے عاجز آ کر اجمالاً یوں کہتا ہے کہ میں نے حضور جیسا نہ حضور سے قبل دیکھا نہ حضور کے بعد اس لئے کہ تمام لوگوں میں ایسا کوئی نہیں جو جمال میں حضور کے مماثل ہو اور نہ مخلوق میں ایسا ہے جو علیٰ وجہ الکمال حضور سے مشابہ ہو" (جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۲۸۔۲۹)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کی تعریف کرتے کرتے آخر میں اعتراف عجز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ الترمذی) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۷۔ شمائل ترمذی باب خلقہ صفحہ ۱)۔

"میں نے حضور سے نہ پہلے حضور جیسا دیکھا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد"

ابن، جریر، ق، فیہ کر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۱ وذکر نافع بن جبیر عنہ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ۔ ابن جریر ق ع کر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۰۔

فَھٰذِہٖ فَذْلَکَۃٌ مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی اِظْھَارِ الْعِجْزِ عَنْ غَایَۃِ وَصْفِہٖ وَنِھَایَتِہٖ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۸۳)

"پس یہ (بے مثلیت کا بیان) ایسا خلاصہ ہے جو حضور کی غایت وصف اور نہایت نعت سے اظہار عجز پر مشتمل ہے۔"

قَالَ عَلِیٌّ (بِمُطَالَبَۃِ حِبْرٍ مِّنَ الْیَھُوْدِ فِی الْیَمَنِ) لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ فَصَدَّقَ حِبْرٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ بِمُطَابَقَتِہٖ مِنَ الْکُتُبِ السَّالِفَۃِ وَاَسْلَمَ۔

"حضرت علی نے فرمایا (جب کہ یمن میں آپ سے یہودی عالم نے مدح سید عالم سے استفسار کیا) میں نے حضور جیسا نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ تو اس یہودی عالم نے اس کی (یعنی حضور کی

بے مثلیت وغیرہ اوصاف) کی تصدیق کی کہ کتب گذشتہ سے یہ اوصاف مطابقت رکھتے ہیں اور پھر مسلمان ہوگیا۔"

ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۹۔ ۱۱۰ وایضاً عن علی لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ۔ ابن جریر فی کر۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ رواہ الدورقی ایضاً رواہ الترمذی وھشام بن عمار فی البعث والبیہقی فی الدلائل۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۲۔ ایضاً حم، ج ۱، ص ۹۶۔ والعدنی وابن منیع۔ ت، ج ۲، ص ۲۰۳۔ ۲۰۵۔ وقال حسن صحیح وابن ابی عاصم وابن جریر، حب، ک، ق فی الدلائل ص، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحَدًا مِّثْلَهٗ

(ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۱۱۳)

"میرے ماں باپ حضور پر قربان میں نے نہ حضور سے پہلے حضور جیسا دیکھا نہ حضور کے بعد (حضور بے مثل تھے)"۔

نیز حضرت ابو ہریرہ کی مسند میں یہ جملہ ہے:۔

لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔ (رواہ ابن عساکر، کنز العمال جلد ۷۔ صفحہ ۱۰۰)

میں نے حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَوْ جَابِرٍ. لَمْ یُرَ بَعْدَهٗ مِثْلُهٗ۔

(رویانی۔ ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷۔ صفحہ ۱۰۵)

"حضرت قتادہ کی حضرت انس یا حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا گیا"۔

عَنْ اَنَسٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ (ابن عساکر، کنز العمال، ج ۷ صفحہ ۱۰۷۔ ۱۰۸)

"حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے نہ حضور سے قبل حضور جیسا دیکھا نہ حضور کے بعد (حضور بے مثل تھے)"۔

علامہ قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

اَیْ مُمَاثِلًا وَّمُسَاوِیًا لَهٗ فِیْ جَمِیْعِ مَرَاتِبِ الْکَمَالِ خَلْقًا وَّخُلُقًا فِیْ کُلِّ الْاَحْوَالِ وَهٰذَا فَذْلَکَةٌ شَاهِدَةٌ لِعَجْزِهٖ عَنْ مَرَاتِبِ وَصْفِهٖ

وَمَنَاقِبِ نَعْتِہٖ (مرقات جلد ۵۔ صفحہ ۳۷۹)

''یعنی کوئی ایسا نہیں جو تمام مراتب کمال اور خلقاً و خُلقاً تمام احوال میں حضور کے مماثل اور برابر ہو اور یہ ایسا خلاصہ ہے جو حضور کے مراتب وصف اور مناقب نعت سے عاجزی پر شاہد ہے (کہ ان کے بیان سے عاجزی ہے)۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

سَئَلْتُ خَالِیْ ھِنْدَ بْنَ اَبِیْ ھَالَۃَ وَکَانَ وَصَّافًا(۱)۔ (شمائل ترمذی باب خلق صفحہ ۲)

''میں نے اپنے ماموں ہند(2) بن ابی ہالہ سے حضور کا وصف پوچھا۔ آپ مبالغہ سے حضور کا وصف بیان کرتے تھے''۔

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں:۔

فَقَالُوْا حَدِّثْنَا اَحَادِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا اُحَدِّثُکُمْ الخ (شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۱)

''ایک گروہ میرے والد حضرت زید بن ثابت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔ ہمیں حضور کی احادیث سناؤ'' آپ نے فرمایا کون کونسی احادیث سناؤں''۔

شمائل ترمذی باب خلقہ ﷺ صفحہ ۲۵۔ اس کے حاشیہ پر ہے:۔

اَیْ اَیَّ شَیْءٍ اُحَدِّثُکُمْ کَاَنَّھُمْ طَلَبُوْا مِنْہُ الْاِحَاطَۃَ بِاَحْوَالِہٖ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذَالِکَ۔ (حاشیہ نمبر ۳)

''یعنی میں تم سے کون کونسی چیز بیان کروں؟ گویا کہ انہوں نے حضور کے احوال کا احاطہ طلب کیا تھا تو اس سے تعجب کیا''۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

اَیْ اَیَّ شَیْءٍ اُحَدِّثُکُمْ کَاَنَّھُمْ طَلَبُوْا مِنْہُ الْاِحَاطَۃَ بِاَحْوَالِہٖ وَاَفْعَالِہٖ وَاَقْوَالِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَعَجَّبَ مِنْ ذَالِکَ وَاسْتَنْکَرَ الْوُقُوْفَ عَلٰی مَاھُنَالِکَ لِمَا کَانَ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَۃِ اَنَّ مَا لَا

1۔ وہ الوصاف صیغہ مبالغہ جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۳۳

2۔ حضرت ہند حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اخیافی بھائی تھے اور حضور کے ربیب تھے (قاری ومناوی) جمع الوسائل جلد ا۔ صفحہ ۳۳۔

يُدْرِکُ كُلُّهُ لَا يُتْرَکُ كُلُّهُ اَفَادَهُمْ بَعْضَ ذَالِکَ۔

(جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

"یعنی کونسی چیز تم سے بیان کروں گویا کہ انہوں نے ان سے حضور کے احوال اور افعال اور اقوال کا احاطہ طلب کیا تھا تو اس سے آپ نے تعجب کیا اور حضور کے سب احوال و اوصاف شریفہ سے واقف ہونے سے انکار کیا۔ (یعنی کون احاطہ کر سکتا ہے) لیکن یہ مقررہ قاعدہ ہے کہ جب کل کا احاطہ نہ ہو سکے تو سب کو نہ چھوڑ دیا جائے۔ اس لئے اُن سے حضور کے بعض اوصاف بیان فرمائے"۔

وَقَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَارَأَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِذَا ضَحِکَ تَتَلَأْلَأُ فِي الْجُدُرِ (شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۱)

"حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں نے حضور سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا (حضور کا اتنا نورانی چہرہ تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا) گویا سورج حضور کے چہرہ میں جاری ہے اور جب آپ مسکراتے تو دیواروں پر چمک پڑتی وہ روشن ہو جاتیں (یعنی نورانی شعاعیں نمودار ہوتیں)"۔

(شرح شفا للخفاجی ج ا ص ۳۳۸ والترمذی ج ۲ ص ۲۰۵، ۲۵۰ وابن حبان شرح شفا للقاری جلد ا صفحہ ۳۳۸)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ حضور کی تعریف کرتے کرتے آخر میں فرماتے ہیں:۔

مَارَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(شمائل ترمذی باب خلق رسول اللہ ﷺ صفحہ ا)

"میں نے کوئی چیز حضور سے زیادہ حسین نہیں دیکھی (بلکہ سب چیزوں سے زیادہ حسین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے)"۔

صحابہ کرام حضور کی تعریف میں مبالغہ کرتے کرتے آخری بات حضور کی بے حثیت بیان کر کے حضور کی کماحقہٗ تعریف کرنے سے عجز کا اعتراف کرتے ہیں۔ جب صحابہ کرام حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت عمرو بن عاص، حضرت خالد بن ولید، حضرت علی، حضرت عمر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے حضرات کماحقہٗ حضور کی تعریف نہیں کر سکتے اور حضور کے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے تو ہم کون ہیں لہٰذا ہم جتنا حضور کی تعریف و تعظیم میں مبالغہ کریں اتنا ہی تھوڑا ہے۔ كُلُّ غُلُوٍّ فِيْ حَقِّهٖ تَقْصِيْرٌ۔ (مناوی شرح شمائل جلد ۲، باب خلق صفحہ ۱۵۰)

مذکورہ آیات شریفہ اور فرامین سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کرام کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب ائمہ اہل سنت و علماء دین و ملت کے وہ زریں اقوال طیبہ اور کلمات شریفہ ملاحظہ ہوں۔ جن سے دلوں کو تسکین و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور سینہ میں نور ایمان تاباں ہوتا ہے اور شمع عرفاں درخشاں ہوتی ہے اور جو میری اس تالیف کی اولین محرک ہیں۔

فصل سوم

اقوالِ ائمہ کرام وعلماءِ عظام

اس بارے میں کہ حضور کے فضائل ومحاسن بے شمار اور غیر متناہی ہیں جتنا مبالغہ اور غلو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرو، کم ہے۔

۱۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید بن حماد بوصیری (متولد ۶۰۸ھ متوفی ۶۹۵۔۶۹۶ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس ارشاد:۔

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهُ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ(1)

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

''حضور ایسی ذات ہیں کہ ان کا باطن کمالات میں مکمل ہے اور ان کا ظاہر ہر صفت میں مکمل ہے پھر خالق انسان نے ان کو اپنا محبوب بنالیا حضور سید عالم اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں سو ان میں جو جوہر حسن ہے وہ تقسیم ہونے کا نہیں''۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمِ(2)

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ(3)

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ حَدٌّ (40) فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

''چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی۔ جو مانو اسے زیبا ہے اللہ کی قسم۔ جو شرف چاہو کرو منسوب اس کی ذات سے۔ کوئی عظمت کیوں نہ ہو بے منزلت اس کی کم۔ حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی۔ لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم''۔

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۲) قصیدہ بردہ شریف صفحہ ۱۰۔۱۱ مطبوعہ تاج کمپنی۔

۲۔ ان اشعار پاک کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے علامہ خالد بن عبداللہ الازہری فرماتے ہیں:

اُتْرُکْ مَاقَالَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

اَنَّهٗ ابْنُ اللّٰهِ کَمَا اَخْبَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَنْهُمْ فَاِنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰهُ

1۔ قوله النسم جمع نسمة وهی انسان۔ ۱۲ منہ

2۔ قوله واحتکم ای راع الحکمة فی مدحک له صلی الله علیه وسلم۔ علامہ باجوری) الاحتکام الاعتصام (شیخ خالد) ۱۲ منہ

3۔ العظم التعظیم ۱۲ منہ

4۔ حد۔ غایة فیعرب فیبین۔ فیفصح۔ فیظهر ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مِثْلِ ذٰالِكَ حَيْثُ قَالَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَأْتِ النَّصَارٰى عِيْسٰى اَیْ لَاتَصِفُوْا لِیْ بِذٰالِكَ وَاحْكُمْ بَعْدَ ذٰالِكَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاشِئْتَ مِنْ اَوْصَافِ الْكَمَالِ اللَّائِقَةِ بِجَلَالِ قَدْرِهٖ وَخَاصِمْ فِیْ اِثْبَاتِ فَضَائِلِهٖ مَنْ شِئْتَ مِنَ الْخُصَمَاءِ وَاعْزُ اِلٰى ذَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَاِلٰى عُلُوِّ قَدْرِهِ الْعَظِيْمِ مَااَرَدْتَ مِنَ التَّعْظِيْمِ وَالرِّفْعَةِ فَقَدْ وَجَدْتَ لِلْقَوْلِ بَابًا وَاسِعًا فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَهٗ غَايَةٌ يُوْقَفُ عِنْدَهَا فَيُبَيِّنُهَا نَاطِقٌ بِلِسَانِ فَمِهٖ فَاَوْصَافُهٗ لَا تُحْصٰى وَفَضَائِلُهٗ لَاتُسْتَقْصٰى۔ (شرح بردہ الشیخ المذکور ص ۴۳ طبع مصر)

''وہ چھوڑ جو نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ وعلی اُمہا السلام کے حق میں ابن اللہ کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خبر دی ہے بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں سے روکا ہے اس طرح کہ فرمایا مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا مجھے ان چیزوں (ابن اللہ ثالث ثلثہ) سے موصوف نہ کرو اور اس کے بعد جو چاہے اوصاف کمال جو حضور کے جلالت مرتبہ کے لائق ہوں۔ حضور کی طرف نسبت کرو اور حضور کے فضائل ثابت کرنے میں جس خصم سے چاہے جھگڑا کرو اور حضور کی ذات شریفہ کی طرف جس شرف کی چاہے نسبت کرو اور حضور کے علو قدر کی طرف جس تعظیم و رفعت کا ارادہ کرے منسوب کر کیونکہ ہر بلند سے بلند قول کے لئے باب واسع پائے گا کیونکہ حضور کے فضائل کی کوئی ایسی انتہا نہیں کہ جہاں رکیں اور بولنے والا اسے اپنی زبان سے بیان کرے تو حضور کے اوصاف کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور آپ کے فضائل کی تہہ تک نہیں پہنچا جا سکتا''۔

۳۔ شیخ الاسلام شیخ ابراہیم باجوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔

اُحْكُمْ بِمَاشِئْتَ مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى شَرَفِهٖ وَعُلُوِّ شَانِهٖ وَعَظِيْمِ جَاهِهٖ مِنْ جِهَةِ الْمَدْحِ فِيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَهٗ غَايَةٌ وَمُنْتَهٰى لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَتَرَقّٰى فِی الْكَمَالِ كُلَّ لَحْظَةٍ قَالَ سَيِّدِیْ عَلِیُّ وَفِیُّ وَيُشِيْرُ اِلٰى هٰذَا قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى لِاَنَّ مَعْنَاهُ الْاِشَارِیُّ وَاللَّحْظَةُ الْمُتَاَخِّرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ اللَّحْظَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَرَقّٰى فِی الْمُتَاَخِّرَةِ اِلٰى

كَمَالَاتٍ زَائِدَةٍ عَمَّا تَرَقَّى اِلَيْهِ فِى الْمُتَقَدِّمَةِ

(الباجوری علی البردۃ طبع مصر صفحہ ۳۲ علی البردۃ)

"(اے مسلمان) حکم کر حضور کے حق میں جو چاہے ان کمالات اور اوصاف سے جو حضور کے شرف اور عالیشان اور عظیم المرتبہ ہونے پر بحیثیت مدح دال ہوں کیونکہ حضور کی شرافت بے نہایت ہے۔ علی اس لئے کہ حضور ہر لحظہ کمال میں ترقی کر رہے ہیں۔ سیدی علی وفی نے فرمایا اسی بات کی طرف اللہ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کیونکہ اس کا اشارتی معنی یہ ہے کہ تمہارا ہر بعد والا لحظہ پہلے لحظہ سے خیر ہے۔ بہتر ہے کیونکہ حضور پچھلے لحظہ میں کمالات زائدہ کی طرف ترقی کرتے ہیں بہ نسبت اس ترقی کے جو گزشتہ لحظہ میں تھی"۔

۴۔ نیز شیخ الاسلام باجوری کا ارشاد مقدس و عقیدہ مطہرہ:

اِعْلَمْ اَنَّ مَدْحَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَاطَهُ فُحُوْلُ الشُّعَرَاءِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ لِاَنَّ كَمَالَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُحْصٰى وَشَمَائِلَهٗ لَاتُسْتَقْصٰى وَالْمَادِحُوْنَ لِجَنَابِهِ الْعَلِيِّ وَالْوَاصِفُوْنَ لِكَمَالِهِ الْجَلِيِّ مُقَصِّرُوْنَ عَمَّا هُنَالِكَ قَاصِرُوْنَ عَنْ اَدَاءِ ذٰلِكَ وَقَدْ وَصَفَهُ اللّٰهُ فِىْ كُتُبِهٖ بِمَا يَبْهَرُ الْعُقُوْلَ وَلَايُسْتَطَاعُ اِلَيْهِ الْوُصُوْلُ فَلَوْ بَالَغَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ فِىْ اِحْصَاءِ مَنَاقِبِهٖ لَعَجَزُوْا عَنْ ضَبْطِ مَاحَبَاهُ مَوْلَاهُ مِنْ مَوَاهِبِهٖ وَلَقَدْ اَحْسَنَ مَنْ قَالَ۔

اَرٰى كُلَّ مَدْحٍ فِى النَّبِىِّ مُقَصِّرًا ۔۔۔ وَاِنْ بَالَغَ الْمُثْنِىْ عَلَيْهِ وَاَكْثَرَا

اِذَا اللّٰهُ اَثْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ اَهْلُهٗ ۔۔۔ عَلَيْهِ فَمَا مِقْدَارُ مَا تَمْدَحُ الْوَرٰى

فَكُلُّ غُلُوٍّ فِىْ حَقِّهٖ تَقْصِيْرٌ ۔۔۔ وَلَايَبْلُغُ الْبَلِيْغُ اِلَّا قَلِيْلًا مِنْ كَثِيْرٍ

(حاشیہ الباجوری علی البردۃ صفحہ ۴ طبع مصر)

"یقین کر کہ حضور کی مدح کو بڑے بڑے متقدمین شعراء نہ پا سکے اس لئے کہ حضور کے کمالات احصاء اور شمار سے فزوں ہیں اور آپ کے شمائل کی تہہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا تو حضور کی جناب عالی کی مدح کرنے والے اور کمال جلی کی وصف کرنے والے ان کی مدحت کے شمار سے عاجز ہیں اور ان کے اداسے قاصر ہیں۔ یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضور کی ایسی تعریف کی ہے کہ عقول پر غالب ہے اور اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں پس اگر سب اگلے اور سب پچھلے مل کر حضور کے

مناقب کے شمار میں مبالغہ کریں تو ان فضائل وکمالات کے ضبط کرنے سے عاجز ہوں گے جو مولا کریم نے حضور کو عطا فرمائے۔ کسی نے کیا خوب کہا

"میں ہر مدح کو نبی کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور کثرت بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی ثنا کی ہے ایسے کلمات سے جس کے حضور اہل تھے تو مخلوق کی تعریف کس شمار میں؟ لہٰذا ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر ہے اور بلیغ تو کثیر سے صرف قلیل تک پہنچتا ہے"۔

۵۔ حضرت علامہ نور بخش توکلی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وکمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے۔ علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفہ مجاز خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس الطالبین صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:۔

اجماع اہل تصوف است کہ صدیقیت نزدیک ترین مقامے و مرتبہ ایست بہ نبوت و سخن سلطان العارفین ابو یزید بسطامی است قدس سرہ کہ آخر نہایت صدیقان اول احوال انبیاء است واز کلمات قدسیہ ایشانست کہ نہایت مقام عامہ مومناں بدایت مقام اولیاء ست و نہایت مقام اولیاء بدایت مقام شہیدان است و نہایت مقام شہیداں بدایت مقام صدیقان است و نہایت مقام صدیقاں بدایت مقام انبیاء ست و نہایت مقام انبیاء بدایت مقام رسل است و نہایت مقام رسل بدایت مقام اولوالعزم است و نہایت مقام اولوالعزم بدایت مقام مصطفےٰ است صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم را نہایت پیدا نیست جز حق جل وعلا کے نہایت مقام وے را نداند ودر روز اول مقام ارواح و بروز میثاق ہم بریں مراتب باشد۔

"صوفیہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے زیادہ نزدیک مقام و مرتبہ صدیقیت ہے اور سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس سرہ کا قول ہے کہ صدیقوں کے مقام کی نہایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے۔ اور ان کے کلمات قدسیہ میں سے ہے کہ عامہ مومنین کے مقام کی غایت اولیاء کے مقام کی ابتداء ہے اور اولیاء کے مقام کی غایت شہیدوں کے مقام کی ابتداء ہے اور شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور نبیوں کے مقام کی غایت رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی غایت اولوالعزم کے مقام کی ابتداء ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء ہے اور حضرت محمد ﷺ کے مقام کی کوئی انتہا نہیں۔ حق جل وعلا کے سوا اور کوئی آپ کے مقام کی انتہا

نہیں جانا اور روز ازل میں میثاق کے دن روحوں کا مقام ان ہی مراتب پر تھا جو مذکور ہوئے۔ اور قیامت کے دن بھی انہیں مراتب پر ہوگا"۔

سیرت رسول عربی مطبوعہ تاج کمپنی صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱۔ فَكَانَتْ بِدَايَتُهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نِهَايَةَ الْعَارِفِيْنَ وَالسَّلَامُ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۹۸، از عارف نابلسی وا واز ابو یزید۔ "عارفین کے مقام کی انتہا انبیاء کرام کے مقام کی ابتداء ہے۔"

حضرت بایزید بسطامی (متوفی ۲۶۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ (طبقات کبریٰ میں) فرماتے ہیں:

نہایت حال اولیاء بدایت حال انبیاء است نہایت انبیاء را غایت نیست

(تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ ۱۱۱)

"اولیاء کے حال کی انتہا انبیاء کے حال کی ابتداء ہے۔ انبیاء کرام کے نہایت کی غایت نہیں۔

۸۔ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ (متوفی روز عاشورہ ۴۲۵ھ) یوں فرماتے ہیں:

سہ چیز را غایت ندانستم غایت درجات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ندانستم و غایت کید نفس ندانستم و غایت معرفت ندانستم (نفحات الانس، سیرت رسول عربی صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲، تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۲۶ شیخ عطار)

"مجھے ان تین چیزوں کی غایت و حد معلوم نہ ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات۔ مکر نفس کی۔ معرفت کی۔"

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۱ھ) رقمطراز ہیں:۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بَعْدَ از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر(1)

"اے صاحب الجمال اے سید البشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہے۔ آپ کی ثنا کماحقہٗ ممکن نہیں، قصہ مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔"

(سیرت رسول عربی صفحہ ۱۳۲ نور بخش صاحب توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

1۔ ہندو شاعر منشی درگا پرشاد منور لکھنوی کا ایک شعر ہے۔

کون ہے شیخ معظم کی جو کرے تردید
خدا کے بعد اگر ہے تو ذات آپ کی ہے

اس پر مسلم شاعر کاظمی نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔ مراد ہے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر سے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"۔ ہندو شعراء کا نعتیہ کلام صفحہ ۹۵ فیضی ۱۲ ت

بلکہ آپ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) نے ایک رباعی جو جناب سرور کائنات کی شان میں تصنیف فرمائی تھی۔
جس کی ابتدا یا صاحب الجمال درج "مجموعہ کلمات عزیزی صفحہ ۲۔

شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

شرح صدر مصطفوی را خود امکان نیست کہ بشرے کما ینبغی تصور تو اند کرد زیرا کہ مرتبہ کمال او خاتمیت است ہیچ کس را حاصل نیست۔ ولنعم ماقیل

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ   مِنْ وَّجْهِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَایُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ   بَعْدَ اَز خُدَا بُزُرگ تُوئی قِصَّهٔ مُخْتَصَرُ

"حضور کی شرح صدر خود ممکن ہی نہیں کہ کوئی بشر کما حقہٗ تصور کر سکے اس لئے کہ حضور کا مرتبہ کمال خاتمیت ہے جو کسی کو حاصل نہیں۔ کیا خوب کہا گیا ہے۔

نیز شاہ عبد العزیز دہلوی فرماتے ہیں:۔

اما خصوصیات ایشاں کہ بحسب مراتب باطنی بود انوار و تجلیات کہ روز بروز ترقی و تضاعف و احوال و مقاماتے امتیاں ایشاں را بطفیل اتباع ایشان تا قیامت حاصل شدہ دے شود۔ وعلوم و معارفی کہ بہ ایشاں فیضان مے نماید پس حکم غیر متناہی دارد۔ ودریں آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ہمہ آن چیز ہا اشارہ است ولہٰذا عطارا خاص نہ فرمودہ اند کہ چہ چیز خواہند داد

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔ صفحہ ۳۱۹۔۳۲۰)

"بہر حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ خصوصیات کہ باعتبار مراتب باطنی کے تھیں۔ انوار اور تجلیات جو دن بدن ترقی اور دو چند ہونے ہی تھے۔ اور وہ احوال اور مقامات جو آپ کے امتیوں کو آپ کی اتباع کے طفیل قیامت تک حاصل ہو چکے ہیں یا حاصل ہوں گے۔ تو یہ غیر متناہی کا حکم رکھتی ہیں اور اس آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی میں ان سب چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے عطا کو خاص نہ فرمایا کہ کونسی چیز دیں گے"۔

۱۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا و اطعمنا اللہ تعالیٰ فی جوارہ (متوفی ۵۵۴ھ) رقمطراز ہیں:۔

وَهٰهُنَا مَهَامِهُ فِیحٍ تَحَارُ فِیْهَا الْقَطَا(1) وَتَقْصُرُ بِهَا الْخُطَا وَمَجَاهِلُ

1۔ قال القاری بفتح القاف مقصورا طیر یضرب به المثل فی کمال الهدایة فیقال هو اهدی من القطاة: ملا علی قاری نے فرمایا کہ قطا فتح قاف سے ہے اور مقصور ہے ایک ایسا پرندہ ہے کہ کمال ہدایت میں اس کی ضرب المثل بیان یوں کی جاتی ہے کہ فلاں شخص قطا پرندہ سے بھی زیادہ سیدھے راستے کا ماہر ہے اور قطا پرندہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر دس رات اور دس دن سے زائد کی مسافت پر پانی طلب کرنے جاتا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تَضِلُّ فِيْهَا الْاَحْلَامُ اِنْ لَّمْ تَهْتَدِ بِعِلْمٍ عِلْمٍ وَنَظَرٍ سَدِيْدٍ وَّ مَدَاحِضَ
تَزِلُّ بِهَا الْاَقْدَامُ اِنْ لَّمْ تَعْتَمِدْ عَلٰى تَوْفِيْقٍ مِّنَ اللّٰهِ وَتَاْيِيْدِهٖ

(شفا شریف صفحہ ۳۔ طبع لاہور)

"اور یہاں (حقوق مصطفیٰ قدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے میں) ایسے وسیع جنگلات ہیں کہ بہت تیز بھی ان میں حیران ہو جائے اور قدم کوتاہ کر دے اور ایسے بے نشان مکانات و جنگلات ہیں کہ ان میں عقلوں کو راہ نہ ملے اگر علم کا جھنڈا اور صواب والی نظر ساتھ نہ ہو تو ایسے پھسلنے کے مقامات ہیں کہ ان میں قدم پھسل جائیں گے اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید کا سہارا نہ ہو۔"

۲۔ نیز وہی فخر محدثین امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

لَا خِفَا عَلٰى مَنْ مَارَسَ شَيْئًا مِّنَ الْعِلْمِ اَوْ خُصَّ بِاَدْنٰى لَمْحَةٍ مِّنْ فَهْمٍ بِتَعْظِيْمِ قَدْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخُصُوْصِهٖ اِيَّاهُ بِفَضَائِلَ وَمَحَاسِنَ وَمَنَاقِبَ لَا تَنْضَبِطُ لِزِمَامٍ وَّتَنْوِيْهِهٖ مِنْ عَظِيْمِ قَدْرِهٖ بِمَا تَكِلُّ عَنْهُ الْاَلْسِنَةُ وَالْاَقْلَامُ (شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۸۔ ۹، طبع مصر)

"یہ بات اس شخص پر بالکل مخفی نہیں جس کو ذرہ بھر علم سے لگاؤ ہے یا فہم کے ادنیٰ لمحہ سے مخصوص ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور شرف کو معظم کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنے فضائل و محاسن اور مناقب سے مخصوص فرمایا کہ ضبط کی جدوجہد کرنے والا حصر نہیں کر سکا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدر عظیم کو اتنا بلند کیا کہ اس کے بیان کرنے سے زبانیں اور قلمیں عاجز ہیں"۔

۳۔ نیز امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَمَا ظَنُّكَ بِعَظِيْمِ قَدْرِ مَنِ اجْتَمَعَتْ فِيْهِ كُلُّ هٰذِهِ الْخِصَالِ اِلٰى مَالَا يَاْخُذُهٗ عَدٌّ وَّلَا يُعَبِّرُ عَنْهُ مَقَالٌ وَّلَا يُنَالُ بِكَسْبٍ وَّلَا حِيْلَةٍ اِلَّا بِتَخْصِيْصِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ۔ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۴۸)

"پس تیرا کیا گمان ہے اس ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ عظیم ہونے کے بارے میں جس میں یہ سب خصائل محمودہ مذکورہ اور اتنے خصائل ہوں جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور نہ قولاً ان کا حصر ہو سکتا ہے اور وہ کمالات بغیر فضل خداوندی کے کسب اور حیلہ سے نہیں حاصل کیے جا سکتے"۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) جس دن کا سفر کر کے پانی پر پہنچ کر پھر واپس دس دن کا سفر کر کے اپنے آشیانہ میں صرف طلوع فجر سے طلوع شمس تک کے مختصر وقت میں آ جاتا ہے۔ آنے جانے میں راستہ بھول نہیں بھٹکتا ہے۔ ۱۲ منہ فیضی۔

۴۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا حَارَتِ الْعُقُوْلُ فِيْ تَقْدِيْرِ فَضْلِهٖ عَلَيْهِ وَخَرِسَتِ الْاَلْسُنُ دُوْنَ وَصْفٍ يُحِيْطُ بِذَالِكَ اَوْيَنْتَهِيْ اِلَيْهِ.

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۹۷)

''اے حبیب! اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔ اللہ کا جو فضل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اس کا اندازہ کرنے سے عقلیں حیران ہیں، زبانیں گنگ ہیں۔ اس وصف سے پہلے جو اُن کا احاطہ کرے یا ان تک پہنچے۔''

۵۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَهِيَ فِيْ كَثْرَتِهَا لَا يُحِيْطُ بِهَا ضَبْطٌ

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۱۲، نسیم الریاض شرح شفا القاری جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اتنی کثرت میں ہیں کہ ضبط ان کا احاطہ نہیں کرسکتی۔''

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا احصاء وشمار نہیں ہوسکتا تو حضور کے جمیع مناقب و فضائل اور باقی افعال وصفات کا کیسے شمار ہوسکتا ہے۔ معجزات تو معجزات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر حسبہ وجمالہ وجودہ ونوالہ کی صرف ایک صفت کا بھی احاطہ نہیں ہوسکتا اور اس کی گہرائی تک کسی کو رسائی نہیں ہے۔

۶۔ نیز امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذَالِكَ مَا اُطْلِعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوْبِ وَمَايَكُوْنُ وَالْاَحَادِيْثُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ بَحْرٌ لَايُدْرَكُ قَعْرُهٗ وَلَايُنْزَفُ غَمْرُهٗ

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۸۲، شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

''اور حضور ﷺ کے خصائص وکرامات وفضائل میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ حضور زمانہ مستقبل کے واقعات اور غیوب پہ مطلع کئے گئے۔ اس بارے میں حدیثوں کا ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کا ادراک نہیں ہوسکتا اور جس کا وافر ووافر پانی فنا نہیں ہوسکتا۔''

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

لَا يُحَاطُ غَايَتُهٗ (1) وَلَا تُفْنِيْ بِهَايَتُهٗ

---

1. اى اواخلها فضلا عن اقصاها. ۱۲ منه

"حضور کے علم غیب والے سمندر کی غایت کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اور اس کے نہایت کو نہ پا سکے"۔
(شرح شفا القاری ج ۳ ص ۱۵۰)

۷۔ نیز امام قاضی عیاض حضور کے فضائل و مناقب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اِلٰی مَا لَا یَحْوِیْہِ مُحْتَفِلٌ وَلَا یُحِیْطُ بِعِلْمِہٖ اِلَّا مَانِحُہٗ ذٰلِکَ وَمُفَضِّلُہٗ بِہٖ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ اِلٰی مَا اَعَدَّ لَہٗ فِی الدَّارِ الْاٰخِرَۃِ مِنْ مَنَازِلِ الْکَرَامَۃِ وَدَرَجَاتِ الْقُدْسِ وَمَرَاتِبِ السَّعَادَۃِ وَالْحُسْنٰی وَالزِّیَادَۃِ الَّتِیْ تَقِفُ دُوْنَہَا الْعُقُوْلُ وَیُحَارُوْنَ اَدَانِیْہَا (ای اوائلھا فضلا عن اقصاھا) اَلْوَھْمُ(1) (شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۱ صفحہ ۲۲۳۔ ۳۲۳)

"آپ کے فضائل اس قدر ہیں کہ اہتمام کرنے والا آپ کے فضائل جمع نہیں کر سکتا اور نہ ان کے فضائل کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو عطا کرنے والا ہے اور جو فضیلت دینے والا ہے بس وہی محیط ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے دار آخرت میں منازل کرامت اور درجات قدس اور مراتب سعادت اور حسنیٰ اور زیادتی مراتب سے تیار کر رکھے ہیں کہ عقلیں ان کے احاطہ سے پہلے رک جاتی ہیں اور خواص و عوام ان فضائل کے اوائل میں حیران ہو جاتے ہیں ان کا احاطہ محال ہے۔"

۸۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تَضَمَّنَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ(2) مِنْ فَضْلِہٖ وَشَرَفِہِ الْعِدُّ(3) مَایَقِفُ دُوْنَہُ الْعَدُّ
(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰ و شرحیہ للخفاجی والقاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۵)

"سورۂ نجم کی ابتدائی آیات حضور ﷺ کے اتنے فضل اور شرف کثیر پر متضمن ہیں کہ شمار (گنتی) ان فضائل کے اختتام سے پہلے رک جاتی ہے۔"

۹۔ امام قاضی عیاض ارغلہ اللہ فی الریاض فرماتے ہیں:۔

اِذْ مَجْمُوْعُھَا مَالَا یَاْخُذُہٗ حَصْرٌ وَلَا یُحِیْطُ بِہٖ حِفْظُ جَامِعٍ
(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۹۷۔ نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۷۔ و شرح شفا للقاری)

"حضور ﷺ کے مجموعہ فضائل اتنے ہیں کہ ان کا حصر نہیں ہو سکتا اور حفظ جامع ان فضائل کا احاطہ نہیں

1۔ ای وھم الخواص والعوام۔ قاری ۱۲منہ

2۔ ای من قولہ تعالیٰ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی الی قولہ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ شرح شفا علی القاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ ۱۲منہ

3۔ العلم الشی الکبیر ۱۲منہ

کر سکتا"۔

۱۰۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ کا مقدس ارشاد:۔

وَالْاَمْرُ اَوْسَعُ فَمَجَالُ هٰذَا الْبَابِ فِيْ حَقِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْتَدٌّ يَنْقَطِعُ دُوْنَ نَفَادِهِ الْاَدِلَّاءُ وَبَحْرُ عِلْمِ خَصَائِصِهٖ ذَاخِرٌ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ وَاقْتَصَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ بِقَلِّ مِنْ كُلِّ وَغَيْضٍ مِنْ فَيْضٍ۔

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۱۱۹) نسیم الریاض جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۳ و شرح شفا القاری)

"حضور ﷺ کے اخلاق حمیدہ، فضائل مجیدہ، کمالات عدیدہ کا معاملہ بہت وسیع ہے، حضور کے حق میں اس باب کی جولان گاہ لمبی ہے، ان کے ختم ہونے سے پہلے دلیلیں ختم ہو جاتی ہیں، اور حضور ﷺ کے خصائص کے علم کا ایسا چڑھا ہوا موجیں مارتا سمندر ہے کہ اس کو ڈول میلا نہیں کر سکتے (یعنی کسی کے فہم وادراک کا ڈول اس کی تہہ تک زمین تک نہیں پہنچا اس لئے نہ مٹی اٹھتی ہے نہ صاف پانی میلا ہوتا خلاصہ یہ کہ کسی کو گہرائی معلوم نہیں ہو سکی سب کے فہموں کے ڈول اوپر ہی اوپر ہیں اور جو کچھ بیان کیا یہ کل سے قلیل ہے اور زائد سے ناقص ہے"۔

۱۱۔ نیز وہی قائد فن امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:۔

وَلَمَّا كَانَ مَا كَاشَفَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِكَ الْجَبَرُوْتِ وَشَاهَدَهٗ مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَكُوْتِ لَا تُحِيْطُ بِهِ الْعِبَارَاتُ وَلَا تَسْتَقِلُّ بِحَمْلِ سَمَاعِ اَدْنَاهُ الْعُقُوْلُ رَمَزَ عَنْهُ تَعَالٰى بِالْاِيْمَاءِ وَالْكِنَايَةِ الدَّالَّةِ عَلَى التَّعْظِيْمِ فَقَالَ تَعَالٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى اِنْحَسَرَتِ الْاَفْهَامُ عَنْ تَفْصِيْلِ مَا اَوْحٰى وَ تَاهَتِ الْاَحْلَامُ فِيْ تَعْيِيْنِ تِلْكَ الْاٰيَاتِ الْكُبْرٰى (شفا شریف جلد ا صفحہ ۱۰۳ شرح ج ا صفحہ ۲۱۷، ۲۲۰)

"جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جبروت سے مطالعہ فرمایا اور عجائب ملکوت سے مشاہدہ فرمایا جب وہ اس قدر تھا کہ عبارات اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور عقلیں اس کے ادنیٰ سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتیں تو اللہ تعالیٰ نے تعظیم پر دلالت کرنے والے کنایہ سے اشارہ فرمایا چنانچہ فرمایا فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى پھر جو کچھ ہم نے اپنے مقدس بندہ کی طرف وحی بھیجی سو بھیجی اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (شب معراج) اپنے رب کی بڑی بڑی آیات کو دیکھا۔ مَا اَوْحٰى کی تفصیل سے فہم عاجز آ گئے اور آیات کبریٰ کے تعین میں عقل حیران و پریشان ہو کے نیست و نابود ہو چکے ہیں"۔

۱۲۔ حامل لواء مدح و ثنا امام اہل شہود امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ اَعْلَمَهُ بِمَا لَهُ عِنْدَهُ مِنْ نَعِيمٍ دَائِمٍ وَثَوَابٍ غَيْرِ مُنْقَطِعٍ لَايَاْخُذُهُ عَدٌّ وَلَا يُمْتَنُّ بِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۳۳ و شرح للخفاجی و القاری جلد ا صفحہ ۲۲۵۔ ۲۲۶)

"پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بتایا کہ میرے ہاں آپ کے لئے دائمی نعمتیں ہیں اور غیر متناہی و ختم نہ ہونے والا ثواب ہے جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور ان پر ان چیزوں کی کوئی منت نہیں کہ جتلایا شمار نہیں کرتا بلکہ بے شمار دیتا ہے یا مخلوق سے کوئی ان کا شمار نہیں کرسکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ بے شک تمہارے لئے ختم نہ ہونے والا ثواب ہے"۔

۱۳۔ خطیب اہل السیر فی مدح سید البشر امام حافظ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تَضَمَّنَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَاتُ مِنْ فَضْلِهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَكَرِيْمِ مَنْزِلَتِهِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنِعْمَتِهِ لَدَيْهِ مَايَقْصُرُ الْوَصْفُ عَنِ الْاِنْتِهَاءِ اِلَيْهِ

(شفا شریف جلد صفحہ ۳۰)

"سورۃ فتح والی آیات حضور ﷺ پر جو اللہ کے فضل و ثناء پر مشتمل ہیں اور اللہ کے ہاں حضور ﷺ کے علو مرتبہ اور حضور کی نعمتوں پر متضمن ہیں۔ جن کی انتہا سے وصف قاصر ہے"۔

۱۴۔ سید المحدثین قائد المحققین برکت رسول اللہ فی الہند گیارھویں صدی کے مجدد برحق حضرت شیخ اجل شاہ محمد عبد الحق محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی ارشادات عالیہ (متولد ۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ) اشعۃ اللمعات، جلد ا صفحہ ۳۰ میں ہے:

(۱) مجمل اعتقاد در حق سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آن است کہ ہر چیز جز مرتبہ الوہیت و صفات اوست ذات او را ثابت است و وے ہمہ فضائل و کمالات بشری را شامل و در ہمہ راسخ و کامل

"سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجمل اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات خداوندی کے علاوہ جو مرتبہ ہے حضور ﷺ کی ذات کے لئے ثابت ہے اور حضور ﷺ تمام فضائل اور کمالات بشری کو شامل سب میں راسخ ہیں"۔

۱۵۔ نیز شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ اسباب محبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(۲)۔ وبداں کہ منشای محبت و باعث مودت حسن است یا احسان و این ہر دو صفت از مخلوقات بکمال، تمام منحصر است در ذات سید کائنات کہ اجمل و اکمل خلق است صلی اللہ علیہ وسلم و در حقیقت منحصر و مقصور

است در ذات کامل الصفات واہب العطیات جل جلالہ و آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرآت جمال و کمال اوست پس احبیت را خواہ نسبت بحضرت عزت کنند یا بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دارند ہر دو صحیح است و بتحقیق ہر دو یکے است۔ رباعی

ہم حسن و جمال بے نہایت داری ہم جود و کرم بحد غایت داری

ہم حسن ترا مسلم و ہم احسان محبوب توئی ہر کہ دو آیت داری

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۷۔۴۸)

''اور جاننا چاہئے کہ محبت کا منشا اور اُلفت کا باعث حسن ہے یا احسان اور یہ دونوں صفتیں مخلوقات سے بکمال اور تمام حضور سید الکائنات کی ذات میں منحصر ہیں جو تمام مخلوق سے اجمل و اکمل ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور حقیقت میں ذات کامل الصفات عطیات کے ہبہ کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) میں منحصر اور بند ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جمال وکمال کا آئینہ ہیں پس احبیت کی نسبت چاہے اللہ تعالیٰ کی طرف کریں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کریں۔ دونوں صحیح ہیں اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔

رباعی: (یا رسول اللہ) آپ حسن و جمال بے انتہا رکھتے ہیں اور جود و کرم بھی بے حد رکھتے ہیں حسن اور احسان دونوں آپ کے لئے مسلم ہیں آپ محبوب ہیں کیونکہ محبت کے دونوں باعث رکھتے ہیں۔''

۱۶۔ نیز شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد:

(۳) وجمع کردہ فضائل اولین و آخرین در سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۲۱۹۔۲۲۰)

''اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کے فضائل حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ اصحابہ و اتباعہ اجمعین میں جمع کر دیئے ہیں۔''

۱۷۔ نیز شیخ محقق و محدث دہلوی کا فرمان:

(۴) مجال نیست ہیچ یکے را کہ بداند حقیقت قلب مصطفوی را و احوالے کہ عارض می گردد براں۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)

''کسی کو طاقت نہیں کہ حضور کے قلب کی حقیقت کو جانے اور نہ ان احوال کو جو آپ کے دل اقدس پر وارد ہوتے ہیں''

برکت رسول اللہ فی الہند شیخ المحدثین سید المحققین شاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی کا مقدس ارشاد اور لا

قطرہ ونمی کی وضاحت:

(۵) اطرا و مبالغہ بمدح آں حضرت راہ ندارد و ہر وصف و کمال کہ اثبات کنند و بہر کمالے کہ مدح گویند بہر وجہ او قاصر است الا اثبات صفت الوہیت کہ درست نیاید

بیت

مخواں او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دیں
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش انشا کن

و حقیقت ہیچ کسے جز خدا حقیقت او ساندانند و ثنائے او نتوانند گفت۔ زیرا کہ او را چنانچہ اوست ہیچ کس جز خدا آشنا سد چنانچہ خدا را چوں او کس نشناخت صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۹۳۔ ۹۴)

"اطرا اور مبالغہ کو تو حضور کی تعریف میں راہ نہیں ہر وصف کمال جو حضور کے لئے ثابت کریں۔ اور جس کمال سے حضور کی مدح کریں حضور کے رتبہ سے قاصر ہے ہاں صرف صفت الوہیت کا اثبات درست نہیں۔ (بیت) حضور کو خدا نہ کہنا شریعت کے امر اور حفظ دین کی وجہ سے ہے علاوہ ازیں جس وصف کو چاہے حضور کی مدح میں انشا کر اور حقیقت میں کوئی اللہ کے سوا حضور کی حقیقت کو نہیں جانتا اور حضور کی تعریف نہیں کر سکتا اس لئے کہ حضور جیسے ہیں ویسے اللہ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور کی طرح کسی نے نہیں پہچانا"۔

۱۸۔ حضرت شیخ محقق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

(۶) اعضائے شریف و مزاج لطیف در غایت حسن و جمال و نہایت اعتدال بود کہ فوق آں متصور نیست و ہیچ کس با وے صلی اللہ علیہ وسلم در حسن و جمال شریک و ہمتا نہ بود چنانکہ گوید

بیت

ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا
ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفی

(اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۳۸۶)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضاء شریف اور مزاج لطیف نہایت ہی حسن و جمال اور نہایت ہی اعتدال میں تھا جو اس سے بڑھ کر متصور نہیں اور کوئی بھی آپ کے ساتھ حسن و جمال میں شریک و ہمسر نہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے جتنے بھی اسباب حسن و جمال ہیں آپ کے رخ انور کے لئے تمام بر وجہ کمال ثابت نہیں ہیں جیسا کہ مخفی نہیں"۔

۱۹۔ شیخ شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقدس ارشاد:۔

(۷) فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم از حد عدو حصر خارج است و احاطہ نے کند بداں علوم اولین و آخرین وکسی داند آں را بلکہ وحقیقت مگر پروردگار عزوجل و اتفاق دارند کہ آن حضرت سید اولاد آدم و فاضل ترین پیغمبرانست صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین وبعد از وے ابراہیم خلیل اللہ پس از وے موسیٰ کلیم اللہ است و یافتہ نشدہ واست تصریح از علماء بعد از موسیٰ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۶۵)

"حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل حد اور شمار اور حصر سے خارج ہیں اولین اور آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے اور حقیقۃً حضور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور تمام کا اتفاق ہے کہ حضور اولاد آدم کے سردار ہیں اور تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور آپ کے بعد ابراہیم خلیل اللہ پھر ان کے بعد موسیٰ کلیم اللہ افضل ہیں پھر علماء سے اس بات کی تصریح نہیں ملی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کون افضل ہے"

(۸) وحقیقت فضائل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بداں مخصوص و ممتاز است۔ بسیار است خارج از حد حصر و احصاء (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۶۹)

اور حقیقت میں حضور کے وہ فضائل جو حضور سے خاص ہیں اور جن کے سبب حضور ممتاز ہیں وہ فضائل بہت ہیں وہ بے حد ہیں حصر اور شمار سے خارج ہیں۔"

(۹) شیخ المحدثین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز بیان شریف:۔

وعصمت خاصۂ انبیاء است صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین واعلیٰ واشرف واتم واکمل واحسن واجمل وابہر واقویٰ واجمع مرتمامہ اخلاق وخصال وصفات جمال وجلال خارج از حد وعدو بیروں از حیطۂ ضبط وحصر حضرت ذات بابرکات عالی صفات منبع البرکات حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہر چہ در خزانۂ قدرت ومرتبہ امکان از کمالات متصور است بہرہ اور احاصل است وتمامۂ انبیاء ورسل اقمار آفتاب کمال ومظاہر انوار جمال اویند وللہ در البوصیری فیما قال

شعر

وکل ای اتی الرسل الکرام بہا	فانما اتصلت من نورہ بہم
فانہ شمس فضل ہم کو اکبہا	یظہرن انوارہا للناس فی الظلم
وکلہم من رسول اللہ ملتمس	غرفا من البحر او رشفا من الدیم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم　　　قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ وسلّم

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲)

"عصمت خاصہ انبیاء کا ہے صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور اعلیٰ اور اشرف اور اتم اور اکمل اور احسن اور اجمل اغلب، افضل اور اقویٰ اور بہت جامع تمام اخلاق اور خصائل اور صفات جمال اور جلال کے جو حد شمار سے خارج ہیں اور جو احاطۂ ضبط اور حصر سے باہر ہیں ذات بابرکات عالی صفات منبع البرکات حضرت سید الکائنات ﷺ کیلئے ثابت ہیں جو کچھ خزانۂ قدرت اور مرتبہ امکان میں کمالات متصور ہیں وہ تمام کے تمام کمالات حضور کے لئے حاصل ہیں اور تمام انبیاء اور رسل حضور کے آفتاب کمال کے چاند اور وہ جمال سید عالم کے مظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے امام بوصیری کو کیا خوب کہا:۔
ہر معجزہ جو رسولوں نے دکھایا اور جو آیت وہ لائے وہ تو حضور کے نور سے ان تک پہنچیں۔ بے شک حضور فضیلت کا سورج ہیں اور انبیاء ستارے ہیں وہ اپنے انوار ظاہر کرتے ہیں لوگوں کیلئے اندھیرے میں اور سب کے سب حضور سے ملتمس ہیں جیسا کہ چلو لیں سمندر سے یا نمی سخت بارش سے"۔

(۱۰) نیز محدثوں کے سہارے، آسمان تحقیق کے چمکتے تارے، نبی کے پیارے، گیارھویں صدی کے مجدد و شیخ ہمارے شاہ محمد عبدالحق محدث و محقق دہلوی کا فرمان مقدس (ہر آن میں معلومات خدا واعدی کے برابر ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں مولیٰ کریم بطفیل حسن و جمال و خصائص و فضائل نبی رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہم کو انہیں کے عقائد پر موت دے اور قبر و حشر میں انہیں کے ساتھ رکھے آمین یارب العلمین)۔

وحقیقت آن است کہ ہیچ فہم و ہیچ قیاس حقیقت مقام آنحضرت ﷺ چنانچہ ہست نہ رسد و ہیچ کس او را چناں کہ او ہست جز خدا نشناسد چنانچہ خدا را چوں وے ہیچ کس نشناخت و ہر کہ در درک حقیقت آں تکلم کرد گویا دعویٰ علم متشابہات کرد وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ

بیت

جز خدا نشناخت کس قدر تو زیں کہ　　　کس خدا را ہم چو تو نشناختہ
و چوں مقام وے از ہمہ بالاتر است　　　دریافت آں فوق افہام باشد

بیت

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند　　　بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

در تحقیق معنی عظیم (اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ) گفتہ اند کہ عظیم آں است کہ از حیطہ ادراک بیروں بود۔ دگر

محسوس است از حیطۂ ادراک باصرہ بیرون بود چناں کہ جبل بزرگ کہ احساس باصرہ آں را احاطہ نتواند کرد و اگر معقول است ادراک عقل بداں محیط نہ تواند شد چنانکہ ذات وصفات الٰہی تعالیٰ و تقدس پس چوں وے تعالیٰ خلق آں حضرت را عظیم خواندہ و فضلے کہ او را داد عظیم گفتہ احاطۂ عقل از ادراک کنہ آں قاصر باشد (کچھ آگے فرماتے ہیں)

ع اوبرتر از ان ست کہ آید بخیال(1)

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲-۳۳)

"حقیقت یہ ہے کہ کوئی فہم اور کوئی قیاس حضور کے مقام کی حقیقت اور حضور کے حال کی کنہ کو جیسا کہ ہے، نہیں پہنچ سکتا اور جیسا کہ آپ ہیں سوا خدا کے کوئی نہیں پہچان سکتا جیسا کہ خدا کو ان کی طرح کسی نے نہ پہچانا جو حضور کی حقیقت کے پالینے میں بات کرے گا گویا کہ اس نے متشابہات کے علم کا دعویٰ کیا حالانکہ اس کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ کے سوا آپ کی قدر کو کسی نے نہ پہچانا کہ خدا کو آپ کی طرح کسی نے نہ پہچانا اور جب حضور کا مقام تمام سے بالاتر ہے۔اس کا دریافت کرنا بھی فہموں سے اوپر ہوگا۔

آپ جیسا کہ ہیں ہر نظر کب دیکھ سکتی ہے ہر ایک اپنی دانش کے مطابق ادارک کرتا ہے۔

(اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) والے عظیم کے معنی کی تحقیق میں علماء کرام نے فرمایا کہ عظیم وہ ہے کہ ادراک کے احاطہ سے باہر ہو اگر محسوس ہے تو آنکھ کے ادراک سے باہر ہو جیسا کہ بڑا پہاڑ کہ آنکھ کا احساس اس کا احاطہ نہیں کر سکتا اور اگر معقول ہے تو عقل کا ادراک اسے محیط نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پس جب اللہ تعالیٰ نے حضور کے خلق کو عظیم فرمایا اور جو فضیلت حضور کو عطا کی اس کو عظیم کہا عقل کا احاطہ اس کے کنہ کے ادراک سے قاصر ہے۔آپ اس سے بلند ہیں کہ خیال میں آ سکیں۔"

(۱۱) نیز حضرت مولانا شاہ شیخ اجل محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نورانی و ایمانی بیان:۔

و نیز گفت صاحب عوارف رحمۃ اللہ علیہ (2) کہ دور نیست کہ قول عائشہ کان خلقہ القرآن دراں

1۔ یہی مصرع مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۸۳ پر بھی موجود ہے۔ ۱۲ فیضی

2۔ ایضاً نقلہ الامام ابن حجر المکی فی شرح الھمزیۃ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۸۶، ۱۷۵، ۱۷۶۔ خلا عن المناوی ۱۲۔ فیضی وایضاً نقل قولہ الامام القسطلانی فی المواھب۔ زرقانی جلد ۴۔ صفحہ ۲۴۳۔ وایضاً نقلہ القاری جمع الوسائل جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰ وبعد نقلہ یقول الامام المناوی و بذالک عرف ان کمالات خلقہ لاتتناھی کمالان معانی القرآن لا تتناھی جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ ان العرض لحصر جزئیاتھا غیر مقدور للبشر آگے فرماتے ہیں: انما کان فی اصل خلقہ۔ فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۰۔ ۱۲ فیضی

رمزے فاحش وایمائے خفی بسوئے اخلاق ربانیہ باشد ولیکن احتشام کرد یعنی سے خواست عائشہ رضی اللہ عنہا کہ گوید کہ اخلاق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق الٰہی بود ولیکن احتشام کرد عائشہ حضرت الٰہیہ را کہ گوید تخلق باخلاق اللہ پس تعبیر کرد ازیں معنی بقول خود "کان خلقہ القرآن" از جہت استحیاء سبحات جلال و ستر حال بلطف مقال وایں از وفور عقل وکمال ادب اوست رضی اللہ عنہا وایں معنی ادخل است بہ بیان عظمت اخلاق وعدم تناہی آں وبعضی(1) گفتہ اند کہ چنانچہ معنی قرآن غیر متناہی ست ہم چنیں آثار وانوار اوصاف جمیلہ واخلاق آں حضرت غیر متناہی اند ودر ہر حال از احوال متجدد مے شود از مکارم اخلاق ومحاسن شیم وآں چہ افاضہ مے کند(2)۔ اللہ تعالیٰ بروئے از معارف وعلوم کہ نمی داند آں را جز وے تعالیٰ پس تعرض بحصر جزئیات اوصاف حمیدہ وے تعرض است مر چیزے را کہ نہ مقدور انسان ست نہ از ممکنات عادیہ است وممکن(3) است کہ گفتہ شود۔ مقصود تشبیہ خلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقرآن در آں کہ مشتمل بر آیات متشابہات کہ ممکن نیست درک وتاویل آں ہم چنیں ممکن نیست درک حقیقت احوال شریف۔ چنانچہ بیان یافت واللہ اعلم۔

(مدارج النبوت شریف، جلد ا، صفحہ ۳۲۔۳۳)

"صاحب عوارف (شیخ شہاب الدین سہروردی) نے فرمایا کہ یہ بات دور نہیں حضرت عائشہ کا قول کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن اس میں ایک گہرا اور مخفی اشارہ ہے اخلاق خداوندی کی طرف لیکن ام المومنین نے شرم کی یعنی ام المومنین عائشہ نے یہ کہنا چاہا کہ حضور کے اخلاق اخلاق الٰہی تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے شرم کی کہ یوں کہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے موصوف تھے پس اس معنی اور مطلب کو آپ نے ان لفظوں سے تعبیر کیا کہ کان خلقہ القرآن (کہ آپ کا خلق قرآن ہے) یہ بسبب جلال اللہ کے انوار سے شرم کرنے اور حال کو لطف مقال میں چھپایا۔ یہ آپ کے عقل وافر اور کمال ادب کی دلیل ہے رضی اللہ عنہا اور اس معنی کو عظمت اخلاق اور ان کے غیر متناہی بیان کرنے میں بہت دخل ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں اسی

---

1. قال القسطلانی فی المواھب فکما ان معانی القرآن لاتتناھی فکذالک اوصافہ الجمیلۃ الدالۃ علی خلقہ العظیم لاتتناھی اذ فی کل حالۃ من احوالہ یتجدد لہ من مکارم الاخلاق ومحاسن الشیم وما یفیضہ اللہ تعالیٰ علیہ من معارفہ وعلومہ ما لا یعلمہ الا اللہ تعالیٰ فاذن التعرض لحصر جزئیات اخلاقہ الحمیدۃ تعرض لما لیس من مقدور الانسان ولا من ممکنات عاداتہ۔ (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۳)

2. ذکر القاری نحوہ وزاد فی الاخر۔ وخلقہ غایۃ فی الاتساع ونہایۃ فی الابتداع۔ لا یہتدی لانتہائہا بل کل ما یتوہم انہ انتہاءہا فہو من ابتدائہا۔ جمع الوسائل جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۵۔ ۱۲ منہ

3. امام قسطلانی نے اس کو قال بعض علماء ہیں سے بیان کیا ہے۔ زرقانی۔ شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۲۶۱۔ ۱۲ منہ

طرح حضور کے اخلاق اور آثار اور انوار و اوصاف جمیلہ بھی غیر متناہی ہیں اور حضور ہر حالت میں مکارم الاخلاق اور اچھی عادات میں بڑھ رہے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ ان پہ معارف اور علوم کا فیضان کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو حضور کے اوصاف حمیدہ کے جزئیات کا حصر و شمار کرنا ایسی چیز سے تعرض کرنا ہے کہ جو نہ مقدور انسان ہے اور نہ ممکنات عادیہ سے ہے (اور بعض عارفین نے فرمایا) کہ مقصود یہ ہے کہ حضور کے خلق کو قرآن کی آیات متشابہات سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح متشابہات کی تاویل اور درک ممکن نہیں اسی طرح حضور کے احوال شریفہ کا درک اور پانا بھی ممکن نہیں جیسا کہ بیان ہوا"۔

(۱۲) شیخ اجل محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی ادامہ اللہ تعالیٰ فی حریم الحبیب الا وحد فرماتے ہیں:۔

وضابطہ در باب نگاہ داشت آداب آنجناب آنست کہ ہر چہ ورائے مرتبہ الوہیت و صفات قدس حق است عز و علا از ہر کمال منقبت کہ باشد اورا ثابت ست و محبت ہر کہ و ہر چہ منتسب است بوے از علمائے و صلحاء بلاد و دیار و جز آں خصوصاً اکرام و مودت اہلبیت و قرابت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

"اور قاعدہ کلیہ اور اٹل فیصلہ حضور کے آداب کی نگاہ داشت میں یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات خداوندی کے علاوہ جو کمال ہے حضور کے لئے ثابت ہے اور محبت ہر اُس چیز کی جو حضور سے منسوب ہے علماء کرام اور صلحاء ہوئے بلاد اور دیار ہوئے اور اس کے علاوہ خصوصاً حضور کے اہل بیت اور قرب والوں کا اکرام اور ان سے محبت کرنا"۔

(۱۳) نیز شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

واما کمال حقی کہ بخشیدہ است آں را حق سبحانہ و مخصوص گردانیدہ است زیادہ از اں کہ درک کردہ شود و دریافتہ شود غور آں و شناختہ شود سر آں را غایتے و نہایتے زیرا کہ بود وے (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم متحقق بجمیع اخلاق الٰہیہ و صفات ربوبیہ۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۱۲)

"اور بہر حال کمال حقی جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو بخشا اور حضور کو اس سے مخصوص فرمایا وہ اس سے زیادہ ہے کہ اس کا ادراک ہو سکے یا اس کو دریافت کیا جا سکے۔ یا اس کی نہایت اور غایت معلوم ہو سکے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے جمیع اخلاق اور صفات ربوبیہ سے متحقق تھے"۔

(۱۴) نیز شیخ محقق فرماتے ہیں۔

وچوں قابلیت وے صلی اللہ علیہ وسلم کل ست و قابلیت سائر اکوان از مرسلین و محبین و ملائکہ مقربین و سائر

اولیاء و صدیقین و مومنین جزئی قاصر باشند ہمہ از درک غایت رفیع و عاجز از لحوق ایشاں منیع وے وچوں دانستند و دریافتند ایں معنی را انبیاء و اولیاء نہادند روئس خود را بر در عتبہ عالی وے ونہادند رقاب را برزمین ذلت نزد مہد شال وے۔ (مدارج النبوت شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

"چونکہ حضور کی قابلیت کلی ہے اور تمام اکوان مرسلین اور انبیاء اور ملائکہ مقربین اور تمام اولیاء اور صدیقین اور مومنین کی قابلیت جزوی ہے۔ لہٰذا وہ سب قاصر ہیں اس بات سے کہ حضور کی غایت رفیع کا ادراک کریں اور اس سے عاجز ہیں کہ حضور کے مرتبہ کی بلندی سے لاحق ہوں اور اس معنی کو اولیاء اور انبیاء سمجھے تو انہوں نے اپنے سر حضور کی بلند چوکھٹ پر رکھ دیئے اور حضور کے مہد شال کے سامنے زمین ذلت پا اپنی گردنیں رکھ دیں۔"

(۱۵) نیز شیخ کا ارشاد:۔

واحادیث در اکملیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احاطہ وے بجمیع کمالات صوری و معنوی اکثر است ازاں کہ احصاء کردہ شود (مدارج النبوت جلد ۲۔ صفحہ ۶۱۱)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اکملیت اور جمیع کمالات ظاہری اور باطنی کے احاطہ کے متعلق احادیث شریفہ اس سے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ہو سکے۔"

(۱۶) نیز شیخ المحدثین و امام المحققین حضرت شیخ اجل مولانا شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وجمیع کمالات کہ در ذوات مقدسہ انبیاء سابق مودع بود در ذات شریف او بازیادتیہا موجود بود

ع آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(تکمیل الایمان صفحہ ۴۳)

"اور وہ تمامی کمالات جو انبیاء کرام سابقین کی مقدس ذاتوں میں ودیعت رکھے گئے تھے وہ سب کے سب بمع زیادتی حضور کی ذات شریف میں موجود تھے۔

ع جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں"۔

۱۷۔ آسمان تحقیق کے نیر اعظم، زمرہ محدثین کے امام اعظم، ہند میں حضور کی برکت اتم گیارھویں صدی کے مجدد اکرم، سیدنا و سندنا و شیخنا و شیخ مشائخنا، امام اہل السنت حضرت شیخ شاہ محمد عبدالحق محقق مدقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ وافاض اللہ تعالیٰ علینا من برکاتہ وفیوضاتہ واماتنا واقامنا فی زمرتہ فی القبر والحشر، کی ایمان افروز باطل سوز بے مثل و

بے نظیر عبارت شریفہ، طیبہ، منورہ، مقدسہ جس کے پڑھنے سے ایمان میں روح پیدا ہوتی ہے۔ قلب میں تسکین و اطمینان کا دریا موجزن ہوتا ہے اور سینے میں ایمان و عرفان کا آفتاب چمک اٹھتا ہے:

وہم چناں کہ شکر و سپاس خالق موجودات از حیطۂ امکان و احاطۂ انسان بیرون ست مدح و ثنائے سید کائنات از مجال شرح و بیان افزوں و ہرچہ جز مرتبۂ احدیت متعین ست حقیقت محمدیہ آں را متعین ست وآں چہ جز مرتبۂ ذات مسمٰی صفات احمد آں را متعین و ہرچہ از انوار علوی و سفلی ظاہر ست ہمہ از پرتو نور آں اجل مظاہر است۔ پس در حقیقت تقصیر از ادراک صفات حق معین عجز از کنہ ذات آں کامل مطلق بود۔

قطعہ

حق را بچشم اگرچہ ندیدند لیکنش | از دیدن جمال محمد شناختند
او را بچشم دیدہ شناختند از آں | کز صورتش غشاوہ معنیش ساختند

او ندائے ماعبدناک(1) از ذات واجب الوجود برآرد۔ دیگراں صدائے ماعرفناک نسبت باآں مقصود و مقصد ہر موجود اول لا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ(2) اَنْتَ عَلٰی نَفْسِکَ گوید دیگراں لا نَسْتَطِیْعُ صَلٰوۃً عَلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ(3) گویند۔

قطعہ

خیر الوریٰ امام رسل مظہر اتم | او از خدا و ہرچہ جز او منتشی از و

او جان جملہ عالم و حق جان جاں شمار حق را بغیر واسطہ ذات او بحق در ازل برابر آئینہ وجود آئینہ حقیقتش آدر درو بروآئینہ را مقابل آئینہ چوں نہند ایں جا لطیفہ است اگر بشنوی بگو از اول آنچہ در دوم افتد بود بعکس گردد درست باز ازیں چوں فتد در دو نقش وجود راست نشیند بایں طریق شناس ایں دقیقہ عرفان دم بگفتگو در اول باعث خلقت عالم است و در آخر واسطہ ہدایت بنی آدم در باطن مربی ارواح و در ظاہر معلم اشباح کا سر ارکان ادیان و دول ناسخ احکام ملل و نحل نقش خاتم وجود نقش نقش معرفت و شہود مقصود معتکفان مقصورۂ افلاک مقصد سالکان معمورۂ خاک، متمم مکارم اخلاق مکمل کاملان آفاق حاجز متزلین وجود و عدم۔ برزخ بحرین حدوث و قدم جامع نسخۂ امکان و وجوب موجب رابطہ طالب و مطلوب عزیز مصر

1۔ قولہ ماعبدناک۔ حدیث شریف کے جملہ کی طرف سے اشارہ ہے (یعنی اے اللہ تعالیٰ) ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہ کی۔ ۱۲ منہ

2۔ میں نے تیری تعریف کا احاطہ نہیں کیا۔ تو ایسا ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔

3۔ ہم آپ کے درود کی طاقت نہیں رکھتے۔ علیہ الصلوۃ والسلام فی کل حین وآن بعدد معلومات الرحمٰن۔ ۱۲ منہ

صورت ملک ملکوت احدیت مظہر حقیقت فردانیت مظہر صورت رحمانیت سر مکتوم غیب لاہوت(1) طلسم معلوم گنج جبروت مروح ارواح ملکوتیہ حریف اشباح ناسوتیہ بدایت نہا ولایت نہایت دائرہ نبوت مظہر ختم رحمت اُمم حق اول ترجمان ازل نور انوار سر اسرار ہادی سبل سید رسل نور اسنی سراپا حبیب اعلیٰ حق یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ۔

قطعہ

شاہِ رسل شفیع اُمم خواجہ دوکون — نورِ ہدیٰ حبیب خدا سید انام
مقصود ذات اوست دگر جملہ طفیل — منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود درامکاں بروست ختم — ہر نعمتی کہ داشت خدا شد بروتمام
برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آں — آسری پیمبرہ است وفی الْمَسْجِدِ الْحَرَام
تا عرصہ وجوب کہ اقصائے عالم است — کانجا نہ جاست نے جہت و نے نشان نہ نام
سیریست بس شگرف درین جا کہ ہیچ آن — از آشنائے عالم جاں پرس ایں مقام

ابیات

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ نَبِيٌّ نَبِيْهٌ — رَفِيْعٌ شَفِيْعٌ عَزِيْزٌ وَجِيْهٌ
بَشِيْرٌ نَذِيْرٌ سِرَاجٌ مُنِيْرٌ — رَحِيْمٌ فَخِيْمٌ عَظِيْمٌ خَطِيْرٌ
رَضِيٌّ وَصِيٌّ تَقِيٌّ نَقِيٌّ — سَخِيٌّ بَهِيٌّ عَلِيٌّ مَلِيٌّ
عَطُوْفٌ رَؤُوْفٌ كَرِيْمٌ رَحِيْمٌ — عَلِيْمٌ رَحِيْمٌ سَلِيْمٌ كَلِيْمٌ
خَسَفَ الْقَمَرُ بِجَمَالِهٖ — عَجَزَ الْبَشَرُ بِكَمَالِهٖ
نَطَقَ الْحَجَرُ بِجَلَالِهٖ — صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
مَلَأَ الْخَلَاءَ بِخَيْرِهٖ — خَرَقَ السَّمَاءَ بِسَيْرِهٖ
مَا نَاعَ ذَاكَ لِغَيْرِهٖ — صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
شَرَقَ الْمَكَانُ بِنُوْرِهٖ — سَرَّ الزَّمَانُ بِسُوْرِهٖ
نَسَخَ الْمِلَلَ بِظُهُوْرِهٖ — صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
كَشَفَ الشُّبَهَ بِبَيَانِهٖ — رَفَعَ الْعُلٰى بِمَكَانِهٖ

1۔ قولہ لاہوت: ذات الٰہی کا عالم جس میں سالک کو مقام فنافی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لفظ کے مقابل میں مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسما کو ملکوت کہتے ہیں۔ ۱۲ حسن فیضی۔

اَکْرِمْ | بِرِفْعَۃِ | شَانِہٖ | صَلُّوْا | عَلَیْہِ | وَسَلِّمُوْا
فَلْیَهْتَدُوْا | لِشَرِیْعَتِہٖ | ثُمَّ | اقْتَدُوْا | لِطَرِیْقِہٖ
فَتَحَقَّقُوْا | لِحَقِیْقَتِہٖ | صَلُّوْا | عَلَیْہِ | وَسَلِّمُوْا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ

(اخبار الاخیار شریف صفحہ ۳۰۵، مطبع مجتبائی)

"اور جس طرح کہ اللہ کا سپاس اور شکر دائرۂ امکان اور احاطۂ انسان سے باہر ہے اس طرح مدح و ثناء (تعریف) سید الکائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرح اور بیان کی طاقت سے زائد ہے اور مرتبہ احدیت کے سوا جو کچھ متعین ہے حقیقت محمدیہ اس کو متعین ہے اور ذات احد کے مرتبے کے علاوہ جو کچھ بھی ہے صفات احمدی اس کے بیان کرنے والے ہیں اور جو کچھ انوار علوی اور سفلی سے ظاہر ہے یہ تمامی اجل مظاہر حضور کے نور سے پرتو ہے پس حقیقت میں صفت حق کے ادراک سے تعبیر میں عجز ہے اس کامل مطلق کی ذات کے کُنہ سے۔

قطعہ

اللہ تعالیٰ کو اگرچہ انہوں نے آنکھ سے نہ دیکھا لیکن اللہ کو جمال محمدی کے دیکھنے سے پہچان لیا حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو سہی مگر پہچان اس لئے نہ سکے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت کو حقیقت کے لئے پردہ بنا دیا ہے۔

وہ واجب الوجود کی ذات سے ماعبدناک عرض کرتے ہیں اور دوسرے اس مقصود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مقصد ہر موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ماعرفناک (1) کو بلند کرتے ہیں وہ لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک کہتے ہیں اور دوسرے لا نستطیع صلوٰۃ علیک من ربک کہتے ہیں۔

قطعہ

تمام مخلوق سے افضل، رسولوں کے امام، مظہر اتم، وہ خدا سے اور ان کے علاوہ سب ان سے منتشی (نشو و نما پانے والے) یا مست اور نشہ والے ہیں وہ تمام عالم کی جان ہیں اور حق یہ ہے کہ جان جاں ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کی ذات کے واسطے کے بغیر تلاش نہ کر۔ اللہ تعالیٰ ازل میں آئینہ وجود کے برابر ان کی حقیقت کے آئینہ کو سامنے لائے۔ آئینہ و جب آئینہ کے مقابل رکھتے ہیں۔ یہاں ایک بہترین

1۔ قولہ ماعرفناک یعنی اے حبیب ہم نے آپ کو نہ پہچانا۔ ۱۲ منہ

لطیفہ ہے اگر تو سے تو پہلے آئینہ سے جو کچھ دوسرے آئینہ میں پڑتا ہے وہ اس کا الٹ ہوتا ہے وہ الٹ درست ہو جاتا ہے جب اس آئینہ ثانی سے اس اول میں پڑتا ہے وجود کا نقش اس طرح ٹھیک بیٹھتا ہے اس دقیقہ میں (باریک نکتہ) کو پہچان اور گفتگو کا دم نہ مار۔ حضور اول میں پیدائش عالم کا سبب ہیں اور آخر میں بنی آدم کی ہدایت کا واسطہ باطن میں ارواح کی پرورش کرنے والے، ظاہر میں جسموں کے تمام کرنے والے دینوں اور دولتوں کے ارکان کو توڑنے والے ملتوں اور مذہبوں کے احکام کو منسوخ کرنے والے وجود کی انگوٹھی کا نگینہ معرفت اور شہود کے نگینہ کا نقش۔ افلاک کی کوٹھریوں کے معتکفوں کے مقصود، خانہ کے خاک کے سالکوں کا مقصد مکارم اخلاق کے تمام کرنے والے آفاق کے کاملوں کے کمل وجود عدم کی دو منزلوں کا پردہ۔ حدوث وقدم کے دو سمندروں کی رکاوٹ۔ امکان اور وجوب کا جامع نسخہ، طالب اور مطلوب کے رابطہ کا سبب، مصر صمدیت کے عزیز، مملکت احدیت کے بادشاہ حقیقت فردانیت کے مظہر بصورت رحمانیت کے مظہر، سرغیب لاہوت کے پوشیدہ راز، جبروت کے کون کے طلسم (عجیب وغریب) معلوم بارواح ملکوتیہ کو راحت دینے والے اجسام ناسوتیہ (عالم اجسام دنیا) کو زینت بخشنے والے، ولایت کے خط کی ابتداء، دائرۂ نبوت کی انتہا، مظہر اتم، رحمت اعم، عقل اول، ازل کے ترجمان، نوروں کے نور، رازوں کے راز، راستوں کے ہادی، رسولوں کے سردار، بہت روشن وبلند نور، بہت مزین، خوشنود راز، محبوب اعلیٰ نہایت صاف خالص برگزیدہ محمد مصطفیٰ ﷺ۔

قطعہ

"رسولوں کے بادشاہ امتوں کے سفارشی دو جہاں کے سردار، ہدایت کا نور، اللہ کے محبوب، تمام لوگوں کے سردار، مقصود تو صرف ان کی ذات ہے باقی تو سب طفیلی ہیں۔ نور انہیں کا منظور ہے باقی سب اندھیرا ہیں۔ جو مرتبہ بھی امکان میں تھا وہ ان پہ ختم ہے۔ خدا کی سب نعمتیں ان پہ تمام ہوئیں۔ جب آپ نے (شب معراج) عالم امکان سے قدم اٹھایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس چیز کا اعلان ہے اس رات عالم امکان سے چل کر میدان وجوب تک پہنچے جو مسجد اقصیٰ یعنی عالم کی انتہا ہے وہاں نہ جگہ ہے نہ جہت اور نہ نام ونشان۔ یہاں عجیب عجیب راز ہے۔ خبر اور رہ عالم جان کے آشنا سے یہ مقام پوچھ۔"

ابیات

رسول ہیں کریم ہیں غیب کی خبریں بتانے والے ہیں، حضور بزرگ ہیں، اونچی شان والے ہیں شفیع ہیں، ہر ایک سب سے مرتبہ میں بڑے ہیں، خوشخبری دینے والے، ڈرانے والے روشن چراغ ہیں، رحیم

ہیں، بزرگ مرتبہ، عظیم بہت بڑے، پسندیدہ وصیت کئے گئے، تقویٰ کے اعلیٰ مقام والے، پاک، برگزیدہ، سخی، تاباں، روشن، بلند دولت والے مہربان نہایت مہربان کریم، رحیم، ہر روشی جاننے والے، رحیم، سلامتی والے، خدا سے ہم کلام ہیں ﷺ بقدر اوصافہ چاندان کے جمال سے بے نور ہو گیا، بشر ان کے کمالات کے احاطہ اور بیان سے عاجز آ گئے، پھر ان کے جلال سے بول اُٹھے، حضور پہ درود وسلام بھیجو، خلاء کو اپنی خیر سے بھر دیا، آسمان کو اپنی سیر سے پھاڑ دیا، یہ کسی کو نصیب نہ ہوا، حضور پہ درود وسلام بھیجو، مکان کو اپنے نور سے روشن کیا، زمان کو اپنے جھوٹے یا سبحانی یا فیصل سے خوش کیا اپنے ظہور سے دینوں کو منسوخ کیا، حضور پر درود وسلام بھیجو، اپنے بیان سے شک وشبہ کو کھول دیا، آپ کے مکان کے صدقہ میں علو کو بلندی نصیب ہوئی۔ آپ کی بلندی شان کو تو دیکھو، حضور پہ درود وسلام بھیجو، لہذا حضور کی شریعت سے ہدایت حاصل کرو، اور آپ کے طریقہ کی اقتداء کرو، اور ان کی حقیقت سے متحقق ہو جاؤ، حضور پہ درود وسلام بھیجو۔ اے اللہ! حضور اور آپ کی آل اور اصحاب پہ رحمت کاملہ بھیج"۔

نیز شیخ شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مقدس:۔

۱۸۔ بحقیقت حمد خدا و نعت مصطفیٰ راجز خدا کے نیارد گفت و گوہر ایں راز جز دست قدرت حق نتواند سفت ازاں کہ ہیچ احدی او را چوں خدا آشنا سد۔ چنانچہ خدا را چوں وے ہیچ کس نشناخت خدا است و بندۂ خدا است و بندۂ او دیگراں ہمہ طفیلی او یند۔ (مکتوبات شیخ محقق علی ہامش اخبار الاخیار صفحہ ۲)

"تعریف خدا تعالیٰ اور نعت مصطفیٰ ﷺ کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بیان کر سکتا اور اس راز کے گوہر کو قدرت کے ہاتھ کے سوا کوئی نہیں پرو سکتا اس لئے کہ کوئی حضور کو خدا کی طرح نہیں پہچانتا۔ جیسا کہ خدا کو حضور کی طرح کسی نے نہ پہچانا، خدا ہے اور بندۂ خدا۔ خدا ہے اور اس کا بندہ۔ باقی سب اس کے طفیلی ہیں"۔

۱۹۔ نیز شیخ محقق کا ارشاد:۔

واما نصیحت لرسول اللہ اوّل محبت و تعظیم و ادب جناب عالی او ست و تمیز و تنزیہ ساحت عز و جلال او تمامۂ انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین از ہر عیب و منقصت کہ نالائق مقام نبوت و رسالت بود و ضابطہ در باب نگاہ داشت ادب آں جناب آنست کہ ہر چہ ورائے مرتبۂ الوہیت و صفات قدس حق است عزّ و علا از ہر کمال و منقبت کہ باشد او را ثابت است ۔

مگواں او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دیں	دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش املا کن

(مکتوبات شیخ محقق صفحہ ۹۴ ہامش اخبار الاخیار)

”بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصیحت تو پہلی بات حضور کی محبت اور تعظیم اور ادب ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور سب انبیاء کو ہر عیب اور نقص سے منزہ کیا جو مقام نبوت اور رسالت کے لائق نہ تھا حضور کے ادب کی نگاہ داشت میں ضابطہ یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات حق کے علاوہ جو کمال اور منقبت ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت ہے حکم شرع اور حفاظت دین کی وجہ سے حضور کو خدا نہ کہنا اس کے علاوہ جو وصف چاہے حضور کی مدح میں املا کرے۔“

۲۰۔ نیز شیخ محقق کا بیان ایمان افروز و باطل سوز:۔

وہب بن منبہ کہ تابعی ثقہ اخباری علامہ صدوق صاحب کتب واخبار بودہ گفت ہفتاد و یک کتاب از کتب قدماء خواندہ ام و یافتم در جمیع آں کتب کہ حق سبحانہ تعالیٰ تمامہ ناس را از آغاز دنیا تا انجام آں از عقل در جنب عقل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر مانند ذرہ از ریگستان دنیا و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راجح ترین مردم است در عقل و فاضل ترین ایشاں در رائے۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیہ وابن عساکر (1) فی تاریخہ) و در عوارف (2) نقل کردہ از بعض علماء کہ عقل ہمہ صد جز واست نود و نہ ازاں در محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است و یک جز و ازاں در تمامہ مومناں، گفت بندۂ مسکین رزقہ اللہ الثبات والیقین اگر سے گفتند کہ عقل ہزار جز واست نہ صد و نود و نہ ازاں در محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یکے ازاں در تمامہ مردم گنجائش داشت چہ ہر گاہ بے نہایت کمال او ثابت شد ہر چہ گویند روا است ایں جا اگر سینہ حاسداں بسوزد و دل اہل زیغ بکشد چہ تواں کرد۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

”حضرت وہب بن منبہ (جو کہ تابعی، ثقہ اخباری علامہ، سچے صاحب کتب اور اخبار ہوئے یعنی مؤرخ تھے) نے فرمایا کہ میں نے کتب قدماء سے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں، ان تمام کتب میں میں نے یہ پایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء دنیا سے لے کر اس کے انجام تک کے تمام لوگوں کو عقل نہ دی حضور کے عقل پاک کے مقابلہ میں مگر اتنا کہ جتنا ذرہ کو دنیا کے ریگستان سے نسبت ہے اور حضور تمام مردوں سے عقل میں راجح ہیں اور رائے میں تمام سے فاضل ترین ہیں۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔

”عوارف شریف میں بعض علماء سے نقل ہے کہ عقل کے کل سو جزو ہیں ۹۹ حضور ﷺ میں اور ایک جزو تمام مومنوں میں ہے بندہ مسکین کہتا ہے (شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی) اللہ تعالیٰ اسے ثبات

1۔ ذکرہ امام القسطلانی فی المواہب، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۵، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۵، نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۰۷، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶

2۔ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۶، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۸، ۱۳

اور یقین کا رزق دے اگر یہ کہتے کہ عقل کے کل ہزار جزو ہیں ۹۹۹ حضور ﷺ میں اور ایک تمام لوگوں میں تو اس کی بھی گنجائش تھی کیونکہ جب حضور کے لئے بے انتہا کمال ثابت ہیں تو پھر جو کچھ کہیں جائز ہے۔ اس جگہ اگر حاسدوں کا سینہ جلے اور اہل زیغ کا دل ٹوٹے تو کیا کریں۔ (اللہ نے فرمایا) اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ہم نے تجھے خیر کثیر بے انتہا بھلائی عطا فرمائی اور بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی خیر سے محروم ہے۔"

ابیات

شاہ رسل شفیع امم خواجہ دو کون / نور ہدیٰ حبیب سید انام
مقصود ذات اوست دگر جملہ طفیل / منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم / ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بروتمام
برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں / اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ ست مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
تا عرصہ وجوب کہ اقصائے عالم ست / کانجا نہ جاست نے جہت و نے نشاں نہ نام
سرّیست بس شگرف دریں جا کہ ہیچ آں / از آشنائے عالم جاں پرس ازیں مقام

علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التحیۃ وازکی السلام

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۶)

ترجمہ ابیات

"حضور شاہ رسل، امتوں کے شفیع، دو جہاں کے سردار، ہدایت کا نور، اللہ کے حبیب، لوگوں کے سردار، مقصود تو صرف حضور کی ذات ہے باقی تو سب طفیلی ہیں۔ صرف حضور ﷺ کا نور منظور ہے باقی تمام اندھیرا ہیں، ہر مرتبہ جو امکان میں تھا حضور پر ختم ہے۔ رب کی ہر نعمت حضور پر تمام ہوئی طبیعت امکان سے قدم اُٹھایا جو وہ اسریٰ بعبدہٖ ہے، مسجد حرام سے میدان وجوب تک جو عالم کا منتہا ہے، جہاں نہ جگہ نہ جہت نہ نام و نشان۔ یہاں بہت عجیب راز ہے جو عالم جان کے آشنا سے اس مقام کے متعلق پوچھنا۔"

۲۱۔ حضرت شیخ اولیا فخر العالم متولد شیخ الاولیا ۹۵۸ھ متوفی فخر العالم ۱۰۵۲ھ فخر المحدثین الشاہ الشیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ونور اللہ مرقدہٗ کا ارشاد:۔

ومراد در تکلم در احوال وصفات ذات شریف وے وتحقیق آں حرجے تمام است کہ آں متشابہ ترین متشابہات است نزد من کہ تاویل آں ہیچ کس جز خدا نداند وہر کسے ہر چہ گوید بقدر روا نداز فہم ودانش

خود گویدواو صلی اللہ علیہ وسلم از فہم ودانش تمام عالم برتر است۔ (مصرع)

او برتر از ان ست کہ آید بخیال

او را چناں کہ ہست بجز خدا کسے نشناسد — چنانکہ خدا را چنانکہ باید جز وے کسے نشناخت

بیت

ترا چناں کہ توئی ہر نظر کجا بیند — بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۲۰)

"اور مجھے حضور کے احوال اور صفات ذات اور ان کی تحقیق میں کلام کرنے میں حرج تمام ہے کیونکہ وہ میرے نزدیک متشابہات سے متشابہ ترین ہیں جو ان کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو شخص جتنا کہتا ہے وہ اپنے قدر اور فہم ودانش کے اندازہ کے مطابق کہتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے فہم ودانش سے برتر بلند وبالا ہیں۔ (مصرع)

وہ اس سے بلند ہیں کہ خیال میں آئیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان کو جیسا کہ وہ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ خدا کو جیسے جاننا چاہیے ان کے بغیر کسی نے نہ جانا۔ (بیت)

آپ کو جیسا کہ آپ ہیں ہر نظر کب دیکھ سکتی ہے ہر ایک بقدر دانش اپنی کے ادراک کرتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

۲۲۔ نیز انہیں امام اہل شہود وحضور، آسمان فنون دینیہ کے آفتاب درخشاں عمدۃ المفسرین والمحدثین حضرت شیخ محقق کا ارشاد:۔

وحاصل ایں وجہ آنست کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائم در ترقی بود وتجلیات انوار متوالی بود سے گذشت بعضے بالائے بعض دیگر وبہر تجلی فوق کہ مے رسید از وقوف در تجلی تحت استغفار مے کرد وچوں تجلیات حق رانہایت نیست ترقیات آں حضرت را نیز نہایت نہ وایں نہ مخصوص ایں نشاۃ ست تا ابد الآباد حال ہم بریں منوال خواہد بود۔

"(حضور ہمیشہ ترقی میں تھے اور ہیں) اور حضور پر پے در پے مسلسل تجلیات انوار نازل رہتے تھے۔ بعض تجلیات بعض اوروں سے بلند ہوتیں اور ہر اوپر والی تجلی میں جب پہنچتے تو نچلی تجلی میں ٹھہرنے سے استغفار فرماتے اور جب حق تعالیٰ کی تجلیات کی کوئی انتہا نہیں تو حضور کی ترقیات کی بھی کوئی انتہا نہیں اور یہ ترقی اس دنیا سے مخصوص نہیں بلکہ ابد الآباد تک حال اسی دستور اور طریق پہ جاری ہے۔"

بیت

مرا کمال محبت ترا کمال جمال   دے مباد کہ نقصاں پذیر دایں دو کمال

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۲۸)

بیت

مجھے کمال محبت تجھے کمال جمال   نہ ہو وہ لحظہ کہ ناقص ہوں یہ دو کمال

۲۳۔ نیز شیخ محقق اولیاء کبار کے انتہائی مقام کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وبعد ازیں مقام نبوت و درجات اوست کہ اولیاء را بداں راہ نیست و مقام ولایت اولیاء و درجات آں تا ایں جا است (شرح فتوح الغیب صفحہ ۲۲۴)

"اور اس کے بعد مقام نبوت اور اس کے درجات ہیں کہ اولیاء کو ان کی طرف راستہ نہیں اور اولیاء کی ولایت کا مقام اور اس کے درجات یہاں تک ہیں۔"

۲۴۔ نیز شیخ محقق کا ارشاد:۔

پایۂ ارفع و مقام اقدس محمدی را کہ ہیچ کس را بدرک و دریافت آں راہ نیست

(مدارج النبوت شریف جلد ۱۔ صفحہ ۳)

"کسی کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند رتبہ اور مقام اقدس کے پالینے اور دریافت کرنے کی طاقت نہیں۔"

۲۵۔ نیز شیخ محقق کا فرمان مقدس:۔

اما وجہ شریف وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرآت جمال الٰہی است و مظہر انوار نامتناہی وے بود

(مدارج النبوت شریف، جلد ۱ صفحہ ۳)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ شریف اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی انوار کا مظہر ہے۔"

۲۶۔ نیز شیخ محقق حجت احناف کا ارشاد:۔

آں حضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضائل و کمالات بود کہ اگر مجموع فضائل انبیاء را صلوات اللہ علیہم اجمعین در جنب آں بنہند راجح آید۔ (شرح سفر السعادت۔ صفحہ ۲۴۲)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے فضائل اور کمالات ہیں کہ اگر تمام انبیاء کرام کے سب فضائل کو جمع کر کے حضور کے فضائل کے پہلو میں رکھیں تو حضور کے فضائل ان سب پر راجح آئیں

گے۔"

۲۷۔ نیز شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

افہام خلائق در کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیران وانبیاء ہمہ در ذات وے کمالات انبیاء دیگر محدود و متعین است اما ایں جا تعین و تحدید گنجید و خیال و قیاس را بدرک کمال وے راہ نہ بود۔
(مرج البحرین وصل ۱۲)

"تمام مخلوق کی سمجھ انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں حیران ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سمجھ آپ کے کمالات میں حیران ہے، دوسرے انبیاء کے کمالات محدود اور مقرر ہیں لیکن حضور میں حد اور تعین کی گنجائش نہیں ہے اور خیال و قیاس کو حضور ﷺ کے کمالات کے علم میں راہ نہیں ملتی۔"

۲۸۔ نیز شیخ محقق حضور کے قلب پاک کی کیفیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"ایں جا کہ ادراک ممکن و متوقع نیست علم دریں مقام جز اعتراف بہ جہل و نارسائی نباشد ایں جا دعویٰ علم جہل است و دریافت جہل عین علم"۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

"یہ مقام جہاں ادراک ممکن اور متوقع نہیں، یہاں علم جہالت کا اعتراف کرنے کے سوا کوئی اور شے نہیں۔ یہاں علم کا دعویٰ کرنا جہالت ہے اور جہالت کا علم ہونا عین علم ہے۔"

۲۹۔ ایں عین ترقی است در درجات قرب و مشاہدۂ تجلیات و ایں حالت نہ مخصوص ایں نشأۃ است تا ابد الآباد ایں حال ہم بریں منوال خواہد بود زیرا کہ تجلیات حق را نہایت نیست۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۰۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائم ترقی در ترقی است و مشاہدات او در رنگ تجلیات حق نہایتے ندارد من الازل الی الابد۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۱۔ قلب مصطفوی کہ حقیقت حال آں را جز خدا کسے نداند۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۲۔ ہر کسے ہر آنچہ گوید بر حد و اندازہ معرفت و قیاس خود گوید چوں مقام او از ہمہ بالاتر است ہر کہ از مقام وے خبر دہد و از حقیقت حال وے کہ با خدا دارد کشف کند گویا کہ تاویل متشابہات کردہ باشد۔
(مرج البحرین وصل ۱۲)

جزاک اللہ تعالیٰ باسیدی خیر الجزاء

۳۳۔ نیز شیخ الاسلام حضرت شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی کی مخلصانہ عارفانہ نصیحت:۔

و مجمل اعتقاد در حق سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت است از کمالات و کرامات اثبات کنند کائناً ما کان۔

"مسلمانوں کا حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجمل اعتقاد یہ ہونا چاہیے کہ مرتبہ الوہیت کے سوا جتنے کمالات اور کرامات ہیں وہ سب حضور کے حق میں ثابت کرے۔ باداآنچہ باد۔"

شعر

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ   وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

"اے مسلمانو! جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہا (کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے اور اللہ کا جز ہیں) یہ تو نہ کہنا۔ اس کے علاوہ جو چاہے حضور کی مدح میں بیان کر اور مخالف سے جھگڑ۔"

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ   وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

"جو شرف اور بزرگی چاہے آپ کی طرف منسوب کر اور جو عظمت چاہے آپ کی قدر و مرتبہ کی طرف منسوب کر۔"

شعر

مخواں اور اخدا از بہر امر شرع و حفظ دیں   دگر ہر وصف کش مے خواہی اندر مدحش املا کن

حضور کو حکم شرع اور حفاظت دین کی وجہ سے صرف خدا نہ کہنا اس کے علاوہ جس وصف کو تو چاہے حضور کی تعریف میں لکھ۔ (مرج البحرین قبل الاختتام صفحہ ۶۱ للشیخ)

سند المحققین والمحدثین امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ حجۃ المحققین محمد بن عبدالباقی الزرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلمات طیبات۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

وَلِذَا قَالَ عَلِیٌّ یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ اَیْ عِنْدَ الْعِجْزِ عَنْ وَصْفِهٖ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ ثَمَّ لَمْ یَفْتَتِنْ بِهٖ مَعَ اَنَّهٗ اُوْتِیَ کُلَّ الْحُسْنِ کَمَا قَالَ۔

بِجَمَالٍ حَجَبَهٗ بِجَلَالٍ   طَابَ وَاسْتَعْذَبَ الْعَذَابَ هُنَاکَا

(زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۸)

"(اسی لئے سکان سدرۃ المنتہیٰ کی نظریں بھی صرف حجاب تک پہنچیں۔ اصل حسن و جمال محمد کو انہوں نے بھی نہ دیکھا)۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی تعریف کرنے والا جب آپ کی تعریف کرنے سے عاجز آتا تو یہ کہتا کہ میں نے حضور سے پہلے اور حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا اور اسی وجہ سے کسی فتنہ اور مصیبت میں پڑ کر بے عقل نہ ہو حالانکہ حضور کو کل حسن عطا ہوا جیسا کہ کسی شاعر

نے کہا ہے:۔

جمال کے جلال میں محجوب ہونے کی وجہ سے یہاں عذاب (جلال) کو لذیذ اور میٹھا خوشگوار پایا۔"

۳۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَلَا وَهُوَ اَجَلُّ مِنْ اَنْ يُّحِيْطَ بِهٖ وَصْفٌ وَاَشْرَفُ مِنْ اَنْ يَّنْظِمَ جَوَاهِرَهٗ نَظْمٌ اَوْ وَصْفٌ(1)۔

"خبردار! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بزرگ و بلند و بالا ہیں کہ وصف آپ کے فضائل کا احاطہ کر سکے اور آپ اس سے اشرف ہیں کہ آپ کے جواہر کو نظم جمع کر سکے یا جڑے ہوئے پتھر۔"

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نورانی بیان۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل کہنے والو اور نبی سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والو اسے غور سے پڑھو(2)۔

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِيْمَانِ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانُ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيْفِ عَلٰى وَجْهٍ لَمْ يَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ خَلْقُ اٰدَمِيٍّ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

"جاننا چاہیے کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے کہ اس بات پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کی پیدائش اس طریقہ پر کی کہ حضور سے پہلے اور حضور کے بعد کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی۔" (حضور خلقتاً بے مثل ہیں)

(زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۷۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳ ناقلاعنہ، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۶۳ ناقلاعن المناوی، وسائل الوصول ناقلاعن المواہب للقسطلانی صفحہ ۱۵)

امام علی قاری حنفی محدث مکی فرماتے ہیں:۔

مِنْ تَمَامِ الْاِيْمَانِ بِهٖ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ بَدَنِ اٰدَمِيٍّ مِنْ

1۔ وصف یانی پیٹنے کی جگہ میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے پتھر۔ ۱۲ منہ

2۔ میری اس کتاب کی تصنیف کی ایک وجہ یہ ہوئی کہ فقیر بفضل قدیر بطفیل نبی بشیر جب جب محرق کے اہم مراحل کو طے کرتے ہوئے معلوم ہوا آخری مراحل میں تو ایک گستاخ سے یہ سنا کہ میرا بشر اور حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بشر ایک ہے۔ میری حقیقت اور حضور کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں۔ "معوذ باللہ من ذالک۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ اس کو بہت صدمہ ہوا۔ زبان سے حسب استطاعت تو اتنا سمجھایا۔ اسی وقت سے علماء کرام و ائمہ عظام کی وہ عبارتیں جو پہلے سے ذہن میں تھیں اور اس وقت آپ کے سامنے پیش ہو رہی ہیں جمع کرنے کا شوق ہوا۔ متعصب حضرات کے منہ بند کرنے کے لئے قرآن و احادیث و آثار سے تحریر کا سلسلہ شروع کر دیا اور دوسری وجہ سنت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ پر عمل بھی ہو رہا تھا۔

وما توفیقی الا باللہ۔ ۱۲ منہ

الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ الدَّالَّةِ عَلٰى مَحَاسِنِهِ الْبَاطِنَةِ مَا اجْتَمَعَ فِيْ بَدَنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . (جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۹)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے اور ایسے محاسن ظاہرہ جو محاسن باطنہ پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں، جمع نہ ہوئے جتنے اور جیسے حضور کے بدن شریف میں جمع ہیں۔''

امام عبدالرؤف مناوی محدث متوفی ۱۰۰۳ھ شمائل میں فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ كَمَالَ الْاِيْمَانِ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ بَدَنِ اِنْسَانٍ مِّنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِيْ بَدَنِهٖ وَالْمَحَاسِنُ الظَّاهِرَةُ آيَاتُ الْبَاطِنَةِ وَلَا اَكْمَلَ مِنْهُ بَلْ وَلَا مُسَاوِيَ فِيْ هٰذَا الْمَدْلُوْلِ وَكَذَا فِي الدَّالِّ۔

(شرح شمائل علی ہامش جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۱۸)

''علماء عظام اور ائمہ کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان یہ ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ کسی انسان کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنے کہ حضور کے بدن شریف میں جمع تھے اور محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ کی علامات ہیں۔ محاسن باطنہ (مدلول) اور محاسن ظاہرہ (دال) میں کوئی حضور سے اکمل تو نہیں بلکہ برابر بھی کوئی نہیں۔''

نیز امام محدث مناوی فرماتے ہیں:۔

وَمِنْ تَمَامِ الْاِيْمَانِ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاِيْمَانُ بِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ خَلَقَ جَسَدَهٗ عَلٰى وَجْهٍ لَمْ يَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ.

(فیض القدیر ج ۵ ص ۷۲)

''تکمیل ایمان سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسد شریف کو اس طرح پیدا کیا کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کی مثل ظاہر نہ ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بقدر حسنہ و جمالہ''۔

امام حافظ ابن حجر کا ایمان افروز نورانی بیان:۔

اَنَّهٗ يَجِبُ عَلَيْكَ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِيْمَانِ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاِيْمَانَ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيْفِ عَلٰى

وَجْهٍ لَمْ يَظْهَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فِيْ آدَمِيٍّ مِثْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۹)

"بے شک میرے اور پر یہ واجب ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے بدن شریف کی پیدائش کو اس طرح کیا کہ حضور اولین اور آخرین میں بے مثل ہیں۔"

نیز وہی امام حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:۔

وَنَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَ الْغَايَةَ الَّتِيْ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهَا غَيْرُهُ فِيْ كُلٍّ مِنْ ذٰلِكَ. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۹)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت اور سیرت میں ایسے بلند مقام پر پہنچے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کسی میں کوئی وہاں تک نہ پہنچا۔"

امام ابراہیم بیجوری کا ارشاد:۔

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِأَنَّ مِنْ كَمَالِ الْإِيْمَانِ اعْتِقَادُ أَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِيْ بَدَنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (مواہب لدنیہ علی شمائل محمدیہ للبیجوری صفحہ ۱۳)

"علماء اور ائمہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ اتنے محاسن ظاہرہ کسی انسان کے بدن میں جمع نہ ہوئے جس قدر حضور کے بدن شریف میں جمع ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہ وجمالہ۔"

نیز وہی امام ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں:۔

وَمِمَّا يَتَعَيَّنُ عَلَى كُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَعْتَقِدَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَجْهٍ لَمْ يُوْجَدْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلُهُ (مواہب لدنیہ صفحہ ۱۴)

"اور ان ضروری چیزوں سے جو ہر مکلف پر لازم ہوئی ہیں ایک ضروری چیز یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کا بدن شریف اس طرح پیدا کیا حضور سے قبل اور حضور کے بعد ایسی خلقت نہ ہوئی۔"

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ امام بوصیری کے اشعار مذکورین میں سے اولین کی شرح کرتے

ہوئے ارقام فرماتے ہیں:۔

هُوَ الَّذِیْ کَمُلَ بَاطِنُهٗ فِی الْکَمَالَاتِ وَظَاهِرُهٗ فِی الصِّفَاتِ ثُمَّ اخْتَارَهٗ خَالِقُ الْاِنْسَانِ حَبِیْبًا لَاشَرِیْکَ لَهٗ فِی الْحُسْنِ وَجَوْهَرَهٗ لَایَقْبَلُ الْقِسْمَةَ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ غَیْرِهٖ۔ (زرقانی جلد ۳، صفحہ ۷۰)

''حضور ﷺ وہ ذات ہیں کہ جن کا باطن کمالات سے مکمل ہے اور جن کا ظاہر صفات سے مکمل ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا پیدا کر کے پھر اپنا محبوب بنالیا حسن میں کوئی حضور کا شریک نہیں یعنی آپ حسن میں وحدہٗ لاشریک لہٗ ہیں اور حضور کا جوہر شریف تقسیم کو قبول نہیں کرتا کہ وہی جوہر حضور میں ہو اور حضور کے غیر میں بھی۔''

امام قسطلانی و علامہ زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَمَنْ(1) ذَا الَّذِیْ یَصِلُ قُدْرَهٗ اَنْ یُّقَدِّرَ قَدْرَ الرَّسُوْلِ اَوْ یَبْلُغَ(2) مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی مَاثُوْرِ اَحْوَالِهِ الْمَامُوْلِ الْمَسْئُوْلِ وَمَنْ لَّایَصِلُ لِذٰلِکَ کَیْفَ یُمْکِنُهُ التَّعْبِیْرُ عَنْهُ وَهٰذَا تَرَقٍّ فِی النَّفْیِ فَاِنَّهٗ لَمَّا نَفَی الْقُدْرَةَ عَلَی الذِّکْرِ اَوَّلًا وَلَا یَلْزَمُ مِنْهُ عَدَمُ الْاِطِّلَاعِ لِاِمْکَانِهٖ مَعَ الْعَجْزِ عَنِ الْعِبَارَةِ تَرَقّٰی فَنَفَی الْاِطِّلَاعَ اَیْضًا

(مواہب لدنیہ و شرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۷۲)

''تو وہ کون ہے جس کی طاقت اس قدر ہو کہ حضور ﷺ کے مرتبہ کا اندازہ لگا کے بیان کر سکے یا حضور کے احوال ماموں اور مسئول اور منقول پر مطلع ہو سکے۔ (یعنی کسی میں یہ قدرت نہیں) تو جو ان تک پہنچ ہی نہیں سکتا تو ان کو بیان کیسے کرے گا اور یہ نفی میں ترقی ہے پس جب آپ نے اوّلاً بیان کرنے پر قدرت کی نفی کی اور اس سے یہ لازم نہ آتا تھا کہ احوال و فضائل پر اطلاع نہ ہو کیونکہ یہ ممکن ہے کہ فضائل پر اطلاع ہو لیکن ان کو بیان کرنے سے عاجز ہو مصنف نے ترقی کر کے اطلاع کی بھی نفی کی کہ کوئی حضور کے جمیع فضائل پر مطلع ہی نہیں۔''

نیز امام قسطلانی و امام زرقانی فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ حَکَی الْقُرْطُبِیُّ الْمُتَوَفّٰی ۶۷۱ھ فِیْ کِتَابِ الصَّلٰوةِ عَنْ بَعْضِهِمْ اَنَّهٗ قَالَ لَمْ یَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِفْقًا مِّنَ اللّٰهِ

1۔ منصوبہ بمکان [illegible] لمن توجه وعطف لقدره [illegible] عظم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ومعنی النفی ای لا یقدر [illegible] زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۷۲۔ 2۔ ای لا یسع [illegible] زرقانی

بما لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعيننا رؤيته صلى الله عليه وسلم لعجزنا عن ذالك(1) ولقد احسن البوصيري حيث قال ايضا

اعيا الورى فهم معناه فليس يرى للقرب والبعد فيه غير منفحم
كالشمس تظهر للعين من بعيد صغيرة وتكل الطرف من امم اى قرب لو فرض ذلك لكبرها جدا فكاد نخطف الطرف وتعميه فلاتدرك لكمالها وكذلك المصطفى لايدرك معناه فى حالتي القرب والبعد وان شوهدت صورته وهذا المعنى الذى ذكره فى البردة مثل قوله ايضا فى الهمزية انما مثلوا صورتك اى الانبياء والواصفون صفاتك للناس تمثيلا كمامثل النجوم الماء حيث يرى فيه دون حقيقته يعني ان واصفيه لم يبلغوا حقيقته صلى الله عليه وسلم لانهم لم يحيطوا بها وانما غاية ماوصلوا اليه تصوير صورها الحاكية لمباديها كما ان الماء لم يحك من النجوم الا مجرد صورها لاغير.

(مواہب زرقانی جلد 4 صفحہ 72-71)

"بعض حضرات سے امام قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) نے کتاب الصلوٰۃ میں یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کا مکمل حسن ظاہر نہیں ہوا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر نرمی ہے کیونکہ اگر حضور کا تمام حسن ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں حضور کو نہ دیکھ سکتیں بوجہ ہماری عاجزی

1۔ شیخ علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

ومن ثم نقل القرطبي عن بعضهم انه لم يظهر تمام حسنه صلى الله عليه وسلم الا لما اطاقت اعين الصحابة النظر اليه. اه (جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۸)

ولهذا نقل القرطبي انه لم يظهر تمام حسنه والا لما طاقت الاعين رؤياه (جمع الوسائل کے حاشیہ پر شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۔ مثله عن القرطبي في وسائل الوصول صفحہ ۵۵۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۔ ۱ تاقلا عن المواہب) علامہ باجوری فرماتے ہیں:

لم يظهر تمام حسنه صلى الله عليه وسلم والا لما طاقت الاعين رؤيته۔

ملا عمر ابن مبیح فرماتے ہیں:۔

وما احسن قول بعضهم لم يظهر تمام حسنه صلى الله عليه وسلم والا لما طاقت اعين الصحابة النظر اليه (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵ بحوالہ فیض القدیر)

کے۔ کیا خوب فرمایا امام ابوصیری صاحب قصیدہ بردہ نے کہ تمام مخلوق کو عاجز کر دیا حضور کی حقیقت کی معرفت نے تو حضور کے قرب اور بعد میں عاجزی سے خاموش ہونے والے کے بغیر کوئی نظر نہیں آتا۔ حضور (تمثیلا) سورج کی طرح ہیں کہ وہ دور سے آنکھوں کے لئے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور قرب میں (اگر فرض کرلیا جائے) آنکھوں کو اپنے انوار اور شعاعوں سے عاجز کر دیتا ہے بوجہ بہت بڑے ہونے کے تو قریب ہے کہ آنکھوں کو نہ چک لے اور اندھا کر دے تو بوجہ اس کے کمال کے اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی کا بھی ادراک نہیں ہو سکتا نہ حالت قرب میں نہ حالت بعد میں اگر چہ آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا جائے۔ امام بوصیری کا یہ معنی جو انہوں نے قصیدہ بردہ میں ذکر کیا اُن کے اس قول کی مثل ہے جو انہوں نے ہمزیہ میں ذکر کیا کہ یا رسول اللہ انبیاء اور مدح کرنے والوں نے لوگوں سے آپ کی صفات کی تمثیل بیان کی جیسا کہ پانی میں ستاروں کی تمثیل نظر آتی ہے تو حقیقت کو نہ پہنچے کیونکہ انہوں نے اس کا احاطہ نہیں کیا جز ایں نیست۔ انتہائی چیز کہ جہاں تک وصف بیان کرنے والے پہنچے وہ ان کی حقیقت کے مبادی سے حکایت کرنے والی صورتوں کی تفسیر ہے جیسا کہ پانی صرف ستاروں کی محض صورت سے حکایت کرتا ہے۔"

امام حجۃ الاسلام قسطلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:۔

اِجْتَمَعَ فِيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ مَا لَا يُحِيْطُ بِهٖ حَدٌّ وَلَا يُحْصِرُهٗ عَدٌّ.

(مواہب شریف وزرقانی جلد ۳، صفحہ ۲۲۵)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنے صفات کمال مجتمع ہیں کہ نہ حد اُن کا احاطہ کر سکتی ہے۔ اور نہ شمار ان کو گھیر سکتا ہے (بے حد اور بے شمار ہیں غیر متناہی ہیں)"۔

علامہ زرقانی حضور کے نام واصل کی تشریح فرماتے ہیں:۔

(اَلْوَاصِلُ) اَلْبَالِغُ فِي النِّهَايَةِ وَالشَّرَفِ مَا لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ

(زرقانی جلد ۳، صفحہ ۱۵۰)

"واصل آپ کا نام اس لئے ہے کہ شرف فضیلت میں آپ اس درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا۔"

علامہ خفاجی حنفی فرماتے ہیں:۔

(وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا) حَارَتِ الْعُقُوْلُ فِيْ تَقْدِيْرِ فَضْلِهٖ عَلَيْهِ

الْمَذْكُوْرِ فِیْ هٰذِهِ الْآیَةِ لِاَنَّهٗ لَایُمْکِنُ الْوُقُوْفُ عَلَیْهِ وَلِذٰلِکَ وَصَفَهٗ بِاَنَّهٗ عَظِیْمٌ وَنَکَّرَهٗ وَمَایَکُوْنُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَظِیْمًا کَیْفَ یَعْلَمُهٗ سِوَاهُ (وَعَرَّتِ الْاَلْسِنُ دُوْنَ وَصْفٍ یُحِیْطُ بِذٰلِکَ) الْفَضْلِ وَمَا لَا یُدْرَکُ کَیْفَ یُوْصَفُ وَفِیْ قَوْلِهٖ عَرَّتْ دُوْنَ سَکَتَتْ وَصَمَتَتْ مُبَالَغَةٌ لِاَنَّهٗ یَقْتَضِیْ سَلْبَ الْقُوَّةِ النَّاطِقَةِ لَمْ تَرْقٰی فَقَالَ اَوْ یَنْتَهِیْ اِلَیْهِ اَیْ کَیْفَ یُحِیْطُ بِمَالَمْ یَصِلْ اِلَیْهِ (نسیم الریاض خفاجی جلد ۲ صفحہ ۸)

"اے حبیب آپ پر اللہ کا فضل غیر متناہی ہے (قرآن) اس فضل کے اندازہ لگانے میں عقلیں حیران ہیں کیونکہ اس پر وقوف غیر ممکن ہے اس لئے کہ اللہ نے اس فضل کو عظیم فرمایا اور عظیم کو نکرہ ذکر فرمایا اور جو اللہ کے ہاں عظیم ہو اللہ کے سوا اس کو کوئی کیسے جان سکتا ہے اور اس فضل کے وصف محیط سے قبل زبانیں گنگ ہیں تو جس فضل کو پایا نہیں جا سکتا اس کا بیان کیسے ہوگا اور قاضی عیاض کے عرت (کہ زبانیں گنگ ہیں) فرمانے میں بجائے سکتت و صمتت (کہ خاموش ہیں) کے زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ گونگا ہونا قوت ناطقہ کے سلب کا مقتضی ہے پھر ترقی کر کے فرمایا او ینتھی الیہ یعنی اُن کا احاطہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ان تک رسائی نہیں۔"

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّهٗ لَاتَسَعُهُ الْعُقُوْلُ وَلَایُحِیْطُ بِهٖ نِطَاقُ الْبَیَانِ

(نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۵۹)

"قدر حضور عقول کی وسعت میں نہیں آ سکتا اور نطاق بیان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

(لَایَاْخُذُهٗ عَدٌّ) اَیْ لَا یُعَدُّ لِکَثْرَتِهٖ وَلِعَدَمِ اِطِّلَاعِنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْهُ وَمَعْنٰی لَا یَاْخُذُ لَا یُحِیْطُ بِهٖ اَوْ یَنَالُهٗ

(نسیم الریاض خفاجی جلد ا صفحہ ۳۰۲)

"یعنی خصال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجہ کثرت فضائل و خصائل اور بوجہ ان پر اطلاع نہ ہونے کے ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔"

وکیل احناف حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:۔

وَبَیَانُ فَضَائِلِهِ الْمُخْتَصَّةِ الَّتِیْ لَمْ تَجْتَمِعْ قَبْلَ خَلْقِهٖ فِیْ مَخْلُوْقٍ

وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اسْتِحَالَةُ وُجُوْدِ مِثْلِهٖ بَعْدَهٗ

(شرح شفا لعلی القاری علی ہامش نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۷)

"حضور کے ان فضائل مختصر کا بیان جو حضور کی خلقت سے قبل کسی مخلوق میں جمع نہ ہوئے اور یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ حضور کے بعد حضور کی مثل موجود ہونا محال ہے۔"

نیز مولانا علی قاری فرماتے ہیں:۔

لَمَّا رَأَيْتُ كِتَابَ الشِّفَاءِ فِيْ شَمَائِلِ صَاحِبِ الْاِصْطِفَاءِ اَجْمَعَ مَا صُنِّفَ فِيْ بَابِهٖ مُجْمَلًا مِنَ الْاِسْتِيْفَاءِ لِعَدَمِ اِمْكَانِ الْوُصُوْلِ اِلٰى اِنْتِهَاءِ الْاِسْتِقْصَاءِ (شرح شفا جلد ا صفحہ ۲)

"یعنی حضور کے شمائل میں کتاب شفاء جامع اور مجمل تصنیف ہے مجمل اس لئے کہ مکمل شمائل تک پہنچنا غیر ممکن ہے۔"

نیز علامہ قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَلِذَا قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ اَلْخَلْقُ عَرَفُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَرَفُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نسیم جلد ا صفحہ ۵۹)

"بعض عارفوں نے فرمایا کہ مخلوق نے اللہ کو تو پہچان لیا لیکن حضور کو نہ پہچان سکے۔" جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

نیز علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَكْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَا عَرَفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِيَّةِ غَطّٰى اَبْصَارَهُمْ

(شرح شمائل ترمذی للقاری جلد ا صفحہ ۹)

"اکثر لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو تو پہچان لیا لیکن حضور کو نہ پہچانا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے کہ بشریت کے پردہ نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔"

نیز حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

هٰذَا (اَيْ نَوْعٌ مِّنْ كَرَامَاتِهٖ هُوَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَعَ الْمَلٰئِكَةِ وَالْجِنِّ) بَابٌ وَاسِعٌ لَا يُمْكِنُ اسْتِقْصَاؤُهٗ وَلَا يُتَصَوَّرُ اِسْتِيْعَابُهٗ

(شرح شفا للقاری علی ہامش نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۵۶)

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کا باب اس قدر فراخ ہے کہ اس کی تہہ کو پانا ممکن نہیں اور اس کا استیعاب حصور نہیں۔"

(وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا) حَيْثُ اَنْعَمَ عَلَيْكَ اِنْعَامًا جَسِيْمًا
(حَارَتِ الْعُقُوْلُ) اَیْ دُهِشَتْ وَ تَرَدَّدَتْ فِیْ تَقْدِيْرِ فَضْلِهٖ عَلَيْهِ) اَیْ
فِیْ تَقْدِيْرِ عَلَيْهِ لَدَيْهِ وَتَصْوِيْرِ اِحْسَانِهٖ اِلَيْهِ وَخَرِسَتِ الْاَلْسُنُ
بِكَسْرِ الرَّاءِ سَكَتَتْ وَبَكِمَتْ اَلْسِنَةٌ (دُوْنَ وَصْفٍ يُحِيْطُ بِذٰلِكَ
اَیْ عَجَزَتْ عَنْ اَنْ تَنْطِقَ بِمَا يُحْصِیْ مِمَّا مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَوْ يَنْتَهِیْ
اِلَيْهِ) اَیْ دُوْنَ نَعْتٍ يَنْحَصِرُ لَدَيْهِ لِاَنَّهٗ مَظْهَرُ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ وَاللّٰهُ
سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ (شرح شفاء القاری جلد ۲، صفحہ ۷_۸)

"اے حبیب تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے (قرآن شریف) اس طرح کہ آپ پر بہت انعام کیا، عقلیں اس فضل کے اندازہ لگانے میں دہشت اور تردد میں پڑ کر حیران ہیں یعنی ان کی طرف احسان کے تصور میں زبانیں خاموش ہیں اور گنگ ہیں، ان کے فضل کے احاطہ سے پہلے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جو احسان کیے اُن کے بیان کرنے سے عاجز ہیں اور وہ زبانیں اس سے بھی عاجز ہیں کہ اس فضل کے حصر کے قُل تک پہنچیں کیونکہ حضور اسم اعظم کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے پھر جو محاط ہو وہ اعظم کا مظہر کیسے ہوگا بلکہ اعظم تو وہی ہوگا جو محیط ہے)

حضرت ملا علی قاری حنفی حضرت براء بن عازب کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

مَارَاَيْتُ شَيْئًا اَیْ مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ يَحْتَمِلُ
الْاِسْتِيْنَافَ لِبَيَانِ اِجْمَالِ جَمَالِهٖ لِتَعَذُّرِ تَفْصِيْلِ اَحْوَالِ كَمَالِهٖ
وَحَاصِلُهٗ مَارَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ كَانَ حُسْنُهٗ مِثْلَ حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ كَانَ اَحْسَنَ مِنْ كُلِّ حَسَنٍ قَدْ بَالَغَ الصَّحَابِیُّ حَيْثُ
قَالَ مَارَاَيْتُ شَيْئًا دُوْنَ اَنْ يَّقُوْلَ مَارَاَيْتُ اِنْسَانًا لِيُفِيْدَ التَّعْمِيْمَ حَتّٰى
يَتَنَاوَلَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ قَالَ الْعِصَامُ وَهٰذَا مَعَ اِظْهَارِ جَمَالِهٖ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَازُ كَمَالِ اِيْمَانِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِاَنَّ هٰذَا فَرْعُ
كَمَالِ مَحَبَّتِهٖ۔ الخ (جمع الوسائل جلد ۱، صفحہ ۱۸_۱۹)

"میں نے مخلوقات میں سے کسی چیز کو حضور سے زیادہ حسین نہ دیکھا اور اس عبارت میں استیناف کا

بھی احتمال ہے کہ احوالِ کمال کی تفصیل سے عاجز رہنے پر جمال کا اجمالی بیان ہو صحابی کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہ دیکھی کہ جس کا حسن حضور کے حسن کا مثل ہو بلکہ حضور ہر حسین سے احسن ہیں۔ صحابی نے حضور کی تعریف میں مبالغہ کیا وہ اس طرح کہ کہا کہ میں نے کسی چیز کو نہ دیکھا تاکہ عموم کا فائدہ ہو یہاں تک کہ چاند اور سورج کو بھی شامل ہو عصام نے فرمایا کہ صحابی کے اس قول میں اظہارِ جمالِ محمدی کے ساتھ ساتھ اس صحابی کے کمالِ ایمان کا اظہار بھی ہے کیونکہ ایسی مبالغہ سے تعریف کرنی کمالِ محبت کی نشانی ہے۔"

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

اِعْلَمْ اَنَّ تَفْصِيْلَ فَضَائِلِهٖ وَتَحْصِيْلَ شَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَكَرَّمَ مِمَّا لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى بَلْ وَلَايُمْكِنُ اَنْ يُّعَدَّ وَيُسْتَقْصٰى۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ، جلد ۵، صفحہ ۳۵۶)

"اس بات کا یقین کر کہ حضور کے فضائل کی تفصیل اور شمائل کی تحصیل ان چیزوں سے ہے جن کی حد نہیں اور جن کا شمار نہیں بلکہ یہ ممکن بھی نہیں کہ ان کا شمار ہو سکے یا ان کی تہہ تک رسائی ہو سکے۔"

نیز مولانا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ فَضَائِلَهٗ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ۔ (مرقات، جلد ۵، صفحہ ۳۶۱)

"بے شک حضور کے فضائل بے حد ہیں۔"

امام محدث محمد عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَلَمَّا اجْتَمَعَ فِيْهِ مِنْ خِصَالِ الْكَمَالِ وَصِفَاتِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مَا لَا يَحْصُرُهٗ حَدٌّ وَلَا يُحِيْطُ بِهٖ عَدٌّ اَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهٖ فِيْ كِتَابِهٖ بِقَوْلِهٖ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (فیض القدیر جلد ۵۔ صفحہ ۱۷۰)

"اور جب خصالِ کمال اور صفاتِ جلال و جمال اس قدر حضور میں ہیں کہ جن کی حد نہیں اور نہ ان کا احاطہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان الفاظ سے حضور کی توصیف فرمائی (وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ) اور بے شک تم اخلاق حسنہ عظیمہ (غیر متناہیہ) کے مالک ہو۔"

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

لِاَنَّهٗ تَخَلَّقَ بِصِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى (فیض القدیر جلد ۵، صفحہ ۱۷۰)

"اس وجہ سے بھی حضور کے صفات کا شمار نہیں ہو سکتا کہ بے شک حضور صفاتِ خداوندی سے

موصوف ہیں۔"

امام مناوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَيْ أَحَدًا وَعَبَّرَ عَنْهُ بِالشَّيْءِ مُنَكَّرًا مُبَالَغَةً فِي التَّعْمِيمِ وَالتَّأْكِيدِ وَقَالَ شَيْئًا دُونَ إِنْسَانًا يَشْمَلُ غَيْرَ الْبَشَرِ كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَعَبَّرَ بِقَطُّ إِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ كَانَ كَذَلِكَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ وَفِي هَذِهِ الْمُبَالَغَةِ مَعَ إِظْهَارِ جَمَالِ الْمُصْطَفَى إِبْرَازُ كَمَالِ إِيمَانِهِ بِهِ لِأَنَّ هَذَا فَرْعُ كَمَالِ الْمَحَبَّةِ الْحَاصِلَةِ مِنْ إِدْرَاكِ الْحَوَاسِّ الْبَاطِنَةِ وَهُوَ مَا يُدْرِكُ الْإِنْسَانُ مِنْ مَعْنَى مَقَامِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ وَمَا قَامَ بِالْمُخْتَصِّ بِهَا مِنَ الْعُلُومِ وَالْمَعَارِفِ وَالرِّيَاضَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَالْكَرَامَاتِ وَحُسْنِ الْأَخْلَاقِ وَالسِّيَاسَاتِ وَإِذَا تَأَمَّلَ الْإِنْسَانُ ذَلِكَ امْتَلَأَ قَلْبُهُ حُبًّا لِأَوْصَافِهِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ۔

(شرح شمائل للمناوی علی ہامش جمع الوسائل، جلد ۱، صفحہ ۱۸)

"حضرت براء احدًا کی بجائے شَیْئًا نکرہ لائے تعلیم اور تاکید میں مبالغہ کرتے ہوئے کہ میں نے بالکل کسی چیز کو حضور سے زیادہ حسین نہ دیکھا اور شَیْئًا فرمایا انسانًا نہ فرمایا تاکہ غیر بشر کو بھی شامل ہو جائے جیسے سورج، چاند، اور اس کو قطّ سے تعبیر کیا، اس بات کی طرف اشارہ کرنے کو کہ آپ مہد سے لے کر لحد تک ایسے ہی تھے اور اس مبالغہ آمیز جملہ میں اظہار جمال مصطفوی کے ساتھ ساتھ اظہار کمال ایمان صحابی بھی ہے کیونکہ اس طرح بولنا کمال محبت کی شاخ ہے جو حواس باطنہ کے ادراک سے حاصل ہوتی ہے اور وہ ہے جس کو انسان مقام نبوت اور رسالت کے معنی سے ادراک کرتا ہے اور ان چیزوں کے ادراک سے جو اس مقام نبوت اور رسالت سے مختص ہیں جیسے علوم معارف ریاضات، معجزات، کرامات، حسنِ اخلاق اور سیاسیات جب انسان ان چیزوں میں تامل اور تفکر کرتا ہے تو اس کا دل ان اوصاف باطنہ اور ظاہرہ کی وجہ سے محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔"

نیز امام مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَمَا يَتَعَيَّنُ عَلَى كُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَعْتَقِدَ أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ أَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيفِ عَلَى وَجْهٍ لَمْ يَظْهَرْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلُهُ فِي آدَمِيٍّ

وَسِرُّ ذٰلِکَ مَاسَبَقَ اَنَّ مَحَاسِنَ الذَّاتِ دَلِیْلٌ عَلٰی مَابَطَنَ فِیْهَامِنْ بَدِیْعِ الْاَخْلَاقِ وَجَلَائِلِ الصِّفَاتِ وَالْمُصْطَفٰی بَلَغَ الْغَایَةَ الَّتِیْ لَاتَرْتَقِیْ فِیْ کُلٍّ مِّنْ ذٰلِکَ۔ (شرح شمائل مناوی جلد ا صفحہ ۲۳)

''اور ان ضروری مسائل سے جو ہر مکلف پر لازم ہوتے ہیں ایک ضروری اور لازمی مسئلہ یہ بھی ہے کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کے بدن شریف کی خلقت کو اس طرح بنایا کہ حضور سے پہلے اور بعد میں کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی اور اس کا رازوہ ہے جو گذرا کہ محاسن ذات اندرونی اخلاق عجیبہ اور صفات جلیلہ پر دال ہوتے ہیں اور حضور ان دونوں (ظاہری باطنی) کمالوں میں ایسے مقام پر پہنچے کہ اس سے اوپر ترقی کا نام ونشان نہیں۔''

نیز امام محمد عبدالرؤف مناوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جملہ (یقول لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ) کی تشریح کرتے ہیں:۔

وَالْمَعْنٰی مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّصِفَهٗ وَصْفًا تَامًّا بَالِغًا فَیَعْجِزُ عَنْ وَصْفِهٖ فَیَقُوْلُ (لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ) مَنْ یُّسَاوِیْهِ سِیْرَةً وَّصُوْرَةً خَلْقًا وَّخُلْقًا (شرح شمائل جلد ا صفحہ ۲۸۔۲۹)

''اور اس کا معنی اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور کے مکمل اور وصف تمام کے بیان کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آخر عاجز آکر یہی کہتا ہے کہ حضور سے پہلے اور حضور کے بعد میں نے کوئی ایسا نہ دیکھا جو سیرت اور صورت، خلق اور خُلق میں حضور کے مثل اور برابر ہو۔''

امام مناوی فرماتے ہیں:۔

اِنَّ هٰذَا اِنَّمَا وَصَفَهٗ عَلٰی جِهَةِ التَّمْثِیْلِ تَقْرِیْبًا لِلطَّالِبِ وَاِلَّا فَکُلُّ وَصْفٍ یُعَبِّرُ بِهِ الْوَاصِفُ فِیْ حَقِّهٖ خَارِجٌ عَنْ صِفَتِهٖ وَلَا یَعْلَمُ کَمَالَ حَالِهٖ اِلَّا خَالِقُهٗ (شرح شمائل مناوی، جلد ا صفحہ ۴۲)

''صحابی ہند نے جو حضور کا وصف بیان کیا یہ بصورت تمثیل ہے طالب کے ذہن کی طرف تفہیم قریب کرنے کے لئے ورنہ جو وصف بھی واصف حضور کے حق میں بیان کرے وہ حقیقتہً ان کی صفت سے خارج ہیں اور حضور کا کمال حال خالق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

امام مناوی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اس جملہ فقال ماذا احدثکم کے ماتحت فرماتے ہیں جو انہوں نے حضور کے شمائل وفضائل کے پوچھنے والوں کے جواب میں کہا تھا:۔

فَإِنَّ شَمَائِلَهُ لَا يُحَاطُ بِهَا وَإِنِ انْتَهَى بِهَا الْمُحَدِّثُ إِلَى أَقْصَى الْغَايَةِ فَكُلُّ غُلُوٍّ فِي حَقِّهِ تَقْصِيرٌ فَلَا يُمْكِنُ لِأَحَدٍ الْإِحَاطَةُ بِهَا بَلْ وَلَا بِبَعْضِهَا مِنْ حَيْثُ الْحَقِيقَةِ وَالْكَمَالِ فَأَفَادَهُمْ بِهٰذَا التَّعَجُّبِ مَا وَقَعَ فِي خَاطِرِهِمْ مِنْ طَلَبِ الْإِحَاطَةِ بِهَا

(شرح شمائل للمناوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۰،۱۵۱)

"بے شک حضور کے شمائل کا احاطہ نہیں ہو سکتا اگر چہ محدث کتنا انتہا کو کیوں نہ پہنچے پس ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر ہے (وہ غلو در حقیقت غلو نہیں بلکہ کمی ہے۔ مقام سید عالم اس سے برتر اور بلند و اعلیٰ ہے) تو حضور کے کل شمائل اور فضائل کا احاطہ کسی کے لئے ممکن نہیں تو حضرت زید نے سامعین کے دلی خیال احاطۂ اوصاف سید عالم پہ تعجب کا اظہار کیا۔"

عارف امام ربانی عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَأَوْصَافُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةُ لَا تُحْصَى وَلَا تُحْصَرُ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱،۵۲)

"اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسنہ شمار اور حصر سے خارج ہیں۔"

نیز امام شعرانی فرماتے ہیں:۔

اِعْلَمْ أَنَّ جَمِيعَ الْكَرَامَاتِ وَالْخَصَائِصِ الْوَاقِعَةِ فِي هٰذَا الْعَالَمِ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى الدُّنْيَا لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُكْمِ الْإِصَالَةِ وَإِنْ وَقَعَ شَيْءٌ مِنْهَا لِخَوَاصِّ الْخَلْقِ فَذٰلِكَ بِحُكْمِ التَّبَعِيَّةِ فِي الْإِرْثِ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۲،۴۳ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۳)

"اس بات پہ یقین رکھ کہ اس عالم میں واقع ہونے والی تمام کرامات اور خصائص جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بحکم اصالت ثابت ہیں اور ان میں سے جو کچھ خواص خلق کے لئے واقع ہوا تو یہ حضور کی وراثت میں بحکم تابعداری ان کو ملا۔"

نیز امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مَا مَالَ إِلَى تَعْظِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ الْبَحْثُ فِيهِ وَلَا الْمُطَالَبَةُ بِدَلِيلٍ خَاصٍّ فِيهِ فَإِنَّ

ذٰلِکَ اَدَبٌ فَقُلْ مَاشِئْتَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَبِیْلُ الْمَدْحِ لَاحَرَجَ

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۴)

"پھر اس بات پر یقین رکھ کہ ہر (قول، فعل، تقریر، تحریر) وہ چیز جو حضور کی تعظیم کی طرف مائل ہو کسی کو لائق نہیں کہ اس میں بحث کرے اور نہ لائق ہے کہ اس جزئیہ پر دلیل خاص کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ بلاشک وشبہ بے ادبی ہے تو جو جی چاہے حضور کے حق میں بطریق مدح بیان کر اس میں کسی قسم کا حرج نہیں صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وجمیع مادحیہ خصوصاً علی الشعرانی والنبھانی"۔

(نوٹ:۔ یہی عبارت میری اس تالیف کا نقش اول اور سنگ بنیاد اور محرک ہے ہر مسلمان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ مولیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے:(1))

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

فَحَقِیْقَۃُ فَضْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُدْرِکُھَا اِنْسَانٌ وَحَسْبُکَ
اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ وَنَتِیْجَۃُ جَمِیْعِ الْاَکْوَانِ
فَقُلْ فِیْ حَقِّہٖ ھُوَ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ لَا حَرَجَ عَلَیْکَ مَھْمَا بَالَغْتَ
فَلَنْ تَبْلُغَ مَایَجِبُ لَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنَ الْاَوْصَافِ الْحِسَانِ
وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْاِمَامَ الْبُوْصِیْرِیْ حَیْثُ یَقُوْلُ
دَعْ مَاادَّعَتْہُ (اِلٰی) فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْاَشْعَارُ الثَّلٰثَۃُ مِنَ الْبُرْدَۃِ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۳)

"کوئی انسان حضور کے فضل کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا تجھے اس قدر کافی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور تمام مخلوق کا نتیجہ ہیں تو حضور کے حق میں "عبداللہ اور رسول اللہ" کہنے کے بعد جب بھی جتنا مبالغہ کرے تو تجھ پر کوئی الزام نہیں کیونکہ تو ہرگز ان اوصاف حسان تک نہ پہنچے گا جو حضور کے لئے ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ امام بوصیری پر رحم فرمائے۔ کیا خوب فرمایا:۔

1۔ وما یفعلہ بعض الناس من النزول قرب من المدینہ والمشی الی ان یدخلھا حسن وکل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا کذا فی فتح القدیر۔

(ترجمہ) اور بعض لوگوں کا مدینہ منورہ کے قریب سواری سے اتر جانا اور پیدل چل کر مدینہ شریف میں داخل ہونا اچھا ہے اور ہر وہ کام جو ادب و تعظیم رسول ﷺ میں داخل ہو وہ اچھا ہے اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۶۵)

دغ ما ادعتہ سے تین شعر قصیدہ بردہ والے جو پہلے گذر چکے ہیں"۔

نیز شیخ نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَلَّذِیْ لَیْسَ فَوْقَہٗ فِی الْکَمَالِ اِلَّا اللّٰہُ وَمَہْمَا کَانَتْ فَہِیَ لَا تَخْرُجُ عَنْ کَوْنِہَا مِنْ جُمْلَۃِ مَقْدُوْرَاتِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۳)

حضور ﷺ ایسی ذات ہیں کہ ان سے اوپر کمال میں اللہ تعالیٰ ہی ہے جب یہ بات ہے تو جو کمال بھی حضور کے لئے ثابت کریں وہ رب العلمین کے مقدورات سے خارج نہ ہوگا۔

امام ابوالحسن ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ) حضور کے اخلاق کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

لَمْ تُنْفَدْ فَتُعَدَّ وَلَمْ تُحْصَرْ فَتُحَدَّ (جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۹۲)

"وہ قلیل نہیں جو گنے جائیں اور ان کا حصر نہ ہوا جو حد لگائے جائیں (یعنی بے شمار اور بے حد ہیں)"۔

نیز امام ابوالحسن ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ) حضور کے اقوالِ درر و جواہر کے متعلق فرماتے ہیں:۔

وَلَا یَاْتِیْ عَلَیْہِ اِحْصَاءٌ وَلَا یَبْلُغُہٗ اسْتِقْصَاءٌ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۰۰)

"نہ ان پر احصاء شمار آتی ہے اور نہ ان تک انتہا پہنچتی ہے یعنی نہ ان کی انتہاء ہے۔"

نیز امام ماوردی فرماتے ہیں:۔

ہَیْہَاتَ ہَیْہَاتَ ہَلْ یُدْرِکُ شَاْوَہٗ مِنْ ہٰذِہٖ شُذُوْرٌ مِّنْ فَضَائِلِہٖ وَیَسِیْرٌ مِّنْ مَحَاسِنِہِ الَّتِیْ لَا یُحْصٰی لَہَا عَدَدٌ وَّلَا یُدْرَکُ لَہَا اَمَدٌ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۰۳)

"افسوس افسوس کتنی دوری ہے کیا حضور کے کمالات میں سے کسی کی غایت کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور آپ کے ان فضائل میں سے بعض چھوٹے موتیوں اور ان محاسن میں سے کچھ کا ادراک ہو سکتا ہے کہ جن کے لئے عدد کا احصا نہیں اور جن کی غایت کا ادراک نہیں۔"

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (متوفی ۶۳۸ھ) فتوحات شریف میں فرماتے ہیں:۔

فَعَایَنَ مَا لَا یُقْدِرُ الْخَلْقُ قَدْرَہٗ وَاَیَّدَہُ الرَّحْمٰنُ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی۔

(لیلۃ المعراج جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۴۳)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج دو دیکھا کہ مخلوق اس کے اندازہ لگانے پر قادر نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی عروہ وثقیٰ سے تائید کی۔"

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مَا يَكُوْنُ سَبَبَ الْاِسْتِحْقَاقِ فَاِنَّهٗ يَقْدِرُ الْاِسْتِحْقَاقَ وَفِعْلُ الْعَبْدِ مُتَنَاهٍ فَيَكُوْنُ الْاِسْتِحْقَاقُ الْحَاصِلُ بِسَبَبِهٖ مُتَنَاهِيًا اَمَّا التَّفَضُّلُ فَاِنَّهٗ نَتِيْجَةُ كَرَمِ اللّٰهِ وَكَرَمُ اللّٰهِ غَيْرُ مُتَنَاهٍ فَيَكُوْنُ تَفَضُّلُهٗ اَيْضًا غَيْرَ مُتَنَاهٍ فَلَمَّا دَلَّ قَوْلُهٗ اَعْطَيْنٰكَ عَلٰى اَنَّهٗ تَفَضُّلٌ لَا اسْتِحْقَاقٌ اَشْعَرَ ذٰلِكَ بِالدَّوَامِ وَالتَّزَايُدِ اَبَدًا

(تفسیر کبیر جلد ۷، صفحہ ۵۰۷، مطبوعہ مصر ۱۲۸۹ھ) جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۷۵)

"بے شک وہ چیز جو بسبب استحقاق ہو تو اس کا اندازہ بقدر استحقاق لگایا جاتا ہے اور بندہ کا فعل متناہی ہے تو اس کے سبب سے جو استحقاق حاصل ہوگا وہ بھی متناہی ہوگا اور بہر حال تفضیلاً عطا کرنا وہ تو کرم خداوندی کا نتیجہ ہے اور اللہ کا کرم غیر متناہی ہے تو اس کا تفضل بھی غیر متناہی ہے تو جب اللہ کے قول اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ نے اس بات پر دلالت کی ہے کہ یہاں محبوب کو یہ عطیہ تفضیلاً ہے نہ کہ استحقاقاً تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ عطیہ دائمی ہے اور ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔" (خلاصہ یہ ہے کہ اس میں غیر متناہی عطیہ کا بیان ہے)"

نیز امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔

وَفَضَائِلُهٗ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُعَدَّ وَ تُحْصٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(تفسیر کبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۷ و جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ مصر ۱۲۸۹ھ)

"حضور کے فضائل احصاء و شمار سے زیادہ ہیں۔"

نیز امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔

وَمُعْجِزَاتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰى وَتُعَدَّ

(تفسیر کبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۹ جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۷۸)

"حضور کے معجزات احصاء اور شمار سے زائد ہیں۔"

امام عز الدین بن سلام (متوفی ۶۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضور انبیاء سے افضل اور انبیاء خواص و افاضل ملائکہ سے افضل۔ تو حضور دو درجوں و مرتبوں سے ملائکہ سے افضل۔

پھر فرماتے ہیں:۔

لَایَعْلَمُ قَدْرَ تِلْکَ الرُّتْبَتَیْنِ وَشَرَفَ تِلْکَ الدَّرَجَتَیْنِ اِلَّا مَنْ فَضَّلَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی جَمِیْعِ الْعٰلَمِیْنَ

(ہدایۃ السوال فی تفضیل الرسول، صفحہ ۲، ۸۰۳ ھ مطبوعہ الشرق)

"ان دونوں رتبوں اور درجوں کے قدر و شرف کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس نے تمام جہانوں پر خاتم النبیین اور سید المرسلین کو فضیلت بخشی۔"

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۷۶ ھ) فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ غَیْرُہٗ فَلَا یُمْکِنُ حَصْرُھَا اَبَدًا

(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۹۸)

"قرآن شریف کے علاوہ حضور کے بقیہ معجزات کا کبھی بھی حصر نہیں ہوسکتا۔"

امام شیخ عبدالعزیز دیرینی (متوفی ۶۹۴ ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَضَائِلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰی وَمُعْجِزَاتُہٗ وَمَنَاقِبُہٗ وَمَحَاسِنُہٗ لَا تُسْتَقْصٰی فَبَالِغْ وَاَکْثِرْ لَنْ تُحِیْطَ بِوَصْفِہٖ وَاَیْنَ الثُّرَیَّا مِنْ یَدِ الْمُتَنَاوِلِ نَعَمْ ذِکْرُہٗ یَزِیْدُ فِی الْاِیْمَانِ وَیُحْیِیْ الْقُلُوْبَ وَالْاَسْرَارَ بِاَنْوَارِ الْعِرْفَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ مَحَبَّتَہٗ مَشْرُوْطَۃً بِمَحَبَّتِہٖ وَطَاعَتَہٗ مَنُوْطَۃً بِطَاعَتِہٖ وَذِکْرَہٗ مَقْرُوْنًا بِذِکْرِہٖ وَبَیْعَتَہٗ مَقْصُوْدَۃً بِبَیْعَتِہٖ الخ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۵)

"حضور کے فضائل شمار سے زائد ہیں اور آپ کے معجزات اور مناقب اور محاسن کی انتہا نہیں تو حضور کی تعریف میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ بیان کر تو ہرگز ان کی وصف کا احاطہ نہیں کر سکتا ثریا کہاں اور شامل ہونے والے کا ہاتھ کہاں ہاں حضور کا ذکر ایمان بڑھاتا ہے اور قلوب و اسرار کو نور عرفان سے منور کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو حضور کی محبت سے مشروط کیا اور اپنے ذکر کو ان کے ذکر سے ملایا اور اپنی بیعت کو مقصود بنایا ان کی بیعت سے۔"

نیز امام دیرینی (متوفی ۶۹۴ ھ) حضور کے اجابت ادعیہ کے بعض واقعات کے بعد فرماتے ہیں:۔

وَهٰذَا الْبَابُ اَعْظَمُ مِنْ اَنْ یُّحْصٰی۔

"یہ باب احصا اور شمار سے بہت بڑا ہے"۔ (جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۰۹)

امام حافظ ابوالفتح محمد بن سید الناس (متوفی ۷۳۴ھ) فرماتے ہیں:۔

وَمُعْجِزَاتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ یُّحْصَرَهَا اَوْ یَجْمَعُهَا دِیْوَانٌ۔ (جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۱)

"حضور کے معجزات اس سے زیادہ ہیں کہ اُن کا حصر ہو سکے یا اُن کو کوئی دفتر جمع کر سکے۔"

امام ابن الحاج (متوفی ۷۳۷ھ) حضور تو حضور، حضور کے مدینہ منورہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

فَلَا یُمْكِنُ اَنْ تُحْصَرَ فَضِیْلَةُ ذٰلِكَ وَلَا یُقْدَرُ قَدْرُهَا۔

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۸)

"کہ اس کی فضیلت کا حصر ممکن نہیں اور نہ اس کے قدر و مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔"

امام عارف محقق عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ (متولد ۷۶۷ھ، متوفی ۸۰۵ھ) فرماتے ہیں:۔

اَللّٰهُ حَسْبِیْ مَا لِاَحْمَدَ مُنْتَهٰی وَبِمَدْحِهٖ قَدْ جَاءَ نَا فُرْقَانُهٗ

حَاشَاهُ لَمْ تُدْرِكْ لِاَحْمَدَ غَایَةٌ اِذْ كُلُّ غَایَاتِ النُّهٰی بِدَایَتُهٗ

(انسان کامل جیلی جلد ۲، صفحہ ۷۷ مطبع مصطفی البابی قاہرہ مصر ۱۳۷۵ھ۔ جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۳۳)

"اللہ کافی گواہ ہے کہ احمد ﷺ کا کوئی منتہیٰ نہیں ان کی مدح میں ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا قرآن آیا

خدا کی پناہ، حضور کی غایت کا ادراک نہ ہوا اس لئے کہ عقول کی ہر غایت اور انتہا سے تو حضور کی ابتداء ہے۔"

امام عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۰۵ھ) فرماتے ہیں:۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی لِلْاَنْبِیَاءِ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّهُمْ لَمْ یُدْرِكُوا الْكَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِیَّةَ حَتّٰی تَكُوْنَ لَهُمْ مَشْهُوْدَةً وَسَبَبُ ذٰلِكَ اَنَّ الْفَرْعَ لَا سَبِیْلَ لَهٗ اَنْ یُّحِیْطَ بِالْاَصْلِ (جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۴۷)

وَالْاَحَادِیْثُ الْوَارِدَةُ فِی الْكَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ كَثِیْرَةٌ لَا تُحْصٰی۔

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۵۳۔ از جیلی رحمہ اللہ)

"اور اللہ تعالیٰ کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ارشاد کہ (لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ) تم ضرور

بالضرور میرے حبیب پر ایمان لاتا اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرتا"۔ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے کشف سے کمالات محمدیہ کا ادراک نہیں کیا کہ ان کے سامنے ہوں اور اس کا سبب یہ ہے کہ فرع کے لئے اس بات کا کوئی راستہ نہیں کہ اصل کا احاطہ کر سکے"۔

کمالات محمدیہ میں اس قدر حدیثیں وارد ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فَإِنَّ فِي كُلِّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهِ الْخَلْقِيَّةِ اَسْرَارًا جَمِيْلَةً وَمَعَانِيَ جَلِيْلَةً لَا يُمْكِنُ شَرْحُهَا (جواہر البحار، جلد ا، صفحہ ۲۵۵، از جیلی)

"بے شک حضور کی صفات پیدائشی میں سے ہر صفت میں اس قدر اسرار جمیلہ اور معانی جلیلہ ہیں کہ ان کی شرح ممکن نہیں۔"

امام عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

لَا يُطِيْقُ اَنْ يَرَاهُ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ اَحَدٌ سِوَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ سِرُّ اتِّصَافِهِ بِصِفَاتِ اللّٰهِ الْمُعَبِّرِ عَنْهَا بِقَوْلِ لَا يَعْلَمُ مَا هُوَ اِلَّا هُوَ فَافْهَمْ (جواہر البحار، جلد ا، صفحہ ۲۵۷)

"حضور ﷺ کو جیسا کہ ہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ سوائے حضور ﷺ کے اور یہی صفات خداوندی سے اتصاف کا راز ہے جو اس قول سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سمجھ جا"۔

وَاَنْهَارُ اَوْصَافٍ مُحَمَّدِيَّةٍ وَاللّٰهِ تَجِلُّ عَنِ الْاِحْصَاءِ بِطَرِيْقِ الْحَصْرِ فَاِنَّهُ لَا يَسْتَوْفِيْ حَصْرَ ذٰلِكَ اَحَدٌ بِعِلْمٍ وَلَا اِدْرَاكٍ۔

(جواہر البحار از عارف جیلی، جلد ا، صفحہ ۲۵۷)

"اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک حضور کے اوصاف بطریق شمار احاطہ سے زیادہ ہیں۔ علم اور ادراک سے کوئی ان کا حصر نہیں کر سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

وَكَيْفَ يَحْصُرُهَا الْعُلَمَاءُ وَتَحْوِيْهَا الْكُتُبُ وَهِيَ مِنْ فَوْقِ الْحَصْرِ وَوَرَاءِ الْغَايَةِ وَالنِّهَايَةِ۔

(جواہر البحار، جلد ا، صفحہ ۵۸ منقول عن عارف جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

"علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا کیسے حصر کریں اور کتب ان کو کیسے جمع کریں حالانکہ وہ حصر سے زائد ہیں اور غایت اور نہایت سے وراء الوراء ہیں"۔

امام نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

عُلُوُّ قَدْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی دَرَجَۃٍ لَا یُمْکِنُ اَنْ تَتَصَوَّرَہَا عُقُوْلُنَا الْقَاصِرَۃُ وَمَعَ ذٰلِکَ فَقَدْ اَقَرُّوْا وَاعْتَرَفُوْا (اَلْاَئِمَّۃُ الْعَارِفُوْنَ) بِاَنَّہُمْ لَمْ یُدْرِکُوا الْحَقِیْقَۃَ الْمُحَمَّدِیَّۃَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَاہِیَ عَلَیْہِ عِنْدَ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ۔ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۲۵۹)

"حضور کی بلندیٔ مرتبہ اس درجہ پر ہے کہ ہمارے عقول قاصرہ کے لئے اس کا تصور ممکن نہیں۔ اسی لئے بڑے بڑے ائمہ اور عارفوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم نے حقیقت محمدیہ کو جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے نہ پایا۔"

حضور نے قوت بصر سے اُمورِ دُنیا و آخرت کا مشاہدہ کیا۔

وَالْاَحَادِیْثُ فِیْ ہٰذَا الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ لَا تُحْصٰی۔

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ از جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

"اس باب میں حدیثیں بہت ہیں، ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔"

نیز حضور کے عرفان کے متعلق بھی یونہی فرماتے ہیں۔ (صفحہ مذکورہ)

امام عبد الکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:۔

لِاَنَّہٗ ذُوالْکَمَالِ الَّذِیْ لَا یَتَنَاہٰی اَنَّ الْمَتِیْنَ ہُوَ ذُوالْکَمَالِ الْوَاسِعِ الَّذِیْ لَایَتَنَاہٰی وَلَا شَکَّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَوْصُوْفٌ بِہٰذِہِ الصِّفَۃِ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۲۶۶)

"بے شک حضور صفتِ خداوندی (متین) سے بھی متحقق ہیں کیونکہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیر متناہی کمال والے ہیں اور متین کے معنی غیر متناہی کمال والا بلاشک حضور اس صفت سے موصوف ہیں۔"

امام حجۃ الانام فخر اسلام شیخ احمد قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۲۳ھ) کی ایک ایمان افروز عبارت مع شرح محقق زرقانی:۔

(لَوْ اَعْمَلْنَا اَنْفُسَنَا فِیْ حَصْرِہَا لَفَنِیَ الْمَدٰی فِیْ ذِکْرِہَا) اَیْ لَانْتَہَی الْعُمْرُ وَفَرَغَ فِیْ عَدِّہَا وَلَمْ یُحِطْ بِہَا (وَلَوْبَالَغَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ فِیْ اِحْصَاءِ مَنَاقِبِہٖ لَعَجَزُوْا عَنْ اسْتِقْصَاءِ مَاحَبَاہُ الْکَرِیْمُ بِہٖ مِنْ

مَوَاهِبِهٖ وَلَكَانَ الْمُسْلِمُ بِسَاحِلِ بَحْرِهَا مُقَصِّرًا عَنْ خَوْضِ بَعْضِ
غَمْرِهَا وَلَقَدْ صَحَّ لِمُحِبِّيْهِ(1)) تَمَكُّنُهُمْ (اَنْ) يَقُوْلُوْا قَوْلًا يُقْبَلُ مِنْهُمْ
وَلَا يُكَلَّفُوْنَ فِيْهِ كَاَنْ (يُنْشِدُوْا فِيْهِ) قَوْلَ ابْنِ الْفَارِضِ (وَعَلٰى
تَفَنُّنِ(2) وَاصِفِيْهِ بِحُسْنِهٖ(3) يَفْنَى الزَّمَانُ وَفِيْهِ مَا لَمْ يُوْصَفِ وَاِنَّهٗ
لَحَقِيْقٌ بِمَنْ(4) يُنْشِدُ فِيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَ الْخَنْسَاءِ الَّتِيْ
شَهِدَ لَهَا النَّابِغَةُ الذُّبْيَانِيُّ بِاَنَّهَا اَشْعَرُ النَّاسِ وَقَدْ اَسْلَمَتْ وَصَحِبَتْ

فَمَا بَلَغَتْ كَفُّ امْرِئٍ مُتَنَاوِلًا ... مِنَ الْمَجْدِ اِلَّا وَالَّذِيْ نَالَ اَطْوَلُ
وَلَا بَلَغَ الْمَادِحُوْنَ فِي الْقَوْلِ مِدْحَةً ... وَلَوْ حَذَقُوْا اِلَّا الَّذِيْ فِيْهِ اَفْضَلُ

وَلِلّٰهِ دَرُّ اِمَامِ الْعَارِفِيْنَ سَيِّدِيْ مُحَمَّدٍ وَفَا فَلَقَدْ شَفٰى(5) بِقَوْلِهٖ

وَكَفٰى مَا شِئْتَ قُلْ فِيْهِ فَاَنْتَ مُصَدَّقٌ ... فَالْحُبُّ يَقْضِيْ وَالْمَحَاسِنُ تَشْهَدُ

وَلَقَدْ اَبْدَعَ الْاِمَامُ الْاَدِيْبُ شَرَفُ الدِّيْنِ الْبُوْصِيْرِيُّ(6) حَيْثُ قَالَ

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ وَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ
شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ ... فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

اِذْ اَوْصَافُهٗ لَا تُحْصٰى وَفَضَائِلُهٗ لَا تُسْتَقْصٰى (يَعْنِيْ اَنَّ الْمَدَّاحُوْنَ
انْتَهَوْا اِلٰى اَقْصَى الْغَايَاتِ وَالنِّهَايَاتِ لَا يَصِلُوْنَ اِلٰى شَاْوِهٖ(7) اِذْ لَا
حَدَّ لَهٗ وَيُحْكٰى اَنَّهٗ رُؤِيَ الشَّيْخُ عُمَرُ بْنُ الْفَارِضِ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ
لِمَ لَا مَدَحْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

اَرٰى كُلَّ مَدْحٍ فِي النَّبِيِّ مُقَصِّرًا ... وَاِنْ بَالَغَ الْمُثْنِيْ عَلَيْهِ وَاَكْثَرَا

1۔ لفظ محبیہ جواہر میں جلد ۳ ص ۸ — 2۔ ای تفرع ۱۲ ق
3۔ فی الجواہر بوصفہ ۱۲ ق — 4۔ فی الجواہر ان ینشد فیہ
5۔ ھذا لفظ الجواہر وفی الزرقانی کفی وشفی بقولہ ۱۲ ق
6۔ ھذا فی الجواہر المواہب "الابوصیری" وحذفہ الزرقانی ۱۲ ق
7۔ ای غایتہ ۱۲ ق

اِذَا اللّٰهُ اَثْنٰى (1) بِالَّذِیْ هُوَ اَهْلُهٗ عَلَیْهِ فَمَا مِقْدَارُ مَا یَمْدَحُ الْوَرٰی

قَالَ الشَّیْخُ بَدْرُ الدِّیْنِ الزَّرْکَشِیُّ وَلِهٰذَا لَمْ یَتَعَاطَ فُحُوْلُ الشُّعَرَاءِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ کَاَبِیْ تَمَّامٍ وَالْبُحْتُرِیِّ وَابْنِ الرُّوْمِیِّ مَدْحَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَدْحُهٗ عِنْدَهُمْ اَصْعَبَ مَا یُحَاوِلُوْنَهٗ فَاِنَّ الْمَعَانِیَ دُوْنَ مَرْتَبَتِهٖ وَالْاَوْصَافَ دُوْنَ وَصْفِهٖ(2) وَکُلُّ غُلُوٍّ فِیْ حَقِّهٖ تَقْصِیْرٌ فَیَضِیْقُ عَلَى الْبَلِیْغِ مَجَالُ النَّظْمِ وَعِنْدَ التَّحْقِیْقِ اِذَا اعْتَبَرْتَ جَمِیْعَ الْاَمْدَاحِ الَّتِیْ فِیْهَا غُلُوٌّ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَنْ فُرِضَتْ لَهٗ وَجَدْتَهَا صَادِقَةً فِیْ حَقِّ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى کَاَنَّ الشُّعَرَاءَ اِذَا حَاوَلُوا الثَّنَاءَ عَلٰى اَحَدٍ بِاَکْمَلِ الصِّفَاتِ وَصَفُوْهُ بِبَعْضِ اَوْصَافِ صِفَاتِ الْمُصْطَفَى الْمُمْکِنِ ثُبُوْتُهَا لِلْمَمْدُوْحِ وَکَاَنَّهُمْ عَلٰى صِفَاتِهٖ یَقْتَصِرُوْنَ لِاَنَّهٗ غَایَةُ طَاقَتِهِمْ وَاِلٰى مَدْحِهٖ کَانُوْا یَقْصُدُوْنَ۔

مواہب لدنیہ مقصد رابع وزرقانی شرح مواہب جلد ۵ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳ وجواہر البحار شریف جلد ۲ صفحہ ۸ وجلد ۲ صفحہ ۹ طبع مصر)

"اگر ہم اپنے نفسوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور کرامات وفضائل کے حصر میں استعمال کریں اور خرچ کریں (تو ان کا اختتام نہ ہوگا ان کے ذکر ہی میں غایت وانتہا ہو جائے گی) یعنی ان کرامات کے شمار کرنے میں عمر فنا ہو جائے گی اور ختم ہو جائے گی اور ان کا احاطہ بھی نہ ہوگا اگر سب پہلے پچھلے حضور کے مناقب کے شمار کرنے میں مبالغہ کریں تو احاطہ سے عاجز آجائیں گے جو کچھ اللہ کریم نے اپنے مواہب سے ان کو عطا فرمائے اور حضور کے فضائل کے دیار کے کنارے پر نازل ہونے والا سید عالم کے بعض قابل فخر مناقب کے حصر سے بھی عاجز ہوگا اور حضور کے محبین کے لئے یہ صحیح ہے۔ یعنی ان کو یہ بات بجھتی ہے کہ ایسا قول کریں ان سے یہ قبول کیا جائے گا اور اس میں جھوٹے نہ ہوں گے یا ان کی تکذیب نہ کی جائے گی کہ ابن الفارض کا قول حضور کے حق میں پڑھیں:

"حضور کی نعت پاک میں واصفین محبوب خدا کے تنوع (یعنی انواع کثیرہ سے مدح کرنے) کے باوجود حضور کے اوصاف وفضائل ختم نہ ہوں گے اور زمانہ فنا ہو جائے گا"

1۔ سحو قولہ تعالیٰ: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۰۳۔ ۱۲ فیض غفرلہ

2۔ ای حقیقۃ صفاتہ الحمیدۃ فان وصفوہ بہا قصروا فی حقہ ۱۲ زرقانی۔ ۱۲ ف

اور بلاشک محبوب خدا اس کے بھی مستحق ہیں کہ ان کے حق میں یہ پڑھا جائے یعنی خنساء نامی عورت کا قول پڑھا جائے جس کے لئے نابغہ نے یہ گواہی دی تھی کہ وہ سب لوگوں سے شعر کہنے میں بڑھ کے ہے وہ مسلمان اور صحابیہ ہے

"مروقتاول کا ہاتھ اس مجد تک نہیں پہنچا کہ جس کو حضور نے پایا بلکہ وہ بہت دور ہے اجل اور اعظم ہے قول میں ہدایت یافتہ باوجود حاذق ہونے اور تعریف کی باریکیوں کے جاننے کے محبوب خدا کی مدح تک نہ پہنچے کیونکہ جو وصف حضور میں ہے وہ ان کے بیان کردہ اوصاف سے فاضل اور اتم واکمل ہے"۔

خدا خوش رکھے امام العارفین میرے سردار محمد وفا کو کہ انہوں نے اپنے اس شعر سے شفا بخشی اور ان کا یہ قول کافی ہے

"محبوب خدا کی مدح وثنا میں جو مرضی آئے جو جی چاہے بیان کر تیری تصدیق کی جائے (مدح سید عالم میں کوئی قول قابل رد نہ ہوگا۔ بلکہ قابل تصدیق ہوگا) کیونکہ عارفوں کے دل والی محبوب خدا کی محبت، مبالغہ سے اور بڑھ چڑھ کر تعریف کرنے کا حکم کرتی ہے اور پیارے حبیب کے محاسن شریف اس تیری بیان کردہ وصف کے حق ہونے پر گواہی دیتے ہیں"۔

امام ابو عبد اللہ شرف الدین بوصیری نے کتنی ہی بے عیب بات کہی وہ اس طرح فرماتے ہیں

"نصاریٰ والی بات اپنے نبی کے حق میں نہ کہنا (محبوب خدا کو خدا نہ کہنا) پھر اس کے بعد جو مرضی آئے جو تیرا جی چاہے محبوب خدا کی مدح میں بیان کر اور نبی کے دشمن سے جھگڑا کر اور حضور کی ذات کی طرف جو شرف اور بزرگی چاہے منسوب کر۔ اور حضور کے قدر و منزلت اور رتبہ کی طرف جو عزت وعظمت اور تعظیم و رفعت چاہے منسوب کر کیونکہ حضور کے فضل کی کوئی حد نہیں۔ کوئی نہایت اور غایت وانتہا نہیں فضل محبوب خدا بے حد و بے شمار اور غیر متناہی ہے تو کوئی بولنے والا نہ ان کو بیان کر سکتا ہے اور نہ ظاہر کر سکتا ہے"۔

اس لئے کہ آپ کے اوصاف شریفہ بے شمار ہیں اور فضائل رفیعہ غیر متناہی ہیں مدح کرنے والے اگرچہ غایات اور نہایات کے اعلیٰ مرتبہ اور انتہا کو بھی پہنچ جائیں تب بھی ان کی غایت تک نہ پہنچیں گے۔ اس لئے کہ ان کی کوئی حد نہیں۔ اور یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ شیخ عمر بن فارض کو نیند میں دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے صراحۃً حضور کی مدح کیوں نہ کی؟ تو آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

"میں حضور کے حق میں ہر تعریف کو کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا کتنا ہی مبالغہ سے تعریف کرے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی وہ تعریف کی ہے کہ جس کے وہ اہل تھے تو (رب کی تعریف کے مقابل) مخلوق کی تعریف کی کیا مقدار؟ کیا قدر و منزلت اور اس کا کیا ٹھکانا؟"

شیخ بدر الدین زرکشی نے فرمایا اسی لئے بڑے بڑے متقدمین شعراء (جیسے ابوتمام، حبیب بن اوس طائی صاحب دیوان حماسہ (متوفی ۲۲۸ھ) اور ابوعبادہ، ولید بن جید بحتری، ابو العباس علی بن رومی) نے آپ کی تعریف نہ کی کیونکہ ان کے نزدیک ان سب عنوانوں (جن پر رنگ نظم میں طبع آزمائی کرتے) سے مدح سید عالم والا عنوان نہایت صعب و سخت تھا۔ (اس عنوان کے لئے الفاظ و معانی کی دنیا تنگ ہے اور عقل و وہم و قیاس کا گھوڑا لنگ ہے۔ فیضی) بے شک معانی ان کے مرتبے سے کم ہیں اور اوصاف بیان کردہ آپ کے حقیق وصف سے کم ہیں، ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر اور کم ہے تو بلیغ پر نظم کی جولان گاہ تنگ ہو جاتی ہے اور از روئے تحقیق ان سب مدحوں اور تعریفوں کو جن میں دوسروں کی نسبت غلو ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اعتبار کرے تو تو اُن کو سچا پائے گا یہاں غلو کا نام و نشان نہ ہوگا حتیٰ کہ جب شعراء کسی کی تعریف اکمل صفات سے کرتے تو ممدوح کو حضور کی ان بعض صفات سے موصوف کرتے جن کا ثبوت ممدوح کے حق میں ہوتا ہے گویا کہ وہ ان کی صفات پر اعتماد کرتے کیونکہ یہ اُن کی طاقت کی غایت ہوتی اور ان کی مدح کا قصد کرتے۔"

نیز محقق زرقانی الشیخ الحلی کا یہ شعر نقل کرتے ہیں۔

دَعْ مَا تَقُوْلُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِم ۔۔۔ مِنَ الْغَالِیْ وَقُلْ مَا شِئْتَ وَاحْتَکِمْ

(زرقانی جلد ۵، صفحہ ۱۰۴)

"جو غلو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کیا (ابن اللہ کہنا) اس کو چھوڑ کر باقی جو چاہے حضور کے حق میں بیان کر اور نبی کے دشمن سے جھگڑا کر۔"

امام قسطلانی اصالۃً محقق زرقانی شرحاً شیخ نبھانی نقلاً کرتے ہیں:۔

فَلَا یَکَادُ یَأْخُذُ الْعَدُّ مُعْجِزَاتِهٖ وَلَا یَحْوِی الْحَصْرُ بَرَاهِیْنَهٗ

(مواہب لدنیہ مقصد رابع زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۶۷، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۴)

"نہ حضور کے معجزات کا شمار ہو سکتا ہے اور نہ آپ کے براہین و دلائل کا حصر ہو سکتا ہے۔"

عزوجل فرماتے ہیں:۔

وَزَادَهُ مِنْ لَطَائِفِ التُّحَفِ وَنَفَائِسِ الطُّرَفِ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُعَدُّ.

(مواہب زرقانی جلد ۸، صفحہ ۳۳۹، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۷)

"اللہ تعالیٰ نے حضور کو بے حد اور بے شمار لطیف تحفوں اور نفیس نوادر سے نوازا۔"

عارف ربانی امام شعرانی نے فرمایا:۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَاَوْصَافُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةُ لَا تُحْصٰى وَلَا تُحْصَرُ (کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱۔۵۲، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۶۶)

"خلاصہ یہ ہے کہ حضور کے اوصاف غیر محدود اور غیر محصور ہیں۔"

امام حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۷۳ھ) حضور کی ترقی حسی بیان فرمانے کے بعد ترقی معنوی کا ذکر کرتے ہیں:۔

وَالْمَعْنَوِيُّ وَهُوَ التَّنَقُّلُ مِنْ كُلِّ صِفَةٍ كَامِلَةٍ عَظِيْمٍ اِلٰى صِفَةٍ اُخْرٰى وَخُلُقٍ اٰخَرَ اَكْمَلَ وَاَعْظَمَ وَهٰكَذَا اِلٰى مَا لَا غَايَةَ لَهٗ.

(شرح ہمزیہ، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۶۶)

"اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی معنوی یہ ہے کہ ہر صفت کاملہ اور خلق عظیم سے ہر اس دوسری صفت اور دوسرے خلق کی طرف منتقل ہوتا جو پہلے کی بہ نسبت اکمل اور اعظم ہے اور اسی طرح انتقال کا سلسلہ جاری ہے جس کی کوئی غایت اور انتہا نہیں۔"

امام ابن حجر کا ارشاد:۔

واعمالهم المضاعفة له تضاعفاً يفوق الحصر لان كل عامل يضاعف له صلى الله عليه وسلم بحسب عمله وكذلك كل واسطة بينه وبينه لانه الدال للكل ومن دل على خير فله مثل اجر فاعله بكل حال يتضاعف له بحسب يتضاعف من بعده ويضاعف للنبي صلى الله عليه وسلم بحسب تضاعف الجميع وهذا شيء يقصر عن ادراك كثرته العقل ثم حصر مقامه المحمود و شفاعته العظمى في فصل القضاء ثم حصر بقية شفاعاته ثم حصر حوضه ثم حصر وسيلته وفضيلته التي يعطاها

في الجنة مما لا تدرك غاية ولا تعد نهاية.

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۳)

"متبعین سید عالم (ﷺ) کے اعمال حضور کے حق میں اتنا قدر تضاعف اور ازدیاد میں ہیں کہ ان کا حصر نہیں ہو سکتا وہ حصر سے اوپر ہیں اس لئے کہ ہر عامل اپنے عمل کے مطابق حضور کے لئے دو چند کرتا ہے اور اسی طرح فریقین کے درمیان والا واسطہ کیونکہ ہر ایک کو نیکی پر دلالت کرنے والے حضور ہیں اور جو کسی عمل خیر پر دلالت کرے تو اس کے لئے بھی فاعل کی مثل اجر ہے۔ ہر حالت میں دال کے لئے مابعد کی دو چندگی کے مطابق دو چندگی ہوگی اور حضور کے لئے تمام تضاعفوں (دو چندگیوں) کے مطابق تضاعف اور ازدیاد ثابت ہوگا۔ یہ ایسی شے ہے کہ عقل اس کی کثرت کے ادراک سے قاصر ہے پھر حضور کے مقام محمود والا زمانہ اور فصل خطاب میں شفاعت عظمیٰ والا زمانہ پھر بقیہ شفاعات والا زمانہ پھر آپ کے حوض والا زمانہ، پھر وسیلہ اور فضیلت والا زمانہ جو جنت میں عطا ہوں گے بیان چیزوں سے ہیں کہ جن کی غایت کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور جن کی نہایت کی حد نہیں لگائی جا سکتی۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

ولاشک ان علومه و معارفه متزايدة مخاوقة الى ما لا نهاية له.

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۳)

"اور بے شک حضور کے علوم و معارف میں لاانتہائی ازدیاد اور ترقی ہے لہذا ہر لحظہ زیادتی ہے۔"

نیز امام ابن حجر فرماتے ہیں:۔

اجتمع فيه صلى الله عليه وسلّم من خصال الكمال وصفات الجلال والجمال ما لا يحصره حد ولا يحيط به عد.

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۸۶)

"حضور ﷺ میں اتنی کمال کی خصلتیں اور جلال و جمال کی صفتیں جمع ہیں بے حد اور بے شمار ہیں۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

وعلم من کلام عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کمالات خلقه صلی اللہ علیه وسلّم لا تتناھی کما ان معانی القرآن لا تتناھی وان التعرض لحصر جزئیاتھا غیر مقدور للبشر.

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۸۶)

''اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلام (کان خلقه القرآن کہ حضور کا خلق قرآن ہے) سے معلوم ہوا کہ حضور کے کمالات اخلاقیہ غیر متناہی ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے معانی غیر متناہی ہیں اخلاق نبوی کے جزئیات کے حصر کا تعرض ایسی چیز ہے کہ انسان کی قدرت وطاقت سے خارج ہے۔''

نیز فرماتے ہیں:۔

وبالجملة فقد اوتی صلی اللہ علیه وسلّم مثلھم(1) وزاد بخصائص لا تحصی اعلاما انه صلی اللہ علیه وسلّم الممد لھم دائما۔

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

''خلاصہ یہ ہے کہ حضور کو انبیاء کرام کے معجزات کی مثل معجزات بھی ملے اور اتنے خصائص ملے کہ جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ اس بات کو بتانے کے لئے کہ حضور ہمیشہ سب انبیاء کرام کو امداد دینے والے ہیں۔''

نیز فرماتے ہیں:۔

اعلم ان من تمام الایمان به صلی اللہ علیه وسلّم اعتقاد انه لم یجتمع فی بدن آدمی من المحاسن الظاھرة ما اجتمع فی بدنه صلی اللہ علیه وسلّم (جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

''جاننا چاہیے بے شک تمام اور تکمیل ایمان سے ہے یہ عقیدہ رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بدن میں جمع ہیں۔''

نیز ارشاد فرمایا:۔

ومن ثم نقل القرطبی عن بعضھم انه لم یظھر تمام حسنه صلی اللہ علیه وسلّم والا لما اطاقت اعین الصحابة النظر الیه صلی

1۔ای مثل معجزات الانبیاء۔۲ (ایضاً صفحہ ۲۰۸)

اللہ علیہ وسلّم (جواہرالبحار جلد ۲ صفحہ ۸۹)

"اور اسی لئے امام قرطبی نے بعض ائمہ سے یہ نقل کیا کہ حضور کا مکمل حسن ظاہر نہ ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام کی آنکھوں کو آپ کی طرف دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی۔"

نیز امام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

قال تعالی وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وروی مسلم انه صلی اللّٰه علیه وسلّم کان یقول فی دعائه واجعل الحیاة زیادة لی فی کل خیر وطلب کون الفاتحة اوغیرها زیادة فی شرفه طلب لزیادة علمه وترقیه فی مدارج کمالاته العلیة وان کان کماله من اصله قد وصل الغایة التی لم یصل الیها کمال مخلوق فعلم ان کلا من الآیة الشریفة والحدیث الصحیح دال علی ان مقامهٔ صلی اللّٰه علیه وسلّم وکماله یقبل الزیادة فی العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلی ان غایات کماله لاحد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقی فی تلک المقامات العلیة والدرجات السنیة بما لا یطلع علیه ولا یعلم کنهه الا اللّٰه تعالی۔

(فتاوی حدیثیہ صفحہ ۹۔ جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۹۷۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۰)

"اللہ تعالی نے فرمایا اور اے محبوب تم کہو اے رب مجھے علم میں زیادہ کر اور امام مسلم نے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی دعا میں کہتے تھے اے اللہ تعالی! میری زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں زیادہ کر اور حضور کے شرف میں زیادتی کے لیے فاتحہ یا غیر فاتحہ کا طلب کرنا حضور کی زیادتی علم اور کمالات عالیہ کے مدارج میں ترقی کا طلب کرنا ہے اگرچہ حضور کا کمال اصل سے اس غایت پر ہے کہ اس تک مخلوق کا کمال نہیں پہنچتا تو معلوم ہوا کہ آیت شریفہ اور حدیث صحیح ہر دو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور کا مقام اور کمال علم اور ثواب اور تمام مراتب اور درجات میں زیادتی کو قبول کرتا ہے اور نیز اس بات پر بھی دلالت ہے کہ حضور کے کمال کی غایات کی کوئی حد نہیں اور نہ انتہا ہے بلکہ حضور ان کمالات عالیہ اور درجات رفیعہ میں ہمیشہ ترقی کر رہے ہیں جس پر اللہ تعالی کے سوا کوئی مطلع نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی آپ کی کنہ (حقیقت) کو جانتا ہے۔"

قال الشیخ الامام ابن حجر المکی اعلم ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلّم وھو اشرف المخلوقات و اکملھم فھو فی کمال وزیادۃ ابدا یترقی من کمال الی کمال الی ما لا یعلم کنھہ الا اللہ تعالیٰ

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۱۔ النبھانی عفرلہ ۱۲)

امام ابن حجر حضور کی افضلیت کی تیسری وجہ بیان فرماتے ہیں:۔

وبالمعجزات التی لا تحصر و لا تخفی

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۳۰ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۰۱)

"اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان معجزات کی وجہ سے بھی افضل ہیں جن کا نہ شمار ہو سکتا ہے اور نہ وہ فنا ہو سکتے ہیں"۔

حضرت امام شیخ علی نور الدین حلبی صاحب سیرۃ (متوفی ۱۰۴۴ھ) فرماتے ہیں:۔

فکیف بمن فاق النبیین رفعۃ و اضحی سماء لا تطاولہ سما تقاصر مدح الناس عن مدح من علا علی المدح عبداللہ وھو حبیبہ محمد المختار حتی کانما مدیح جمیع العلمین یعیبہ۔

(جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۹)

"تو اس ذات تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے جو بلندی میں تمام انبیاء کرام سے سبقت لے گئے اور شرف کے ایسے آسمان ہوئے کہ بلندی ان کے حضور لسانی نہیں ظاہر کر سکتی لوگوں کی تعریفیں اس ذات کی مدح سے قاصر ہیں جو مدح سے بلند ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے حبیب ہیں حضور محمد مختار ہیں ﷺ حتی کہ تمام جہان والوں کی تعریفیں ان کی رفعت کے مدنظر گویا کہ عیب ہیں"۔

امام عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۳۰ھ) اس حدیث کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد۔ کنت اول الناس فی الخلق و آخرھم فی البعث کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

قد جعل اللہ حقیقتہ صلی اللہ علیہ وسلّم تقصر عقولنا عن معرفتھا وافاض علیھا وصف النبوۃ من ذلک الوقت۔

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو اس طرح کیا کہ ہماری عقلیں

اس کی معرفت سے قاصر ہیں اور اسی وقت سے اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدی پہ وصف نبوت کا فیضان کیا۔"

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

ولما اجتمع فيه من كمال الخصال وصفات الجلال والجمال ما لا يحصره عد ولا يحيط به حد اثنى الله عليه به في كتابه بقوله تعالى وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فوصفه بالعظم وزاده في المدحة بذكر "على" المشعرة باستعلائه على محاسن الاخلاق واستيلائه عليها فلم يصل اليها مخلوق۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

"اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کمال خصال اور صفات جلال و جمال اس قدر جمع ہوئے جو بے شمار اور بے حد ہیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کی تعریف ان الفاظ سے کی (وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) اور بے شک آپ خلق عظیم کے مالک ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور کے خُلق کو عظمت سے موصوف کیا اور زیادتی مدح کے لئے لفظ (علی) لائے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور محاسن اخلاق کے اوپر بلند اور حاکم ہیں تو اُن تک مخلوق نہیں پہنچی۔"

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

وكان صلى الله عليه وسلم احسن الناس صورة وسيرة واجود الناس بكل ماينفع مما لايحصى كثيرة لانه تخلق بصفات الله تعالى۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

"اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صورۃً اور سیرۃً تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور ہر نفع دینے والی چیز میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ جن کا بوجہ کثرت کے شمار نہیں ہوسکتا اس لیے کہ حضور صفات خداوندی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔"

فمعجزاته لا تحصى و حيا اى قرآنا

"حضور کے قرآنی معجزات کا شمار بھی نہیں ہوسکتا۔"

(جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ نقل عن المناوی)

علامہ فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ (گیارھویں صدی کے امام) فرماتے ہیں:۔

وانقطع عنه حس كل ملک وانسی کما ذکرہ ابن سبع فی شفائه (مطالع المسرات، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

"شب معراج ترقی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہر فرشتہ اور ہر انسان کی حس اس طرح منقطع ہو گئی جیسا کہ ابن سبع نے شفا میں ذکر کیا۔"

شہاب خفاجی حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ) کا ارشاد مقدس:۔

قوله تعالٰی (فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ) قصد تعالٰی الله اوحی اليه صلی الله علیه وسلم باسرار عجیبة بواسطة غیر البشر وبغیر واسطة لا یمکن تفصیلها ولا تقدر العقول علی ادراک حقائقها۔

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول (فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ) سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی طرف اتنے اور ایسے اسرار عجیبہ بلا واسطہ وحی کئے جن کی تفصیل ممکن نہیں اور عقلیں ان کی حقیقتوں کے ادراک سے عاجز ہیں۔"

غوث دباغ (متوفی ۱۱۳۰ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

وقد ارتقی فی النبی صلی الله علیه وسلم الی حد لا یبلغ کنهه۔

(ابریز شریف، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

"حضور ﷺ کا راز اس قدر بلند ہے کہ کوئی اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتا۔"

نیز فرمایا:۔

(وتضاءلت الفهوم) ای اضمحلت فیه صلی الله علیه وسلم (فلم یدرکه سابق) وهم الانبیاء (ولا لاحق) وهم الاولیاء

(ابریز شریف جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶)

"حضور ﷺ کے حق میں فہم مضمحل ہو گئے نہ حضور کو سابقین یعنی انبیاء پا سکے اور نہ لاحقین یعنی اولیاء پا سکے۔"

امام شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۴۳ھ) کا مقدس ارشاد:۔

وما رام احد منهم بذلک بلوغ معرفة قدر الرسول الکریم ذی القدر العظیم وما یعلمه الا الخبیر العلیم هیهات ان یبلغ احد من

الخلق بمقاله وان وفي بعض احوال الرسول المصطفى انما يحومون حول الحمى ولا يلحق احد بهذه السماء.

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

"واصفین سید عالم میں سے کسی نے بھی اس بات کا ارادہ نہ کیا کہ وہ اپنی اس بیان کردہ مدح وثناء سے رسول کریم صاحب قدر عظیم کی قدر و منزلت کی معرفت تک پہنچا اللہ تعالیٰ خبیر و علیم کے سوا کوئی حضور کے قدر و مرتبہ کو نہیں جانتا کتنا دوری ہے اس سے کہ مخلوق سے کوئی حضور کے بعض احوال تک پہنچے اپنی کلام سے اگر چہ پوری کلام لائے مداحین تو اس چراگاہ کے ارد گرد منڈلا رہے ہیں کسی کا ہاتھ اس بلند آسمان تک نہیں پہنچا"۔

قال (العارف النابلسی) رضی اللّٰہ عنہ عند قولہ(تضاءلت الفهوم فلم يدركه منا سابق ولا لاحق) اشار رحمه اللّٰه تعالى الى خفى سره و روحانية الاحمدية ورفع قدر صورته المحمدية اذ حقيقة ذلك لم يدركها احد بفهمه ولا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء اللّٰه من ظواهر الامور دون بواطنها وجليها دون خفيها فالفهوم كلت والعقول وقفت وتضاءلت عن درك خفي سره ولا وقوف على حقيقته في هذه الدار بل عن فهم حقيقة الرسل عليهم الصلوة والسّلام فيكف سيدهم و امامهم صلى اللّٰه عليه وسلّم (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

"صاحب صلوٰۃ مشیشیہ کے اس جملہ (تضاءلت الفهوم الخ) کی تشریح میں عارف نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صاحب صلوٰۃ نے حضور کے مخفی راز اور روحانیہ احمدیہ اور صورت محمدیہ کے قدر کی رفعت کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس کی حقیقت کو کسی نے اپنی فہم سے نہ جانا اور نہ وہاں کی کسی شے کا احاطہ کر سکتے ہیں مگر جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے تو صرف ظاہر اور جلی اُمور سے بعض کا انکشاف ہوتا ہے نہ بواطن اور خفی اُمور کا۔ فہمیں تھک گئیں، عقلیں رُک گئیں اور پگھل گئیں حضور کے مخفی راز کے پانے اور اس دار میں حضور کی حقیقت پر مطلع ہونے سے بلکہ رُسل کی حقیقت کے سمجھنے سے پھر ان کے سردار اور امام کا کیا کہنا"۔

عارف باللہ تعالیٰ سید عبدالرحمٰن العیدروس رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۹۲ھ) فرماتے ہیں:۔

ولا يعرف قدره حقيقة غير مولاه عزوجل

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۰)

"اللہ تعالیٰ کے سوا حضور کے مرتبہ کو حقیقۃً کوئی نہیں پہچانتا۔"

نیز یہی حضرت فرماتے ہیں:۔

ولولا ان اللّٰہ تعالیٰ ستر جمال صورتہ بالھیبۃ والوقار لما استطاع احد النظر الیہ بھذہ الابصار الدنیویۃ الضعیفۃ ومن ثم قال بعضھم ما ادرک الناس منہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الا علی قدر عقولھم البشریۃ فما ظھر لھم من ذالک فھو من نعمۃ اللّٰہ علیھم لیعرفوا قدرہ ویعظموا امرہ وما خفی علیھم من امرہ فھو رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ بھم اذ لو ظھر لھم مع عدم قیامھم بالحقوق لکان فتنۃ لھم واللّٰہ تعالیٰ ارسلہ رحمۃ للعالمین فکانت النعمۃ فیما ظھر والرحمۃ فیما استتر وما احسن ما قیل فیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

واجمل منک لم ترقط عینی　　واکمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب　　کانک قد خلقت کما تشاء

فھذا من قبیل صورتہ الظاھرۃ واما حقیقتہ فلا یعلمھا الا اللّٰہ تعالیٰ کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لسیدنا ابی بکر رضی اللّٰہ عنہ والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی و من ثم قال سید التابعین اویس القرنی رضی اللّٰہ عنہ ماأرای اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الا ظلہ فقیل ولا ابن ابی قحافۃ قال و لا ابن ابی قحافۃ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۷)

"اور اگر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے جمال صورت کو ہیبت اور وقار سے نہ ڈھانپتا تو کوئی ان دنیوی ضعیف آنکھوں سے حضور کو نہ دیکھ سکتا اسی لئے بعض ائمہ نے فرمایا کہ لوگوں نے حضور کا ادراک نہ کیا مگر اپنے بشری عقول کی مقدار پر وہاں سے جو ان کے لئے ظاہر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے ان پر تاکہ لوگ حضور کا قدر جانیں اور حضور کے معاملہ کی تعظیم کریں اور جو کچھ حضور کے معاملہ سے ان پر مخفی ہے تو وہ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس

لئے کہ وہ اگر ظاہر ہوا اور وہ ان کے حقوق کی رعایت نہ کر سکیں تو ان کے لئے یہ فتنہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تو جو کچھ حضور کے معاملہ سے ظاہر ہوا وہ نعمت ہے اور جو چھپا وہ رحمت ہے حضور کے حق میں کیا خوب کہا گیا ہے

"آپ سے اجمل میری آنکھ نے نہ دیکھا اور آپ سے اکمل کسی عورت نے نہ جنا آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کیے گئے"۔

یہ بھی آپ کی ظاہر صورت کے اعتبار سے کہا گیا ہے اور رہی آپ کی حقیقت تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ دیکھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ تو کہا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی سایہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا فرمایا ہاں ابوبکر نے بھی"۔

عارف عیدروس شیخ کبیر عارف باللہ تعالیٰ محمد بن احمد بلخی قدس سرہ کے عالم مشاہدہ سے ایک پرکیف مشاہدہ و واقعہ حاضری نقل کرتے ہیں۔ جس میں شیخ بلخی سے آخر میں یہ منقول ہے:

فسمعت قائلا يقول اذا اشتاقت الملائكة المقربون والانبياء والمرسلون والاولياء المحبوبون الى رؤية محمد صلى الله عليه وسلّم ينزل من مقامه الاعلى عند ربه الذى لايستطيع النظر اليه احد فى هذا المقام فتضاعف انوارهم برؤيته وتزكوا احوالهم بمشاهدته ويعلو مكانهم ومقاماتهم ببركته ثم يعود الى الرفيق الاعلى الخ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۹-۳۵۰)

"تو میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ جب فرشتے اور انبیاء اور مرسلین اور اولیاء محبوبین حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار کا شوق کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس قرب خداوندی والے مقام اعلیٰ سے نزول کرتے ہیں جس میں کوئی آپ کی طرف نظر کی طاقت نہیں رکھتا تو حضور کے دیکھنے سے ان کے انوار زیادہ ہوتے ہیں اور حضور کے مشاہدہ سے ان کے حالات کا تزکیہ ہوتا ہے اور حضور کی برکت سے ان کا مکان

اور مقامات بلند ہوتے ہیں۔(ان کو یہ دار سے نوازنے کے بعد) پھر حضور رفیق اعلیٰ کی طرف عود کرتے ہیں۔"

علامہ سلیمان جمل (متوفی ۱۲۰۴ھ) کا ارشاد:۔

ان الفضیلة خصوصیة اختص بھا صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی دار الآخرة من المعانی العجیبة والاوصاف الغریبة التی ادخرھا لہ مولاہ سبحانہ و تعالٰی مما لایخطر بالعقول ولا یحصل لاکابر الفحول۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۸۷)

"بے شک فضیلت ایک ایسا درجہ ہے جس سے دار آخرت میں حضور مختص ہیں یہ ایک وہ خصوصیت ہے جس کے عجیب معانی اور عجیب اوصاف ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حضور کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور جو عقلوں میں نہیں آ سکتا اور بڑے بڑے فحول اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔"

نیز وہی علامہ سلیمان جمل فرماتے ہیں:۔

ومعجزاته کثیرة وبراھینه قویة غزیرة لاتعد ولاتحصی۔

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۸۷)

"اور حضور کے معجزات کثیر ہیں اور آپ کے دلائل قوی ہیں بہت ہیں بے شمار اور بے حد ہیں۔"

شیخ سید عبداللہ میرغنی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:۔

(فاعجز الخلائق) بما حواہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من الحقائق والعلوم والدقائق وبما تجلی به من الانوار الربانیة والدقائق التی فی بحرھا یغرق کل بحر رائق فسبحان من خصه بما شاء من العلوم واعجز جمیع خلقه بمنطوقه والمفهوم ورحم اللّٰہ العارف البوصیری حیث قال

وتلقی من ربه کلمات کل علم فی شمسهن هباء
زاخر بالعلوم یغرق فی قطراتها العالمون والحکماء

وکیف لا یعجز الخلائق کنهه و وصفه وهوالمتصف بسائر الکمالات والمتحقق باعلی المقامات۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

''تو مخلوق کو عاجز کر دیا بسبب اس چیز کے کہ جمع کیا ہے اس کو حضور نے حقائق اور علوم و دقائق سے اور بسبب ان انوار ربانیہ اور باریکیوں کے جو حضور پر متجلی ہوئے اور وہ اس قدر وسیع اور عمدہ ہیں کہ تمام خالص دریا اس میں غرق ہو جائیں تو پاکی ہے اس ذات کے لئے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر علوم سے چاہا خاص کیا اور جس نے تمام مخلوق کو حضور کے منطوق اور مفہوم سے عاجز کر دیا اللہ تعالیٰ عارف بوصیری پہ رحم فرمائے کیا خوب فرمایا

'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے ایسے کلمات سیکھے کہ تمام علم ان کلمات کے سورج کے سامنے ذرے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا ایسا چھلکتا ہوا بھرا ہوا سمندر ہے کہ جس کے قطرات میں علماء اور حکماء غرق ہو جاتے ہیں''۔

اور مخلوق کیسے حضور کی کنہ اور وصف سے عاجز نہ ہو حالانکہ حضور تمام کمالات سے متصف ہیں اور اعلیٰ مقام سے متحقق ہیں۔''

نیز الامام العارف باللہ تعالیٰ السید عبداللہ میر غنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:۔

(وله تضاءلت الفهوم فلم يدرك منا سابق ولا لاحق) اى ولاجل كماله صلى الله عليه وسلم وعظمته تصاغرت الفهوم فلم تدرك شيئا من حقيقته وتحاقرت الادراكات فلم تفهم شيئا من كمال حاله و صفته فكل من رام شيئاً من ذالك رجع خاسئ الطرف عما هنالك وكل من قصد ذوق انواره عاد معترفا بعجزه واحتقاره وكل من نوى شم تلك الرائحة الطيبة انحلت نياته و عزماته العيبة فالكل فى بحر عجزه و نقصه غارق فلم يدرك منا سابق ولا لاحق وكيف يدرك من كان خلقه القرآن و ذاته من نور ذات الرحمٰن ومن له كل مراتب الاحسان وهو الحبيب الاكرم والمخصوص بالتجلى الاعظم ومن هنا قال بعض العارفين رحمهم الله اجمعين لو انكشفت حقيقته صلى الله عليه وسلم للخلق لارتدوا جميعا اذ من كانت صفاته صفات الرحمن وذاته من نور ذات المنان وهو يدرك بالحواس و

العیان لایختلف فی معبودیتہ اثنان ومن ھنا اختلف الناس فی الادیان لما ظھر لھم من تجلیہ فی الجمادات والحیوان ولکن سبحان اللّٰہ الحنان المنان الذی حفظ من شاء من عبادہ بالدلیل والبرھان۔ وحجز من احب بالیقین والعیان فاذا کان الامر کذلک فلیس الی ادراکہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلّم من سبیل بل ولا الی شمہ رائحۃ حقیقۃ السید النبیل ولکن غایۃ التحقیق والادراک انہ سید المرسلین والاملاک صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وما احسن قول صاحب البردۃ رحمہ اللّٰہ تعالیٰ۔

اعیا الوریٰ فھم معناہ فلیس یری ۔۔۔ للقرب والبعد فیہ غیر منفحم

کالشمس تظھر للعینین من بعد ۔۔۔ صغیرۃ وتکل الطرف من امم

وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ ۔۔۔ قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر ۔۔۔ وانہ خیر خلق اللّٰہ کلھم

ومن کان ھذا شانہ وصفاتہ کیف یمکن وصفہ ونعتہ ام کیف یمدح حالہ وذاتہ ولذا لما رای بعض الاخیار سلطان العشاق العارف باللّٰہ سیّدی عمر بن الفارض امدہ اللّٰہ بمددہ الفائض فقال لہ لم لا مدحت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ای بالتصریح والا فنظمہ لیس ھو الا فی الحضرۃ الالٰھیۃ اوالمکانۃ النبویۃ فقال رضی اللّٰہ عنہ

اری کل مدح فی النبی مقصر ۔۔۔ اوان بالغ المثنی علیہ واکثرا

اذا اللّٰہ اثنی بالذی ھو اھلہ ۔۔۔ علیہ فما مقدار ماتمدح الوری

وقال ابن خطیب الاندلس یعنی لسان الدین رحمہ اللّٰہ تعالیٰ۔ مدحتک آیات الکتاب فما عسی۔ یثنی علی علیاک نظم مدیحی۔ واذا کتاب اللّٰہ اثنی مفصحاً کان القصور قصار کل فصیح۔ فعلم بھذا انہ لو بالغ الاولون والاخرون فی احصاء مناقبہ لعجزوا عن استقصاء ماحباہ بہ مولاہ الکریم من مواھبہ ولکان

المسلم بساحل بحرها. مقصرا عن حصر بعض فخرها ولقد صح لمحبيه ان انشدوا فيه صلى اللّٰه عليه وسلّم

وعلى تفنن واصفيه بحسنه | يفني الزمان و فيه ما لم يوصف
وانه لجدير بقول القائل | فما بلغت كف امرئ متناولا
من المجد الا والذى نال اطول | ولا بلغ المهدون في القول مدحة
ولا صفة الا الذى فيه افضل

وقال الحبر الزركشي ولهذا لم يتعاط فحول الشعراء المتقدمين كابى تمام والبحترى وابن الرومي مدحه صلى اللّٰه عليه وسلّم وكان مدحه عندهم من اصعب ما يحاولونه(١) فان المعاني وان جلت فهي دون مرتبته والاوصاف وان كملت دون وصفه وكل غلو في حقه تقصير ويضيق على البليغ النطاق فلا يبلغ الا قلامن كثر واذا تقرر ذالک فاعلم ان من اعظم الواجبات على كل مكلف ان يتيقن ان كمالات نبينا صلى اللّٰه عليه وسلّم لا تحصى وان فضائله وصفاته الجميلة لا تستقصى وان خصائصه ومعجزاته لم تجتمع قط في مخلوق وان حقه صلى اللّٰه عليه وسلّم على الكمل فضلا عن غيرهم اعظم الحقوق وانه لايقوم ببعض ذالک الا من بذل وسعه في اجلاله وتوقيره واعظامه واستجلاء مناقبه وماثره وحكمه واحكامه وان المادحين لجنابه العلي. والواصفين لكماله الجلي صلى اللّٰه عليه وسلّم. لم يصلوا الا الى بعض من كل لا حد لنهايته وغيض من فيض لا وصول الى غايته بل في الحقيقة لم يمدحوه بوصف الا بحسب فهمهم ذالک وجلت اوصافه صلى اللّٰه عليه وسلّم ان تكون الاوراء كل ما هنالک دوصف العجز والتقصير عم الجليل والحقير. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲)

---

١ ۔ حسن المثني اردو۔ ٣١٢ب

"افہام معطل ہوئے نہ سابق حضور کا ادراک کر سکے نہ لاحق یعنی کمال وعظمت محمدی کی وجہ سے لبسیں کوشش کر کر کے صغیر ونحیف ہو گئیں، حقیقت محمدیہ سے ایک ذرہ کا بھی ادراک نہ کیا اور ادراکات نے (کھودا) یعنی بہت کچھ سوچا حضور کے کمال حال اور آپ کی صفت سے کچھ نہ سمجھا تو جس نے بھی آپ کے کمالات سے کچھ کے سمجھنے کا ارادہ کیا تو وہاں سے چکی آنکھ والا ہو کے واپس لوٹا اور جس نے آپ کے انوار کے چکھنے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے عجز و انکسار کا معترف ہو کر واپس لوٹا اور جس نے اس پاکیزہ خوشبو کے سونگھنے کی نیت کی اس کے ارادات اور نیات چھپیہ گل گئے ختم ہو گئے تمام کے تمام اپنے عجز ونقص کے دریا میں غرق ہوتے ہیں۔ ہم سے کسی نے حضور کا (کما حقہ) ادراک نہ کیا نہ سابق نے نہ لاحق نے اور اس ذات کا ادراک کیسے ہو سکے جس کا خلق قرآن ہو اور جس کی ذات، ذات رحمٰن کے نور سے ہو اور جن کے لئے احسان کے کل مرتبے ثابت ہوں تو آپ حبیب کرم ہیں اور تجلی اعظم سے مخصوص ہیں اسی لئے تو بعض عارفوں نے فرمایا: ان سب پہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کھل جائے تو سب مرتد ہو جائیں گے اس لئے کہ جن کی صفتیں رحمانی صفتیں ہوں اور جن کی ذات اللہ تعالیٰ کے نور سے ہو اور وہ حواس اور معاینہ سے مدرک ہو، ان کی معبودیت میں دو شخص اختلاف نہیں کریں گے اسی وجہ سے لوگوں نے دینوں میں اختلاف کیا جب کہ ان کے لئے اس کی تجلی سے کچھ جمادات اور حیوانات میں ظاہر ہوا لیکن اللہ حنان منان کے لئے پاکی ہے جس نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا دلیل اور برہان سے محفوظ رکھا اور جس سے پیار کیا اسے یقین اور مشاہدہ کے ذریعے منع کیا تو جب معاملہ ایسا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادراک کا کوئی چارہ نہیں بلکہ اس سید فاضل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کی خوشبو سونگھنے کی طرف بھی کوئی راستہ نہیں لیکن تحقیق اور ادراک کی غایت یہ ہے کہ حضور تمام رسولوں اور تمام بادشاہوں کے سردار ہیں صلی اللہ علیہ وسلم صاحب قصیدہ بردہ کا قول کیا ہی اچھا ہے

"آپ کے کمالات دریافت کرنے میں ساری خلقت عاجز رہ گئی پس نہیں دکھائی دیتا قرب اور بعد میں سوائے اپنے فہم کے عجز کے جیسے آفتاب کہ آنکھوں کو دور سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور قریب سے دیکھو تو آنکھ کو خیرہ کر دیتا ہے اور کیونکر دریافت کرے آپ کی حقیقت دنیا میں جو قوم کہ سوتی ہے اور خواب میں تسلی کئے ہوئے ہے۔ سو علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر

ہیں اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں"۔

توجس کی یہ شان اور یہ صفتیں ہوں ان کی نعت اور وصف کا بیان کیسے ممکن ہے یا اُن کے حال اور ان کی ذات کی کیسے تعریف کی جاسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب بعض اخیار نے سلطان العشاق عارف باللہ سیدی عمر ابن الفارض کو دیکھا تو کہا کیا وجہ ہے کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں کی یعنی صراحۃً ورنہ آپ کی نظم یا بارگاہ والوہیت کے حق میں ہے یا حضور کی تعریف میں تو آپ نے ان اشعار سے جواب دیا

"میں ہر مدح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا (اپنے زعم میں) مبالغہ کرے اور بہت بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی کماحقہ تعریف کی ہے تو اب مخلوق کی تعریف کس شمار و قطار میں؟"۔

خطیب اندلس کے بیٹے لسان الدین مرحوم نے عرض کی: (یا رسول اللہ) قرآن شریف کی آیات نے آپ کی مدح کی ہے تو اب میری مدحیہ نظم آپ کے بلند مراتب کو کیسے بیان کرسکتی ہے جب کتاب اللہ نے آپ کی فصاحت سے تعریف کی ہے تو اب ہر فصیح کی غایت قصور ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ بے شک اگر اگلے پچھلے سب حضور کے مناقب کے شمار میں مبالغہ کریں تو ان کمالات محمدیہ کا شمار و احاطہ نہ کرسکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے کمالات سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر بے پیدا کنار کے ساحل میں غوطہ لگانے والا حضور کے بعض کمالات کے حصر سے بھی عاجز رہے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ حضور کے حق میں یہ شعر پڑھیں:

"حضور کے حسن کے بیان کرنے میں تفنن واصفین کے باوجود بھی زمانہ فنا ہو جائے گا اور حضور کے اوصاف بیان نہ ہوں گے بیشک آپ شاعر کے اس قول کا مصداق ہیں کسی مرد طالب مجد (بزرگی) کی ہتھیلی اس مقام تک نہ پہنچی کہ جس مقام مجد کو حضور ﷺ نے پایا حضور میں جو صفت ہے اس کے بیان تک تعریفی ہدیہ بھیجنے والے نہ پہنچ سکے"۔

بدر زرکشی نے فرمایا اسی لئے بڑے بڑے متقدمین شعراء جیسے ابوتمام اور بحتری اور ابن رومی نے حضور کی مدح میں غور و خوض نہ کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح ان کے نزدیک سخت ترین مرادات سے تھی کیونکہ معانی کتنے بڑے کیوں نہ ہوں وہ حضور کے مرتبہ سے کم ہیں اور اوصاف اگر چہ مکمل ہوں وہ حضور کے وصف سے قاصر ہیں اور جتنا غلو ہو وہ حضور

کے حق میں تقصیر ہے(مدح سید عالم ﷺ) میں بلیغ پر کر بند تنگ ہو جاتا ہے تو وہ بلیغ کثیر سے صرف قلیل تک پہنچتا ہے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اے مخاطب! یقین کر کہ ہر مکلف پر یہ واجب بڑے واجبوں سے ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ حضور کے کمالات بے شمار اور حضور کے فضائل اور صفات جمیلہ بے انتہا ہیں اور حضور کے خصائص اور معجزات قطعاً کسی مخلوق میں جمع نہ ہوئے اور حضور کا حق چھوٹے تو چھوٹے بڑوں کاملوں پر اعظم حقوق سے ہے ان حقوق نبویہ سے بعض کو بھی ادا نہ کر سکے گا مگر وہ جو حضور کی تعظیم وتوقیر عظمت میں اور حضور کے مناقب و مآثر اور حکم واحکام بیان کرنے میں اپنی مکمل کوشش خرچ کرے گا اور بے شک حضور کی مدح کرنے والے اور حضور کے کمال کی تعریف کرنے والے نہ پہنچے مگر کل سے بعض کی طرف حضور ﷺ کے کمالات کی نہایت کی کوئی حد نہیں اور کثیر سے صرف قلیل تک پہنچے اور آپ کی غایت تک پہنچنا نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت میں انہوں نے جس وصف سے مدح کی وہ اپنے فہم کے اعتبار سے کی ہے اور حضور کے اوصاف اس سے بلند و بالا ہیں کہ ان سب کا احاطہ کر لیا جائے تو عجز اور قصور کا اعتراف واقرار چھوٹی بڑی وصف سب کو عام وشامل ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

> واذفيه صلى الله عليه وسلم من الآيات الباهرة مالم يوجد في غيره منها مثقال حبة من خردل بل ولا مقدار جوهر فرد من الرمل بل في الحقيقة هو الدال على مولى الموالي

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۲۱۳)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اتنے فضائل وکمالات ہیں کہ ان میں سے رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی غیر میں نہیں بلکہ ریت کے ٹیلے سے ایک دانہ کے برابر بھی کسی غیر میں نہیں بلکہ حقیقت میں مولی الموالی پر وہ دال ہیں"۔

> اللهم صل على سيدنا محمد۔ عرش رحمانيتك المستوى عليه ذات ربوبيتك (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۲۱۳۔ از میر غنی)

"اے اللہ ہمارے سردار محمد کریم پر درود بھیج جو تیری رحمانیت کے عرش ہیں جن پر تیری ذات ربوبیت مستوی ہے۔"

امام غزالی رحمہ اللہ کا ارشاد:۔

اعلم من شاهد احواله صلى الله عليه وسلّم من عجائب اجوبته في مضائق الاسئلة وبدائع تدبيراته في مصالح الخلق و محاسن اشاراته في تفصيل ظاهر الشرع الذى يعجز الفقهاء والعقلاء عن ادراک اوائل دقائقها في طول اعمارهم لم يبق له ريب ولا شک في ان ذالک لم يکن کسبا بحيلة تقوم بها القوة البشرية بل لا يتصور ذالک الا باستمداد من تائيد سماوى وقوة الهية۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۶)

"یقین کر کہ جس نے حضور کے احوال کا مشاہدہ کیا (مثلاً سخت سوالوں میں عجیب جوابات دینا اور مصالح خلق میں شاندار تدبیریں اور اظہار شریعت کی تفصیل میں ایسے حسین وجمیل اشارات، کہ فقہاء و عقلاء ان کے دقائق کے اوائل کے ادراک سے تمام عمر عاجز رہے تو ان احوال نبویہ کے مشاہدہ کرنے والے کو اس بات کا یقین ہوگا اور ذرہ برابر شک نہ رہے گا کہ یہ کمالات کسی حیلہ و تدبیر سے کسب نہیں کیے گئے کہ جن کے حصول کی طاقت کسی بشر کو ہو بلکہ یہ تو صرف تائید سماوی اور قوت الٰہیہ کا فیضان ہے۔"

شیخ احمد صاوی کا مقدس ارشاد:۔

فعلم ادم لم يعجز الا الملائکة وعلمه صلى الله عليه وسلّم اعجز الاولين والآخرين۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۳)

"علم آدم علیہ السلام نے تو صرف ملائکہ کو عاجز کر دیا اور حضور کے علم نے تو اولین و آخرین کو عاجز کر دیا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔"

نیز ارقام فرمایا:۔

(وله تضائلت الفهوم فلم يدركه منا سابق ولا لاحق) اى تصاغرت افهام الخلائق عن ادراک حقيقة النبى صلى الله عليه وسلّم لذالک قال عليه الصلوة والسلام لا يعلمني حقيقة غير ربى وهذا معنى قول البوصيرى رحمه الله

اعياء الورى فهم معناه فليس

یریٰ للقریب والبعدفیه غیر منفحم

فلذالک عللہ بقوله فلم یدرکه منا سابق ولا لاحق ای معشر المخلوقین من اول الزمان الی الآخرة فلم یقف له احد علی حقیقته فی الدنیا واما فی الآخرة فتدرک حقیقته صلی اللّٰہ علیه وسلّم لکشف الحجاب عن الخلائق۔ (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۳)

"اقہامِ خلائق حضور کی حقیقت کے ادراک سے عاجز رہے۔ اسی لئے نہ سابق نے اس کا ادراک کیا، نہ لاحق نے یعنی خلقت کے ذہن حقیقت نبوی کے ادراک سے چھوٹے واقع ہوئے، اسی لئے حضور نے فرمایا ہے۔ "میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔ اور امام البوصیری کے اس شعر اعیا الوریٰ کا معنی بھی یہی ہے یعنی حضور کی حقیقت کے فہم نے مخلوق کو عاجز کر دیا تو قرب وبعد میں سوائے اپنے فہم کے عجز کے کچھ دکھائی نہیں دیتا اسی لئے صاحب صلوٰۃ نے "فلم یدرکه منا" الخ اس کو معلل کیا یعنی اوّل زمان سے لے کر آخر تک گروہ مخلوق سے کوئی دنیا میں آپ کی حقیقت پہ واقف نہیں ہاں آخرت میں آپ کی حقیقت کا ادراک ہوگا اس لئے کہ اس وقت مخلوق سے حجابات دور کر دیے جائیں گے۔"

نیز شیخ عارف باللہ احمد صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انه صلی اللّٰہ علیه وسلّم احتوی علی صفات جمالیة ظاهرة وباطنة لا تدخل تحت حصر وصفات جلالیة کذالک وقد تبحر فی ذلک العارفون قدیما وحدیثا کحسان(1) وکعب من الصحابة والبوصیری والبرعی ولم یقفوا له صلی اللّٰہ علیه وسلّم علی حد وبالجملة فیکفینا فی جماله وجلاله قول اللّٰہ تعالیٰ وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وتفصیل ذالک تعجز القوی عن ادراکه قال البوصیری

وکیف یدرک فی الدنیا حقیقته
قوم نیام تسلوا عنه بالحلم

(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۰۸ عن الصاوی)

1۔ من الحسن علی وزن فعلان غیر منصرف ومن الحسن علی وزن فعال منصرف مرقات جلد ۱، صفحہ ۱۰۹ (مظاہر الحکایات صفحہ ۳۰، ابوحمد الصیحی عفرلہ۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے صفات جمالیہ ظاہرہ وباطنہ پر مشتمل ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور اسی طرح صفات جلالیہ کے مالک ہیں۔ مدح سید عالم میں اگلے پچھلے عارفوں نے جیسے حضرت حسان صحابی اور حضرت کعب صحابی اور امام بوصیری وبرعی نے بہت کوشش کی تعمق وتبحر کیا لیکن انہیں حضور کا کوئی حد وکنارہ نظر نہ آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمیں حضور کے جمال وجلال میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک کافی ہے۔ (وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) ان کی تفصیل قوی کو اس کے ادراک سے عاجز کردیتی ہے۔ امام بوصیری نے فرمایا ہے (و کیف یدرک) الخ اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔"

شیخ امام عارف صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:۔

وتعداد معجزاته صلى الله عليه وسلم لاتحيط بها الصحائف قال البوصيرى رضى الله عنه

ان من معجزاتك العجز عن   وصفك اذ لا يحده الاحصاء

كيف يستوعب الكلام سجاياك   وهل تنزح البحار الدلاء

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۲)

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی تعداد کا احاطہ نہیں کر سکتے امام بوصیری نے فرمایا: بے شک یہ بھی آپ کے معجزات سے ہے کہ آپ کے وصف سے عاجزی ہے کیونکہ احصاء اس کی حد بندی نہیں کر سکتی کلام کیسے آپ کے خصائل شریفہ کو گھیر سکے کیا ڈول سمندروں کو خشک کر سکتے ہیں۔"

عارف صاوی آیہ مبارکہ (وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ)، (اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ) (وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى) وحدیث شریف (انا سید ولد آدم) ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وهذه الكمالات ترجع الى كمال صورته وكمال معناه صلى الله عليه وسلم وهو غاية لاتدرك (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۲)

"یہ کمالات آپ کے کمال صورت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کا کمال معنی جو آپ کی غایت ہے اس کا ادراک نہیں ہوسکتا۔"

امام ابوالعباس تیجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اما لحقيقة المحمدية فهى فى هذه المرتبة لا تعرف ولا تدرك

ولا مطمع لا حد في نيلها في هذا الميدان ثم استاثرت باللباس
من الانوار الالٰهية واحتجبت بها عن الوجود فهي في هذا
الميدان تسمي روحا بعد احتجابها باللباس وهذا غاية ادراک
النبيين والمرسلين والاقطاب يصلون الیٰ هذا المحل ويقفون ثم
استاثرت باللباس من الانوار الالٰهية واحتجبت بها عن الوجود
فهي في هذا الميدان تسمي روحا بعد احتجابها باللباس وهذا
غاية ادراک النبين والمرسلين والاقطاب يصلون الیٰ هذا
المحل ويقفون ثم استاثرت باللباس من الانوار الالٰهية اخرى
وبها سميت عقلا ثم استاثرت باللباس من الانوار الالٰهية اخرى
فسميت بسببها قلبا ثم استاثرت باللباس من الانوار الالٰهية
اخرى فسميت بسببها نفسا ومن بعد هذا ظهر جسده الشريف
صلى اللّٰه عليه وسلّم والاولياء مختلفون في الادراک لهذه
المراتب فطائفة غاية ادراكهم نفسه صلى اللّٰه عليه وسلّم وفي
ذلک علوم واسرارو معارف وطائفة فوقهم غاية ادراكهم قلبه
صلى اللّٰه عليه وسلّم ولهم في ذلک علوم واسرار ومعارف
اخرى وطائفة فوقهم غاية ادراكهم عقله صلى اللّٰه عليه وسلّم
ولهم في ذلک علوم واسرار ومعارف اخرى وطائفة وهم
الاعلون بلغوا الغاية القصوى في الادراک فادركوا مقام روحه
صلى اللّٰه عليه وسلّم وهو غاية ما يدرک ولا مطمع لاحد في
درک الحقيقة في ماهيتها التي خلعت فيها وفي هذا يقول
ابويزيد غصت لجة للعارف طالباً للوقوف على عين حقيقة النبي
صلى اللّٰه عليه وسلّم فاذا بيني وبينها الف حجاب من نور لو
دنوت من الحجاب الاول لاحترقت به كما تحترق الشعرة اذ
القيت في النار وكذا قال الشيخ مولانا عبدالسلام في صلاته وله
تضاء لت الفهوم فلم يدركه منا سابق ولا لاحق وفي هذا يقول

اویس القرنی رضی اللّٰہ عنہ لسیدنا عمر وسیدنا علی رضی اللّٰہ عنہما لم تریا من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الا ظلّہ قال ولا ابن ابی قحافۃ قال ولا ابن ابی قحافۃ فلعلہ غاص لجۃ المعارف طالبا للوقوف علی عین الحقیقۃ المحمدیۃ فقیل لہ ھذا امر عجز عنہ اکابر الرسل والنبیین فلا مطمع لغیرھم فیہ۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۵۱)

"بہر حال حقیقت محمدیہ تو اس کا اس مرتبہ میں عرفان اور ادراک نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کے لئے یہ امید ہے کہ اس کو اس میدان میں پالے پھر وہ حقیقت محمدیہ انوار الٰہیہ کے لباسوں سے پوشیدہ ہوگئی اس وجہ سے وہ وجود سے بھی محجوب ہوگئی تو اس کا نام اس میدان میں روح ہے نبیوں اور رسولوں اور قطبوں کے ادراک کی غایت بس یہی ہے وہ حضرات اس محل تک پہنچتے ہیں پھر رک جاتے ہیں۔ پھر وہ حقیقت محمدیہ دوسرے انوار الٰہیہ کے لباسوں سے مستور ہوئی اور اس وجہ سے اس کا نام عقل ہوا پھر وہ دوسرے انوار الٰہیہ کے لباسوں سے ملبوس ہوئی تو اس وجہ سے اس کا نام قلب ٹھہرا پھر اور انوار الٰہیہ کے لباسوں سے ملبوس ہوئی تو اس کا نام نفس رکھا گیا اس کے بعد آپ کا جسد شریف ظاہر ہوا صلی اللہ علیہ وسلم تو اولیاء کرام ان مراتب کے ادراک میں مختلف ہیں تو ایک گروہ اولیاء وہ ہے جس کے ادراک کی غایت حضور کا نفس کریم ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس بارے میں بہت سے علوم اور اسرار و معارف ہیں اور ایک گروہ اولیاء ان سے فوقیت میں ہے، ان کے ادراک کی غایت حضور کا قلب انور ہے اور ان کے لئے اس بارے میں بہت سے دوسرے علوم واسرار و معارف ہیں اور ایک گروہ ان سے بھی بلند ہے ان کے ادراک کی غایت حضور کی عقل شریف ہے ان کے لئے اس بارے میں بہت سے دوسرے علوم واسرار و معارف ہیں اور ایک گروہ وہ ہے جو سب سے بلند ہے جو ادراک کے انتہائی مقام پر پہنچا، انہوں نے حضور کی روح کے مقام کا ادراک کیا بس یہی انتہائی چیز ہے جس کا ادراک کیا جاتا ہے اور کسی کو اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ حقیقت کا اس ماہیت میں ادراک کر سکے کہ جس میں اس کی خلقت ہوئی اسی بارے میں ابو یزید (بسطامی) نے فرمایا حقیقت نبویہ کے چشمہ کو طلب کرنے کی غرض سے میں نے معارف کے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا تو اچانک میرے اور اس کے درمیان ہزار

نورانی حجابات تھے اگر میں ان حجابوں سے حجاب اوّل کے قریب ہوتا تو اس کی وجہ سے ایسے جل جاتا جیسے آگ میں بال جل جاتا ہے اور اسی طرح شیخ مولانا عبدالسلام نے اپنے درود میں کہا کہ ولہ تضاءلت الفهوم الخ (کئی بار اس کا ترجمہ گذرا) اسی بارے میں اویس قرنی نے سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا تھا کہ تم نے تو صرف حضور کا ظلِ پاک دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر نے بھی صرف ظل دیکھا ہے؟ کہا ہاں انہوں نے بھی صرف ظل و عکس دیکھا ہے، شاید اویس قرنی نے چشمہ حقیقت کی واقفیت کرنے کے لئے معارف کے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا ہو اور ان سے کہا گیا ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس سے بڑے بڑے رسول اور انبیاء عاجز آ گئے تو کسی دوسرے کی کیا مجال۔"

قطب تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث (وضع يده بين كتفي) نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وهذا كان في زمن النبوة رفع الله عنه الحجاب واراه ما ادرجه الله له في الحقيقة المحمدية من كنوز المعارف والعلوم والاسرار التي لايحاط بساحلها ولا ينتهي الى غايتها۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۲)

"اور یہ (یہ قدرت کا چھپا ہاتھ) زمانہ نبوت میں تھا اللہ تعالیٰ نے حضور سے حجابات اٹھا لئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ میں درج کیا ہوا تھا معارف، علوم، اسرار کے خزانوں سے جن کے ساحل کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کی غایت تک رسائی وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو دکھا دیا۔"

حضور ﷺ کے علم غیب کے متعلق لکھا:

الاخبار كثيرة متواترة حتى لا يكاد ان يرتاب فيها احد من المسلمين (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۳ عن العارف التجانی)

ان النبوة والرسالة لا تكون الا عن تجلي الهي ولو وضع اقل قليل منه على جميع ما في كورة[1] العالم كله لذابت كلها لثقل اعبائه وسطوة سلطانه۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۳ عن القطب التجانی)

1۔ الکورۃ البلد۔ ۱۲ منہ

ليس في الامكان اشرف واكمل و اعلىٰ واجمل من هذه الصورة المعلومة الكونية وهي الحقيقة المحمدية عليها من الله افضل الصلوة وازكى السلام۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۵ کن ابحاطب التجانی)

ثم انها في حقيقتها لا تدرك ولا تعقل (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۲)

الذى لا يدركه دارك ولا يلحقه لاحق وصفه بكونه لا علم لاحد به من الموجودات اصلا الا للحق سبحانه وتعالى وفي هذا يقول بعض العارفين ماعرف قدر محمد صلى الله عليه وسلّم الا الله تعالى (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۹)

"حدیثیں بہت ہیں متواتر ہیں یہاں تک کہ کوئی مسلمان ان میں شک نہ کرے گا"۔

"بے شک نبوت اور رسالت تجلی الٰہی ہے اور اگر اس نبوت و رسالت سے اقل قلیل تمام عالم پہ رکھ دیا جائے تو اس کے بوجھ کے ثقل اور دبدبہ سلطانی کی وجہ سے وہ سب کا سب پگھل جائے"۔

"اس صورِ معلومہ کونیہ حقیقت محمدیہ سے اشرف، اکمل، اعلیٰ، اجمل صورت کا ہونا امکان میں نہیں اس پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے افضل درود اور پاکیزہ سلام ہوں"۔

"حقیقت محمدیہ کا نہ ادراک ہو سکتا ہے اور نہ وہ سمجھا جا سکتا ہے"۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہیں کہ نہ پانے والا ان کو پا سکتا ہے اور نہ لاحق ہونے والا انہیں لاحق ہو سکتا ہے۔ حضور کا وصف بیان کیا اس طرح کہ موجودات سے کوئی حضور کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی بارے میں بعض عارفوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی قدر و منزلت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی نے نہ پہچانا"۔

قطب عارف تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

واما مقام سره صلى الله عليه وسلّم فلا مطمع لاحد في دركه والفرق بين مقام سره وروحه وعقله وقلبه ونفسه فاما مقام سره صلى الله عليه وسلّم فهي الحقيقة المحمدية التي هي محض النور الالٰهي التي عجزت العقول والادراكات من كل مخلوق من المخاصة العليا عن ادراكها وفهمها هذا معنى سره صلى الله

عليه وسلّم ثم البست هذه الحقيقة المحمدية لباساً من الانوار الالٰهية واحتجبت بها عن الوجود فسميت روحا ثم تنزلت بلباس آخر من الانوار الالٰهية فكانت بسبب ذلك تسمى عقلا ثم تنزلت بلباس من الانوار الالٰهية الاخر واحتجبت به فسميت بذالك قلبا ثم تنزلت بلباس من الانوار الالٰهية واحتجبت به فكانت بسبب ذلك نفسا (تنبیہ شریف) اعلم انه لما خلق الله الحقيقة المحمدية اودع فيها سبحانه وتعالى جميع ما قسمه لخلقه من فيوض العلوم والمعارف والاسرار والتجليات والانوار والحقائق بجميع احكامها ومقتضياتها ولوازمها ثم هو صلى الله عليه وسلّم الى الأن يترقى في شهود الكمالات الالٰهية مما لا مطمع فيه لغيره ولا تنقضي تلك الكمالات بطول ابد الآباد۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۵)

''اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام سِر کو پانا کسی کے بس کی بات نہیں حضور کے مقام سِر، مقامِ روح، مقامِ عقل، مقامِ قلب، مقامِ نفس میں فرق یہ ہے کہ مقام سِر تو حقیقت محمدیہ ہے جو محض نورِ الٰہی ہے ہر مخلوق سے خاص خاص کے بھی عقول وادراک اس کے پانے اور سمجھنے سے عاجز ہیں۔ یہ معنی ہے حضور کے سِر کا پھر یہ حقیقت محمدیہ انوار الٰہیہ کے لباس سے ملبوس ہو کر وجود سے محجوب ہوگئی تو اس کا نام روح رکھا گیا پھر اور انوار الٰہیہ کے لباس سے ملبوس ہو کر اس نے تنزل کیا تو اس وجہ سے اس کا نام عقل ہوا پھر اور انوار الٰہیہ کے لباس سے اس نے تنزل کیا اور اسی سبب محجوب ہوگئی تو اس کا نام قلب ہوا پھر اور لباس انوار الٰہیہ سے اس نے تنزل کیا اور اس وجہ سے محجوب ہوئی تو اس سبب سے اس کا نام نفس ہوا''۔

''جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ کو پیدا کیا تو اس میں وہ تمام چیزیں ودیعت رکھیں جو اپنی مخلوق میں تقسیم کی ہیں جیسے علوم، معارف، اسرار، تجلیات، انوار، حقائق کے فیوضات مع ان کے جمیع احکامات مقتضیات اور لوازمات کے حضور ﷺ اب تک کمالات الٰہیہ کے شہود میں ترقی کر رہے ہیں جس میں غیر کے لئے کوئی مطمع نہیں اور نہ طول مدت سے یہ کمالات ختم ہونے والے ہیں۔''

نیز فرماتے ہیں:۔

ثم انها فی نفسها ای الحقیقة الاحمدیة غیب من اعظم غیوب اللّٰہ تعالٰی فلم یطلع احد علی ما فیها من المعارف والعلوم والاسرار والفیوضات والتجلیات والمسخ والمواهب والاحوال العلیة والاخلاق الزکیة فما ذاق منها احد شیئا ولا جمیع الرسل والنبیین۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۶۵،۶۶)

"پھر بے شک حقیقت محمدیہ فی نفسہا ایک غیب ہے اعظم غیوب اللہ سے تو اس حقیقت میں جو معارف اور علوم و اسرار اور فیوضات، تجلیات، عطائیں، بخششیں اور احوال علیا اور پاکیزہ اخلاق ہیں، ان پر کوئی مطلع نہیں اور نہ اس سے کسی نے کسی چیز کو چکھا اور نہ تمام رسولوں اور نبیوں نے۔"

قطب تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فهو عند ربه صلی اللّٰہ علیه وسلّم فی غایة لایمکن وصول غیره الیها ولا یطلب معها من غیره زیادة او افادة یشهد لذلک قوله سبحانه وتعالٰی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى وهذا العطاء وان ورد من الحق بهذه الصفة السهلة الماخذ القریبة المحتد فان لها غایة لاتدرک العقول اصغرها فضلا عن الغایة التی هی اکبرها فان الحق سبحانه وتعالٰی یعطیه من فضله علی قدر سعة ربوبیته ویفیض علی مرتبته صلی اللّٰہ علیه وسلّم علی قدر خطوته ومکانته عنده وما ظنک بعطاء یرد من مرتبة لا غایة لها وعظمة ذلک العطاء علی قدر تلک المرتبة ثم یرد علی مرتبة لا غایة لها ایضا وعظمته علی قدر وسعها ایضا فکیف یقدر هذا العطاء وکیف تحمل العقول سعته ولذا قال سبحانه وتعالٰی وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۶۷)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کے ہاں ایسے مقام پر جلوہ گر ہیں کہ کسی غیر کا اس کی طرف پہنچنا ناممکن ہے اس کے ہوتے ہوئے غیر سے زیادتی اور افادہ کا سوال نہیں کیا جا سکتا

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول گواہی دیتا ہے (وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی) اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کو (اے حبیب!) اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور یہ عطا اگرچہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس صفت سہلہ قریبہ قویہ کے انداز میں وارد ہوئی ہے تو بے شک اس کے لئے ایسی غایت ہے کہ عقول اس سے اصغر کا بھی ادراک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ اس کی غایت کا جو اکبر ہے اس کا ادراک کر سکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے حبیب کو اپنی ربوبیت کی فراخی کی مقدار پر عطا کرے گا اور حضور کے مرتبہ پر فیضان حضور کی قدر و منزلت کے انداز پر عطا کرے گا تیرا اس عطا پر کیا گمان ہے جو ایسے مرتبہ سے وارد ہو جس کی کوئی غایت نہیں اور اس عطا کی عظمت اس مرتبہ کے مقدار پر ہے پھر وارد بھی ایسے مرتبہ پر ہو کہ جس کی غایت نہیں اور اس کی عظمت اس کی وسعت کی مقدار پر ہے تو اب اس عطا کا کیسے اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟ عقلیں اس کی فراخی کی کیسے متحمل ہوں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اے حبیب! اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔"

شیخ نور الدین الجزار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

ومن اراد استقصاء افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم واقواله واحواله وکمالاته ومعجزاته وجعل البحر له مدادًا والاشجار اقلاما وامده اللہ بعمر بحیث یفنی الاقلام والمراد لفنیا ولم یبلغ ذلک لان فضل اللہ تعالیٰ واسع ومواهبه جزیلة وقد اسبغ علی نبیه منهما ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر. (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۹۳)

"اور جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال، اقوال، احوال، کمالات، معجزات کے حصر و شمار کا ارادہ کرے اور ان کے لیے سمندر کو سیاہی کرے اور درختوں کو قلمیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اتنی لمبی عمر عطا فرما دے کہ فضائل سید عالم کے احاطہ میں قلمیں اور سیاہی ختم ہو جائے تو یہ دونوں ختم ہو جائیں گی لیکن آپ کے فضائل کا احاطہ نہ ہو سکے گا (بلکہ ایک باب بھی بند نہ ہوگا) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے اور اس کے عطیات بہت ہیں اور اللہ نے ان دونوں (فضل و مواہب) سے اپنے نبی کو اتنا عطا فرمایا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا۔"

امام بدرالدین حسن بن عمر بن حبیب حلبی (متوفی ۷۷۹ھ) فرماتے ہیں:۔

یا راغبا فی حصر فضل محمد ﷺ اخفض علیک فضله لا یحصر
ان قلت مثل الرمل او مثل الحصا او مثل قطر الغیث قلنا اکثر

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۹۹)

"اے فضل سید عالم کے حصر و شمار میں رغبت رکھنے والے، اپنے پر آسانی و نرمی کر کیونکہ حضور کے فضائل کا شمار نہیں ہو سکتا اگر تو کہے کہ ریت کے ذروں کے برابر یا سنگ ریزوں کے برابر، یا بارش کے قطرات کے برابر۔ ہم کہیں گے آپ کے فضائل اس سے بھی زیادہ ہیں۔"

نیز وہی امام بدرالدین فرماتے ہیں:۔

واحسن (اللّٰہ تعالیٰ) مخاطبته فی سورة نون ووعده فیها باجر غیر ممنوع ولا ممنون والنیٰ علیه ثناء یعجز ان یحمله رسول النسیم وبالغ فی التمجید والتاکید بقوله تعالیٰ (وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ) (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۰)

"اللہ تعالیٰ نے سورۃ نون میں حضور سے بہترین باتیں کیں اور اسی میں حضور سے اجر غیر منقطع کا وعدہ کیا اور حضور کی ایسی تعریف کی کہ نسیم کا قاصد اسے اٹھا نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کی بزرگی بیان کرنے اور تاکید کرنے میں اپنے اس قول (وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ) سے مبالغہ کیا"۔(1)

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

لایحصر الخاطر اوصافها ولو اثار الفکر تهیه وکیف لا واللّٰه ذو العرش اذ ادبه احسن تادیبه تفصیل تفضیله لا ینتهی ابدا یا ذا الولاء فخذ اوصافه جملا (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۵)

"دل ان کے اوصاف کا حصر نہیں کر سکتا اگرچہ فکر اس کو روشن کرنا اختیار کرے اور حصر کیسے ہو سکے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین ادب سکھایا حضور کی فضیلت کی تفصیل کبھی انتہا کو نہ پہنچے گی اے صاحب ولا اجمالاً حضور کے اوصاف بیان کرے۔"

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

---

1 ۔ ف۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں مبالغہ کرتا ہے۔

ايا من يروم الحصر من نعت احمد   افق فهو بحر لا تعد جواهره
(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۷)

"اے تعریف احمد کے حصر کا ارادہ کرنے والے ہوش میں آ، وہ ایسا سمندر ہے جس کے جواہر بے شمار ہیں۔"

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

واتحفه من نعمه الظاهرة   والباطنة بما لا يحصر ولا يحصى
(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اتنی ظاہری باطنی نعمتوں کے تحفے دیئے کہ جن کا حصر واحصاء نہیں ہوسکتا۔"

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

وسما الى رتب هناک بحار في   اوصافها فكر البليغ الحاذق
ومن له فضل ايادیه لاتحصی   وهل تحصی دراری النجوم
(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۲)، (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۵)

آيات حق حار كل مورخ   في حصرها ومحدث قصاص
(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۲۴)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے بلند مرتبوں کی طرف پرواز کر گئے کہ جن کے بیان کرنے میں بلیغ حاذق کا فکر چکرا جاتا ہے۔
آپ صاحب فضل کے قوی اور نعمتوں کا شمار نہیں ہوسکتا۔ کیا روشن ستاروں کا شمار ہوسکتا ہے؟
آپ کے معجزات اتنے ہیں کہ ان کے حصر وشمار میں ہر مورخ، محدث اور قصاص حیران ہوگیا۔"

والاقلام لا تحصر ما له صلى الله عليه وسلم من التفضيل.
(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۰)

لله ما افضله مرسلا   حاز علو ما حصرها لايتال
يا طالب حصرا لوصف منه انته   من ذاالذى يحصى الحصى او الرمال
(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۴)

وبالجملة فالادلة على فضله لا تعد ولا تحصر نعم المقفي ليس تحصي وتلخيص المقالة فيه اجدر و فضل البحر لم يدرك وصف و عد الموج منه ليس يحصر (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۶)

''قلمیں آپ کی فضیلت کونہیں بیان کرسکتیں'' سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے حضور کو کیسا افضل رسول بنایا کہ آپ اتنے علوم کے جامع ہوئے کہ ان کا حصر نہیں ہوسکتا اے وصف سید دو عالم کے حصر کے طالب! ارک جا کون ہے جو سنگ ریزوں اور ریت کے ذرات کا شمار کر سکے۔''

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کی فضیلت کے دلائل بے حد و عد ہیں جب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتوں کا شمار نہیں ہوسکتا تو بات کو مختصر کرنا ہی لائق ہے وصف فضل سمندر کا ادراک نہیں کرسکتیں اور اس کی موجوں کا شمار نہیں ہوسکتا۔''

نیز وہی امام بدرالدین فرماتے ہیں:۔

واتبع السلف الصالح في تعظيمه و بالغ كما بالغوا في اجلاله وتكريمه (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۴۳)

اذ قلت في مدحك ما قلته وهو قليل من كثير جزيل فاقبله مني واثلني به جائزة للجميل فضلك لا يحصره واصف ان الدراري حصرها مستحيل (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۴۶)

''اے مخاطب! حضور کی تعظیم میں سلف صالحین کی تابعداری کر اور تو بھی حضور کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کر جیسے انہوں نے مبالغہ کیا۔

جب میں نے (یارسول اللہ) آپ کی مدح میں کہا جو کچھ کہا حالانکہ وہ کثیر سے قلیل ہی ہے تو اسے قبول فرما کر جامع جلیل عطیہ فرمائیں وصف بیان کرنے والا آپ کے فضل کا حصر نہیں کرسکتا روشن ستاروں کا حصر ناممکن ہے۔''

امام مقری فرماتے ہیں:۔

ليس لمجده حد و لا طرف (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۵۳)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی کنارہ۔''

ابن تیمیہ لکھتا ہے:۔

واختصه على (من بين) اخوانه المرسلين بخصائص تفوق

الصداد اما بعد فان اللّٰہ ھدانا بنبیہ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم واخرجنا بہ من الظلمات الی النور وآتانا ببرکۃ رسالتہ ویمن سفارتہ خیر الدنیا والآخرۃ۔ وکان من ربہ بالمنزلۃ العلیا التی تقاصرت العقول والالسنۃ عن معرفتھا ونعتھا وصارت غایتھا من ذالک بعد التناھی فی العلم والبیان الرجوع الی عیھا وصمتھا۔

(الصارم المسلول صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

"سب رسولوں سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو ایسے خصائص سے مختص و ممتاز کیا جو شمار سے زائد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور کے طفیل ہدایت عطا فرمائی اور حضور کے صدقے سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالا اور حضور کی رسالت کی برکت اور سفارت کی سعادت کے سبب ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی حضور اپنے رب کے پاس ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ عقول اور زبانیں اس کی معرفت اور نعت سے قاصر ہیں علم و بیان میں انتہا تک پہنچنے کے بعد انجام یہ ہوا کہ خاموشی اور عجز کی طرف رجوع ہوا"۔

نیز ابن تیمیہ نے لکھا:۔

اوجب اللّٰہ من تعزیرہ وتوقیرہ (ونصرہ) بکل طریق وایثارہ بالنفس والمال فی کل موطن وحفظہ وحمایتہ من کل مؤذ۔

(الصارم المسلول صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

نیز لکھا:

لانا نسفک الدماء ونبذل الاموال فی تعزیر الرسول وتوقیرہ ورفع ذکرہ واظھار شرفہ وعلو قدرہ

(صارم مسلول، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۴۳)

"ہر طریق سے اللہ تعالیٰ نے حضور کی تعظیم و تکریم واجب کی ہے ہر جگہ پر جان و مال قربان کرنا واجب کیا ہے اور ہر موذی و گستاخ سے آپ کی حفاظت لازم و ضروری قرار دی ہے"۔

"ہم مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکریم و تعظیم میں اور آپ کے ذکر کو بلند کرنے میں اور آپ کے شرف اور بلندی مرتبہ کو بیان کرنے میں اپنا خون بہاتے ہیں اور اپنے اموال خرچ کرتے ہیں"۔

نیز لکھا ہے:۔

ان اللّٰہ فرض علینا تعزیر رسولہ وتوقیرہ وتعزیرہ ونصرہ ومنعہ وتوقیرہ واجلالہ وتعظیمہ وذلک یوجب صون عرضہ بکل طریق بل ذلک اول درجات التعزیر والتوقیر۔

(الصارم المسلول، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۴۴)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر حضور کی تعظیم، توقیر، تکریم، نصرت، رکاوٹ اور اجلال واکرام فرض کیا ہے اور یہ چیز اس بات کو واجب کرتی ہے کہ بہر صورت وبہر طریق حضور کی ناموس وعزت کی حفاظت کی جائے بلکہ یہ تعظیم کے درجات سے اول درجہ ہے"۔

نیز لکھا:۔

فقیام المدحۃ والثناء علیہ والتعظیم والتوقیر لہ قیام الدین کلہ و سقوط ذلک سقوط الدین کلہ۔

(الصارم المسلول، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۴۵)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وثنا اور آپ کی تعظیم وتوقیر کے قیام سے تو کل دین کا قیام ہے اور اس مدح وتعظیم نبوی کے سقوط سے کل دین کا سقوط ہے"۔

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ معجزات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وغیر ذلک من المعجزات والآیات البینات التی لاتعد ولاتحد

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۱)

"اور اس کے علاوہ اور بہت سے معجزات ہیں جو بے حد وعد ہیں"۔

عارف نابلسی فرماتے ہیں:۔

(لقول ام المؤمنین) کان خلقہ القرآن وللشیخ الاکبر قدس اللّٰہ سرہ من ابیات بشیر بھا الی قولھا

انا القرآن والسبع المثانی   وروح الروح لاروح الاوانی
فؤادی عند محبوبی مقیم   یناجیہ وعند کم لسانی

الی آخرہ

"حضرت عائشہ کا فرمان ہے کہ حضور کا خلق قرآن ہے شیخ اکبر نے اپنے ابیات میں اس قول

کی طرف اشارہ کیا میں قرآن ہوں اور سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) ہوں اور ما اولیٰ کی روح نہیں بلکہ روح کی روح ہوں میرا دل تو میرے محبوب کے ہاں قیام پذیر ہو کے اس سے سرگوشی کر رہا ہے اور تمہارے پاس تو میری زبان ہے"۔

والغرض من ذلک ان السالکین کیفما کانوا وان بلغوا الی اعلی المقامات وارفع الدرجات لایمکنهم الوصول بالسعی الی العین المحمدیة والتحقق بالحقیقة الاحمدیة فان درن فهم ذالک خرط القتاد فضلا عن التحقق به فی مرتبتی الوجود والایجاد

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۰۱)

"غرض اس سے یہ ہے کہ سالکین جیسے بھی ہوں اور اگر چہ اعلیٰ مقامات اور بلند درجات پر پہنچ جائیں انہیں عین محمدیہ تک پہنچنا اور حقیقت احمدیہ سے تحقق ناممکن ہے کیونکہ اس حقیقت کے فہم سے پہلے خرط قتاد ہے یعنی خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنا ہے جو بہت ہی دشوار ہے نارسائی کے بارہ میں یہ عربی کی ضرب المثل ہے جب فہم ناممکن تو وجود وایجاد میں اس سے تحقق کیسے ہوسکتا ہے"۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

وفاق علیها بکمالات لا تحصی مفصلة ومجملة۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۲۸)

"ان پر حضور اتنے کمالات سے فوقیت لے گئے کہ جن کا نہ تفصیلی شمار ہو سکتا ہے نہ اجمالی"۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

والفضائل التی لا تحصی والشمائل التی لایمکن ان تستقصی ۔

فبالغ واکثر لن تحیط بوصفه وأین الثریا من ید المتناول

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۳۰)

لم یزل مترقیا فیها الی ما لا نهایة له۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۳۶)

"حضور ﷺ کے فضائل کا احصا نہیں ہو سکتا اور آپ کے شمائل کا اختتام ناممکن ہے اے مداح مصطفیٰ حضور کی تعریف میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ حضور کی تعریف کر تو ہرگز حضور کے وصف کا احاطہ نہیں کر سکے گا بھلا ثریا تک کیسے ہاتھ پہنچ سکتا ہے"۔

"حضور ہمیشہ غیر متناہی کمالات میں ترقی کر رہے ہیں"۔

علامہ شامی کے بھتیجے احمد عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

لایمکن وصفه لقصور العبارة عنه قال الامام السبکی فی آخر تأیته یخاطبه صلی اللہ علیه وآله وسلّم

واقسم لو ان البحار جمیعها مدادی والاقلامی لها کل غوطة
لماجئت بالمعشار من الآیات التی تزید علی عد النجوم المنیرة

ولقد ابدع سید المداح الشرف البوصیری بقوله فی مدحه صلی اللہ علیه وآله وسلّم

ان من معجزاتک العجز عن وصفک اذ لا یحده الاحصاء

حیث جعل من بعض معجزاته صلی اللہ علیه وآله وسلّم العجز عن الاحاطة بکل فرد من اوصافه التی اختصه اللّٰہ تعالیٰ بها من الاخلاق الکریمة والفضائل الجسیمة والاوصاف البالغة اقصی مایمکن للبشر الرقی الیه فهی لا حد لها باعتبار انه صلی اللہ علیه وآله وسلّم لایزال یترقی فی مراتب القرب فی الحیاة وبعد الممات وفی المواقف وفی الجنة الی ما لا نهایة له ولا انقضا ثم قال(احمد عابدین) عند قوله(ابن حجر) (وصاحب الشمائل التی لایمکن ان تستقصی)صلی اللہ علیه وآله وسلّم ۔

فبالغ واکثر لن تحیط بوصفه واین الثریا من ید المتناول

کماروی عن العارف السراج عمر بن الفارض رضی اللّٰہ عنه انه رؤی فی النوم فقیل له لم لا مدحت النبی صلی اللّٰہ علیه وآله وسلّم بنظم صریحًا فقال

اری کل مدح فی النبی مقصرا وان بالغ المثنی علیه واکثرا
اذ اللّٰہ اثنی بالذی هو اهله علیه فما مقدار ماتمدح الوری

قال فی المواهب ورحمه اللّٰہ ابن الخطیب الاندلسی حیث قال

مدحتک آیات الکتاب فما عسی

يثني علي علاک نظم مد يحيى واذا كتاب الله اثنى مفصحا

كان القصور قصار كل فصيح فلو بالغ الاولون والاخرون فى احصاء مناقبه وخصائصه لعجزوا جميعا عن استقصاء ماحباه مولاه الكريم من مواهبه الاحمدية واخلاقه المحمدية وصفاته المصطفوية وما مثل من اراد احصاء فضائله صلى الله عليه و آله وسلم بمدحه الاكمل انسان مد يده ليتناول الثريا بها و ابن الثريا من يد المتناول ولذا قال بعض العارفين كما في اوائل شرح الشفا لعلي القاري (جلد ا صفحہ ۵۹ علی ہامش نسیم الریاض قیضی) اَلْخَلْقُ عَرَفُو اللّٰهَ تعالی وماعرفوا مُحَمَّدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ ۔ ۳۳۰)

وَظَهَرَلَهٗ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ الْجَلِیْلَةِ مَا لَایُحْصٰی

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۶۹ ۔ از شامی مذکور)

"عبارت کے قصور کی وجہ سے حضور کا وصف ناممکن ہے امام سبکی اپنے قصیدہ تائیہ کے آخر میں حضور کی خدمت میں عرض گزار ہیں: (اللہ کی قسم) اگر تمام سمندر میرے لئے سیاہی ہو جائیں اور تمام درخت میرے لئے قلمیں ہو جائیں اور حضور کی تعریف لکھتا رہوں سمندر اور درختوں کی قلمیں ختم ہو جائیں گی لیکن یا رسول اللہ! آپ کے ان فضائل کا دسواں حصہ بھی بیان نہ ہوگا جو روشن ستاروں سے زائد ہیں۔

سید المداح امام بوصیری نے کیا خوب کہا:۔

بے شک یہ بھی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ آپ کے اوصاف میں سے صرف ایک وصف کے بیان سے بھی عاجزی ہے احصاء آپ کی ایک وصف کو بھی نہیں گھیر سکتا۔ امام بوصیری نے حضور کے بعض معجزات میں سے ایک یہ معجزہ بیان کیا کہ آپ کے ان اوصاف سے ایک فرد کا احاطہ بھی ناممکن ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو خاص کیا اخلاق کریمہ ہوئے فضائل جسیمہ ہوئے اور ایسے اوصاف کثیرہ ہوئے کہ جن تک انسان کی انتہائی ترقی ہے پھر وہی فضائل وکمالات غیر محدود اور بے حد ہیں اس اعتبار سے کہ حضور ہمیشہ حیات دنیاوی میں بعد پردہ پوشی کے اور موقف میں اور جنت میں ان مراتب قرب میں ترقی کر رہے ہیں جن کی نہ انتہا ہے نہ اختتام۔ پھر احمد

عابدین نے امام ابن حجر کے اس قول" صاحب الشمائل" الخ (حضور ان شمائل کے مالک ہیں جن کا شمار ناممکن ہے) کے ماتحت لکھا حضور کی تعریف میں مبالغہ کرتو ہرگز حضور کے وصف کا احاطہ نہ کرسکے گا ثریا تک متناول کا ہاتھ کیسے پہنچ سکتا ہے جیسا کہ امام ابن الفارض سے مروی ہے کہ ان کو نیند میں دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے صراحۃً نظم میں حضور کی مدح کیوں نہیں کی تو جواب دیا کہ میں ہر مدح کو حضور کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور زیادہ بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے شایان شان مدح کی ہے تو مخلوق کی مدح کا کیا ٹھکانا۔ مواہب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن الخطیب اندلسی پر رحم کرے کیا ہی اچھا کہا جب قرآن شریف کی آیات آپ کی مدح ہیں تو میری مدحیہ نظم آپ کی بلندی کی کیسے تعریف کرسکے اور جب کتاب اللہ نے فصاحت سے تعریف کی تو اب ہر فصیح کی غایت قصور ہی ہے اور اگر اولین و آخرین حضور کے مناقب اور خصائص کے شمار کرنے میں مبالغہ کریں تو سب کے سب آپ کے ان مواہب احمدیہ اور اخلاق محمدیہ اور صفات مصطفویہ کے شمار کرنے سے عاجز آجائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے ہیں اس شخص کی مثال جو حضور کی مدح سے حضور کے فضائل کے احاطہ کا ارادہ کرتا ہے اس انسان جیسی ہے جس نے اپنے ہاتھ کو لمبا کیا تا کہ ثریا کو پالے حالانکہ کہاں ثریا (کہکشاں) اور کہاں اس کا ہاتھ۔ اسی لیے بعض عارفوں نے فرمایا جیسا کہ شرح شفا للقاری کے اول میں ہے۔" خلق نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا لیکن حضور کو نہ پہچانا"۔
" حضور کے اتنے معجزات ظاہر ہوئے کہ جن کا شمار نہیں اور آپ کے جلیل معجزات بے حساب ظاہر ہوئے"۔

شامی مذکور حضور ﷺ کی کف شریف کے متعلق لکھتے ہیں:۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ الدَّاوٗدِیْ وَلَعَمْرِیْ لَقَدْ کَانَ لِهٰذَا الْکَفِّ الشَّرِیْفَةِ صِفَاتٌ جَمِیْلَةٌ لَاتَدْخُلُ تَحْتَ الْحَصْرِ وَالْعَدِّ وَمُعْجِزَاتٌ کَثِیْرَةٌ خَارِجَةٌ عَنِ الْحَدِّ کَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ وَمَعْلُوْمٌ لِلْاَوْلِیَاءِ وَالْخُصُوْمِ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۷۳)

شَانُ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَظِیْمٌ وَجَاهُهٗ جَسِیْمٌ وَقَدْرُهٗ لَایُقْدَرُ۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۹۲۔ از میر غنی)

" علامہ داؤدی نے فرمایا مجھے اپنی عمر کی قسم حضور کی ہتھیلی شریفہ کی اتنی صفات جمیلہ ہیں جو حصر اور شمار سے باہر ہیں اور اتنے معجزات کثیرہ ہیں جو بے حد ہیں جیسا کہ یہ بات ہر موافق

مخالف کے نزدیک مسلم ہے حضور کی شان عظیم ہے مرتبہ جسیم ہے قدر و منزلت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے"۔

ابن زملکانی رحمہ اللہ تعالیٰ چند معجزات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

إلى غير ذلك من الخوارق التي لا تحصى۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۳۰)

"حضور ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں"۔

کمال الدین ابن زملکانی فرماتے ہیں:۔

وَإِذَا تَأَمَّلْتَ عُظْمَهَا(۱) الْمُعْجِزَاتِ لِلْأَنْبِيَاءِ وَجَدْتَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ كُلِّ وَاحِدَةٍ وَأَحْسَنَ وَأَبْلَغَ وَلَا يَلِيقُ بِهٰذِهِ الْعُجَالَةِ اسْتِقْصَاءُ ذٰلِكَ فَلَوْ فَنِيَتِ الْأَيَّامُ فِي حَصْرِ مَنَاقِبِهِ وَفَضَائِلِهِ وَخَصَائِصِهِ لَفَنِيَتْ وَلَمْ يَبْلُغِ الْقَائِلُ نِهَايَةَ ذٰلِكَ مِمَّا قَدَرَهُ النَّاسُ حَقَّ قَدْرِهِ وَلَا عَرَفُوا مِنْهُ إِلَّا ظَاهِرًا مِنْ خَبَرِهِ دُونَ حَقِيقَةِ أَمْرِهِ۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۲۷)

هٰذَا الَّذِي لَوْ أَرَدْنَا حَصْرَ مُعْجِزِهِ وَفَضْلِهِ انْقَطَعَتْ مِنْ دُونِهِ الْكَلِمُ۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۲۹)

"اور جب تو انبیاء کرام کے اکثر معجزات میں غور و فکر کرے گا تو ان کی طرح بلکہ ان سے احسن و ابلغ حضور کے لئے بھی پائے گا اس مختصر رسالہ میں ان سب کا احاطہ ناممکن ہے اگر ایام حضور کے مناقب، فضائل، خصائص کے حصر کرنے میں فنا ہو جائیں تو فنا ہو جائیں گے قائل ان کی انتہا تک نہ پہنچے گا لوگوں نے کماحقہ حضور کی قدر نہ کی اور لوگوں نے نہ پہچانا مگر حضور کی خبر سے صرف ظاہر کو نہ حضور کے امر کی حقیقت کو یہ ایسی ذات ہیں کہ اگر ہم ان کے معجزات اور فضائل کے حصر کرنے کا ارادہ کریں تو ان کے حصر سے پہلے کلمات کی دنیا ختم ہو جائے گی"۔

امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں:۔

وَرَأَيْتُ مَقَامًا تَزِلُّ أَقْدَامُ الْعُقُولِ فِي سِرِّهِ وَتَضِلُّ أَفْهَامُ الْأَفْكَارِ فِي

۱۔ عظم الشی اکثرہ۔ ۱۲ کن،

جَلَالِهٖ وَ تَخْضَعُ رِقَابُ الْاَوْلِيَاءِ لِهَيْبَتِهٖ وَتَذْهَلُ اَسْرَارُ السَّرَائِرِ فِيْ بَهَائِهٖ وَتَنْدَهِشُ اَبْصَارُ الْبَصَائِرِ لِاَشِعَّةِ اَنْوَارِهٖ لَا تُسَامِتُهُ(1) طَائِفَةُ الْمَلٰئِكَةِ الْكَرُوْبِيْنَ وَالرُّوْحَانِيَّةِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ اِلَّا حَنَتْ(2) ظُهُوْرَهَا عَلٰى هَيْئَةِ الرَّاكِعِ تَعْظِيْمًا لِقَدْرِ ذٰلِكَ الْمَقَامِ وَسَبَّحَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِاَنْوَاعِ التَّقْدِيْسِ وَالتَّنْزِيْهِ وَسَلَّمَتْ عَلٰى اَهْلِ ذٰلِكَ الْمَقَامِ وَيَقُوْلُ الْقَائِلُ اِنَّهٗ لَيْسَ فَوْقَهٗ اِلَّا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ يَتَحَقَّقُ النَّاظِرُ اِلَيْهِ اَنَّ كُلَّ مَقَامٍ لِوَاصِلٍ اَوْحَالٍ لِمَجْذُوْبٍ اَوْ سِرٍّ لِمَحْبُوْبٍ اَوْ عِلْمٍ لِعَارِفٍ اَوْ تَصْرِيْفٍ لِوَلِيٍّ اَوْ تَمْكِيْنٍ لِمُقَرَّبٍ مَبْدَؤُهٗ وَمَنْزِلُهٗ وَجُمْلَتُهٗ وَتَفْصِيْلُهٗ وَكُلُّهٗ وَبَعْضُهٗ وَاَوَّلُهٗ وَآخِرُهٗ فِيْهِ اسْتَقَرَّ وَمِنْهُ نَشَاَ وَعَنْهُ صَدَرَ وَبِهٖ كَمُلَ فَمَكَثْتُ مُدَّةً لَا اَسْتَطِيْعُ النَّظَرَ اِلَيْهِ ثُمَّ طَوَّقْتُ النَّظَرَ اِلَيْهِ وَمَكَثْتُ مُدَّةً لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اُسَامِتَهٗ ثُمَّ طَوَّقْتُ مُسَامَتَهٗ وَمَكَثْتُ مُدَّةً لَا اَسْتَطِيْعُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهِ ثُمَّ بَعْدَ مُدَّةٍ عَلِمْتُ بِمَنْ فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹)

"میں نے ایسا مقام دیکھا کہ عقول کے اقدام اس کے راز میں پھسلتے ہیں فکروں کے افہام اس کے جلال میں گمراہ ہو جاتے ہیں اولیاء کی گردنیں اس کی ہیبت سے جھک جاتی ہیں اور رازوں کے راز اس کے حسن میں غافل ہو جاتے ہیں اور بصائر کی آنکھیں اس کے انوار کی شعاعوں سے دہشت زدہ ہو جاتی ہیں جب مقرب فرشتوں کا گروہ اس کے مقابل ہوتا ہے تو ان کی کمریں اس مقام کی تعظیم کرنے کے لئے رکوع کرنے والے کی شکل وصورت پر ٹیڑھی ہو جاتی ہیں اور انواع تقدیس سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے لگتے ہیں اور اس مقام والے پر سلام بھیجنا شروع کر دیتے ہیں اور کہنے والا کہتا ہے کہ اب اس کے اوپر عرش رحمٰن ہے اور اس کی طرف نظر کرنے والا اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ واصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر حال یا محبوب کا ہر راز یا عارف کا ہر علم یا ولی کی ہر تصریف یا مقرب کی ہر قدرت اس کا مبدا اور منتہیٰ، جملہ اور تفصیل اور کل اور بعض اور اول، آخر اسی میں قرار پذیر ہے اسی سے پیدا ہوا

1۔ ای لا تقابلہ۔ ۱۲ ش 2۔ ای عطفت۔ ۱۲ ش

اور اس سے ظاہر ہوا اور اسی سے مکمل ہوا تو میں وہاں اتنی مدت ٹھہرا کہ اس طرف دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا پھر میں نے نظر کو اُدھر دیکھنے کا طوق ڈالا اور ایک مدت تک ٹھہرا رہا اس بات کی طاقت نہ رکھتا تھا کہ اس کے مقابل ہوں پھر میں بالمقابل طوق ڈالے رہا اور ایک مدت تک ٹھہرا رہا میں اس بات کی طاقت نہ رکھتا تھا کہ یہ جانوں کہ اس میں کون ہیں مگر ایک مدت کے بعد میں نے جانا کہ اس میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔

امام محقق عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا كَمَالُهُ الْحَقِّيُّ الَّذِيْ قَدْ حَبَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ فَاَعْظَمُ مِنْ اَنْ يُدْرَكَ لَهٗ غَوْرٌ اَوْ يُعْرَفَ لَهٗ غَايَةٌ اِذْ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَقِّقًا بِجَمِيْعِ الْاَخْلَاقِ الْاِلٰهِيَّةِ فَاِنْ وَقَدْ اَوْرَدْتُّ ذٰلِكَ صِفَةً صِفَةً وَاِسْمًا اِسْمًا فِيْ كِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ بِالْكَمَالَاتِ الْاِلٰهِيَّةِ فِي الصِّفَاتِ الْمُحَمَّدِيَّةِ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۱۵)

"اور حضور ﷺ کا کمال حقی جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا ہے وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی گہرائی کا ادراک کیا جائے یا اس کی غایت کو جانا جائے اس لئے کہ حضور جمیع اخلاق الہیہ سے متحقق تھے امام جیلی نے فرمایا میں نے اس سے ایک ایک صفت اور ایک ایک اسم کا ذکر اپنی کتاب "کمالات الالٰہیہ فی الصفات المحمدیہ" میں وارد کیا"۔

امام محقق عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

(مَكَارِمُ اَخْلَاقِهٖ) وَهِيَ لَا تُحْصٰى كَثْرَةً بَلْ وَاللّٰهِ اَنَّ كُلَّ مَا وَرَدَ عَنْهُ مِنْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ الَّتِيْ لَهٗ هِيَ كَالْقَطْرَةِ اِلَى الْبَحْرِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَا لَمْ يَرِدْ وَلَمْ يُحْكَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ لَهٗ حَقِيْقَةً وَتَحْقِيْقًا فَمَا وَرَدَ يَسِيْرٌ فِيْ جَنْبِ مَا لَمْ يَرِدْ عَلٰى اَنَّ مَا وَرَدَ لَا يَجْمَعُهٗ هَيْكَلٌ سِوَاهُ الخ وَلَمْ يُحِطْ بِهٖ اَحَدٌ غَيْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَلِمْتَ بِذٰلِكَ كَمَالَهُ الْخَلْقِيَّ وَاَمَّا كَمَالُهُ الْحَقِّيُّ الَّذِيْ قَدْ حَبَاهُ اللّٰهُ بِهٖ فَاَعْظَمُ مِنْ اَنْ يُدْرَكَ لَهٗ غَوْرٌ اَوْ يُعْرَفَ لَهٗ غَايَةٌ اِذْ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَقِّقًا بِجَمِيْعِ الْاَخْلَاقِ الْاِلٰهِيَّةِ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۲۵)

''کثرت کی وجہ سے حضور ﷺ کے مکارم اخلاق کا احصاء نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ کی قسم جو کچھ حضور ﷺ کے مکارم اخلاق سے بیان کیا جاتا ہے اس کی مثال ایک قطرہ کی ہے سمندر کی طرف نظر کرتے ہوئے بہ نسبت ان مکارم کے جو حضور ﷺ سے بیان نہ ہوئے حالانکہ وہ غیر مروی مکارم جو سمندر کی طرح ہیں حضور ﷺ کے لئے حقیقۃً اور تحقیقاً ثابت ہیں تو جو کچھ وارد ہوا اور وارد نہ ہونے والے کے پہلو میں ایک ذرہ ہے علاوہ ازیں جو کچھ وارد ہوا اس کو بھی حضور کے سوا کسی ہیکل نے جمع نہ کیا اور حضور ﷺ کے سوا کسی نے ان کا احاطہ نہ کیا اس بیان سے تو نے حضور ﷺ کا کمال خلقی جان لیا باقی رہا حضور ﷺ کا کمال حقی جو اللہ نے حضور ﷺ کو عطا فرمایا تو وہ اس سے بلند ہے کہ اس کی گہرائی معلوم ہو سکے یا اس کی غایت کا پتہ چلے اس لئے کہ حضور ﷺ جمیع اخلاق الٰہیہ سے متحقق تھے''۔

نیز فرمایا:

لَا خِلَافَ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّصِفٌ مُتَحَقِّقٌ بِجَمِيْعِ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى وَالصِّفَاتِ الْعُلْيَا

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۲۶)

اِعْلَمْ اَنَّ الْقُرْاٰنَ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَكَلَامُهٗ سُبْحَانَهٗ صِفَتُهٗ لِاَنَّ الْكَلَامَ صِفَةُ الْمُتَكَلِّمِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَعْرَفَهَا بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ جَعَلَتْ صِفَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى خُلُقًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِطِّلَاعِهَا مِنْهُ عَلٰى حَقِيْقَةِ ذٰلِكَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَهُوَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْظُرْ اِلٰى هٰذَا التَّحَقُّقِ الْعَظِيْمِ بِصِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَيْثُ اَقَامَهٗ مَقَامَهٗ فِيْ صِفَاتِهٖ وَاَسْمَائِهٖ وَمُقَامُ الْخَلِيْفَةِ مَقَامُ الْمُسْتَخْلِفِ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۲۶)

''محققین کے نزدیک اس بات میں بالکل خلاف نہیں کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم جمیع اسماء حسنیٰ اور صفات علیا سے متحقق اور متصف ہیں جان لے کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور اللہ کا کلام اس کی صفت ہے اس لئے کہ کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے اُم

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے حضور کا خلق قرآن تھا آپ کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، کیا خوب پہچانا۔ دیکھو صدیقہ پاک نے کیسے صفت خداوندی کو حضور کا خلق بتایا کیونکہ صدیقہ پاک ان کی طرف اس حقیقت پر مطلع تھیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ قرآن رسول کریم کا قول ہے حالانکہ وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے دیکھو یہ کیسے صفات اللہ سے متحقق ہونے کا روشن بیان ہے اس طرح کہ اپنی صفات اور اپنے اسماء میں حضور کو اپنا قائم مقام کیا اور خلیفہ کا مقام مستخلف کا مقام ہوا کرتا ہے"۔

نیز فرمایا:

فَلَهُ اَجْرُ جَمِيْعِ الْخَلْقِ بَلِ الْكُلُّ فِيْ مِيْزَانِهٖ بَلِ الْكُلُّ قَطْرَةٌ مِنْ بَحْرِهٖ لِاَنَّهُ الْاَصْلُ وَهُمُ الْفَرْعُ۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۲۸)

"تمام مخلوق کا اجر حضور ﷺ کے لئے ثابت ہے بلکہ کل کا کل حضور کے میزان میں ہے بلکہ کل کا کل حضور کے سمندر (ناپید کنار) سے ایک قطرہ ہے اس لئے کہ حضور اصل ہیں اور ساری مخلوق فرع ہے"۔

نیز فرمایا:۔

ظُهُوْرُهٗ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فَوْقَ الْعَرْشِ حَيْثُ لَا اَيْنَ وَلَا كَيْفَ۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

"اللہ کے نزدیک حضور کا ظہور عرش کے اوپر ہے جہاں نہ این ہے نہ کیف"۔

نیز فرمایا:

لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّرٰى فِيْهِ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۳۸)

"حضور ﷺ کو آخری محل میں نہ انبیاء سے کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ اولیاء سے"۔

اُوْتِيْتَ مِنْ فَضْلِ الْمُهَيْمِنِ مِنْحَةً ... مَا تَسْتَطِيْعُ نَخُطُّهَا الْاَقْلَامُ
اَنْتَ الَّذِيْ حَازَ النُّهٰى فِيْ وَصْفِهٖ ... وَتَوَقَّفَتْ فِيْ حُسْنِهِ الْاَحْلَامُ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

"(یارسول اللہ) اللہ کے فضل سے آپ کو اتنا عطا ہوا کہ اس کو قلمیں نہیں لکھ سکتیں۔ آپ وہ

تیں کہ عقول جن کی وصف میں حیران ہوئے اور دانا جس کے حسن میں سرگردان ہوئے"۔

شاہ ولی اللہ کا بیان:۔

می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ مدح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ونشر مناقب آں حضرت وذکر دلائل نبوت آں جناب بے شبہ مثمر برکات وموجب درجات ست (شرح قصیدہ اطیب النغم صفحہ ۲)

"فقیر ولی اللہ کہتا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور آپ کے مناقب کی اشاعت اور دلائل نبوت کا ذکر کرنا بلاشبہ سبب برکات وموجب درجات ہے"۔

نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بَدِیْعُ کَمَالٍ فِی الْمَعَانِیْ فَلَا امْرَءٌ   یَکُوْنُ لَهٗ مِثْلًا وَّلَا بِمُقَارِبٍ

"یعنی بے نظیر است کمال او در جمیع اوصاف پس نیست ہیچ مردے مانند او ونیست ہیچ مردے نزدیک باو" (قصیدہ بائیہ مسمّی بقصیدہ اطیب النغم مع شرح صفحہ ۸)

"تمام اوصاف میں حضور ﷺ کا کمال بے نظیر ہے تو کوئی مرد نہ حضور کی مثل ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے"۔

نیز شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بیان:

وَلَیْسَ مَلُوْمًا حَیُّ صَبٍّ(1) اَصَابَهٗ   غَلِیْلُ الْهَوٰی فِی الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ

"یعنی نیست ملامت کردہ شدہ زبان بند شدن عاشقی کہ رسیدہ باشد او را سوزش عشق در مدح بزرگاں وپاکاں دایں بیت اشارت است بہ ختم سخن وعجز ادائے مدح کہ لائق آن جناب باشد بدو سبب یکے آں کہ عشق مقتضی سکوت است دیگر آں کہ مدح بزرگاں وپاکاں را پایانی نیست (قصیدہ اطیب النغم مع شرح صفحہ ۲۳) ہیچ کس را بلوغ بہ مبلغ اخلاق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نہ (شرح قصیدہ ہمزیہ صفحہ ۲۵ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

"بزرگوں اور پاکوں کی مدح میں اس عاشق کی بندش زبان قابل ملامت نہیں جس کو عشق کی سوزش پہنچی ہوئی ہو تو اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سخن کو ختم کرنا اور اس مدح کی ادائیگی سے عاجز آنا جو حضور کے لائق ہو دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ عشق خاموشی کا تقاضا کرتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ بزرگوں اور پاک لوگوں کی مدح کی کوئی انتہا نہیں کسی شخص کے

1۔ الصب العاشق

لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ حضور کے اخلاق کو پہنچے"۔

شاہ صاحب قصیدہ ہمزیہ اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وَاِنْ تَمْدَحْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَوْمًا ۔۔۔ فَحَاذِرْ اَنْ تُقَصِّرَ فِي الثَّنَاءِ

وَحَاشَا اَنْ تَقُوْلَ لَهُ الْمَعَالِيْ ۔۔۔ بِهٖ كُلُّ الْمَعَالِيْ وَالْعَلَاءِ

كَرِيْمٌ اِنْ تُجْمَعِ الْمَعَالِيْ ۔۔۔ تَرٰى فِيْ جَنْبِهٖ مِثْلَ الْهَبَاءِ

"واگر مدح کنی پیغامبر خدا را روزے پس احتیاط کن ازاں کہ تقصیر کنی در ثنائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا پناہ دہد ترا ازاں کہ گوئی آں حضرت را ست بلند قدریہا کہ ایں تقصیر ست در مدح وے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حق سخن آنست کہ بآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متقوم است بانواع بلند قدریہا مفصلاً وتمام بلند قدری مجملاً آں کریم است کہ اگر جمع شوند ہمہ بلند قدری ہا دیدہ شود۔ آں خوبی ہا در پہلوے آں حضرت ﷺ مانند غبار"۔ (ہمزیہ وشرح صفحہ ۲۹، ۳۰)

"اگر تو کسی دن حضور کی مدح کرے تو اس بات سے احتیاط کرنا کہ تعریف میں قصور نہ ہونے پائے خدا تعالیٰ تجھے اس بات سے پناہ دے کہ تو کہے حضور کے مراتب بلند ہیں کیونکہ یہ حضور کی تعریف میں قصور ہے بلکہ حق سخن یہ ہے کہ بلند قدری کی اقسام حضور سے متقوم ہیں مفصلاً اور تمام بلند قدری اجمالاً حضور ایسے کریم ہیں کہ اگر سب بلندی مراتب جمع ہوں وہ سب خوبیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مثل غبار نظر آئیں گی"۔

نیز شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں:۔

"حقیقت معالی متقوم بذات اوست صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس مدح کامل آں حضرت است[1] صلی اللہ علیہ وسلم کہ گوئیم در ذات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع شد اخلاق فاضلہ چناں کہ جمہور مادحان می گویند"۔

(شرح ہمزیہ صفحہ ۳۰، ۳۱)

نیز شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

وَآخِرُ مَا لِمَادِحِهٖ اِذَا جَاءَ ۔۔۔ اَحَسَّ الْعَجْزَ عَنْ نَحْوِ الثَّنَاءِ

(شرح قصیدہ ہمزیہ۔ صفحہ ۳۳)

1۔ ہم نے یہ نسخہ مطبوعہ راست ہے مناسب عبارت ایں است"۔ پس مدح کامل آں حضرت ﷺ ایں نیست ا ع ۱۲۔ نعیمی۔

"و آخر حاشیہ کہ ثابت است مادح آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم و تنگیٔ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا"۔

امام ابراہیم باجوری(1) فرماتے ہیں:

فَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ حَقِيْقَةَ وَصْفِهِ إِلَّا خَالِقُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(المواہب صفحہ ۱۹)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت وصف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔

امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:۔

وَلَا يَصِحُّ الْإِيْمَانُ إِلَّا بِتَحْقِيْقِ إِعْلَاءِ قَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْزِلَتِهِ عَلٰى قَدْرِ كُلِّ وَالِدٍ وَّ وَلَدٍ وَّمُحْسِنٍ وَّمُفْضِلٍ وَمَنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ هٰذَا وَاعْتَقَدَ مَا سِوَاهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ. "هٰذَا كَلَامُ الْقَاضِي"

(نووی شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۹)

"ایمان صحیح نہیں ہوتا مگر قدر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند کرنے سے اور ہر والد اور اولاد اور محسن اور مفضل کے قدر و مرتبہ پر آپ کی منزلت کے بلند کرنے سے جو اس بات کا معتقد نہ ہوا اور اس کے ماسوا کا اعتقاد رکھا وہ مومن نہیں"۔ (یہ قاضی عیاض کا کلام ہے)

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ الغفار (متولد ۵۳۰ھ متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں:۔

مہدی اسلام ہادی سبل ۔۔۔ مفتی غیب و امام جزو و کل

خواجۂ کو ہرچہ گویم بیش بود ۔۔۔ و ز ہمہ چیز از ہمہ در پیش بود

(منطق الطیر صفحہ ۱۵)

در پناہ اوست موجودے کہ ہست ۔۔۔ در رضائے اوست مقصودے کہ ہست

دعوتش فرمود بہر خاص و عام ۔۔۔ نعمت خود را بر او کردہ تمام

(منطق الطیر صفحہ ۱۷)

1۔ عطایائے الٰہی کہ در حق آں جناب از ابتدائے آفرینش روح مبارک ایشاں تا انتہائے دخول بہشت واقع شدہ و مے شود و خواہد شد بیرون از حیطہ قیاس وحد بیانست۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۳۱۸۔ زیر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى) یا خصوصیت ایشاں کہ بحسب مراتب باطنی بود انوار و تجلیات کہ روز بروز ترقی و تضاعف احوال و مقامات کہ ایشاں ایشاں را بہ طفیل اتباع ایشاں تا قیامت حاصل شدہ و مے شود و علوم و معارف کہ بر ایشاں فیضان نماید چہ حکم غیر متناہی دارد۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

وصفِ او در گفت چوں آید مرا ؎ چوں عرق از شرم خوں آید مرا

او فصیحِ عالم و من لال او ؎ کے توانم داد شرحِ حال او

وصفِ او کے لائقِ ایں ناکس ست ؎ واصفِ او خالقِ عالم بس است

انبیاء در وصفِ او حیران شدہ ؎ سر شناساں نیز سرگرداں شدہ

(منطق الطیر، صفحہ ۲۰)

شرف الحق والملۃ والدین مصلح الاسلام والمسلمین شیخ شرف الدین مصلح الدین سعدی شیرازی متوفی ۶۹۱ھ فرماتے ہیں:۔

در نعتِ او زبانِ فصاحت کجا رسد ؎ خود پیشِ آفتاب چہ رونق دہد سہا(1)

(کلیات سعدی، صفحہ ۱۳)

ندانم کدامیں سخن گویمت ؎ کہ والا تری زانچہ من گویمت

چہ وصفت کند سعدیؔ ناتمام ؎ علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(بوستان صفحہ ۱۰)

حضرت مولانا عارف عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی حنفی متولد ۸۱۷ھ متوفی ۸۹۸ھ فرماتے ہیں:

معراج

قدم زنگِ حدوث از جانِ او شست ؎ وجوب آلائشِ امکانِ او شست

یکے ماندہ ہم از قیدِ یکے پاک ؎ ز بسیاری بروں وز اندکے پاک

دیدہ آں چہ از دیدن بروں بود ؎ مپرس از ما ز کیفیت کہ چوں بود

نہ چندے گنجد آنجا و نہ چونے ؎ فرو بند از کمی لب وز فزونے

شنید آں گہ کلامے (2) بے آواز ؎ معانی در معانی راز با راز

نہ آگاہی ازو کام و زباں را ؎ نہ ہمراہی بدو نطق و بیاں را

ز درکش گوش جاں را با دو رحشت ؎ ز حرفش دست دل ناکوتہ انگشت

لباسِ فہم بر بالائے او تنگ ؎ سمندِ وہم در صحرائے او لنگ

ز گفتن برتر ست آں وز شنیدن ؎ زباں زیں گفتگو باید بریدن

منہ جامیؔ ز حدِ خود بروں پا ؎ دریں دریائے جاں فرسا بروں آ

1۔ نام ستارہ ۱۲ منہ ؎ 2۔ کلامِ نفسی۔ ۱۲ منہ

دریں مشہد زگویائی مزن دم　　سخن را ختم کن واللہ اعلم

(زلیخا صفحہ ۱۴۔۱۵)

"نعت سوم نبی از بعضی معجزات وے کہ از حدو عد متجاوز است ونطاق نطق از احاطۂ آں عاجز۔ صلی اللہ علیہ وسلم" (تحفۃ الاحرار صفحہ ۱۴)

حد ثنائش بجز خدا کہ شناسد　　من کہ و اندیشۂ ثنائے محمد

لیس کلامی یعنی بنعت کمالہ　　صل الٰہی علی النبی وآلہ

(کلیات جامی صفحہ ۱۴)

سلطان الہند حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ۔

از فلک بگذر کہ فوق العرش منزل گاہ اوست　　چوں کند عزم سفرایں خواجۂ عالی جناب

سر ما اوحی نگنجد در ضمیر جبرئیل　　کشف اسرار لدنی کے کند اُم الکتاب

در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال　　از خدا نبود جدا ہمچو شعاع از آفتاب

(دیوان خواجہ اجمیری صفحہ ۵)

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب شہید ملتانی متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں:۔

حسن چوں من بدل آگاہ دیدم　　محمد خود جمال اللہ دیدم

(دیوان حسن صفحہ ۲)

گرچہ پایانی ندارد نور تو　　اِجتَذِب قلبی الٰی ما تشتھی

(دیوان حسن صفحہ ۱۰)

در حضرت ایشاں نبود بار ملک را　　جبریل نہ شد واقف اسرار محمد

(دیوان حسن صفحہ ۴۳)

در وصف کمالات اہل عرفاں　　گفتند ہمہ کہ ماعرفناک

قدر تو فزوں زد سع اوہام　　مدح تو بروں ز حد ادراک

(دیوان حسن صفحہ ۹۹)

ذات حق با ہمہ صفات کمال　　ظاہر از مظہر رسول اللہ

کمال حسن ازل راست مظہر اعلیٰ　　جمال روئے نکوئے تو یا رسول اللہ

(دیوان حسن صفحہ ۱۰۷)

شیخ الاسلام الحق حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:۔

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو　　عقل عالم سے ورا ہو
کنز مکتوم ازل میں　　در مکنون خدا ہو
سب جہت کے دائرے میں　　شش جہت سے تم ورا ہو

(حدائق بخشش صفحہ ۴۹)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال　　محرم خلوت سرائے لایزال

(مثنوی تحفۃ العشاق، صفحہ ۵ کلیات امدادیہ)

کس سے ہووے نعت ختم المرسلین　　جز بذات پاک رب العالمین
ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں　　جس کا اک قطرہ ہے یہ کون ومکاں

(غذائے روح صفحہ ۲ کلیات امدادیہ)

محمد ہے ممدوح ذات خدا　　محمد کا ہو وصف کس سے ادا
محمد سا مخلوق میں کون ہے　　اسی کا طفیلی ہے یاں جون ہے

(جہاد اکبر صفحہ ۳ کلیات امدادیہ(1))

حضرت مولانا محمد یار فریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

محمد مصطفیٰ ثانی ندارد　　ندارد شان جسمانی ندارد
ظہورش حادث وذاتش قدیم است　　چو ممکن لوث امکانی ندارد
میان خالق و مخلوق سریست　　عجب شانے کہ پایانی ندارد

نیز فرمایا:

---

1 - الوال اشتما الصحیحۃ امت کے ہر ہر فرد کامل کی ہر ہر شان ... نبی کی شانوں کا پرتو ہوتی ہے اس لئے کہ نبی مجموعہ شیون ہوتا ہے جس کی جامع شان سے امت میں مختلف افرادی شانوں کا ظہور ہو ہے اور ہم جب امت کے اہل اللہ کے احوال وجیوں کا ادراک کرنے کی بھی پوری صلاحیت نہیں رکھتے تو کون ہے کہ شان رسالت ونبوت کی کیفیات واحوال کا تصور بھی کر سکے۔ پھر بھلا ان احوال وکیفیات کا جو قلب محمدی پر طاری ہوئیں بیان کر سکے اور وہ بھی احاطہ کی ساتھ تو بھلا کس کے بس کی بات ہے۔ ہم اس کی کیا تاب وطاقت رکھتے ہیں کہ احوال محمدی کی کنہ وحقیقت کا پتہ چلا کر اس کے مکنونات کو بیان میں کھول سکیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ہر شان شان الٰہی سے تجلی ہے اور اس کے تابع ہے۔ تو جو شخص کہ ساری شانوں سے واقف ہو وہی حضور کی بھی شانوں سے واقف ہو سکتا ہے اور کون ہے کہ جو شئون خداوندی کا احاطہ کر سکے۔ اس لئے کون ہے جو شان رسالت کو بیان کر سکے۔
(شان رسالت صفحہ ۹، ۱۰۔ قاری طیب مہتمم دیوبند ۱۲ فیضی غفی عنہ)

ز سر تا پا نور علی نور ‏ ‏ ‏ از انجا عقل عقلانی غدارد

(دیوان محمدی، صفحہ ۲۹)

از مقام مصطفیٰ پری اگر ‏ ‏ ‏ بر سر عرش خدا پائے نبی

(دیوان محمدی، صفحہ ۳۳)

نیز فرمایا:

مظہر حسن الٰہی الصلوٰۃ والسلام ‏ ‏ ‏ مظہر ذات کمائی الصلوٰۃ والسلام

(دیوان محمدی، صفحہ ۶۶)

نیز فرمایا:

کیا کہوں حیرت میں ہوں رتبہ رسول اللہ کا ‏ ‏ ‏ سب بڑوں سے ہے بڑا چھوٹا رسول اللہ کا

نعت خواں بلبل تو اب بس کر بیان مصطفیٰ ‏ ‏ ‏ تیرے لفظوں میں نہیں معنی رسول اللہ

(دیوان محمدی، صفحہ ۸۸)

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا ‏ ‏ ‏ اُستھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

حقیقت محمد والا حل معمہ ‏ ‏ ‏ نہ حل تھیا اینکوں حل کرا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی، صفحہ ۱۲۱)

حقیقت محمد والا حل معمہ ‏ ‏ ‏ نہ حل تھیا اینویں ہی وہندیں گذر گئی

(دیوان محمدی، صفحہ ۱۲۷)

اُستاذ العلماء، صاحب الوجد والبکاء، مشاہد سید الانبیاء العارف الکامل العلام الشیخ سیدی وسندی وہادی ومرشدی وو الدی حضرت قبلہ مولانا محمد شریف صاحب فیضی حضوری فرماتے ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

تواں در بلاغت بسحباں رسید ‏ ‏ ‏ نہ در کنہ بے چوں جاناں رسید

(شعر سعدی بتغیر ما)

جتنا کسی نے تیری بڑھ چڑھ کے وصف کی ہے

سچ ہے کہ اب تک اس میں بے شک رہی کمی ہے(۱)

---

1. القول شعرا للحجۃ، نانوتوی صاحب نے کہا ہے

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی ‏ ‏ ‏ کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کو ہو پیار

کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی ‏ ‏ ‏ کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اوّلاً یہ خیال تھا کہ وہ تین آئمہ کے وہ چند اقوال ذکر کروں گا جن میں انہوں نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف میں مبالغہ کرو جتنا کرو کم ہے ہم سے حضور کی تعریف کماحقہ نہیں ہو سکتی لیکن شوق و محبت سے اتنا طویل رسالہ ہو گیا ابھی سمندر سے ایک قطرہ بیان نہیں ہوا دفتر کے دفتر سامنے موجود ہیں رسالہ طویل ہونے کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ بھلا اس محبوب رب کی تعریف کوئی کیسے کر سکتا ہے جس کا نام مُحَمَّدٌ (یعنی بار بار تعریف کیا ہوا) ہو۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۹ تا ۶۳ نقلاعن الجمن) (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ نیز دیکھو زرقانی بحث اسماء وحاشیہ جمع الوسائل۔ نسیم الریاض وشرح قاری الشفا باب اسماء مطالع المسرات نووی شرح مسلم مسک الختام)

جن کا مقام محمود (یعنی تعریف کیا ہوا) جس کے ہاتھ میں لواء الحمد یعنی تعریف کا جھنڈا۔ اب جس کے اوپر حمد، قدم کے نیچے حمد، خود سراپا محمد۔ اب اس کی تعریف کیسے ہو سکتی ہے۔ مسلمانو! جس کی ہمیشہ ہمیشہ خدا تعریف کرے اس کی اور کوئی کیسے تعریف کر سکتا ہے؟

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

"اللہ اور اُس کے سارے فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں"۔

رب کا درود کیا ہے؟ سنو: قال ابو العالیة صلوة اللّٰه ثناء ہ علیه عند الملائکة (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۷، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر مکی صفحہ ۱۶)

"حضرت ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ کا درود یہ ہے ملائکہ کے سامنے حضور کی تعریف کرنا"۔

تو اب ہم کیسے کماحقہ حضور کی تعریف کر سکتے ہیں"۔

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

مذکورہ عبارات کے لکھتے وقت خیال آیا کہ حضور کے کچھ معجزات اور بعض خصائص ذکر کروں تا کہ مقام رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام واضح و ممتاز ہو لیکن اب رسالہ طویل ہو چکا ہے اب معجزات کا ذکر تو نہیں کرتا اگر خدا نے توفیق بخشی تو معجزات میں علیحدہ رسالہ لکھوں گا فی الحال بعض کتابوں کے نام بتا دیتا ہوں جو چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔

دلائل النبوۃ بیہقی و ابی نعیم۔ شفا شریف قاضی عیاض، مواہب لدنیہ قسطلانی خصائص کبریٰ سیوطی،

(بقیہ صفحہ گزشتہ)
چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
جہاں کہ چلتے ہوں پر عقل کل کے بھی جل کر گیا گئی ہے جان جو پہنچیں وہاں بہ سے آثار

مدارج النبوۃ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی۔ جواہر البحار نبہانی۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین نبہانی۔ کلام مبین فی معجزات سید المرسلین قاضی عنایت احمد کاکوروی صاحب، صاحب علم الصیغہ۔ جامع معجزات وغیرہا۔ چند خصائص ضرور ذکر کرتا ہوں ازالۂ شبہات اور لطیفہ کے بعد دوسرا باب مکمل ذکر خصائص میں ہے۔

شبہات اور ان کا قلع قمع

سوال نمبر ۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ (النساء: ۱۷۱ اور مائدہ: ۷۷)

''اے کتاب والو! اپنے دین میں غلو نہ کرو''۔

ان آیتوں میں غلو کی نہی ہے۔

جواب: ان آیات میں ندا و خطاب یہود اور نصاریٰ دونوں کو ہے چنانچہ قاضی بیضاوی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

(يَاَهْلَ الْكِتٰبِ ...) الخطاب للفريقين غلت اليهود في حط عيسى عليه الصلوة والسلام حتى رموه بانه ولد من غير رشدة والنصارىٰ في رفعه حتى اتخذوه إلٰها

(تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل صفحہ ۱۰۶ مصر)

''یعنی يَاَهْلَ الْكِتٰبِ الخ والا خطاب یہود و نصاریٰ دونوں کو ہے یہود کا غلو تو یہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرتے ہوئے ان کو ولد الزنا کہتے اور مانتے ہیں (نعوذ باللہ) اور نصاریٰ کا غلو یہ ہے کہ انہیں معبود ٹھہراتے ہیں''۔

ونحوہ فی صفحہ ۱۳۲، تفسیر ابو سعود جلد ۳، صفحہ ۲۳۴۔ تفسیر مفاتیح الغیب جلد ۳، صفحہ ۹۲۵۔ تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۲۱۹۔ تفسیر خازن جلد ۱۔ صفحہ ۲۱۹، ۴۷۷۔ تفسیر روح البیان جلد ۲۔ صفحہ ۸۲۔ تفسیر جلالین صفحہ ۱۰۵ تفسیر صاوی جلد ۱۔ صفحہ ۲۵۹، ۲۲۶۔ تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۴۷۹ و جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱۔

لفظ غلو زیادتی اور کمی دونوں میں مستعمل ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ نے لکھا ہے:۔

الغلو التجاوز عن الحد بالافراط او التفريط تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ ونحوه في تفسير ابي السعود على هامش الكبير جلد ۳ صفحہ ۵۰۲

ان دونوں چیزوں کو ذہن نشین کرنے کے بعد ان آیات کا مطلب یہ ہوا: اے یہودیو! نبی اللہ کی توہین تنقیص کر کے غلو نہ کرو اور اے نصرانیو! نبی اللہ کی تعریف میں حد سے بڑھ کر انہیں خدا یا خدا کا بیٹا، یا خدا کا تیسرا حصہ کہہ کر غلو نہ کرو اور یہی تو اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی اللہ کی توہین و کمی کر کے غلو کرنا بھی

ممنوع ہے جیسا کہ نبی اللہ کی تعریف میں ایسی زیادتی والا غلو ممنوع ہے کہ نبی اللہ کو اللہ کہا جائے یا اللہ تعالیٰ کا جز یا شریک کہا جائے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی) بس یہی غلو ممنوع ہے کہ ان کو خدا یا خدا کا شریک یا خدا کا جز یا بیٹا کہا جائے یا اتحاد و حلول کا قول کیا جائے۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ۔ اس کے علاوہ ان کی تعریف میں جتنا بظاہر غلو و مبالغہ کیا جائے وہ در حقیقت نہ غلو ہے نہ مبالغہ، بلکہ وہ جائز ہے اور ہم اس کے مامور ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۶۶ میں لکھا ہے کہ:۔

"مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو وہی محمد ہوں بیٹا عبداللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول"۔

جواب نمبر ۱: صاحب تقویۃ الایمان نے مسئلہ امکان (وقوع) کذب باری تعالیٰ والے اپنے غلط عقیدہ کو سامنے رکھ کر دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے باب المفاخرہ میں یہ حدیث موجود نہیں اگر کسی میں ہمت ہے تو اس میں دکھاوے۔

جواب نمبر ۲۔ برتقدیر ثبوت حدیث مذکور ہم مانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابن عبداللہ ہیں، رسول اللہ ہیں عبداللہ ہیں، حضور اللہ نہیں اللہ کا جز و شریک و حصہ نہیں اور جتنا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے ہم اس سے انہیں نہیں بڑھاتے اگر اس مرتبہ سے بڑھاتے تو حضور کو خدا کہتے باقی یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جتنا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے ہم سب مل کے اس کے احاطہ اور ادراک اور شمار اور بیان سے عاجز ہیں حضور سے الوہیت کی نفی کرتے ہوئے جتنا مبالغہ اور غلو سے حضور کی تعریف کریں ان کو ان کے موہوبہ مرتبہ سے بڑھانا تو درکنار کا حق، موہوبہ مرتبہ کا بیان بھی نہ ہو سکے گا (1)۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو ہر خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔ ترجمہ تھانوی صاحب) فرما کر جتنی چیزیں حضور کو عطا کر دینے کی خبر دی ہے ان کو شمار کر دے۔

سوال نمبر ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا، و تعریف و تعظیم میں مبالغہ نا جائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبداللہ ورسولہ (2) "مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا سوائے اس کے نہیں کہ

1۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث اور اقوال آئمہ سے گزر رہے۔

2۔ متفق علیہ (فیل فیہ تامل ۱۲ مرقات) مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۷ باب المفاخرۃ شمائل ترمذی صفحہ ۲۳، بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۰، جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۰۹، ۱۲ فیضی

میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں"۔

اس شبہ کے متعدد جوابات ہیں، بعض الزامی اور بعض تحقیقی ہیں۔ فتدبر

جواب نمبر ۱۔ جب اللہ تعالیٰ کے لاریبی کلام قرآن شریف میں یہ حکم خداوندی آچکا وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرو) علاوہ ازیں اور بہت سی آیات اس موضوع پر پیش ہوئیں اور ہمارا اصل مدعا آیات قرآنیہ سے ثابت ہے، احادیث و آثار و اقوال بزرگ تو بطور شاہد پیش ہوئے تو قرآن شریف کے مقابلہ میں حدیث کو پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ خبر واحد کتنا اعلیٰ درجہ کی صحیح ثابت ہو جائے تو نہایت کار یہ ہے کہ وہ ظنی دلیل ہے، مفید گمان ہے مفید علم نہیں، اس سے عقائد قطعیہ ضروریہ کا ثابت کرنا اجتہاد جدید کی جہالت ہے۔ ہمارا مسئلہ کہ مبالغہ سے حضور کی تعظیم و توقیر ہو، صاف قرآن شریف سے ثابت ہے، ہمارے مولیٰ حاکم مطلق کا ضروری حکم ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اس حدیث کی سند میں (بروایت حمیدی (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۰، بروایت احمد بن منیع وسعید بن عبدالرحمٰن مخزومی، شمائل صفحہ ۲۲) سفیان بن عیینہ ہے۔ آخر عمر میں ان کا حافظہ تبدیل ہو گیا تھا۔ (تقریب جلد ۱ صفحہ ۳۱۲) تو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حدیث انہوں نے آخر عمر سے قبل بیان کی ہے احتجاج موقوف ہے۔

جواب نمبر ۳۔ نیز سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ مدلس ہے (کوثر النبی صفحہ ۳۰، تقریب جلد ۱ صفحہ ۳۱۲) ابن حزم[۱] نے کہا کہ ہم سفیان بن عیینہ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ سفیان نے کہا عن الزھری، سائل نے کہا کیا تجھ سے زہری نے بیان کیا؟ سفیان خاموش ہو گئے۔ پھر کہا قال الزھری۔ تو اس سے کہا گیا کیا تو نے یہ روایت زہری سے سنی تو سفیان نے جواب دیا کہ نہ میں نے زہری سے اور نہ اس سے جس نے زہری سے سنا۔ (کوثر النبی صفحہ ۳۰) خیال رہے کہ اس حدیث کو بھی سفیان زہری سے روایت کر رہے ہیں۔ اور تدلیس اتنا سخت عیب ہے کہ شعبہ نے فرمایا کہ تدلیس جھوٹ کا بھائی ہے اور فرمایا کہ مجھے تدلیس زنا سے زیادہ مبغوض ہے، سلیمان نے فرمایا کہ مدلس اور مفتری، کذاب کا ایک ساتھ حشر ہو گا۔

المدلّس مجروح مردود الرواية مطلقاً عند قوم

(کوثر النبی صفحہ ۳۰)

"محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک مدلس مجروح ہے مطلقاً اس کی روایت مردود ہے"۔

۱۔ اگر یہ ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ ہے تو پھر سفیان متوفی ۱۹۸ھ کا ہمزمان ہونا محل نظر ہے۔ اگر کوئی اور ہے مثلاً ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم متوفی ۱۲۰ھ تو پھر فلا اشکال ۱۲ فیضی۔

جواب نمبر ۴۔ نیز اس حدیث کی سند میں (فی روایۃ عبدالعزیز بن عبداللہ بخاری صفحہ ۱۰۰۹) ابراہیم بن سعد ہے جس میں کلام کی گئی ہے (تقریب جلد ۱، صفحہ ۳۵) امام محدث یحییٰ بن سعید کے نزدیک یہ ضعیف ہے (ہدی الساری لابن حجر جلد ۲، صفحہ ۱۱۴)

جواب نمبر ۵۔ یہ حدیث معنعن ہے۔ امام مسلم کے نزدیک ہم عصر ہونا شرط ہے۔ امام بخاری و علی بن مدینی کے نزدیک ہم عصر ہونے کے ساتھ ملاقات بھی شرط ہے۔ حضرت ابو مظفر سمعانی کے نزدیک تو طول صحبت شرط ہے۔ ابو عمر دوانی نے کہا اس کا معروف الروایہ ہونا واجب و ضروری ہے۔ بعض محدثین کے نزدیک تو جب تک اتصال بیان نہ ہو حدیث منقطع ہے۔

(کوثر النبی صفحہ ۲۳ و نووی شرح مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۱)

اذا امکن التلاقی ولم یثبت فانه لا یغلب علی الظن الاتصال فلایجوز الحمل علی الاتصال ولیصیر کالمجهول فان روایته مردودة لا للقطع بکذبه او ضعفه بل للشک فی حاله (نووی شرح مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۱) وذهب بعض اهل العلم انه لا یحتج بالمعنعن مطلقاً لاحتمال الانقطاع۔ (نووی جلد ۱، صفحہ ۲۱)

ہمارے امام امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو صحت حدیث کی شرائط سے یہ شرط بھی ہے کہ محدث کے منہ سے سنے، پھر اُسے یاد کرلے یا پھر بیان کرے ورنہ نہیں۔

عن ابی حنیفة انه قال لا یحل للرجل ان یروی الحدیث الا اذا سمعه من فم المحدث فیحفظهٗ ثم یحدث به" اخرجه الحاکم النیشابوری فی المدخل صفحه ۱۵۔

معترض جب تک مذکورہ چیزیں نہ بیان کرے اس وقت تک اس کا استدلال تمام نہیں۔ اگر کوئی کہے یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اور اس کی سب حدیثیں صحیح قابل احتجاج و استدلال ہیں اور صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ دعویٰ نہ آیت قرآنی سے ثابت ہے نہ صحیح حدیث نبوی سے، نہ اجماع اُمت سے۔ اگر ان سے ثابت ہے تو هل من مبارز۔ بخاری پرستوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دعویٰ کرنے والے بعض محدثین غیر معصوم انسان ہیں اور صحیح بخاری کی بعض احادیث پر جرح طعن کرنے والے اور اس کے راویوں کو مجروح کہنے والے بھی ائمہ حدیث ہی ہیں جو اس کی تفصیل دیکھنا چاہے وہ فقیر کی تقلید والی کتاب دیکھے دماغ ٹھکانے لگ جائے گا۔

مذکورہ بالا جرح نقل کرنے کے بعد کہتا ہوں: آمنا بکل ما جاء به محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ اس جواب کا اکثر حصہ معترضین کے ذوق کے مطابق ہے۔ "طابق النعل بالنعل" تاکہ ان حضرات کو پتہ چلے کہ "جیسی کرنی ویسی بھرنی" وہ لوگ بغض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آکر شان و مناقب و فضائل سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کو بلا تحقیق بیک جنبش قلم، موضوع و ضعیف گردانتے ہیں اور فضائل میں وارد ہونے والی مستند ضعیفوں کو موضوع پکار اٹھتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے   پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

جواب نمبر ۶۔ اگر اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو معترض نے پیش کیا تو اتنے صحابہ کرام اور آئمہ عظام جنہوں نے فرمایا کہ کماحقہ حضور کی تعریف نہیں ہو سکتی، آپ کی تعریف میں مبالغہ کرو، جتنا مبالغہ اور غلو سے کرو گے، وہ کم ہے۔ کیا یہ حضرات اس حدیث سے بے خبر تھے

جواب نمبر ۷:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تواضعاً فرمایا۔ خصوصاً آخری جملہ (یعنی جلد ۱۶ صفحہ ۷۳) شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۷، نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۹۸)

شمائل میں اس کا ترجمۃ الباب بین شاہد ہے اگرچہ ہر کمال غیر متناہی بمعنی لاتقف عند حد و الا عبدہ ورسولہ میں ہے۔ فافہم

جواب نمبر ۸۔ اس حدیث میں مطلقاً مبالغہ اور اطراء کی نفی نہیں بلکہ ایسے مبالغہ کی نفی ہے جو نصاریٰ کے مبالغہ کی طرح ہو یعنی عبداللہ کو یعنی اللہ یا ابن اللہ یا اللہ تعالیٰ کا تیسرا جز وغیرہ کہنا جو عبد کی عبدیت کا انکار کر کے اس کو معبود کہنا اور سمجھنا ہے۔ مخلوق کو خالق، حادث کو قدیم، ممکن کو واجب کہنا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور اہل سنت و جماعت علی الاعلان کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق نہیں، معبود نہیں، اللہ نہیں، اللہ کا جز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عبد مقرب اور اس کے پیارے رسول و محبوب ہیں اور آپ کے لئے ہر وصف کمال جو ممکن ہے وہ ثابت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس عبدیت کا اقرار کرتے ہوئے اور آپ سے الوہیت کا انتفاء کرتے ہوئے آپ کی جتنی تعریف کرو، تعظیم میں غلو کرو، ثناء میں بزعم خود جتنا تجاوز کرو، مبالغہ کرو، وہ در حقیقت مبالغہ نہ ہوگا تجاوز عن الحد نہ ہوگا، ایسی مدح کے بعد بھی مقام رسول اس سے بے شمار مراتب وراء الوریٰ ہے۔

شیخ المحدثین سید المحققین شاہ محمد عبدالحق محدث محقق مدقق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:۔

واطراء ومبالغہ بمدح آں حضرت راہ ندارد و ہر وصف کمال کہ اثبات کنند و ہر کمالے کہ مدح گویند

از رتبہ او قاصر است الا اثبات صفت الوہیت کہ درست نباید۔ بیت

مخواں او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دین
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش انشا کن

درحقیقت ہیچ کیے جز خدا حقیقت او را ندانند و ثنائے او کما ینبغی نتوانند گفت زیرا کہ او را
چنانچہ اوست ہیچ کس جز خدا نشناسد چنانکہ خدا را چوں او کس نشناخت صلی اللہ
علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۹۳۔۹۴)

"اطراء اور مبالغہ کو حضور کی تعریف میں راستہ نہیں ملتا، حضور کے لئے جو وصف کمال ثابت کریں اور
جس کمال سے آپ کی تعریف کریں، آپ کے رتبہ سے قاصر ہے مگر صفت الوہیت وہ نامناسب ہے۔
"امر شرعی و حفاظت دین کے سبب آپ کو خدا نہ کہنا۔ اس کے علاوہ جو وصف تو چاہے آپ کی تعریف
میں بیان کرنا"

حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حضور کی حقیقت کو نہیں جانتا اور نہ کوئی حضور کی تعریف کر سکتا ہے اس
لئے کہ حضور کو جیسے کہ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا، جیسا کہ خدا کو حضور کی طرح کسی نے نہ
پہچانا"۔

اسی حدیث کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

(لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم) ای مثل اطرائهم ایاه
مفهومه ان اطراءه من غیر جنس اطرائهم جائز ولله در صاحب
البردة حیث قال

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیهم   واحکم بما شئت مدحاً فیه واحتکم

(فانما انا عبده) ای الخاص فی مقام الاختصاص وهو فی
الحقیقة افضل مدح عند الفاضل الکامل

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴، صفحہ ۶۵۶۔۶۵۷)

"اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ
السلام کو بڑھایا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ایسا بڑھانا جو نصاریٰ کے بڑھانے کی
جنس سے نہ ہو تو وہ بڑھانا جائز ہے اللہ تعالیٰ جزا دے صاحب قصیدہ بردہ کو کیا خوب فرمایا:
"صرف وہ بات نہ کہنا جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہی، اس کے علاوہ جو چاہے آپ

کی تعریف میں بیان کرو اور مبالغہ سے بچو"۔

سوائے اس کے کہ تم کہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا مقام اختصاص میں خاص بندہ ہوں حقیقت میں فاضل کامل کے نزدیک یہ بہترین مدح ہے"۔

نیز علامہ علی قاری حنفی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وفيه اشعار بان ماعدا نعت الالوهية ووصف الربوبية يجوز ان يطلق عليه صلى الله عليه وسلم والى هذه الزبدة اشار صاحب البردة بقوله

دع ما ادعته النصارى في نبيهم ۔۔۔ واحكم بما شئت مدحاً فيه واحتكم

هذا وقوله انما انا(1) عبدالله لقصر القلب اى لست شيئا مما قالت النصارى او القصر فيه اضافى فلا ينافى ان له اوصافا من الكمال غير العبودية والرسالة منها انه سيد ولد آدم والله تعالى اعلم وما احسن قول ابن الفارض ؎

ارى كل مدح فى النبى مقصرا ۔۔۔ وان بالغ المثنى عليه واكثرا

اذا الله اثنى بالذى هو اهله ۔۔۔ عليه فما مقدار ما يمدح الورى

ولقد احسن من قال من ارباب الحال ۔۔۔ ما ان مدحت محمدا بمقالتى

بل قد مدحت مقالتى بمحمد

قول ويكفى فى مدحه صلى الله عليه وسلم اجمالاً انه محمد يحمده الاوّلون والآخرون وانه احمد من حمد واحمد من حمد وله المقام المحمود واللواء الممدود والحوض المورود والشفاعة العظمى فى يوم مشهود وآدم ومن دونه تحت لوائه فلا يستغنى احد عن حمده وثنائه ثم هذا الحديث من باب تواضعه حيث اقتصر امره على مجرد الرسالة والعبودية نظرا الى كمال نعوت ربه من الالوهية والربوبية فهو ليس من قبيل التنزل عمن هو دونه بل من باب تعظيم من فوقه۔

(جمع الوسائل لعلی القاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

1۔ حاشیہ شرح الشمائل للمناوی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ حاشیہ

''اور اس حدیث میں اس بات کی طرف آگاہ کرتا ہے کہ نعت الوہیت اور وصف ربوبیت کے علاوہ ہر مدحیہ اطرائیہ چیز کا اطلاق حضور پر جائز ہے اور اسی چیدہ برگزیدہ خلاصہ کی طرف صاحب قصیدہ بردہ نے اپنے اس شعر دع ما ادعتہ میں اشارہ کیا ہے، اس کو خوب یاد رکھنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول انما انا عبد اللہ قصر قلب کے لئے ہے یعنی نصاریٰ نے جو کچھ کہا ان سے میں کچھ نہیں (نہ اللہ نہ ابن اللہ نہ ثالث ثلاثہ) یا اس میں قصر اضافی ہے تو یہ اس بات کے منافی نہیں کہ حضور کے لئے عبودیت اور رسالت کے علاوہ اور اوصاف کمال ثابت ہیں جیسے ان سے یہ کہ حضور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ابن الفارض نے کیا اچھا کہا۔

میں ہر مدح کو حضور ﷺ کے حق میں کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور زیادہ بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تعریف کی ہے جس کے حضور ﷺ اہل تھے۔ تو اب مخلوق کی تعریف کس قطار و شمار میں اور ار باب حال سے۔ جس نے یہ کہا اس نے بھی اچھا کہا میں اپنے مدحیہ کلمات سے حضور کی تعریف نہیں کرتا بلکہ حضور کے نام نامی اسم گرامی سے اپنے کلمات کی مدح کرتا ہوں، میں کہتا ہوں اتنا لا حضور کی مدح میں اتنا کافی ہے کہ آپ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، اگلے اور پچھلے آپ کی مدح کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ آپ حمد سے احمد ہیں ہر حمد کرنے والے کی نسبت اور آپ احمد ہیں ہر حمد کئے ہوئے کی نسبت حضور کے لئے ہی مقام محمود ہے اور حمد کا جھنڈا ہے اور قیامت میں حوض کوثر اور شفاعت عظمیٰ آپ کے لئے ہے، حضرت آدم اور غیر آدم سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے کوئی آپ کی تعریف سے مستغنی نہ ہوگا پھر یہ حدیث باب تواضع سے ہے اس حیثیت سے کہ حضور نے اپنے معاملہ کو محض رسالت اور عبودیت پر بند کیا، اپنے رب کے کمال نعوت الوہیت اور ربوبیت کی طرف نظر کرتے ہوئے یا اپنے سے نیچے سے تنزل کے قبیل سے نہیں بلکہ اپنے سے اوپر والے کی تعظیم کے باب سے ہے''۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال ابن التین معنی قولہ لا تطرونی لاتمدحونی کمدح النصاری حتی غلا بعضھم فی عیسی فجعلہ الٰھا مع اللہ و بعضھم ادعی انہ ھو اللہ وبعضھم ابن اللہ۔

(فتح الباری جلد ۱، صفحہ ۱۲۴)

"ابن تین نے فرمایا لاتطرونی کا معنی یہ ہے کہ میری مدح نصاریٰ کی مدح کی طرح نہ کرنا بعض نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ غلو کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ ان کو بھی خدا مانا اور بعض نے کہا کہ وہی اللہ ہیں اور بعض نے کہا ابن اللہ ہیں"۔

ان کے گھر کی گواہی

قوله لاتطرونی كما اطرت النصارىٰ عيسىٰ ابن مريم الخ فالحديث لم يشدد فيه تشديد القرآن وعد قولهم من باب الاطراء فقط لامكان التاويل فيه بادعاء وحدة الوجود اوغيره (فائدة) واعلم انه لا حجر في وحدة الوجود فيمكن ان يكو ن كذلك (فیض الباری الکشمیری الدیوبندی جلد ۳ صفحہ ۴۲)(1)

قال الامام البوصیری دع ماادعته النصارىٰ...... الخ...... ناطق بغم والاطراء الذى نهى عنه صلى الله عليه وسلّم هو ان يدعو الالوهية فيه كما ادعاها النصارىٰ فى المسيح عليه السّلام ولذلك قال صلى الله عليه وسلّم لا تطرونى كما اطرت النصارىٰ ابن مريم عيسىٰ ولم يوجد احد ادعى فيه الالوهية صلى الله عليه وسلّم مع كمال فضائله وكثرة معجزاته الى الغاية التى لم توجد فى احد من خلق الله تعالىٰ حماية من الله له

(جواہرالبحار شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ من جواہرالزرقانی)

"حضور کا قول لاتطرونی الخ حدیث میں قرآن جیسی تشدید (سختی) نہیں اور ان کے قول کو صرف باب اطراء سے شمار کیا کیونکہ اس میں تاویل ممکن ہے وحدۃ الوجود وغیرہ کا دعویٰ کرکے"۔

فائدہ۔ یقین کر کہ وحدۃ الوجود (کے قول کرنے) میں کوئی رکاوٹ نہیں تو ممکن ہے کہ ایسے ہو۔

امام بوصیری نے فرمایا۔

دع ماادعتہ الخ اور وہ اطراء (مبالغہ) جس سے حضور نے روکا وہ یہ ہے کہ حضور میں الوہیت کا

1۔ جو دیکھیں اتنے کمالوں پر تیری یکتائی ۔ ہے کسی کو نہ وحدت وجود کا انکار
(قصائد قاسمی صفحہ ۴ نانوتوی صاحب)

دعویٰ کرے جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام میں کیا تھا اسی لئے حضور نے فرمایا کہ مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بڑھایا اور ایسا کوئی نہ پایا گیا کہ حضور کے کمال فضائل اور اتنے معجزات کثیرہ جو مخلوق سے کسی میں نہ پائے گئے، کے باوجود جس نے حضور ﷺ کو خدا کہا ہو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمایت ہے، تائید ایزدی ہے"۔

لطیفہ

جب یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضور سید عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتعریف میں غلو درحقیقت یہ ہے کہ حضور کے لئے صفت الوہیت ثابت کی جائے اور صرف یہی غلو ممنوع ہے، اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وتعظیم میں جتنا مبالغہ ہو، جتنا غلو ہو، وہ غلو ومبالغہ بحکم خدا جل جلالہ، وبفرمان سید الانبیاء وبارشادات صحابہ وائمہ واولیاء وعلماء موجب قرب خداوندی ہے اور باعث برکت وسبب ثواب ہے، ایسا غلو اگرچہ کتنا ہی سخت ہو، وہ درحقیقت غلو نہیں بلکہ صورۃً غلو ہے اور حقیقۃً قصور ہے مقام سید عالم کا کروڑواں حصہ بھی نہیں، باوجود اتنی وضاحت اور صراحت کے پھر بھی دشمنان نبوت وگستاخان بارگاہ رسالت عاشقان نبوت ومداحان رسالت کے حق میں غالی کا لفظ استعمال کرتے ہیں چلو اب ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے اللہ ہمیں غالی کہا جاتا ہے بطفیل سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں حقیقۃً اپنے ہاں غالی کر اور ہم جب مریں تو تیرے نزدیک غالی ہوں اور اٹھیں تو بھی غالی ہوں۔ اس معنی سے غالی ہوں، جس معنی سے حضور نے اپنے عاشق کو غالی فرمایا۔ سنئے!
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عاشق کو غالی فرمایا:۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد دیہاتی جس کا نام زاہر تھا دیہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ہدایا، تحفے، نذریں پیش کیا کرتا تھا اور جب وہ شخص واپس جانے کا ارادہ کرتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو شہری اشیاء وسامان عطا فرماتے تھے، حضور نے فرمایا زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پیار تھا حالانکہ وہ حضرت زاہر بظاہر حسین نہ تھے۔ ایک دن وہی زاہر اپنا سامان بیچ رہے تھے کہ اچانک حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے پیچھے سے اس سے معانقہ کیا اور اس کی آنکھوں پہ ید اللّٰہی (۱) ہاتھ رکھ دیئے وہ دیکھ نہ سکا کہ کون ہیں تو وہ کہنے لگا کون ہے مجھے چھوڑ دے۔ (کون ہے مجھے چھوڑ دے) جب اس زاہر نے توجہ کی تو تاڑ گیا کہ محبوب رب کی ذات بابرکات ہے۔ جب اسے

۱۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں (جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری کے مرشد ہیں) نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے متعلق کہا۔ "سر انگشت ید اللّٰہی امیر المومنین حیدر" (مکتوبات صفحہ ۸۰۔ ۱۲) فیضی غفرلہ

معلوم ہوا کہ حضور ہیں تو (تبرک و لذت حاصل کرنے کی غرض سے) اپنی پیٹھ حضور کے سینے، وحی کے گنجینے سے جدا نہ کرے تو حضور نے اس کی نیلامی شروع کر دی حضور نے فرمایا اس غلام کو کون خرید کرتا ہے؟ تو زاہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ نے مجھے بیچا تو اللہ کی قسم مجھے کم قیمت (کھوٹا) پاؤ گے (بوجہ حسین الصورت نہ ہونے کے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس پیارے سے فرمایا کہ تو عند اللہ کم قیمت نہیں بلکہ تو عند اللہ غالی[1] (بھاری قیمت والا) ہے"۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۷)

مسلمانو! سنیو، دعا کرو کہ اس زاہر پیارے کے صدقے میں ہم بھی عند اللہ غالی ہوں۔ اب دشمن سید عالم ﷺ کو مرتب ہمیں کہے کوئی حرج نہیں۔

اے سنیو! حضور کی تعریف و تعظیم میں غلو و مبالغہ کرو کیونکہ یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے اور پیچھے گزرا کہ کل غلو فی حقہ تقصیر، ہر غلو حضور کی شان میں تقصیر ہے، جتنا غلو کرو تھوڑا ہے، ہم محبوب رب کے حق میں غلو کریں گے تو عند اللہ غالی ہوں گے۔

1۔ انت عند اللہ غال۔ ۱۲ الفیضی غفرلہ

باب دوم

میرے آقا و مولیٰ نبی کریم رؤف و رحیم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعض خصائص و فضائل

میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کو علماء اہل سنت نے آٹھ قسموں میں تقسیم کیا۔ اور اُن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱)۔وہ خصائص جو دنیا میں حضور ﷺ کی ذات میں موجود تھے۔

(۲) وہ خصائص جو دار دنیا میں حضور ﷺ کی شریعت اور اُمت میں ہیں۔

(۳) وہ خصائص جو آخرت میں حضور ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۴) وہ خصائص جو آخرت میں حضور ﷺ کی اُمت کے ساتھ خاص ہیں۔

(۵) جو واجبات حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، بعض میں دیگر انبیاء علیہم السلام بھی شریک ہیں۔

(۶) حضور ﷺ کی تکریم و تعظیم کے لئے جو چیزیں خاص حضور ﷺ پر حرام ہیں۔

(۷) جو مباحات حضور سے خاص ہیں۔

(۸) جن کرامات و فضائل سے حضور مختص ہیں۔

یہ تقسیم اور جو خصائص کشف الغمہ سے نقل ہوں گے، عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۴۳ میں سیدنا و شیخنا و شیخ مشائخنا خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے منقول ہیں، فقیر ان آٹھ قسم کے خصائص میں سے بعض خصائص کا ذکر کرے گا، مولیٰ کریم توفیق عطا فرمائے۔

فائدہ۔ خیال رہے کہ امام سیوطی اور امام شعرانی رحمہما اللہ ہر دو فریق یعنی علماء اہل سنت اور فریق مخالف (جو دن رات بے عیب حضور کی طرف نقص و عیب کو منسوب کرتے ہیں) کے نزدیک مسلم پیشوا مقتداء و امام ہیں، مزید اطمینان کے لئے فریق مخالف کے مسلم پیشوا یعنی محمد انور کشمیری دیوبندی کی گواہی پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو:۔

نقل عن السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ انہ رآہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنین و عشرین مرۃ وسألہ عن احادیث لم صححھا بعد تصحیحہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۲۰۴)

"امام سیوطی سے نقل کیا گیا کہ آپ ﷺ نے بائیس مرتبہ جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور ﷺ سے بہت سی حدیثوں کے متعلق پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی حدیث ہے یا نہیں؟ حضور کے صحیح فرمانے کے بعد امام سیوطی نے ان احادیث کی تصحیح کی"۔

یہ کشمیری صاحب کا وہم ہے یا قوت حافظہ کا زور ہے کہ ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا حالانکہ امام سیوطی نے بوقت ضرورت جب اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کیا تو ۷۵ مرتبہ دیکھنے کی بات کی، خدا جانے اس اظہار کے بعد کتنی مرتبہ کرم ہوا"۔

ملاحظہ ہو عارف صمدانی قطب ربانی امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب المیزان جلد ۱ صفحہ ۴۴ پر رقم طراز ہیں:

رایت ورقة بخط الشیخ جلال الدین السیوطی عند احد اصحابه وهو الشیخ عبدالقادر الشاذلی مراسلة لشخص سأله فی شفاعة عند السلطان قایتبای رحمه الله تعالیٰ اعلم یا اخی اننی قد اجتمعت برسول الله صلی الله علیه وسلم الی وقتی هذا خمسا وسبعین مرة یقظة ومشافهة ولو لا خوفی من احتجابه صلی الله علیه وسلم عنی بسبب دخولی للولاة لطلعت القلعة وشفعت فیک عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثه صلی الله علیه وسلم واحتاج الیه فی تصحیح الاحادیث التی ضعفها المحدثون من طریقهم ولا شک ان نفع ذلک ارجح من نفعک.

"امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام سیوطی کے خط کا ایک ورق ان کے اصحاب میں سے ایک صاحب یعنی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا جو مراسلہ تھا اس شخص کے لئے جس نے آپ سے بادشاہ قایتبای کے پاس سفارش کا سوال کیا تھا (وہ مراسلہ جوابیہ بدیں مضمون تھا) جان لے اے بھائی کہ اس وقت تک میں ۷۵ مرتبہ عالم بیداری میں بالمشافہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفیض ہوا ہوں۔ اگر حاکموں کے پاس جانے کی وجہ سے حضور ﷺ کی زیارت کی محرومی کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں داخل ہوتا اور بادشاہ کے ہاں تیرے حق میں سفارش کرتا اور میں خدام حدیث سے ایک مرد ہوں۔ ان

احادیث کی تصحیح کے بارے میں میں حضور کا محتاج ہوں جن کو محدثین نے اپنے طریقہ میں ضعیف کر دیا اور بے شک یہ نفع تیرے نفع سے بہت زیادہ ہے"۔

نیز علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی عبارت اپنی کتاب "سعادت دارین" کے صفحہ ۴۳۸ پر نقل کی ہے۔اب امام شعرانی کے متعلق کشمیری صاحب کی گواہی سنیے:۔

والشعرانی رحمه الله تعالیٰ ایضاً کتب انه رآه صلی الله علیه وسلّم وقرأ علیه البخاری فی ثمانیة رفقة معه ثم سماهم وکان واحد منهم حنفیا وکتب الدعاء الذی قرأ عند ختمه

(فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۲۰۴)

"امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی لکھا ہے کہ میں نے حضور کو عالم بیداری میں دیکھا اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ حضور پر ساری بخاری شریف پڑھی، ایک ساتھی حنفی تھا اور امام شعرانی نے وہ دعا بھی لکھی ہے جو حضور نے بخاری شریف کے ختم کے وقت پڑھی"۔

اب اس گواہی سے فریق مخالف کو مزید اطمینان ہو گیا ہوگا کہ جن دو اماموں کا نام اوّلاً آیا وہ کیسے جلیل القدر ہیں:۔

خصوصیت نمبر ۱

۱۔ سب نبیوں سے (حتیٰ کہ حضرت آدم سے بلکہ سب مخلوق سے) پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ (کشف الغمہ لامام شعرانی جلد ۲، صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر نسیم الریاض جلد ۲، صفحہ ۲۸۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۳۔ مرقات جلد ۱، صفحہ ۳۹)

۲۔ حضور باعتبار حقیقت کے اوّل انبیاء ہیں۔ کشف الغمہ شعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳، و مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۔ ۱۱۴، مدارج النبوۃ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی جلد ۲ صفحہ ۲ و مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳، بحائف السلوک صفحہ ۲۹ صفحہ ۷ للقطب الاقطاب و غوث الاغواث ناصر الحق والدین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۲۵، ناقلا عن الکمالات الالٰہیة فی الصفات المحمدیه للشیخ عبدالکریم الجیلی۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۲، شیخ المحقق علی الاطلاق محمد عبدالحق المحدث الدهلوی الحنفی رضی الله عنه۔ جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۷۷، ناقلا عن الشیخ عبدالله الرومی المتوفی ۱۰۵۴ھ۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۹

مواہب لدنیہ قلمہ الزرقانی فی شرحہ جلد ۱ صفحہ ۴۷، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ عن عبد القادر الجزائری المتوفی ۱۳۰۰ھ، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ابن الحاج، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ از جیلی جلد ۱ صفحہ ۲۴۳۔ از سبکی، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۰۔ حضور جسا بھی اول، جواہر البحار منقول از شیخ اکبر جلد ۱ صفحہ ۱۲۷۔ ۱۲۸، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹ ناقلا عن المواہب نبوت حقیقیہ اولاً صفحہ ۱۰۔ حضور اول خلقا اولیت بالا حادیث۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۲۳۔ از نابلسی، اولیت پر ۲ احادیث صحیحہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ حضور اول آخر ظاہر باطن اور اس پر دلائل از نفاجی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۶۔

(نوٹ:۔ ضرورت تو نہیں کہ ایسے معتمدین ائمہ کے حوالے کے بعد مزید تائیدیں نقل کی جائیں لیکن قوم بدذوق ہو چکی ہے۔ لہذا حتی الوسع ہر خصوصیت و فضیلت کے بعد قرآن و حدیث اور مزید حوالہ جات ائمہ اہل سنت سے مزین کرتا جاؤں گا اور کہیں کہیں اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے پیشواؤں سے بھی نقل پیش کروں گا۔ (وماتوفیقی الا باللہ تعالیٰ)

حضور کے اوّل مخلوق ہونے پہ پہلی قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا مولیٰ کریم ارشاد فرماتا ہے:۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (الحدید)

"وہی (اللہ و رسول) اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن وہی اور وہی سب کچھ جانتا ہے"۔

شیخ المحدثین امام المحققین برکت رسول اللہ فی الہند شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

> ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و ثنائے الٰہی ست تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود بداں خواندہ وہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی ست صلی اللہ علیہ وسلم (مدارج النبوۃ جلد ۱، صفحہ ۲)

یہ کلمات اعجاز کی نشانیاں والے ہیں (یعنی پانچ صفتیں (۱) اوّل (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن (۵) اور ہر چیز کو جاننا حمد و تعریف خدا پر بھی مشتمل ہیں اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی کا خطبہ انہی کلمات سے پڑھا اور نیز یہ کلمات اور پانچ صفات حضور کی نعت و تعریف بھی ہیں۔

یعنی حضور سب سے اوّل ہیں باعتبار پیدائش کے، اور سب نبیوں سے آخر باعتبار تشریف آوری

کے اور حضور ﷺ کے انوار ظاہر ہیں اس طرح کہ تمام کو گھیرے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ کے انوار نے تمام جہان کو روشن کر دیا۔ کوئی ظہور حضور ﷺ کے ظہور کی مثل نہیں اور کوئی نور حضور ﷺ کے نور کی مثل نہیں اور باطن (پوشیدہ) ہیں حضور کے اسرار کہ کسی کو حضور کی حقیقت معلوم نہ ہوسکی اور تمامی حضور ﷺ کے کمال و جلال کے نظارہ میں حیران وغیرہ رہ گئے اور حضور ﷺ ہر چیز جاننے والے ہیں، ذات الٰہی کی شانیں اور صفات حق کے احکام اور اسماء افعال و آثار کے جاننے والے ہیں اور تمامی علوم ظاہر و باطن اول آخر سب کا حضور ﷺ نے احاطہ کر لیا۔ سب کو گھیر لیا۔ (مدارج جلد ۱، صفحہ ۲)

قال الامام عبدالقادر الجزائری هو (صلی الله علیه وسلّم) الانسان الازلی وهوالاوّل والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم کما ان الحق تعالیٰ لهٔ هذه الصفات

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۶۰)

عارف باللہ، حاضر بارگاہ رسول اللہ علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین امام العلماء والمحققین والاولیاء الکاشفین سید شیخ اکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۳۸ھ کی کتاب مستطاب فتوحات مکیہ کے دسویں باب صفحہ ۱۴۳ سے ناقل:۔

فهو صلی الله علیه وسلّم الاوّل والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم فانه قال اوتیت جوامع الکلم وقال عن ربه ضرب بیده بین کتفی فوجدت برد انامله بین ثدیّ فعلمت علم الاوّلین والآخرین فحصل له التخلق والنسب الالهی من قوله تعالیٰ عن نفسه هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (جواہر البحار شریف جلد ۱، صفحہ ۱۴۳)

"حضور ﷺ اول ہیں اور آخر ہیں اور ظاہر ہیں اور باطن ہیں اور حضور ﷺ ہر چیز کے جاننے والے ہیں حضور نے فرمایا کہ میں جامع کلمات دیا گیا اور حضور ﷺ نے اپنے رب سے یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قدرت والا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کے قدرتی پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو میں نے اولین اور آخرین کے علم کو جان لیا تو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تخلق اور نسبت حاصل ہوگئی کہ وہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز کے جاننے والا

ہے"۔

اوّل آخر، ظاہر باطن کا اطلاق حضور پر۔ (نسیم الریاض شرح شفا لعلی القاری جلد ۲، صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

ہم پس وہم پیش از عالم توئی ۔۔۔ سابق و آخر بیک جا ہم توئی

(شیخ عطار منطق الطیر صفحہ ۲۰)

حضور کے اوّل مخلوق ہونے پر دوسری قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا رب کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًاۙ لِّیَسْــٴَـلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا۠ (الاحزاب)

"اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے سخت عہد لیا تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

قرآن کا ترجمہ وتفسیر حضور کی حدیث سے ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی قولہ تعالٰی وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ قال کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث(1)۔ (رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۲،۱۱) ذکرہ السیوطی وقال اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ

---

1. فی المقاصد "کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث" من حدیث سعید بن بشیر ولہ شاھد فی تاریخ البخاری وغیرہ وصححہ الحاکم بلفظ "کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد" والذی اشتہر بلفظ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین فلم نقف علیہ بھذا اللفظ فضلا عن زیادۃ وکنت نبیا ولا آدم ولا ماء ولا طین وقد قال شیخنا (ای العسقلانی) ان الزیادۃ ضعیفۃ والذی قبلھا قوی" تذکرۃ الموضوعات للعلامۃ محمد طاہر الفتنی المتوفی ۹۸۶ھ صفحہ ۸۶ وکذا ذکرہ العلامہ ملا علی القاری الحنفی المجدد للمائۃ الحادی عشر (کما اشار بہ مولانا عبدالحی اللکھنوی فی فتاوٰہ) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵، صفحہ ۳۶۷۔ ذکر ھذا الحدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین۔ الشیخ المحقق علی الاطلاق المحدث محمد عبدالحق الدھلوی الحنفی فی اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۳ ذکرہ العارف الجامی قدس سرہ السامی"۔ شواھد النبوۃ صفحہ ۶، ۱۲ فیضی

وابو نعیم فی الدلائل وزاد فی آخر فبدا بہ قبلھم۔

(خصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۳)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان خداوندی وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ میں تمام انبیا علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں، اول ہوں اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔ امام سیوطی نے اتنا اور ذکر کیا۔ پس اسی لئے رب کریم نے انبیاء سے پہلے حضور سے شروع کیا۔ (یعنی پہلے منک فرمایا) بعد میں وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی الخ فرمایا۔

جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۲ ناقلا عن الشفا۔ نسیم ریاض خفاجی حنفی مصری جلد ۲، صفحہ ۲۲۳ وشرح شفا علی قاری حنفی علی ھامشہ جلد ۲، صفحہ ۲۲۳۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری حنفی جلد ۵، صفحہ ۳۶۷۔ شفا شریف جلد ا، صفحہ ۲۰۰۔ ۲۰۱، رواہ ابن ابی حاتم والدیلمی وابو نعیم وغیرھم عن ابی ھریرۃ مرفوعا بلفظ کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث زرقانی شرح مواھب لدنیہ جلد ۵، صفحہ ۲۴۲ شفا شریف جلد ا صفحہ ۷۳ نقلہ عن قتادۃ مرفوعا، نسیم الریاض شرح شفاء جلد ا صفحہ ۲۵۰ وشرح شفاء القاری جلد ا، صفحہ ۲۵۰۔ جواہر البحار ابو نعیم جلد ا، صفحہ ۲۸ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۸۱۔ از خصائص الکبریٰ سیوطی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

وقدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی الذکر تعظیما لہ واشعارا بما اخبر عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم حیث قال کنت اوّل الناس فی الخلق وآخرھم فی البعث رواہ سعد عن قتادۃ مرسلاً ورواہ البغوی متصلاً عن قتادہ عن الحسن عن ابی ھریرۃ وقال قال قتادۃ وذلک قول اللّٰہ عزوجل وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ الآیۃ فبدا بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قبلھم وروی ابن سعد وابونعیم فی الحلیۃ عن میسرۃ الفجر بن سعد عن ابی الجدعاء والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بلفظ کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد۔ (تفسیر مظہری جلد ۷، صفحہ ۳۱۰) قولہ صلی

اللہ علیہ وسلّم کنت نبیا و آدم بین الرّوح والجسد۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح طریقہ محمدیہ لامام عبدالغنی النابلسی الحنفی ج ۱ ص ۳۰)

"حضور ﷺ کی تعظیم کے لئے اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پہلے کیا اور اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے جس کی حضور ﷺ نے خبر دی کہ میں پیدا ہونے کے لحاظ سے تمام لوگوں سے اوّل ہوں اور تشریف لانے کے اعتبار سے آخر ہوں اس حدیث کو سعد نے قتادہ سے مرسلا روایت کیا اور بغوی نے قتادہ سے اور قتادہ نے حسن سے اور حسن نے ابو ہریرہ سے متصلا روایت کیا ہے اور کہا کہ قتادہ نے فرمایا کہ اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ والی آیت میں ہے کہ انبیاء کرام سے پہلے حضور ﷺ کا ذکر کیا اور ابن سعد اور ابونعیم نے حلیہ میں میسرہ سے اور میسرہ نے ابوالجدعاء سے اور طبرانی کبیر میں ابن عباس سے بدیں الفاظ راوی ہے کہ میں (اس وقت بھی) نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے"۔

علم الائمہ ناصر الشریعۃ محی السنۃ علامہ خازن رحمہ اللہ اسی آیت کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:۔

وقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فی الذکر تشریفا له وتفضیلا ولما روی البغوی(1) باسناد الثعلبی عن ابی هریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرهم فی البعث قال قتادہ وذلک قول اللہ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ فبدأ به صلی اللہ علیہ وسلّم

(تفسیر خازن جلد ۳، صفحہ ۲۵۳)

"اس آیت میں حضور ﷺ کا ذکر پہلے کیا حضور ﷺ کی تعظیم اور فضیلت کے لئے اور اس وجہ سے جس کو امام بغوی نے باسناد ثعلبی ابوہریرۃ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں پیدائش میں انبیاء سے اوّل ہوں اور تشریف آوری میں ان سے آخر ہوں۔ حضرت قتادہ نے فرمایا اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک میں ہے: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ اسی لئے پہلے حضور ﷺ کا ذکر کیا۔

ابن تیمیہ گمراہ کا پورا پورا متبع شاگرد ابن کثیر لکھتا ہے:۔

خیال رہے کہ ابن کثیر کے حوالے اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ فریق آخر اس کو بہت

1۔ معالم التنزیل جلد ۵ صفحہ ۱۹۲، تفسیر خازن جلد ۵ ص ۱۹۲ مطبوعہ بیروت۔ لبنان۔ ف

مانتا ہے۔

قال ابن ابی حاتم حدثنا ابو ذرعة الدمشقی حدثنا محمد بن بکار حدثنا سعید بن بشیر حدثنی قتادة عن الحسن عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ تعالٰی وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ الآیة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث فبدأ بی قبلهم وقد رواہ سعید ابن ابی عروبة عن قتادة به مرسلا وهو اشبه۔ ورواہ بعضهم عن قتادة موقوفا واللہ اعلم

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳، صفحہ ۴۶۹)

''ابن ابوحاتم، ابوذرعہ، محمد بن بکار، سعید بن بشیر، قتادہ، حسن، ابوہریرہ، حضور سے اللہ تعالٰی کے اس قول وَإِذْ أَخَذْنَا الآیہ میں راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں خلقاً اول انبیاء ہوں اور بعثاً ان سے آخر ہوں اسی لئے میرا ذکر ان سے پہلے کیا اور اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے مرسلاً روایت کیا وہ بہت مشابہ ہے اور بعض نے اسے قتادہ سے موقوفاً روایت کیا ہے واللہ اعلم''۔

اسی آیت کے ماتحت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے درج ذیل احادیث نقل فرمائیں:۔

واخرج ابن مردویه عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قیل یا رسول اللہ متی اخذ میثاقک قال و آدم بین الروح والجسد۔

''ابن مردویہ ابن عباس سے مخرج کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ کا میثاق کب لیا گیا فرمایا جب کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے''۔

عن ابی هریرة قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی وجبت لک النبوة قال بین خلق آدم ونفخ الروح فیه جواهر امام ابو نعیم جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۷۱)

ا۔ واخرج ابن سعد قال قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم متی استنبئت قال و آدم بین الروح والجسد حین اخذمنی المیثاق۔

ا۔''ابن سعد نے اخراج کیا کہا کہ ایک مرد نے حضور سے کہا کہ کب آپ سے خبر طلب کی گئی

فرمایا کہ جب مجھ سے وعدہ لیا گیا تو آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے"۔

۲۔ واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قیل یارسول اللّٰہ متی کنت نبیا قال و آدم بین الروح والجسد

۲۔" بزار اور طبرانی اوسط میں اور ابونعیم دلائل میں ابن عباس سے راوی و مخرج کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عرض کی گئی یارسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا (کہ میں اُس وقت بھی نبی تھا) جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے)"۔

۳۔ واخرج احمد والبخاری فی تاریخہ والطبرانی والحاکم وصححہ وابو نعیم والبیھقی معا فی الدلائل عن میسرۃ الفخر رضی اللّٰہ عنہ قال قلت یارسول اللّٰہ متی کنت نبیا قال و آدم بین الروح والجسد

۳۔" امام احمد اور بخاری تاریخ میں اور طبرانی اور حاکم بافادہ صحت اور ابونعیم اور بیہقی دونوں دلائل میں میسرہ سے راوی ہیں کہا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا اُس وقت کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے"۔

۴۔ واخرج الحاکم وابونعیم والبیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قیل للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم متی وجبت لک النبوۃ قال بین خلق آدم ونفخ الروح فیہ۔

۴۔" حاکم، ابونعیم، بیہقی حضرت ابوہریرہ سے راوی ہیں کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ سے عرض کی گئی کب سے آپ کے لئے نبوت ثابت ہے؟ فرمایا کہ ابھی آدم علیہ السلام کی پیدائش مکمل نہ ہوئی تھی۔ (کہ میرے لئے نبوت ثابت ہے)"۔

۵۔ واخرج ابونعیم عن الصنابحی قال عمر رضی اللّٰہ عنہ متی جعلت نبیا قال و آدم منجدل فی الطین.

۵۔" ابونعیم صنابحی سے راوی، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کب سے نبی ہیں؟ فرمایا (اس وقت سے) کہ آدم علیہ السلام گارے میں خلط ملط تھے"۔

۶۔ واخرج ابن سعد عن ابی الجدعاء رضی اللّٰہ عنہ قال قلت

یارسول اللہ متی جعلت نبیا قال و آدم بین الروح والجسد

۶۔ ''یعنی ابن سعد ابن ابی الجدعاء سے مخرج ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی (یارسول اللہ) آپ کب سے نبی ہیں؟ فرمایا آدم کی خلقت سے پہلے''۔

۷۔ واخرج ابن سعد عن مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ ان رجلا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی کنت نبیا قال و آدم بین الروح والطین۔

۷۔ ''یعنی ابن سعد مطرف سے مخرج کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے سوال کیا آپ کو نبوت کب سے ملی فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور گارے کے درمیان تھے''۔

۸۔ واخرج ابن ابی شیبۃ عن قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ قال بدئ بی فی الخیر و کنت آخرھم فی البعث۔

۸۔ ''یعنی ابن ابی شیبہ قتادہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وَإِذْ أَخَذْنَا الخ پڑھتے فرماتے، بھلائی میں مجھ سے ابتداء کی گئی اور میں ان انبیاء سے تشریف لانے میں آخر ہوں''۔

۹۔ واخرج ابن جریر عن قتادۃ رضی اللہ عنہ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ قال ذکر لنا ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول کنت اوّل الانبیاء فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

۹۔ ''ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں وَإِذْ أَخَذْنَا الآیۃ۔ فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں پیدائش میں اوّل انبیاء ہوں اور بعثت میں آخر ہوں''۔

۱۰۔ واخرج الحسن بن سفیان وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم فی الدلائل والدیلمی وابن عساکر من طریق قتادۃ عن الحسن عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ تعالیٰ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ الآیۃ قال کنت اوّل النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث فبدئ بہ قبلھم

۱۰۔ "حسن بن ابی سفیان، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ ابونعیم دلائل میں۔ دیلمی اور ابن عساکر بطریق قتادہ حسن سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَاِذْ اَخَذْنَا۔ الآیۃ) میں راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خلقت میں اول انبیاء ہوں۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخر' اسی لئے اُن سے پہلے میرا ذکر ہوا"۔

(تفسیر در منثور جلد ۵، صفحہ ۱۸۴)، مطالع المسرات صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱

۱۱۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام کنت اولھم خلقا و آخرھم بعثا۔

"حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں انبیاء سے خلقت کے اعتبار سے اول اور بعثت کے اعتبار سے آخر ہوں"۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵، صفحہ ۶۶۱)

حضور کی اوّلیت پر تیسری قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا رب کریم ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (الانعام)

"تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ٹھیک دین ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں"۔

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اوّلیت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوقات ہیں تو ضرور اول المسلمین ہوئے"۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۲۳۲)

القرآن حجۃ من کل الوجوہ(۱)۔ "قرآن ہر وجہ سے حجت ہے"۔

۱۔ کما فی التفسیر الکبیر و شرح المواھب للزرقانی وغیرھما۔ الرمضۃ الزکیہ صفحہ ۱۳، شمول الاسلام صفحہ ۲ کلاھما لسیدنا اعلیٰ حضرت۔ ۱۲۔ الفیضی غفرلہ۔

علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ امام قرطبی سے ناقل ہیں:۔

فان قیل اولیس ابراھیم والنبیون قبله قلنا عنه جوابان احدھما انه اولھم من حیث انه مقدم علیھم فی الخلق وفی الجواب یوم اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ثانیھما انه اول المسلمین من اھل ملته ا ھ

(تفسیر الفتوحات الالٰہیہ جلد ۲، صفحہ ۱۱۷)

"اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور ﷺ سے پہلے (مسلمان) ہیں؟ ہم کہیں گے اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حضور ﷺ سب انبیاء سے اوّل ہیں اس حیثیت سے کہ پیدائش اور اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں حضور ﷺ ان سب پر مقدم ہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے دین والوں سے اوّل المسلمین ہیں"۔

عارف باللہ علامہ شیخ احمد صاوی رقم طراز ہیں:۔

قوله وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ..... واستشکل بانه تقدمه الانبیاء وامھم فاجاب المفسر (ای سیوطی) بان الاولیة بالنسبة لامته۔ واجیب ایضا بان الاولیة بالنسبة لعالم الذر فھی حقیقیة

(حاشیہ الصاوی علی الجلالین جلد ۲ صفحہ ۵۳)

"ان کا قول وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ حضور کے اول مسلمین ہونے پر یہ اشکال پیش کیا گیا کہ حضور ﷺ سے تو انبیاء اور ان کی امتیں پہلے ہو گزری ہیں (لہٰذا حضور ﷺ اول مسلمین کیسے ہوئے) تو مفسر سیوطی نے جواب دیا کہ حضور کی اولیت اپنی امت کی بہ نسبت ہے اور یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ حضور کی اولیت عالم ذر کی بہ نسبت ہے تو یہ اولیت حقیقت ہے"۔

علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اول من استسلم عند الایجاد لامر کن وعند قبول فیض المحبة لقوله یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ والاستسلام للمحبة فی قوله یحبونه دل علیه قوله علیه السلام اوّل ماخلق اللّٰه نوری کذا فی التاویلات النجمیة

(تفسیر روح البیان جلد ۲، صفحہ ۲۳۸۔۲۳۹)

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ عند الایجاد لامر کن کما قال اول ما خلق اللّٰہ نوری۔ (تفسیر نیشاپوری جلد ۸ صفحہ ۵۵ بحوالہ مقیاس نور)

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی امر کن کے ایجاد کے وقت اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے فیض محبت کے قول کے وقت پہلا فرمان بردار میں ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول یحبونہ میں محبت کے لئے پہلا فرمان بردار میں ہوں۔ اس پر حضور ﷺ کے قول مبارک اول ما خلق اللّٰہ نوری (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) نے دلالت کی ہے۔ تاویلات نجمیہ میں ایسا ہے"۔

"امر کن کی ایجاد کے وقت میں پہلا مسلمان ہوں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا"۔

اشارۃ الی تقدم روحہ وجوھرہ علی جمیع الکون فی الحضرۃ حین خاطبہ بالرسالۃ والولایۃ والمحبۃ والخلۃ فانقاد فی اول الاول الازلی الابدی تعالی اللّٰہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اشارۃ الی ماذکرنا قولہ علیہ السلام کنت نبیا (وآدم بین الماء والطین) وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اول ماخلق اللّٰہ نوری۔

(تفسیر عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، بحوالہ مقیاس نور)

"اول مسلمین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح اور جوہر شریف کے تمام عالم پر مقدم ہونے کی طرف اشارہ ہے جب کہ حضرت الوہیت میں اللہ تعالیٰ نے ان سے رسالت اور ولایت اور محبت اور خلقت سے خطاب کیا تو مصطفیٰ ﷺ کو ازلی ابدی اول الاول میں برگزیدہ فرمایا اللہ تعالیٰ ظالموں کی بات سے بہت بلند تر ہے۔ ہمارے مذکور کلام کی طرف حضور کے قول کنت نبیا کہ میں نبی تھا (اور آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے درمیان تھے) اور حضور کے قول "اول ما خلق اللّٰہ نوری" کہ اول اللہ نے میرا نور بنایا" نے اشارہ کیا۔

حضور کی اوّلیت پر چوتھی قرآنی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○

(الانعام)

فھو اول المسلمین علی الاطلاق۔ (تفسیر صاوی جلد ۲، صفحہ ۷)

"تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا"۔

"حضور علی الاطلاق بغیر کسی قید کے اول مسلمین ہیں" اس آیت وتفسیر سے بھی حضور کا سب سے اوّل ہونا ظاہر ہے۔

پانچویں قرآنی دلیل

ہمارا رب ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (زمر)

"اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں"۔

چھٹی قرآنی دلیل

ہمارا رب فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ (زخرف)

"تم فرماؤ بالفرض (محال) رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا"۔

جو اوّل نہ ہو وہ اوّل العابدین کیسے ہوسکتا ہے؟ فلہٰذا حضور ﷺ سب سے پہلے ہوئے۔

ساتویں قرآنی دلیل

ہمارا مولیٰ کریم فرماتا ہے:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (الم نشرح)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وصدر الشی ایضاً اولہ ففی التعبیر بہ ایماء الی انہ اول الرسل وجوداً لما انہ آخرھم شھوداً علی ما ورد اوّل ما خلق اللّٰہ نوری اور وی، وکنت نبیا وآدم بین الماء والطین (شرح بدء الامالی لعلی قاری صفحہ ۳۳۔ بحوالہ مقیاس نور)

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لئے ابتداء کو"۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ صدر الشئی شے کے اوّل کو کہا جاتا ہے۔ یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اوّل ہیں جیسا کہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا آپ نے

فرمایا: "سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یا میری روح کو پیدا فرمایا اور میں نبی تھا اس وقت جب حضرت آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے"۔

احادیث سے ثبوت کہ سب سے اوّل حضور ہیں ﷺ

اخرج البزار و ابو یعلی وابن جریر ومحمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوۃ وابن ابی حاتم وابن عدی وابن مردویہ والبیھقی فی الدلائل عن ابی ھریرۃ فی قولہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی الخ حدیث طویل..... فقال لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ۔ الرب عزوجل..... وجعلتک اول النبیین خلقاً وآخرھم بعثا .... وجعلتک فاتحا وخاتما۔ (انتھیٰ بقدر الضرورۃ)

۱۔حدیث قدسی کہ سب سے اوّل حضور ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کے اس قول سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی الخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (شب معراج) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ میں نے تمہیں بلحاظ پیدائش کے اوّل انبیاء کیا اور باعتبار بعثت کے ان سے آخر کیا .....اور تمہیں فاتح (اوّل) خاتم (آخر) کیا"۔

(تفسیر دُرِ منثور جلد ۳،صفحہ ۱۴۳ اور ۱۳۶۔خصائص کبریٰ شریف جلد ۱ صفحہ ۷۵۔تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۰ تفسیر ابن جریر جلد ۱۵۔صفحہ ۸،۹ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۷۔شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۲،صفحہ ۲۵۲ زرقانی جلد ۵،صفحہ ۲۴۲)

۲۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

درحدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ماخلق اللّٰہ نوری

"حدیث صحیح میں آیا کہ حضور نورِ مجسم اوّل عالم نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا"۔

مدارج النبوۃ فخر محدثین وامام محققین شیخ محمد عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ دائما ابدا جلد ۲،صفحہ ۲ و مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲،معارج النبوۃ جلد ۵،صفحہ ۳۰۵ صفحہ ۱۸۳ تفسیر روح البیان جلد ۲،صفحہ ۲۳۔تفسیر روح البیان جلد ۲،صفحہ ۳۳۹۔ تفسیر نیشاپوری جلد ۸،صفحہ ۵۵۔تفسیر عرائس البیان لشیخ اکبر جلد ۱ صفحہ ۲۳۸۔شرح بدالامالی لملا علی القاری صفحہ ۵۳۔ جواہر البحار شریف جلد ۲،صفحہ ۱۹۱ از مکتوبات امام ربانی۔ جواہر البحار جلد ۳،

صفحہ ۲۳۔ از الیواقیت شعرانی۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ملا قاری جلد ا۔ صفحہ ۱۳۰۔ جواہر البحار، جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۶ و ۲۰۱، از فاسی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۰۔ از روح البیان۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ا، صفحہ ۲۷۔ صحائف السلوک صحیفہ ۲۹ صفحہ ۷۰ قطب الاقطاب غوث الاغواث ناصر الحق والدین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ صحائف السلوک صحیفہ ۲۸ صفحہ ۱۰۷۔ صحائف السلوک صحیفہ ۴۲ صفحہ ۹۶۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ عن الزرقانی۔ شرح شفا علی قاری حنفی جلد ۲ علی حاشیہ نسیم الریاض صفحہ ۴۴۴۔ شرح شفا القاری جلد ۲، صفحہ ۴۱۶۔ شواہد النبوۃ للعارف الجامی قدس سرہ السامی صفحہ ۶۔ صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ للشیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۔ بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث تاریخ خمیس، اور سر الاسرار للغوث الاعظم میں بھی ہے۔ واللہ اعلم (صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ) فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی صفحہ ۹۷ مطبوعہ دیوبند۔ الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۰ شعرانی۔ تواریخ حبیب اللہ علامہ قاضی مفتی محمد عنایت احمد صاحب کاکوروی صفحہ ۳ (جو تھانوی صاحب کے معتمد و مستند ہیں) نشر الطیب صفحہ ۲، ۱۹، ۸۲، ۲۲۵۔ بہشتی زیور جلد ا، صفحہ ۷۶۔ مکتوبات امام ربانی شیخ احمد صاحب سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم مکتوب نمبر ۱۲۲ صفحہ ۲۲، ۲۳۷۔ انفاس رحیمیہ، صفحہ ۱۳۔ الشاہ عبدالرحیم صاحب والد شاہ ولی اللہ۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۵ بتغیر یسیر۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۵۴۔ از احمد عابدین علامہ شامی کا بھتیجا جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۶۹ الحدیث المشہور از علی دوہ رضی اللہ عنہ۔ جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۷۱۔ الحدیث الحسن از علی دوہ۔ جواہر البحار، جلد ۴، صفحہ ۱۷۸، از دوہ جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۷۲ اس حدیث کو الشیخ الامام الاوحد الامجد محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف الفاسی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور آخر میں اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے۔

وَمِنْ نُّوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ

"اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا"۔

مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹، ۲۲۱ و استشہاد منہ مطالع المسرات صفحہ ۱۰۹۔ موضوعات قاری صفحہ ۹۹ استتو ا

اتمام حجت

شیخ محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (رشید احمد ۱۳۰۱) فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲۔ محدث

ابن جوزی(1) نے "میلاد نبوی" مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ" مولوی حسین، احمد دیوبندی نے "الشہاب الثاقب(2)" اور پیشوائے غیر مقلدین و دیوبند مولوی اسمٰعیل دہلوی نے رسالہ "یک روزہ" میں اول ما خلق اللہ نوری کو بلا انکار بطور حجت و دلیل نقل کیا ہے۔
بحوالہ رضائے مصطفیٰ جلد ۷ نمبر ۱۷۔ ۲۳ ربیع الثانی ۸۵ ۱۳ھ صفحہ ۲ کالم ۳۔

۳۔ امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنے مصنف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال قلت یارسول اللہ بابی انت و امی اخبرنی عن اول شیء خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ فجعل ذلک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی(3)۔ (الحدیث بطولہ)

"میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان! مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتگان، آسمان، زمین، سورج چاند، جن، آدمی کچھ بھی نہ تھا"۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہ روایت کی ہے۔ امام قسطلانی رضی اللہ عنہ نے

1۔ صفحہ ۲۳۔ ۲۳ طبع لاہور۔ ۱۲ منہ 2۔ صفحہ ۷ مطبع دیوبند۔ ۱۲ فیضی

3۔ (وما بعدہ) فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذلک النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح و من الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول حملۃ العرش و من الثانی الکرسی و من الثالث باقی الملائکۃ ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء، فخلق من الاول السموٰت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنۃ والنار ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المؤمنین ومن الثانی نور قلوبھم وھی المعرفۃ باللہ ومن الثالث نور انسھم وھو التوحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ الحدیث۔ (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۶۔ ۱۲ منہ)

مواہب لدنیہ میں، علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح میں مذکورہ حدیث کو نقل کیا۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۶۔ مطالع المسرات للامام الفاسی صفحہ ۲۲۰۔ ۲۲۱، افضل القراء لابن حجر المکی، خمیس لعلامہ دیار بکری۔ مدارج النبوت میں شیخ محقق نے اسی حدیث سے استناد کیا[1]۔ جواہر البحار شریف جلد ۳ صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷ پر یہ حدیث جابر بالفاظ متقاربہ عارف باللہ شیخ عبداللہ سوی[2] رومی شارح فصوص متوفی ۱۰۵۴ھ سے مکمل منقول ہے۔ اور وہ مشتی سے ناقل۔ یہ حدیث جابر مکمل اکمل بتغیر یاد دیکھو جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ از میر غنی۔ فریق مخالف کے گھر کی گواہی نشر الطیب صفحہ ۶ للتھانوی۔ فتوحات احمدیہ لشیخ سلیمان جمل صفحہ ۵، مدح خیر البریہ لابن حجر المکی صفحہ ۱۵۔ مجموع الاربعین اربعین من احادیث سید المرسلین محدث الکبیر الشیخ الامام یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۶۷، زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۷ جامع المعجزات صفحہ ۲۔ ۳ المورد الروی فی المولد النبوی علامہ الامام علی قاری حنفی صفحہ ۲۳۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۵۔ ۲۵۷ اور ۲۸۱ و ۲۹۳ من جواہر عبدالقادر الجزائری۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر المکی صفحہ ۵۱، ۵۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۴۹۔ از جیلی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ از ابن حجر مکی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰۔ از فاسی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۳۔ از نابلسی و صفحہ ۳۴۵۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۱ عن الصاوی وفیہ انہ فی شرح شمائل سلیمان جمل وفی شرح بردہ تفتازانی، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۵۴، ۲۹۱۔ از احمد عابدین شامی کا بھتیجا ؎

آنچہ اوّل شد پدید از جیب غیب — بود نور پاک او بے ہیچ ریب

بعد ازاں آں نور عالی زد علم — گشت عرش و کرسی و لوح و قلم

نور او چوں اصل موجودات بود — ذات اوچوں معطی ہر ذات بود

(منطق الطیر شیخ عطار رحمہ الغفار، صفحہ ۱۶)

تو اصل وجود آمدی از نخست — دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

(بوستان سعدی صفحہ ۹)

۴۔ وفی حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا عمر اتدری من انا انا الذی خلق اللہ عزوجل اول کل شیء نوری فسجد للہ فبقی فی سجودہ سبع مائۃ عام فاول کل شیء سجد للہ نوری

1۔ نیز علامہ ابن جوزی نے "المیلاد النبوی" صفحہ ۱۲۔ ۱۴ پر اس سے استناد کیا ہے۔ ۱۲ ف

2۔ ذکرہ صاحب کشف الظنون۔ ۱۲ ف

ولا فخر یا عمر اتدری من انا انا الذی خلق اللّٰہ العرش من نوری والکرسی من نوری واللوح والقلم من نوری والشمس والقمر ونورالابصار من نوری(1) والعقل من نوری ونور المعرفۃ فی قلوب المؤمنین من نوری ولا فخر۔

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۳۲۵ از عارف سید عبدالرحمٰن عیدروس)

"یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) اے عمر! تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا، سات سو سال سجدہ میں رہا تو سب سے پہلے جس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا۔ یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا۔ اے عمر! کیا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو میرے نور سے بنایا اور کرسی کو میرے نور سے بنایا اور لوح و قلم کو میرے نور سے بنایا اور شمس و قمر اور آنکھوں کے نور کو میرے نور سے پیدا فرمایا اور عقل کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ مومنوں کے دلوں میں نورِ معرفت کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ (یہ بات میں) فخراً نہیں کہتا"۔

خورشید کہ آفاق جہاں زوشدہ روشن
یک ذرہ نور است ز انوار محمد ﷺ

(دیوان حسن، صفحہ ۴۳)

۵۔ وفی حدیث ابن القطان کنت نورا بین یدی ربی قبل آدم باربعۃ عشر الف عام الخ

"ابن القطان کی حدیث میں ہے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کہ میں پیدائش آدم سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے نور تھا"۔

(جواہرالبحار جلد ۳ صفحہ ۲۹۴۔ از عارف نابلسی از ابن حجر مکی۔ جواہرالبحار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔ از مغربی جواہرالبحار جلد ۳۔ صفحہ ۳۵۷۔ از احمد عابدین شامی صفحہ ۲۹۱ و جلد ۲۔ صفحہ ۴۰۸۔ از میرغنی)

فی احکام ابن القطان الحافظ الناقد ابی الحسن علی بن محمد بن عبدالملک الحمیری الکتانی القاسی سمع اباذر الخشنی

1۔ فوعقلت الانوار جمیع نور وھی حسیۃ ومعنویۃ فالحسیۃ بجمیع انواعھا منقلۃ من نورہ ومضمرۃ من کمال بطونہ وظھورہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (جواہرالبحار جلد ۲ صفحہ ۳۰۸، ۴۱۲)

وطبقته وكان من ابصر الناس بصناعة الحديث واحفظهم لا سماء رجاله واشدهم عناية في الرواية معروفا بالحفظ والاتقان ومات سنة ثمان عشرة وست مائة ۔ (زرقاني) فيماذكره ابن مرزوق (عرف بالخطيب ۔زرقاني) عن علي بن الحسين عن ابيه عن جده (علي كرم الله وجهه) ان النبي صلى الله عليه وسلّم قال كنت نوراً بين يدی ربي قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام(لاينافي عام ان نوره مخلوق قبل الاشياء ... لان نوره خلق قبل الاشياء۔ زرقاني) (زرقانی شرح المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۹)

۲۔ عن ابي هريرة قال قالوا يارسول الله(صلى الله عليه وسلّم) متى وجبت لک النبوة قال وآدم بين الروح والجسد۔

(رواه ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ ۔ابواب المناقب باب ماجاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم وصححه شرح شفا خفاجی و قاری جلد ۲ صفحہ ۲

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کب سے آپ کے لئے نبوت ثابت ہے؟ فرمایا اُس وقت سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کی درمیان تھے یعنی ابھی اُن کی پیدائش نہ ہوئی تھی کہ میں نبی تھا۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۹۔ مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فصل ثانی۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۳۔ المورد الروی للقاری صفحہ ۱۷ واخرج الحاكم والبيهقي وابونعيم نحوه عن ابي هريرة واخرج البزار والطبراني في الاوسط وابونعيم عن ابن عباس نحوه واخرج ابونعيم عن عمر نحوه واخرج ابن سعد عن ابن ابي الجدعاء نحوه واخرج ابن سعد عن مطرف بن عبدالله بن الشخير نحوه واخرج ابن سعد عن عامر، الخصائص الكبرى للسيوطي جلد ۱ صفحہ ۳۔ كنت نبيا و آدم في الروح والجسد" اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۰۴ "كنت نبيا و آدم بين الماء والطين" یہ حاصل معنی احادیث واردہ ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۳۔نقله بهذه الالفاظ الشيخ الاكبر، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۲۸، ۱۲۹ جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، ۱۳۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۵۲، ۱۷۴ از رازی۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۲۷۔ از جیلی۔

جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۔ از شعرانی و صفحہ ۲۲۰ من روح البیان سیلا دنبوی محدث ابن جوزی صفحہ ۲۲ طبع لاہور نیز تحذیر الناس لنانوتوی صفحہ ۷) جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۵۳۔ از نبہانی۔

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

ورد من قوله علیه السلام "کنت نبیا وآدم بین الماء والطین" وهو وان قال بعض الحفاظ نقف علیه بهذا اللفظ لکن جاء معناه فی طرق صحیحة . المورد الروی فی المولد النبوی صفحه ۱۶ ،

۷۔ عن میسرة الضبی الفجرقال قلت یارسول الله متی کنت نبیا فقال وآدم بین الروح والجسد . رواه احمد والبخاری فی تاریخه وابونعیم فی الحلیة وصححه الحاکم والطبرانی والبیهقی ایضاً الخصائص جلد ۱ صفحه ۳.

(مورد روی لقاری صفحہ ۱۷۔ مواہب وشرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۶)

۸۔ وروی فی الشریفات عن ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم سأل جبریل علیه السلام کم عمرت من السنین قال والله لا ادری غیر ان کوکبًا فی الحجاب الرابع یظهر فی کل سبعین الف سنة مرة رایته اثنین وسبعین الف مرة فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا جبریل وعزة ربی انا ذلک الکوکب (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۸۰۲۔ از میر علی روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۱۸ زیر آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۔

"تشریفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے سوال کیا کہ تو نے عمر کے کتنے سال گزارے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: اللہ کی قسم سوائے اس کے میں کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نورانی حجابات سے چوتھے پردہ میں ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ نوری تارا ظاہر ہوتا تھا میں نے اُسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبریل میرے رب کی عزت کی قسم وہ تارا میں ہی ہوں۔

خصوصیت نمبر ۳

سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم حسی و حقیقی نور ہیں۔

شفا شریف جلد ا صفحہ ۳۰۶۔نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ والقاری فی شرحہ صفحہ ۳۹۶۔۴۱۶ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۶۰۔ از امام حکیم ترمذی نیز امام محدث حکیم ترمذی فرماتے ہیں:۔

فاین ما حل بیقعۃ اضاءت تلک البقعۃ بنورہ

(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۹۱)(۱)

''یعنی زمین کے جس خطہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم رکھتے وہ کھلا آپ کے نور سے روشن ہو جاتا''۔

اہل نور وبیت نور وبلد نور   جائیکہ آمد محمد کرد نور

پہلی قرآنی دلیل

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ (المائدہ:۱۵)

''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا (یعنی حضور) اور روشن کتاب''۔

اس آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات بابرکات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات (۲) ہے۔

(شفا شریف)

جلد ا صفحہ ۱۴، ۱۹۷ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس صفحہ ۷۲۔خازن ومدارک جلد ا صفحہ ۴۴۱۔تفسیر ابی سعود حنفی برحاشیہ کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۴۳۔تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۲۶۔تفسیر بیضاوی شریف صفحہ ۱۱۱۔تفسیر جلالین صفحہ ۹۷۔تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲۔تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۶۷۔تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۔تفسیر روح المعانی پارہ ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۷۔۹۷ میں ہے''ھو نور الانوار النبی المختار'' (علیہ صلوۃ الغفار وسلام الستار) مطالع المسرات صفحہ ۱۰۴۔جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۶۱ نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۱۱۳۔شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۳۹۹۔۴۱۶ وجلد ۳ صفحہ ۲۸۲۔زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۴۹ وجلد ۶ صفحہ ۲۳۶ وصفحہ ۲۲۰۔جمل جلد ۳ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴ تفسیر القرطبی جلد ۶ صفحہ ۱۱۸۔شمائل الاتقیاء العلامہ رکن الدین المعظم ۲۵۷ صفحہ ۴۴۲ صحائف السلوک لخواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی صحیفہ نمبر ۲۳ صفحہ ۱۵ وصحیفہ نمبر ۳۶ صفحہ

1۔وفی الشمائل المحمدیہ قالت حلیمۃ ماکنا نحتاج الی سراج من یوم اخذناہ لان نور وجھہ کان انور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جئنا بہ فتنورت الامکنۃ ببرکتہ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۵۲۸) ن شمائل محمدیہ

یہ قول کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہے۔امام رازی فرماتے ہیں۔ھذا ضعیف یہ ضعیف ہے۔تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۲۔اف

۱۴۳ مطبوعہ وصفحہ ۱۰۴ غیر مطبوعہ قلمی و صفحہ نمبر ۲ ۳ صفحہ ۱۰۵ ۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۳ للشوکانی

وسمی نورا لانہ ینور البصائر ویھدیھا للرشاد ولانہ اصل کل نور حسی ومعنوی

(تفسیر صاوی جلد ۱)

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام (اس آیت میں) نور رکھا گیا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ عقول کو روشن کرتے ہیں اور ان کو رشد کے لئے ہدایت کرتے ہیں اور اس لئے کہ آپ ہر نور حسی اور معنوی کی اصل ہیں"۔

علامہ قاسی فرماتے ہیں:۔

ونورہ صلی اللہ علیہ وسلّم الحسی والمعنوی ظاھر واضح لامع للابصار والبصائر لائح وقد سماہ اللہ تعالیٰ نورًا فقال سبحانہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (مطالع المسرات صفحہ ۲۲۰)

"حضور کا نور حسی اور معنوی ظاہر ہے، واضح ہے، آنکھوں اور عقلوں کے لئے چمکنے والا ہے، ظاہر ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا چنانچہ فرمایا: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔

علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

وای مانع من ان یجعل النعتان للرسول صلی اللہ علیہ وسلّم فانہ نور عظیم لکمال ظھورہ بین الانوار وکتاب مبین حیث انہ جامع لجمیع الاسرار ومظھر الاحکام والاحوال والاخبار۔

(شرح شفا علی حاشیہ نسیم جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)

"اور کون سی رکاوٹ ہے اس بات سے کہ دونوں نعتیں یعنی نور اور کتاب مبین رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے ہوں۔ بے شک حضور ﷺ نور عظیم ہیں بوجہ اُن کے کمال ظہور کے انوار میں اور حضور ﷺ کتاب مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ جمیع اسرار کے جامع ہیں اور احکام و احوال و اخبار کے مظہر ہیں"۔

دوسری قرآنی دلیل

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ

زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ (النور:۳۵)

''اس محمد عربی (ﷺ) کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے، موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ مشرق کا نہ مغرب کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگر چہ اُسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے''۔
مَثَلُ نُوْرِهٖ۔ اس نور سے مراد حضور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جمع الوسائل شرح شمائل للقاری جلد ا صفحہ ۷۔ ۲۔ شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۲، صفحہ ۴۲۹۔ اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۷۲۵، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۔ از شفا۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۲۲۴۔ از نابلسی و جلد ۳ صفحہ ۷۰ ۳ از نابلسی و صفحہ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ از مجتبیٰ شامی۔ مطالع المسرات لسید العلماء والمحققین العلامۃ الفاسی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۱۰۲۔ و تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۵۲۲۔ در منثور للسیوطی جلد ۵ صفحہ ۴۹،۴۸۔ تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۰۳۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۴۱۔ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۲۲، زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۴۸، تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۴۔ شمائل الاتقیاء العلامہ رکن الدین المعلم ۲۵۷ صفحہ ۲۲۴۔ موضوعات قاری صفحہ ۹۹۔ شواہد النبوت للعارف الجامی قدس سرہ السامی صفحہ ۳۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وقال اللّٰه تعالی اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آلایه قال کعب وابن جبیر المراد بالنور الثانی هنا محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وقوله تعالی مَثَلُ نُوْرِهٖ ای نور محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وقال سهل بن عبد اللّٰه المعنی اللّٰه هادی اهل السموات والارض لم قال مثل نور محمد اذ کان مستودعا فی الاصلاب كَمِشْكٰوةٍ صفتها كذا واراد بالمصباح قلبه و اَلزُّجَاجَةُ صدرہ ای کانه كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ لما فیه من الایمان والحکمة یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ای من نور ابراهیم علیه الصلوۃ والسلام وضرب المثل بالشجرۃ المبارکة وقوله یَكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ ای تکاد نبوۃ محمد صلی اللّٰه علیه وسلم

تبین للناس قبل کلامه کهذا الزیت.

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پوری آیت) اللہ آسانوں اور زمینوں کا نور ہے حضرت کعب اور ابن جبیر نے فرمایا نور ثانی سے مراد حضور ﷺ ہیں اس کے نور کی مثل یعنی نور محمد ﷺ کی مثل، حضرت سہل تستری نے فرمایا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ" اللہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے پھر فرمایا نور محمد ﷺ کی مثل جب کہ وہ پشتوں میں امانت تھا طاق کی طرح ہے یعنی اس کی صفت اس طرح تھی اور مصباح سے مراد حضور کا قلب پاک ہے اور زجاجہ (فانوس) حضور کا سینہ ہے یعنی وہ موتی سا چمکتا روشن ستارہ ہے، اس لئے کہ اس میں ایمان اور حکمت ہے۔ برکت والے درخت یعنی نور ابراہیم سے منور ہے۔ نور ابراہیم کی مثال شجر مبارکہ سے بیان کی گئی ہے اور قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے یعنی حضور کی نبوت کلام سے قبل اس تیل کی طرح خود بخود لوگوں کے لئے ظاہر ہو جائے"۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳، نسیم الریاض وشرح الشفا للقاری جلد ۱ از صفحہ ۱۰۸ تا صفحہ ۱۱۳ زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹۔

تیسری قرآنی دلیل

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب)

"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب"۔

اس آیت میں سراج اور منیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا۔

(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ وغیرہ سب تفاسیر)

خیال رہے کہ سراج سورج کے لئے ہے۔ دیکھو قرآن شریف وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا اور منیر قمر کے لئے ہے۔ وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا چونکہ سراج کی ضوفشانی صرف دن کو ہوتی ہے اور قمر منیر کی نور افشانی صرف رات کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نور علیٰ نور منور منیر جن کے انوار دن اور رات کو نمایاں ہیں، صرف سراج نہ فرمایا اور صرف منیر نہ فرمایا بلکہ سِرَاجًا مُّنِيْرًا فرما کر آپ کے انوار کی ہر وقت ضیاباری کی طرف اشارہ فرمایا"۔

دن کو اسی سے روشنی، شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

چوتھی قرآنی دلیل

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (توبہ)

"چاہتے ہیں (کفار) کہ اللہ نور (حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ) اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر"۔

یہاں بھی نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۳۱۔ نسیم الریاض جلد ۲، صفحہ ۹۶ ۳۔ استناذ الایمان۔ مطالع المسرات استناد صفحہ ۱۰۲۔ موضوعات علی قاری صفحہ ۹۹۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ تحت اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام۔ نور اللہ الذی لا یطفا۔

پانچویں قرآنی دلیل

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

"چاہتے ہیں (کفار) کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے۔ اگرچہ کافر برا مانیں"۔ (الصف)

ملا علی قاری نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا۔ قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ (بحوالہ نور العرفان مفتی احمد یار خان صفحہ ۳۰۵ و صفحہ ۸۸۲) واللہ اعلم بالصواب۔

چھٹی قرآنی دلیل

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ (النجم)

"اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے"۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۹۰، تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۱۱۲۔ تفسیر خزائن العرفان صدر الافاضل صفحہ ۶۲۵

وقال جعفر بن محمد فی تفسیر وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ انه محمد صلی اللہ علیہ وسلم ... (ھوی) انشرح من الانوار وقال انقطع عن غیر اللہ

"امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "النجم" کی تفسیر میں فرمایا نجم محمد کریم ﷺ ہیں ہو یٰ کے معنی آپ انوار سے کشادہ (سینہ والے) ہوئے اور فرمایا غیر اللہ سے منقطع ہوئے"۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸، ۳۰ شرح شفا قاری وخفاجی جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ ۔ ۲۱۳ تفسیر روح البیان جلد ۹ صفحہ ۳ تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۱۰۳ ۔ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد ۲ و شرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۱۶۔

ساتویں قرآنی دلیل

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ (الفجر)

"اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم"۔

فجر سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

وقال ابن عطاء فی قولہ تعالیٰ وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ الفجر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لان منہ تفجر الایمان۔

"حضرت ابن عطاء نے اللہ تعالیٰ کے اس قول والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں فرمایا فجر سے مراد حضور ﷺ ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ ایمان کا مطلع ہیں، ایمان انہیں سے ظاہر ہوا"۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸ شرح شفا خفاجی وقاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۲

آٹھویں قرآنی دلیل

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝

"آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تم نے جانا۔ وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا"۔ (الطارق)

یہاں بھی النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد نور مجسم سید عالم ﷺ کی ذات ہے۔

ان النجم ھنا ایضاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"یہاں بھی نجم سے مراد حضور محمد مصطفےٰ ہیں"۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰ ۔ ۱۹۳ نسیم الریاض و شرح شفا القاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۵، جلد ۲ صفحہ ۳۹۸۔

نویں قرآنی دلیل

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ۝ (شمس)

سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاندنی جب اس کے پیچھے آئے"۔

اس آیت میں شمس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل انور ہے اور ضحیٰ سے مراد نورِ نبوت کی روشنی اور قمر سے مراد مرشدِ کامل ہے۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"وَالشَّمْسِ یعنی قسم می خورم بآفتاب کہ مثال دل پیغمبر زمان است وَضُحٰهَا یعنی وقسم می خورم بشعاع آں کہ مثال اشراق نورِ نبوت است بر کل مخلوقات وَالْقَمَرِ یعنی وقسم می خورم مہتاب کہ مثال مرشد صاحب طریقہ است وخلیفۂ پیغمبر است در حالت غیبت پیغمبر یا بعد مکانی اِذَا تَلٰهَا یعنی چوں پیروی آفتاب کند وایں شرط برائے آں آوردہ کہ حرمت مرشد مشروط است باتباع نورِ نبوت وبسبب کمال اتباع او منصب خلافت تعیب شدہ"۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۱۸۸)

دسویں قرآنی دلیل

وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ (الضحیٰ)

"چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے"۔

ضحیٰ اشارہ ہے نورِ جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور لیل کنایہ ہے حضور ﷺ کے زلف حریں سے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

مراد از ضحیٰ روئے پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم واز لیل موئے او کہ در سیاہی ہمچوں شب است[1]

"ضحیٰ (چاشت) سے مراد حضور ﷺ کا چہرۂ انور ہے اور لیل سے مراد حضور ﷺ کے گیسوئے عنبریں ہیں جو سیاہی میں رات کی طرح ہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ بقدر حسنہ و جمالہ۔

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ، تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۹۶، تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۴۳۰، تفسیر خزائن العرفان لصدر الافاضل صفحہ ۸۰۷

باوصف رخش وَالضُّحٰى گشت نازل کہ واللیل بر زلف و خال محمد ﷺ

1۔ بطور جملہ معترضہ مفیدہ شاہ صاحب کی آگے والی تفسیر حبیب بھی ملاحظہ ہو۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی والبتہ ہر حالت آخر بہتر باشد تر ااز مسابقت اول تا آنکہ بشریت تر ااصلاً وجود نماند و غلبہ نورِ حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۳۱۷۔ وھکذا فی الکبیر ج ۵، صفحہ ۵۹۸، ۱۲ فیضی

دو چشم نرگسینش را کہ مازاغ البصر خوانند   دو زلف عنبر فشش را کہ واللیل اذا یغشیٰ

عارف جامی

والشمس کنایت بود از روئے محمد ﷺ

واللیل اشارت کند از موئے محمد ﷺ

ولی

اے زلف سیاہ تحریت واللیل   وے روئے تو والضحیٰ علیک الصلوٰۃ

(دیوان حسن صفحہ ا مولفہ خواجہ مفتی غلام حسن صاحب شہید ملتانی متوفی ۱۲۷۵ھ)

والشمس چہ باشد صفت وجہ ترخش   واللیل چہ باشد صفت موئے محمد ﷺ

(دیوان حسن صفحہ ۶۳)

اے کہ شرح والضحیٰ آمد جمال روئے تو   نکتۂ واللیل وصف زلف عنبر بوئے تو

(دیوان حسن صفحہ ۱۰۱)

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تری چہرۂ نور فزا کی قسم

قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

(حدائق بخشش اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲)

احادیث و آثار سے

حضور پرنور نور مجسم ﷺ کی نورانیت کا ثبوت

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی کچھ حدیثیں خصوصیت نمبر ۱ اور ۲ میں ذکر ہو چکی ہیں وہاں دیکھو ان حدیثوں کے علاوہ کچھ اور حدیثیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

اخرج الدارمی والترمذی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم(1) رؤی(2) کالنور یخرج من بین ثنایاہ

(خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۷۳۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۹۵۔ (مت) فی الشمائل (طب) (ای فی الکبیر وقال الامام المناوی و کذا فی الاوسط ۱۲ فیضی) والبیہقی عن ابن عباس (صح) الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۹۹۔ فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۷۲ ضرور۔ شرح شمائل صفحہ ۵۵ جلد ۱ للمناوی۔ قال العزیزی فی السراج المنیر جلد ۳ صفحہ ۱۱۲۔ قال الشیخ حدیث صحیح، وسائل الوصول للنبہانی صفحہ ۲۰ آخری جلد شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰۔ شرح للخفاجی والقاری المختصین جلد ۱ صفحہ ۳۳۵ وفی شرح الخفاجی۔" ورویٰ ابن کثیر رحمہ اللہ ، ری ء النور من ثنیتہ وھی الاظہر ولذا قیل الکاف زائدۃ (ای فی کالنور یخرج" ۱۲۔ الفیضی) جلد ۱ صفحہ ۳۳۵۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۷۔ ازشفاء

"دارمی، ترمذی، شمائل میں بیہقی، طبرانی اوسط میں ابن عساکر حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا حضور رسول انور ﷺ کے ثنایا شریف (سامنے کے اوپر کے دو دانت اور نیچے کے دو دانت) کشادہ تھے فاصلہ والے تھے جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے نور دکھائی دیتا۔"

معلوم ہوا حضور ﷺ کی نورانیت حسی بھی تھی جو محسوس اور مبصر تھی۔

قال الامام الشیخ المحدث عبدالرؤف المناوی رحمہ اللہ تعالی

---

1. الجملۃ الشرطیۃ خبرثان لکان والتقیید بہ بظہور النور الحسی والمعنوی حینئذ (جمع الوسائل شرح الشمائل للقاری الحنفی جلد ۱ صفحہ ۵۵۔ ۱۲ فیضی

2. رئی کفعل فیض القدیر للمناوی جلد ۵ صفحہ ۷۲۔ ۱۲ فیضی

فی شرح هذا الحدیث "فذلک النور حسی ومن صار الی انه معنوی وزعم ان المراد الفاظه علی طریق التشبیه وانه اشار بذلک الی انه لایقول الا حقا او الی القرآن او السنة فقد وهم وما فهم قوله "رٔی ءٔ" (شرح الشمائل للمناوی علی ہامش جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۵۵۔۵۶) وقال الزرقانی نحوہٗ "شرح مواہب ج ۴ ص ۹۵)

"امام شیخ محدث عبدالرؤف مناوی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا" وہ نور حسی تھا" (جو نظر آتا تھا) اور جو شخص اس طرف گیا کہ وہ معنوی نور تھا اور یہ گمان کیا کہ بطریق تشبیہ مراد حضور ﷺ کے الفاظ ہیں اور راوی نے اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حضور ﷺ حق ہی بولتے ہیں یا قرآن یا سنت کی طرف اشارہ کیا۔ ایسے شخص نے وہم کیا اور ابن عباس کے قول "رٔی ء" کو نہیں سمجھا"۔

"وایضا" قال فی شرح هذا الحدیث" کانت ذاته الشریفة کلها نوراً ظاهراً وباطناً حتی انه کان یمنح (ای یعطی ۱۲ف) لمن استحقه من اصحابه سأله الطفیل بن عمرو آیة لقومه وقال اللّٰهم نور له فسطع له نور بین عینیه فقال اخاف ان یکون مثلة فتحول الی طرف سوطه وکان یضیئ فی اللیل المظلم فسمی ذاالنور واعطی قتادة(۱) بن النعمان لمّا صلی معه العشا فی لیلة مظلمة مطرة عرجونا وقال انطلق به فانه سیضیئ لک من بین یدیک عشرا ومن خلفک عشرا فاذا دخلت بیتک فتری سوادا فاضربه لیخرج فانه شیطان فکان کذلک ومسح وجه رجل فما علی زال علی وجهه نورا ومسح وجه قتادة ابن ملحان فکان لوجه بریق حتی کان ینظر فی وجهه کما ینظر فی المرأة الی غیر ذالک (فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۷۳ ومنه فی الجواهر جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ وذکر بعضه فی الخصائصؒ جلد ۲ صفحہ ۸۱۔۸۲، والشفا جلد ۱ صفحہ ۲۷۶۔۲۷۹۔

"نیز اسی حدیث کی شرح میں امام مناوی نے فرمایا حضور پرنور ﷺ کی کل ذات شریفہ

1۔ اخرجه ابونعیم عن ابی سعید الخدری۔ الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۱۔ ۱۲ف

ظاہراً باطناً نور تھی۔ یہاں تک کہ حضور پرنور معطی نور مستحقین اصحاب کو نور (حسی) عطا فرماتے تھے۔ حضرت طفیل بن عمرو نے اپنی قوم کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی نشانی طلب کی حضور قاسم نور نے فرمایا: "اللّٰھم نور لہ" اے اللہ اس کے لئے نور کردے۔ تو حضرت طفیل کی آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا۔ عرض کی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مثلہ (صورت بگڑا ہوا آفت زدہ) ہو تو وہ نور حضرت طفیل کے کوڑے (چابک) کی طرف منتقل ہوا اور اندھیری رات میں وہ چابک روشن رہتا تھا اسی لئے طفیل کا نام "ذوالنور" نوروالا رکھا گیا اور حضرت قتادہ بن نعمان نے جب اندھیری، بارش والی رات میں حضور معطی نور کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی حضور ﷺ نے ان کو عرجون (کھجور کے گچھے کی جڑ جو ٹیڑھی ہوتی ہے) عطا فرمائی اور فرمایا اس کو لے کر چل دس (ہاتھ یا گز واللہ اعلم) تیرے آگے اور دس تیرے پیچھے روشنی ہوگی اور جب تو اپنے گھر داخل ہوگا تو سیاہی دیکھے گا تو تو اسے مارنا تا کہ وہ نکل جائے بے شک وہ شیطان ہے تو ایسا ہی ہوا۔ اور حضور معطی نور نے ایک مرد کے چہرہ پر مبارک نورانی ہاتھ پھیرا تو اس شخص کے چہرہ پر ہمیشہ نور رہا اور حضرت قتادہ بن ملحان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرہ میں روشنی اور چمک تھی۔ یہاں تک کہ ان کے چہرہ میں ایسے دیکھا جاتا جیسے آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بہت سے ایسے واقعات ہیں"۔ (ملاحظہ ہو خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰۔۸۱)

اذا افتر ضاحکاً افتر عن مثل سنا البرق شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰

ھذا رواہ البیھقی مسنداً ...ای اذا کشف ﷺ عن اسنانہ فی حال ضحکہ ظھر من فمہ وبیاض اسنانہ لمعان کلمعان البرق۔

(نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۴۳)

"یعنی جب نور مجسم ﷺ بوقت تبسم اپنے مبارک دانت ظاہر فرماتے تو آپ کے نورانی منہ مبارک اور منور دانتوں کی سفیدی سے بجلی کی چمک کی طرح چمک ظاہر ہوتی"۔

امام سیوطی سے عارف ربانی امام شعرانی اور ان سے عارف نبہانی ناقل ہیں۔ رحمہم اللہ

و کان اذا تبسم فی البیت فی اللیل اضاء البیت

(کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ از سیوطی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۹۔)

"جب حضور پرنور مشرق انوار گھر میں رات کے وقت تبسم فرماتے تو گھر کو روشن کر دیتے

-2

اخرج الطبرانی عن ابی قرصافۃ قال بایعنا رسول اللہ ﷺ انا وامی وخالتی فلما رجعنا قالت لی امی وخالتی یا بنی مارأینا مثل ہذا الرجل احسن وجھاً ولا انقی ثوبا ولا الین کلاماً ورأینا کان النور یخرج من فیہ۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۲)

"امام طبرانی ابوقرصافہ سے روای ہے حضرت ابوقرصافہ نے فرمایا میں، میری والدہ اور میری خالہ نے حضور ﷺ سے بیعت کی جب ہم واپس لوٹے مجھ سے میری والدہ اور خالہ نے فرمایا اے پیارے بیٹے ہم نے حضور کی مثل حسین چہرے والا اور صاف کپڑوں والا اور نرم کلام والا نہ دیکھا اور ہم نے دیکھا آپ کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا"۔ اللّٰھم صل وسلم علی مشرق الانوار ومظہر الانوار ومطلع الانوار۔

برکتہ رسول المصدق الہند شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی مجددی نے کیا ہی ایمان افروز جملہ ارقام فرمایا:

اما وجہ شریف وے ﷺ مرآۃ (1) جمال الٰہی است ومظہر انوار نامتناہی وے بود۔

(مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۳)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ انور جمال الٰہی کا آئینہ ہے اور اس کے غیر متناہی انوار کا مظہر تھا"۔

ودر حدیث ابی ہریرہ آمدہ "ما رایت شیئاً احسن من رسول اللہ ﷺ (2) ودر قول وے مارایت شیئا وتہ گفت انسانا رجلاً مبالغۃ بیشتر ست کہ خوبی وحسن وے فائق بر ہمہ اشیاء بود۔

"حدیث ابوہریرہ میں آیا۔ فرمایا میں نے حضور سے بہتر، خوشتر، حسین تر کوئی چیز نہ دیکھی حضرت ابوہریرہ کے قول مارایت شیئاً میں (اور یہ نہ فرمایا انسانا رجلاً) بہت مبالغہ ہے کہ حضور کی خوبی اور آپ کا حسن (صرف انسان یا مرد کیا بلکہ) ہر چیز پہ فائق تھا۔"

1۔ روی عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام "انا مرأۃ جمال الحق"۔ تنویر شیخ اکبر۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا ہے۔
تو آئینہ ہے کمالات کبریائی   وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوہ زیبا
(قصائد قاسمی صفحہ ۹۔ ۱۲ الطبعی حنفی عنہ)

2۔ ای کان الشمس تجری فی وجہہ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱۔ وسائل الوصول صفحہ ۷۰۔ شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۴۳ رواہ الترمذی والبیہقی واحمد وابن حبان وابن سعد زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۳۔ الخ۔ مکمل وجہ شریف کا بیان ملاحظہ ہو نیز چہرۂ انور اور احادیث دیکھو جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۔ ۱۲ الطبعی لتزر۔

واخرج ابن عساکر عن عائشة قالت کنت اخیط فی السحر فسقطت منی الابرة فطلبتها فلم اقدر علیها فدخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فتبینت الابرة بشعاع نور وجھہ فاخبرتہ فقال یا حمیرا الویل ثم الویل ثلاثا لمن حرم النظرالی وجھی۔

(خصائص کبریٰ شریف جلد ا صفحہ ۶۲ ـ ۶۳ للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ شواہد النبوۃ للعارف الجامی صفحہ ۳۵ ـ شمائل الاتقیاء صفحہ ۴۴۲، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۳۵ ـ ۲۲۶ ـ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰ عن الصاوی،وقریبہ فی سیرت رسول عربی صفحہ ۶۲۸)

"ابن عساکر اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روای ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی تو مجھ سے سوئی گرگئی۔ میں نے اسے تلاش کیا وہ مجھے نہ مل سکی پھر حضور رسول اکرم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کے نور کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی تو میں نے اس کی حضور کو خبر دی فرمایا ہلاکت ہلاکت ہلاکت اس کے لئے جس نے نظر کو میرے چہرہ سے محروم رکھا"۔

اخرج الشیخان عن انس قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یرفع یدیہ فی الدعاء حتی یری بیاض ابطیہ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ جلد ا صفحہ ۶۳ ـ بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۸)

"بخاری، مسلم حضرت انس سے تخریج فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور دعا میں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی"۔

واخرج ابن سعد عن جابر قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یری بیاض ابطیہ وقد ورد ذکر بیاض ابطیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی عدة احادیث عن جماعة من الصحابة۔

(الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۶۳)

"ابن سعد نے حضرت جابر سے اخراج کیا فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بغلوں کی سفیدی کا ذکر بہت سی احادیث میں صحابہ کرام کی ایک جماعت سے وارد ہوا ہے۔

امام، احمد، دارمی، حاکم بتقویٰ صحت، بیہقی، طبرانی، ابونعیم نے عتبہ بن عبد سے ایک لمبی حدیث

روایت کی جس میں سیدہ طاہرہ طیبہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدہ ماجدہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان مذکور ہے۔

قالت انی رایت انہ خرج منی نور اضاءت لہ قصور الشام۔

(خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۴)

"فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور خارج ہوا جس کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔"

امام بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر، عثمان بن ابی العاص سے راوی حضرت عثمان نے کہا کہ میری والدہ آقا کی ولادت کی رات وہاں حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں اور یہ بیان فرمایا۔

قالت (ام عثمان) فما شیء انظر الیہ فی البیت الا نور وانی لانظر الی النجوم تدنو حتی انی لاقول لیقعن علی فلما وضعت خرج منها نور اضاء لہ البیت والدار حتی جعلت لا اری الا نوراً۔

(خصائص شریف جلد ا صفحہ ۴۵)

"ام عثمان نے فرمایا کہ اس گھر میں میں جس چیز کی طرف نظر کرتی وہ منور نظر آتی اور اس رات میں نے دیکھا کہ تارے بالکل قریب آ گئے یہاں تک میں کہتی تھی کہ مجھ پر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے حضور کو جنا حضرت آمنہ سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے گھر اور دار روشن ہو گئے یہاں تک کہ میں نوری نور دیکھتی تھی"۔

اخرج احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیهقی وابونعیم عن العرباض بن ساریة ..... وان ام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم رات حین وضعتہ نورا اضاءت لہ قصور الشام۔

(خصائص شریف جلد ا صفحہ ۴۶)

"احمد، بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم، عرباض بن ساریہ سے راوی کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنا تو نور دیکھا جس کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہو گئے"۔

واخرج ابن سعد من طریق ثور بن یزید عن ابی العجفاء عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال رات امی حین وضعتنی سطع منها نور

اضاءت له قصور بصری۔ (خصائص شریف جلد ۱ صفحہ ۴۶)

''ابن سعد نے ثور بن یزید کے طریق سے ابوالعجفاء سے روایت کی اور وہ حضور سے راوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ نے جب مجھے جنا تو ان سے نور چمکا جس کی وجہ سے بصری کے محلات منور ہو گئے''۔

رأت امی حین حملت بی انه خرج منها نور اضاء له قصور بصری من ارض الشام (شفا جلد ۱ صفحہ ۳۶)

''(نیز فرمایا) میری والدہ ماجدہ نے جب مجھے بطن شریف میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ اُن سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے زمین شام سے شہر بصری کے محلات روشن ہو گئے''۔

ابن کثیر مشدد کا بیان:

فولدته علیه الصلوٰة والسلام فی هذه اللیلة الشریفة المنیفة فظهر له من الانوار الحسیة والمعنویة ما بهر العقول والابصار، کما شهدت بذالک الاحادیث والاخبار عند علماء الاخبار (مولد رسول الله لابن کثیر صفحه ۱۹)

''تو حضرت آمنہ نے اس رات شریفہ بلند قدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنا تو حضور کے انوار حسیہ اور معنویہ اتنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا کہ علماء اخیار کے نزدیک اس کی احادیث و اخبار گواہی دیتی ہیں''۔

اس قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت سید عالم نوری نور ظاہر ہوا میرے سے نور ظاہر ہوا ایسی حدیث کوئی نظر سے نہیں گزری کہ حضور کی والدہ طیبہ نے یہ ارشاد فرمایا ہو کہ مجھ سے بشر ظاہر ہوا۔ اگر چہ دیگر دلائل سے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور پر نور شکل لباس بشری پہن کر تشریف لائے اور صورۃً بشر ہیں بے عیب و پاک و صاف و شفاف بشریت (۱) آپ کا اعلیٰ وصف ہے۔ آپ بے مثل بشر ہیں۔ سید البشر ہیں۔ افضل البشر ہیں۔

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالے ہیں انسان ہیں وہ لیکن انسان نرالے ہیں

1۔ امام المحدثین قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ زکاہ روحا و جسما (شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۴) خدا تعالیٰ نے حضور کو باعتبار روح اور جسم کے مزکی اور مطہر کیا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی اس کے ماتحت فرماتے ہیں۔ التزکیة التطهیر والتقدیس والتنمیة والزیادة ای خلقه زائدا علی من سواه منزها عن دنس البشریة ووسخ العناصر (نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۱۷۔۱۸) ۱۲۔ طیبی غفرلہٗ۔

محمد بشر لا کالبشر فالیاقوت حجر لا کالحجر

بایں ہمہ یہ بھی قرآن و حدیث سے گذرا کہ ابھی بشریت کا وجود نہ تھا ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تھے تو کیا تھے خود سوچئے...... نیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صورۃً بشر ہیں حقیقت اور باطن کچھ اور ہے۔

سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ حضور ﷺ صورۃً بشر ہیں

بصورت از بشر آمد و لے از روئے حقیقت

زفرق تا بقدم رحمت خدا ست مجسم

(دیوان خواجہ اجمیری صفحہ ۲۱)

عارف نبہانی اور حضرت شیخ علی دورہ رضی اللہ عنہما کا عقیدہ کہ حضور ﷺ صورۃً بشر ہیں:۔

انہ نور محض ولیس للنور ظل و فیہ اشارۃ الی انہ افنی الوجود الکونی الظلی وھو نور متجسد فی صورۃ البشر قیل کذالک الملک اذا تجسد بصورۃ الانسان لایکون لہ ظل

(جواہر البحار جلد ۲ ص ۸۲۴ از شیخ علی دورہ)

"حضور نور محض ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا (اس لئے حضور کا سایہ نہیں تھا) اور اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجود کونی ظلی کو فنا کر دیا اور حضور صورۃً بشر ہیں مجسد نور ہیں کہا گیا ہے کہ اسی طرح فرشتہ جب انسانی صورت میں مجسد ہوتا ہے اس کا بھی سایہ نہیں ہوتا"۔

لانہ نور محض ولیس للنور ظل وفیہ اشارۃ الی انہ افنی الوجود الکونی الظلی وھو متجسد فی صورۃ البشر ۱ھ روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۰ ۔ قال ابن عباس (فی اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) علم اللّٰہ تعالی رسولہ محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم التواضع

(تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی کا عقیدہ شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔

فالظم بینھم وبینہ مخلوقا من جنسھم فی الصورۃ والبسہ من نعتہ

الرافۃ والرحمۃ۔ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۶)

نیز بے عیب بشریت حضور پُرنور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس ہے لباس، پردہ ہے، پردہ بطون اور ہوتا ہے لباس اور پردہ اور ہوتا ہے پردہ نشین اور۔ سردست چند حوالے لیجئے کہ بشریت سید عالم حضور انور کا پردہ و لباس ہے۔

عارف قطب سید ابو العباس تجانی فاسی کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:

وقد کان صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قبل النبوۃ من حین خروجہ من بطن امہ لم یزل من الاکابر العارفین ولم یطرا علیہ حجاب البشریۃ الحائل بینہ وبین مطالعۃ الحضرۃ الالٰھیۃ القدسیۃ۔

(جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۵۲)

"حضور ﷺ قبل از اعلان از نبوت، والدہ ماجدہ کے بطن مقدس سے ظاہر ہونے کے وقت سے اکابرین عارفین سے تھے اور آپ پر حجاب بشریت کا طاری ہونا حضرت الوہیت کے مطالعہ سے مانع نہیں ہوا۔

امام محققین سید محدثین شیخ محمد عبدالحق محقق محدث حنفی دہلوی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:۔

آنحضرت تمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدۂ حیرت در جمال باکمال وے خیرہ می شد مثل ماہ و آفتاب تاباں و روشن بود و اگر نقاب بشریت پوشیدہ نبودے ہیچ کس را مجال نظر و ادراک حسن او ممکن نبودے۔ (مدارج النبوت شریف جلد ا صفحہ ۱۰۹۔۱۱۰)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے لے کر قدم تک سارے کے سارے نور تھے کہ حیرت کی آنکھ آپ کے جمال باکمال میں خیرہ ہو جاتی حضور چاند اور سورج کی طرح منور اور روشن تھے اور اگر حضور بشریت کا پردہ پہنے ہوئے نہ ہوتے تو کسی کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی اور آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔"

ملا علی قاری حنفی کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:

اکثر الناس عرفوا اللّٰہ عزوجل وما عرفوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لان حجاب البشریۃ غطی ابصارھم۔

(شرح شمائل علامہ علی قاری صفحہ ۹)

"اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا اس لئے کہ بشریت کے پردہ نے ان کی آنکھوں کو چھپا یا بند کر دیا۔"

امام محدث عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۳۰ھ حسن و نورانیت سید عالم ﷺ کے بارے میں ایک وجد آور روح پرور ایمان افروز باطل سوز عبارت ارقام فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:۔

لکن لا بد للشمس من سحاب وللحسناء من نقاب

(شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۴۷)

"لیکن سورج کے لئے ابر ضروری ہے اور حسینوں کے لئے پردہ ضروری ہے۔"

شاہ ولی اللہ اپنے والد مرحوم سے واقد توی کے ناقل کہ والد صاحب سے حضور نے فرمایا:۔

جمالی مستور عن اعین الناس غیرة من اللّٰہ عزوجل ولو ظهر لفعل الناس اکثر مما فعلوا حین رأوا یوسف۔ (در الثمین صفحہ ۷)

"میرا حسن و جمال لوگوں کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے رب تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے کہ اگر ظاہر ہو تو لوگ اس سے زیادہ کچھ کریں گے جو کہ یوسف علیہ السلام (کو دیکھنے) کے وقت کیا تھا۔"

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، قاطع بدعت، حامی سنت، مجدد ملت نے کیا خوب فرمایا رضی اللہ عنہ:۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابل سے ہے کہ مفید تفضیل حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (۱) وہاں حسن یہاں نام (۲) وہاں کٹنا کہ عدم قصد پر وال ہے یہاں کٹانا کہ قصد وارادہ پر دال ہے (۳) وہاں مصر یہاں عرب کہ زمانہ جاہلیت میں اس کی سرکشی وخود سری مشہور تھی (۴) وہاں انگشت یہاں سر (۵) وہاں زناں یہاں مرداں (۶) وہاں انگلیاں کٹیں ایک بار وقوع بتاتا ہے یہاں کٹاتے ہیں کہ استمرار پر دلیل ہے ۱۲ منہ ایضاً۔

فریق مخالف کے گھر کی بنیادی گواہی

نانوتوی صاحب کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا حجاب ہے ۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے بجز ستار

حضرت حسان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علامہ عیدروس اور عارف جبانی۔

وانما ستر حسنه بالهيبة والوقار لتستطيع رويته الابصار ومع

ذالک فقد قال سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ لما نظرت الی انوارہ صلی اللہ علیہ وسلم وضعت کفی علی عینی خوفا من ذھاب بصری (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ از عیدروس)

''اور جز ایں نیست کہ آپ کا حسن ہیبت اور وقار سے پوشیدہ کر دیا گیا۔ تا کہ آنکھوں کو اس کے دیکھنے کی طاقت ہو اور اس کے باوجود بھی بے شک (صحابی رسول) حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نے حضور کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ لی اس خوف سے کہ کہیں میرے دیکھنے کی قوت نہ چلی جائے''۔

امام عبدالکریم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فان بشریتہ صلی اللہ علیہ وسلم معدومۃ لا اثر لھا بخلاف غیرہ من الانبیاء والاولیاء فانھم وان زالت عنھم البشریۃ فانما زوالھا عبارۃ عن انستارھا کما تستر النجوم عند ظھور الشمس فانھا وان کانت مفقودۃ العین فھی موجودۃ الحکم حقیقۃ و بشریتہ صلی اللہ علیہ وسلم مفقودۃ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

''بے شک حضور ﷺ کی بشریت معدوم ہے، اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا بخلاف دیگر انبیاء اور اولیاء کے کہ اگر چہ ان سے بشریت زائل ہوئی سوائے اس کے نہیں کہ اس کا زوال عبارت ہے پوشیدہ ہونے سے جیسے تارے سورج کے ظہور کے وقت چھپ جاتے ہیں اگر چہ عین مفقود ہے لیکن وہ حقیقۃً موجود کے حکم میں ہیں اور حضور کی بشریت تو مفقود ہے''۔

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار اور حسن و جمال پر ایک پردہ نہیں بلکہ کئی پردے ہیں۔ غیط العالمین مرجع الفاضلین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شیخ رکن الدین بن عماد الدین دبیر کاشانی خلد آبادی (جو آٹھویں صدی کے جید عالم و کامل عارف ہیں اور ۷۲۰ھ میں خواجہ برہان الدین کے مرید ہوئے) فرماتے ہیں:

فرمان شد آں نور را ہفتاد ہزار حجاب پوشند تا روشنائی ماہ و آفتاب ناپدید نشود (شمائل الاتقیاء صفحہ ۳۴۲)

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو ستر ہزار پردوں میں چھپائیں تا کہ چاند اور سورج کی روشنی چھپ نہ جائے''۔

اگر حضور ﷺ بے پردہ تشریف لاتے تو کس کو دیکھنے کی تاب تھی؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

با پردہ با چوں آمدی شور قیامت شد عیاں
بے پردہ گر آئی بروں سوزد ہمہ کون ومکاں

سنو علامہ عارف الغوث المعظم عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:۔

واعلم ان انوار المکونات کلها من عرش وفرش وسموات وارضین وجنات وحجب وما فوقها وما تحتها اذا جمعت کلها وجدت بعضها من نور النبی صلی اللہ علیہ وسلّم وان مجموع نوره صلی اللہ علیہ وسلّم لو وضع علی العرش للذاب ولو وضع علی الحجب السبعین التی فوق العرش لتهافتت ولوجمعت المخلوقات کلها ووضع علیها ذالک النور العظیم لتهافتت وتساقطت۔

(کتاب الابریز۔ صفحہ ۲۵۳۔ مطبعہ ازہریہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

"اور اس بات کا یقین کر کہ بے شک تمام موجودات کے تمام انوار عرش اور فرش اور آسمانوں اور زمینوں اور بہشتوں اور پردوں اور ان کے اوپر اور نیچے سے ان سب کے انوار جب تو جمع کرے تو ان سب انوار کو نور نبی سے بعض (ایک حصہ) پائے گا اور اگر حضور کا سارا نور عرش پر رکھا جائے تو عرش پگھل جائے گا اور اگر عرش کے اوپر والے ستر حجابوں پر رکھا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر باریک پرپا ادن کی طرح اڑنے لگیں گے اور اگر تمام مخلوق کو جمع کر کے اس پر یہ نور عظیم رکھا جائے تو وہ تمام مخلوق ریزہ ریزہ ہو کر گر جائے گی"۔

اسی طرح اگر رب تعالیٰ کی ذات بے پردہ ہو تو سب کچھ جل جائے۔

(دیکھو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱)

قال علیه الصلوٰة والسلام ان اللہ تعالیٰ خلق نوری من نور عزته

(شمائل الاتقیاء صفحہ ۲۴۴ شیخ عارف رکن الدین معظم ۷۲۵ھ)

اخرج الدارمی والبیهقی والترمذی فی الشمائل عن جابر بن سمرة قال رأیت النبی صلی اللہ علیه وسلّم فی لیلة اضحیان وعلیه حلة حمراء فجعلت انظر الیه والی القمر فلهو کان احسن

فی عینی(1) من القمر۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو اپنی عزت کے نور سے پیدا کیا ہے"۔

"دارمی اور بیہقی نے اور امام ترمذی نے شمائل میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا، انہوں نے فرمایا میں نے صاف ظاہر بے ابر چاندنی رات میں دیکھا اور حضور ﷺ پر سرخ کپڑا تھا تو میں نے حضور کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنا شروع کیا تو حضور ﷺ میری نظر میں چاند سے زیادہ حسین تھے علیہ الصلوٰۃ والسلام"۔

خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ا صفحہ ۱۷، شمائل ترمذی صفحہ ۲۔ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۶۔ وسائل الوصول صفحہ ۲۱ شرح شمائل للمناوی والقاری جلد ا صفحہ ۳۶۔

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

چاند سے تشبیہ دینا یہ کوئی انصاف ہے
چاند کے منہ پہ ہیں چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

واخرج البخاری عن کعب بن مالک قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اذا سرّ استنار وجھہٗ کانہ قطعۃ قمر وکنا نعرف ذالک منہ

"امام بخاری کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ حضور ﷺ جب خوش ہوتے آپ کا چہرہ ایسا چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے ہم اس چمک سے حضور کی خوشی معلوم کرتے تھے"۔

خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۳۔ بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۲۔ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۶۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۸۴، اس کے مناسب روایات جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۹۔ ۸۰

واخرج الدارمی والبیھقی والطبرانی وابونعیم عن عبیدۃ قال قلت للربیع بنت معوذ صفی لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قالت لورأیتہ لقلت الشمس طالعۃ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۳،

1۔ فی روایۃ عندی بدل عینی(القیضی) والتقیید بالعندیۃ لیس للتخصیص فان ذالک عند کل احد رآہ کذالک" المواھب علی الشمائل للبیجوری صفحہ ۲۳ وھکذا فی شرح الشمائل للمناوی والقاری جلد ا صفحہ ۴۶،۴۷،۳۶،۲۱ الف

(زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۸)

"داری بیہقی۔ طبرانی ابونعیم۔ ابوعبیدہ سے راوی وہ فرماتے ہیں میں نے ربیع سے کہا میرے لئے حضور ﷺ کا وصف بیان کر انہوں نے فرمایا اگر تو حضور کو دیکھتا تو کہتا سورج طلوع ہو گیا ہے"۔

اخرج البزار والبیهقی عن ابی هریرة قال كان صلى الله عليه وسلم ...... اذا ضحک یتلأ لأ فی الجدر لم ار مثله قبله ولا بعده۔

"بزار اور بیہقی حضرت ابوہریرہ سے راوی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تبسم فرماتے تو دیواروں پر چمک پڑتی میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ حضور کے بعد"۔

خصائص کبریٰ شریف للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۷۳، کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۲۱ شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۵۱، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۷، وسائل الوصول صفحہ ۲۱۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۱۸۱، مواہب لدنیہ جلد ۱، صفحہ ۲۷۱۔ رواہ (ای یتلأ لأ فی الجدر) احمد والترمذی وابن حبان۔

امام قسطلانی یتلأ لأ فی الجدر کی تفسیر فرماتے ہیں:۔

ای یضیء فی الجدر جمع جدار وهو الحائط ای یشرق نوره عليها اشراقا كاشراق الشمس عليها.

(مواہب و شرح زرقانی جلد ۴، صفحہ ۱۸۱)

(شمائل ترمذی صفحہ ۲۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۹۔۸۰، شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱۔۱۲ جمع الوسائل لقاری و شرح شمائل للمناوی جلد ۱۔ صفحہ ۳۴ وسائل الوصول صفحہ ۱۸۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ (حضرت حسن کے خالو اور حضور کے ربیب) فرماتے ہیں:۔

یتلأ لأ وجهه تلأ لؤ القمر ليلة البدر.

اسی حدیث میں آگے فرماتے ہیں:۔

له نور يعلوه (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۹۳۔ کنزالعمال جلد ۷، صفحہ ۹۹۔۱۰۰)

"حضور کی جبینِ مبارک کا نور جبینِ مبارک پر یا آپ کی ذات منورہ کا نور ذات انور پر غالب رہتا"۔

عن ابی اسحق قال سأل رجل البراء بن عازب اكان وجه رسول الله ﷺ مثل السيف قال لا بل مثل القمر

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲، نسی الشفاء جلد ۱ صفحہ ۵۱، لاہل مثل الشمس والقمر)(1) حدیث جابر بن سمرة هی روایة مسلم من زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۵، شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۴۷، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۲، مشکوٰۃ شریف باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصل اول، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۸۴۳۴۸۲

''ابو اسحاق سے روایت ہے فرمایا کہ ایک مرد نے حضرت براء سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا فرمایا نہ۔ بلکہ چاند کی طرح تھا۔ شفا شریف میں ہے نہ بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا''۔

ثم تشبیه بعض صفاته بالنیرین انما هو جری علی التمثیل العادی والا فلا شیء یماثل شیئًا من اوصافه

(شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۳۴)

''پھر حضور کی بعض صفات کو سورج اور چاند سے تشبیہ دینا تمثیل عادی کی طرز پر جاری ہوتا ہے ورنہ کوئی چیز حضور کے اوصاف سے کسی چیز کے مماثل نہیں''۔

شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان مقدس اسی حدیث کی شرح میں:۔

ودر مواہب لدنیہ ے گوید کہ ایں تشبیہات است کہ مردم بحسب فہم خود در رعایت عرف و عادت کردہ اند والا ہیچ یکے ازیں امور در اہبت و جلالت و حسن و ملاحت بجمال و کمال وے و ہیچ چیز ے از مخلوقات و محدثات معادل و مشارک صفات خلقیہ و خلقیہ وے نبود

''مواہب میں امام قسطلانی نے فرمایا یہ ایسی تشبیہات ہیں کہ لوگوں نے اپنے فہم کے مطابق اور عرف اور عادت کی رعایت کرتے ہوئے دی ہیں ورنہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز حضور کے جمال و کمال کے حسن، خوبصورتی اور جلالت اور حسن و ملاحت میں برابر نہیں اور مخلوقات سے کوئی چیز حضور کے صفات خلقیہ اور خلقیہ کے برابر اور شریک نہیں''۔

نظم

کسے بحسن و ملاحت بیار ما نرسد — ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد

ہزار نقش برآید زکلک صنع و لے — یکے بخوبی و نقش نگار ما نرسد

صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ بقدر حُسنہ وجمالہ و

1۔ فی قوۃ الضیاء وکثرۃ النور کان الشمس فی نہایۃ الاشراق والقمر فی الحسن والملاحۃ جلد ۵۔ صفحہ ۷۷۴ مرقات۔ ۱۲ ق

کما قال

اخرج ابو نعیم عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کدارۃ القمر۔

(خصائص جلد ۱ صفحہ ۷۲، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۷، کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۹۹)

"ابونعیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تخریج فرمایا حضور ﷺ کا چہرہ چاند کے ہالہ کی طرح تھا"۔

ہمدان کی کسی ایک عورت نے کہا (جس نے حضور کے ساتھ حج کیا تھا) کہ حضور کی شبیہ۔

کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

(اخرجہ البیہقی خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۲، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۸۷)

"چودھویں رات کے چاند کی طرح تھی میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔"

عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم دخل علیہا مسرورًا تبرق اساریر وجہہ۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان پر بحالت خوشی داخل ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کے خطوط بجلی کی طرح چمکتے تھے"۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ظل ولم یقم مع شمس (قط) الا غلب ضوءہ ضوءھا ولا مع سراج (قط) الا غلب ضوءہ ضوءہ۔

(نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ وھکذا فی زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۲۰، جلد ۵ صفحہ ۲۴۹۔ ونحوہ فی مواھب للدنیہ علی شمائل محمدیہ بیجوری صفحہ ۲۴ فی مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر ۱۳۷۵ ھ وصفحہ ۳۰ (فی مطبعۃ) نا قلاعن ابن المبارک وابن الجوزی فی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس بزیادۃ لفظ (قط) فی الموضعین ووضع المظھر موضع المضمر الثانی فی الموضعین وشرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۴۷)

"صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور کا سایہ نہ تھا حضور جب بھی

سورج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب رہتی اور جب بھی سراج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ کی روشنی سراج کی روشنی پر غالب رہتی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بقدر انوارہٖ"

وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نورًا فکان اذا مشی بالشمس والقمر لایظہر لہ ظل (وسائل الوصول صفحہ ۲۱ للنبہانی)

"حضور نور تھے جب سورج اور چاند (کی روشنی) میں چلتے آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا"۔

مطالع المسرات میں امام علامہ ابن سبع سے منقول ہے:۔

کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یضیء البیت المظلم من نورہٖ
(بحوالہ السعید صفحہ ۲۳ شوال ۱۳۷۹ھ)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاریک گھر کو اپنے نور سے روشن کر دیتے تھے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہر طرف اور اپنے ہر عضو کی نورانیت کی دعا مانگی ہے اور یہ بھی فرمایا (فی روایۃ) واجعلنی نورًا (۱)۔ "اے اللہ مجھ سارے کے سارے کو نور بنادے"۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۰۔۲۶۱، ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۲۔ صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۹۳۵۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۶

اور حضور مستجاب الدعوات ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتی ہیں:۔

ما اری ربک الا یسارع فی ہواک
(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۶۔۷۶۹، متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

"یارسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہوا"۔

ابو طالب نے حضور سے عرض کی۔ "ان ربک لیطیعک فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام وانت یا عماہ لو اطعتہ لیطیعنک"۔ رواہ ابن عدی۔ الامن والعلی صفحہ ۸۳ والفظ لہ۔ اخرجہ ابن عدی والبیہقی و ابونعیم۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۴۔ مدارج النبوت شریف جلد ۱۔ صفحہ ۲۳۸ فانظر فیہ۔

"بے شک آپ کا رب آپ کی اطاعت کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار

۱۔ مواہب، زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۰۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸ شرح شفا القاری جلد ۲، صفحہ ۴۱۹، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۸۰۔ ۱۲ فیضی غفرلہ

نہ فرمایا ملک اور نہ کیوں ہوتا نبیا) ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یوں ہی معاملہ فرمائے گا۔

دلائل النبوۃ لابی نعیم کی صفحہ ۵۷ میں ہے:

وعن عائشہ قالت قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ..... کل نبی مجاب ای مستجاب الدعوات رواہ البیہقی ورزین مشکوٰۃ صفحہ ۴۲ قال القاری تحتہ یعنی من شان کل نبی ان یکون مستجاب الدعوۃ مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۱۵۰۔ ۴ وقال الشیخ تحتہ، وہر پیغمبر قبول کردہ شدہ است دعائے او۔ اھ اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۰۵، ۱۲ اف

ان اللہ تعالیٰ یعطیہ اذا سال

"بے شک اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرماتا ہے جب مانگیں (اور جو مانگیں)"۔

امام قسطلانی امام بدر الدین محمود عینی حنفی سے ناقل:۔

وانا لا اشک ان جمیع دعوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستجابۃ

"اور میں اس بات میں شک نہیں کرتا کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب دعائیں منظور ہیں"۔ مواہب لدنیہ جلد ۲۔ زرقانی، جلد ۸، صفحہ ۲۳۷ و مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۲۳۷

وما شک نداریم کہ جمیع دعوات انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مستجاب اند مراد بقول وے لکل نبی دعوۃ مستجابۃ حصر نیست آنچہ بعضی محققین گفتہ اند کہ آں حضرت اعزو اکرم است ازاں کہ چیزے خواہد از پروردگار خود وے اجابت نکند بآں و نقل کردہ نشدہ است کہ آن حضرت دعا کرد بچیزے و مستجاب نشد۔ اھ ۱۲ اف

امام قسطلانی فرماتے ہیں:۔

ولم ینقل انہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا بشیء فلم یستجب لہ

"اور یہ بات منقول نہ ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی دعا مانگی ہو اور وہ منظور نہ ہوئی ہو"۔

(مواہب لدنیہ جلد ۲، زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۳۷، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۳)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا — بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا — دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

مولانا حسن رضا خاں فرماتے ہیں:

مقبول ہیں ابرو کے اشارہ سے دعائیں — کب تیر کماندار نبوت کا خطا ہو

بلکہ حضور محبوب خدا مستجاب گر ہیں مثلاً حضرت سعد ابن ابی وقاص کو مستجاب الدعوات بنا دیا اخرجه الترمذی والحاکم و صححه وغیرہ۔ الخصائص الکبری جلد ۲، صفحہ ۱۶۵۔ اگر کوئی یہ شبہ پیدا کرے کہ حضور پہلے نور نہ تھے تو جواباً عرض ہے کہ جتنے اس کے بعض دلائل گزرے اور یہ دعا دوام، استمرار، استقامت اور ترقی کے لئے مانگی جیسے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ آخر عمر تک پڑھتے رہے، کیا معترض اس دعا کے بعد حضور کی نورانیت کا قول کرے گا۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ویجعل لی نورا من شعر راسی الی ظفر قدمی۔

"اللہ تعالیٰ میرے لئے نور (ظاہر) کرے گا سر کے بال سے لے کر قدم کے ناخن تک"۔

اخرجه الطبرانی فی الکبیر و ابن ابی حاتم وابن مردویه عن عقبة بن عامر
خصائص کبریٰ جلد ۲، صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵ واز دور جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خلقت من نور الله والمؤمنون من نوری۔

"میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا اور تمام مومن میرے نور سے"

مکتوبات امام ربانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ ومنہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۱۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کیا خوب فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

انا من نور الله والمؤمنون من نوری

مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶۱۰۔ وفی روایة "من فیض نوری"، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۸۸۔
قول علیہ الصلوٰۃ والسلام "انا من الله والمؤمنون منی" جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۶۔ از انجیل

وفی النهایة لابن الاثیر انه علیه الصلوة والسلام کان اذا سر فکان وجهه المرأة وکان الجدر تلاحک وجهه قال والملاحکة

شدة الملاءمة اى يرى شخص الجدر فى وجهه صلى الله عليه وسلم۔

"یعنی نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسرور ہوتے آپ کا چہرہ آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور دیواروں کا عکس آپ کے چہرہ انور میں نظر آتا تھا"۔

زرقانی جلد ۴ صفحہ ۸۰۔ مواہب جمع الوسائل، جلد ۲ صفحہ ۷، ونحوہ شرح شمائل للمناوی جلد ۱، صفحہ ۴۴ مدارج جلد ۱ صفحہ ۶

حضور ﷺ کی چوتھی خصوصیت

حضور تاریک سایہ سے پاک تھے۔ آپ کا سایہ نہ تھا۔ نہ ظل تھا نہ فے من وجہٖ خصوصیت اور من وجہٖ دلیل نورانیت۔ آپ کے سایہ نہ ہونے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔(۱) بعض نے کہا کہ بوجہ نور ہونے کے سایہ نہ تھا۔(۲) بعض نے کہا حضور ظل الٰہی ہیں اور سایہ کا سایہ نہیں ہوتا۔(۳) بعض نے کہا اس لئے نہیں تھا کہ قدموں کی روندگی نہ ہو۔(۴) اور بعض نے کہا کہ سایہ سایہ والے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور حضور کے جسم سے زیادہ کوئی چیز لطیف نہیں اسی لئے آپ کا سایہ نہیں (۵) بوجہ بے حیثیت سید عالم(۶) تاکہ نجس زمین پہ نہ پڑے وغیرہ۔

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض ان حضرات کے اسماء درج کر دیتا ہوں جو صراحۃً حضور کے سایہ نہ ہونے کے قائل ہیں اور سلفاً خلفاً کوئی ان کے اس قول کا منکر نہ ہوا بلکہ غیر مصرحین خاموش رہے تو یہ اجماع سکوتی ہے حضور کے سایہ نہ ہونے پر بوقت ضرورت وفرصت اس موضوع پر مفصل تحریر ہوسکتا ہے

۱۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی شہید ۳۵ھ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کے سامنے حضور ﷺ کا بے سایہ ہونا بیان کیا تھا حضور اور صحابہ خاموش رہے۔ تردید نہ کی۔ (تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۲۲ علی ہامش خازن، مدارج النبوۃ جلد ۲، صفحہ ۱۶۱۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ طبع قدیم تحت آیت اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ۔ کتاب الاشارات للرازی بحوالہ روح البیان

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی متوفی ۶۸ھ (زرقانی شرح مواہب جلد ۴، صفحہ ۲۲۰ شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۴۷، جمع الوسائل للقاری الحنفی جلد ۱ صفحہ ۱۷۶۔

۳۔ حضرت ذکوان تابعی متوفی ۱۰۱ھ(۱) (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸، زرقانی علی المواہب جلد ۴

۱۔ ذکوان اسم رجلین من التابعین وکل منهما ثقة احدهما ابو صالح غسان طریات المتوفی ۱۰۱ھ والآخر ابو عمرو مولی عائشة المتوفی بعد السنة قبل المائتین ولم یعین ذکوان فی هذا المقام بل ذکرهما الزرقانی بلفظ "او" ملتقط من التقریب وشرح المواهب جلد۴ صفحه ۲۲۰۔ ۱۲ الفیضی غفرلہ

صفحہ ۲۲۰، مدارج جلد ۱ صفحہ ۲۱۔

۴۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک تابعی متوفی ۱۸۱ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

۵۔ محدث حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸) زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ مدارج جلد ۱ صفحہ ۲۱)

۶۔ حافظ رزین محدث متوفی ۵۲۰ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

۷۔ محدث امام ابن سبع متوفی (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

۸۔ امام المحدثین قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳ فی مطبع وفی آخر صفحہ ۳۰۶)

۹۔ محدث ابن جوزی متوفی ۵۸۷ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

۱۰۔ امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ (مفردات امام راغب صفحہ ۳۱۷)

۱۱۔ امام ابوالبرکات نسفی صاحب کنز الدقائق و منار و تفسیر مدارک متوفی ۷۰۱ تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

۱۲۔ امام قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ (مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۸۰، زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰، جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۱۲)

۱۳۔ علامہ امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۵۶، ۷۳۶ھ (سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۹۳)

۱۴۔ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (متوفی ۷۵۸ھ) صحائف السلوک صحیفہ ۳۴ صفحہ ۵۱)

۱۵۔ علامہ حسین بن دیار بکری کتاب الخمیس

۱۶۔ علامہ زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ و جلد ۵ صفحہ ۲۴۹)

۱۷۔ امام مناوی متوفی ۸۹۱ھ (فیض القدیر للمناوی جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ و شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۴۷ علی ہامش جمع الوسائل۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۲۸)

۱۸۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ انہوں نے اس موضوع پر پورا باب منعقد کیا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸۔ انیس الجلیس صفحہ ۱۳۱)

۱۹۔ صاحب سیرت شامی (سیرت شامی)

۲۰۔ علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۲۹ (نسیم الریاض جلد ۳، صفحہ ۲۸۲)

۲۱۔ علامہ ابراہیم بیجوری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۷۶ھ (المواہب علی الشمائل لیجوری صفحہ ۲۴، فی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی)

۲۲۔علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ عن ابن عباس و شرح شفا القاری جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ علی ہامش نسیم الریاض ذکرہ الترمذی فی نوادر الاصول ......ونقله الحلبی عن ابن سبع

۲۳۔علامہ سلیمان جمل متوفی ۱۱۹۶ھ (فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۷ سالنورہ الحسی

۲۴۔عارف باللہ السید عبدالرحمٰن العیدروس المتوفی ۱۱۹۲ھ وقال یرحم اللّٰہ من قال:

دخل العالم فی ظل الذی　　　ما له ظل ولا غبار بمحو

(جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۴۷)

۲۵۔شیخ محمد بن احمد معولی مصری شافعی متوفی رواہ ابن سبع والنیسا پوری

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۳،۱۸۲)

۲۶۔ومنہ الامام المقری شریف الدین اسمٰعیل بن المقری الیمنی الشافعی متوفی ۸۳۹ھ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

۲۷۔والعلامۃ ابن اقبرس (جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

۲۸۔قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم القتائی المالکی المصری متوفی (جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

۲۹۔شیخ علی بن دوہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۰۱ھ

۳۰۔امام نیشا پوری (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۳۔ وجلد ۳، صفحہ ۱۸۲)

۳۱۔علامہ امام ابن حجر مکی متوفی ۹۷۳ھ (افضل القریٰ صفحہ ۲۷۔ جواہر البحار صفحہ ۸۵)

۳۲۔علامہ برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ (سیرۃ حلبیہ۔ ج ۲ ص ۴۲۲)

۳۳۔علامہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع بحار الانوار متوفی ۹۸۶ھ

(مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۴۰۲ تا ۴۰۵)

۳۴۔علامہ عارف جلال الدین رومی یعنی مولائے روم متوفی ۶۷۲ھ

(مثنوی شریف[1] دفتر پنجم صفحہ ۱۹۔ طبع نولکشور)

۳۵۔شیخ المحدثین حضرت شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ

(مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، ۲۱ وجلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

۱۔ ہر کہ خواند مثنوی را صبح و شام　　　آتش دوزخ بود بروے حرام

(یوش الرحمن جلد ۲۔ صفحہ ۹۵۔ ملفوظات تاج الدین)

۳۶۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۲۸ھ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۹)

۳۷۔ علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

۳۸۔ امام ربانی شیخ احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۴ھ، ۱۰۳۲ھم

(مکتوبات جلد ۳ صفحہ ۱۸۷)

۳۹۔ علامہ بحر العلوم لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ (شرح مثنوی دفتر پنجم)

۴۰۔ عارف سبحانی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی حنفی متوفی ۸۹۸ھ (زلیخا صفحہ ۱۱، تحفۃ الاحرار صفحہ ۲۱) سبحۃ الابرار صفحہ ۱۳۔ کلیات جامی صفحہ ۱۱، ۱۳ کلیم للعارف الجامی و عزیز الفتاوی دیو بند جلد ۸ صفحہ ۲۰۲)

۴۱۔ علامہ امام عارف اسمٰعیل حقی حنفی صاحب تفسیر روح البیان متوفی ۱۱۱۷ھ (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)

۴۲۔ عارف ربانی علامہ محمد یوسف نبہانی قاضی القضاۃ بیروت متوفی ۱۳۵۰ھ

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۹، صفحہ ۵۸ من الشفاء، وسائل الوصول صفحہ ۲۱)

۴۳۔ مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی صاحب علم الصیغہ و تاریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۲، ۱۳ اس کتاب کی توثیق "بہشتی زیور" جلد ۱ صفحہ ۶۷ میں موجود ہے۔

۴۴۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۲۳۹ھ (تفسیر عزیزی پارہ عم۔ صفحہ ۲۱۹)

۴۵۔ عارف علامہ نظامی گنجوی متوفی ۵۹۲ھ (مخزن الاسرار صفحہ ۲۵)

۴۶۔ عارف شیخ احمد صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب تفسیر متوفی ۱۲۴۱ھ (جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۳۰)

۴۷۔ مولانا نور بخش صاحب توکلی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۶۷ھ (سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷)

۴۸۔ عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۲ھ

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۵)

۴۹۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ (تذکرۃ الموتیٰ صفحہ ۲۱)

۵۰۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان صاحب رضی اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ مستقل کتاب "نفی الفیئ عمن بنورہ انار کل شیء"

۵۱۔ مولانا غلام قادر صاحب بھیروی "اسلام کی کتاب"

۵۲۔ مولوی عوض علی بخشی تحفۃ الاحرار صفحہ ۲۱۔

۵۳۔ حضرت مولانا محمد یار صاحب مرحوم فریدی (دیوان محمدی صفحہ ۲۹۔ ۸۸)

۵۴۔ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ (تکملہ سیر الاولیاء صفحہ ۷)

۵۵۔ مولوی عبدالحی لکھنوی (التعلیق العجیب صفحہ ۱۳)

۵۶۔ مولوی محمد گھلوی صاحب مرحوم (شرح زلیخا صفحہ ۳۲)

(ان کے گھر کی گواہی)

۱۔ مولوی رشید احمد گنگوہی (امداد السلوک فارسی صفحہ ۸۵۔۸۶۔ اُردو صفحہ ۵۶)

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی (میلاد النبی جلد ۳، الربیع فی الربیع صفحہ ۲۵۷۔ شکر النعمہ صفحہ ۲۰)

۳۔ مولوی نذیر احمد عرشی مداح علماء دیوبند و مرزد و ہابیت "مفتاح العلوم" جلد ۳ صفحہ ۱۳۲

۴۔ مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند (عزیز الفتاوی جلد ۸۔ صفحہ ۲۰۲)

۵۔۶۔ مولوی مہدی حسن مفتی دیوبند، مولوی جمیل الرحمٰن نائب مفتی دیوبند ماہنامہ تجلی دیوبند بابت ماہ فروری۔ مارچ ۱۹۵۹ء میں مفتی دیوبند کا فتوی بدیں الفاظ منقول ہے۔

" آں حضرت کا سایہ نہ تھا اور اسی کے ہم معتقد ہیں" سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح محمد جمیل الرحمٰن نائب المفتی بدارالعلوم دیوبند (بحوالہ" رضائے مصطفے" جلد ۷ شمارہ ۱۷۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ صفحہ ۲۔۱۰ کالم ۲)

مزید برآں یہ کہ ہندو تک اس عدم سایہ والے معجزہ کے قائل ہیں

ورغما علی انوف ..... ملاحظہ ہو۔

۱۔۲۔ تھانوی صاحب نے ایک رسالہ لکھا جس کا اصلی نام "شہادۃ الاقوام علی صدق الاسلام" ہے۔ المعروف "حقانیت اسلام غیروں کی زبان پر" جو پہلی مرتبہ ۱۳۶۸ھ میں ادارہ اشرف العلوم دیوبند ضلع سہارن پور سے شائع ہوا اس کے صفحہ ۱۴۳ پر ہے۔

بیاس جی مشہور ہندو رشی کی گواہی

مولوی عبدالرحمٰن چشتی کا مزار لکھنؤ میں ہے یہ بڑے پایہ کے صوفی گزرے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ ہندوؤں میں ایک کتاب" بھوتک اوتر پران ہے" اس کتاب کی تالیف کرنے والے بیاس جی مشہور ہندو رشی ہوئے ہیں، وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں" کہ آئندہ زمانہ میں مہامت (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ از فیضی) پیدا ہوں گے۔ ان کا نشان یہ ہوگا، اُن کے سر پر بدلی سایہ کرے گی، ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا" ۔ الخ ۱۲۔ یہ کتاب حضور کے ظہور سے پہلے کی معلوم ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اہل اسلام تو اہل اسلام اہل سنت تو اہل سنت حضور کے ظہور سے قبل بھی اگلی قوموں میں یہ مشہور تھا کہ حضور ﷺ بے

سایہ ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ اصحابہ و آلہ بقدر حسنہ و جمالہ ۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا ۔ سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

قد بے سایہ کے سایہ مرحمت ۔ ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

اس فہرست کا اکثر حصہ جیغم اسلام رازی وقت شیخ الحدیث اُستاذی و شیخی سیدالنبی الہاشمی حضرت سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہ العالیہ (قدس اللہ سرہ) کے فیوضات سے ماخوذ ہے پھر مزید اضافہ ان کی نگاہ عنایت سے فقیر فیضی کی جستجو کا نتیجہ ہے۔

خصوصیت نمبر ۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم پاک صاف وشفاف تھا اور کثافتوں سے پاک تھا تا کہ دیکھنے والا آپ کے جسم کے اندر سے سورج کو دیکھ لیتا، جسم شریف دیکھنے سے مانع نہ ہوتا۔

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وکان جسمہ شفافا فلم یقع لہ ظل علی الارض ولم یمنع رائی الشمس مع حیلولتہ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹۷ للنبہانی)

"یعنی حضور کا جسم شفاف تھا۔ اسی لئے حضور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اور اس جسم پاک کے حائل ہونے کے باوجود سورج کو دیکھنے والا سورج کو دیکھ لیتا"۔

دیو بندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری لکھتے ہیں:۔

وفی کنز العمال ان اجساد الانبیاء نابتۃ علی اجساد الملائکۃ واسنادہٗ ضعیف(1)

"یعنی کنز العمال میں ایک حدیث ہے کہ انبیاء کے اجساد ملائکہ کے اجساد پر نشو و نما پانے

1۔ حدیث ضعیف فضائل و مناقب میں باتفاق محدثین مقبول و معمول بہا ہوتی ہے۔ قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء ولفظ الحرز جواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق ۔ از فیوضات شیخ الاسلام سیدنا اعلیٰ حضرت (الہاد الکاف صفحہ ۱ ۲) علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال مرقات جلد ۱ صفحہ ۵۲ و حرز ثمین شرح حصن حصین للقاری، شرح مشکوٰۃ لابن حجر مکی، اربعین لابی زکریا نووی، فتح القدیر لابن ہمام جلد ۱ صفحہ ۳۰۶۔

کتاب الاذکار شیخ الاسلام ابی زکریا۔ فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۰۷ مصریہ، موضوعات علی قاری صفحہ ۷۳، تعقبات صفحہ ۷۳، مقدمہ شیخ محقق صفحہ ۱۰، ان سے تائید، اعلام السنن جلد ۳ صفحہ ۱۵، مسک الختام بھوپالی غیر مقلد جلد ۱ صفحہ ۵۷۶، رسالہ دعائیہ محرم علی ومتکابر حق مزید حوالے و تحقیق اعلیٰ حضرت مجدد ملت شیخ الاسلام کی کتاب لاجواب "الہاد الکاف" میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲ فیضی

والے ہیں"۔

ومراده ان حال الانبياء عليهم السلام في حياتهم كحال الملائكة بخلاف عامة الناس فان ذالك حالهم في الجنة فلا تكون فضلاتهم غير رشحات عرق۔ (فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۵۱)

"اس کا مطلب یہ ہے کہ حیات دنیاوی میں انبیا کا حال ملائکہ کے حال کی طرح ہے بخلاف عام لوگوں کے کہ ان کا یہ حال جنت میں ہوگا انبیاء کے فضلات شریفہ پسینے کے چند قطرات کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان اجسادنا تنبت على ارواح اهل الجنة، (اخرجه البيهقي عن عائشة) (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۰، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۲۹)

"بے شک ہمارے اجسام اہل جنت کی ارواح پر نشوونما پاتے ہیں"۔

نیز حضور نے ارشاد فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم:۔

انا معشر الانبياء تنبت اجسادنا على ارواح اهل الجنة۔ اخرجه ابونعيم عن ليلي۔ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۰، شرح شفا للقاری علی ہامش نسیم جلد ا صفحہ ۳۴۰

وقد ذكروا ان جبريل عليه السّلام اخذ طينة النبي صلى الله عليه وسلّم بمياه الجنة و غسلها من كل كثافة و كدورة فكان جسده الطاهر كان من العالم العلوي كروحه الشريف۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۵۵)

"بلاشک (علماء کرام نے) ذکر کیا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی طینت پاک کولیا اور اسے جنت کے پانیوں سے گوندھا اور اسے ہر کثافت اور کدورت میل سے دھویا تو گویا کہ حضور کا پاک جسم آپ کی روح کی طرح عالم علوی سے تھا۔"

خصوصیت نمبر ۲

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، سب کچھ حضور کے سبب پیدا ہوا اور حضور ﷺ کے لئے پیدا ہوا۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۲۴، سیرت رسول عربی

صفحہ ۲۴۳، ۹۲۳ جواہر البحار از خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۸۱، جواہر از مواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، از شیخ ہندی وصفحہ ۲۳۰ از روح البیان، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۵۶، ۲۱۔ از عارف تجانی وجلد ۲ صفحہ ۲۲۶۔۲۹۶۔ از ابریز، وصفحہ ۳۲۰، از نابلسی۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا:۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

احادیث قدسیہ سے اس کا ثبوت

لولاک لما خلقت الافلاک۔(1)

(مکتوبات مجدد سرہندی جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔"

صحائف السلوک لخواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۱۰۵۔ صحیفہ ۷، ۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ از امام عبد الکریم جیلی۔ شرح شفا القاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۴۳، از شیخ محمد قادری مدنی، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ عن تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۸۳۹ تحت آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ از تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۶۷ زیر آیت يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (صف:۶)۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۴ از احمد عابدین۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ از عارف رودو۔ غیاث اللغات صفحہ ۸۸۳ ان اللہ تعالی قال له فی لیلة المعراج لولاك لما خلقت الافلاك۔ جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۳۱۔ از جیلی فیوض الحرمین لشاہ ولی اللہ صفحہ ۵۲، شرح زلیخا احمد گھلوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۷، ذریکا شرح کریما لمولانا حافظ محمد نذیر رام پوری صفحہ ۱۱۔ انیس الجلیس صفحہ ۱۳۰۔ الشہاب الثاقب صفحہ ۲۷۔

ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی

ولولاک ماخلقت الدنیا۔ (رواہ ابن عساکر)

"(اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب) میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا کہ ان کو تمہاری اس کرامت اور قدر و منزلت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اور اگر تم نہ ہوتے تو

---

1. هذا الحديث صحيح معنى ومفهوما وان لم الظفر تخريجه بهذا اللفظ هكذا قال القاري في موضوعاته ٦٧، ٦٨ حاشيه نمبر ٣ المصنوع في احاديث الموضوع صفحه ٢٢ وشرح شفا للقاري الحنفي جلد ١ صفحه ٦، ١٧ ، ١٢ البيضي

میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

مواہب و شرح للزرقانی جلد ا صفحہ ۴۳ و جلد ۵ صفحہ ۲۴۲، صلاۃ الصفا لاعلیٰ حضرت صفحہ ۳، موضوعات کبیر للقاری الحنفی صفحہ ۶۸، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ و جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۸۹ از خصائص۔

وفی حدیث سلمان عند ابن عساکر قال هبط جبریل علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم فقال ان ربک یقول لک ان کنت اتخذت ابراهیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا الخ

جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از مطالع المسرات فاسی ۲۶۳ و جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۴۳ ۳ از عیدروس، مجموع الاربعین صفحہ ۸۷

قال اللّٰه تعالیٰ لآدم علیه الصلٰوۃ والسّلام لولاہ ماخلقتک

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر حضور نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔"

زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۴۳ ـ ۴۲، اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۴۶۶، جواہر البحار، جلد ا صفحہ ۲۴۹ و صفحہ ۲۰۲ از زرقانی و صفحہ ۲۵۳ از حلی شفا شریف وشرحیہ للقاری والخفاجی، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۰۷ عن الشفا شرح البردہ للخر پوتی صفحہ ۲۶۔

لولا محمد ماخلقتک

"اگر محمد کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے (تو اے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا۔"

رواہ البیهقی ورواہ الحاکم وصححه ورواہ الطبرانی، زرقانی علی المواهب جلد ا صفحہ ۶۲ ـ ۶۳ وابو نعیم وابن عساکر ایضاً۔ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶، صلاۃ الصفا للمجدد البریلوی صفحہ ۳، شفا شریف جلد ا، صفحہ ۳۸ وشرحہ للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۲۴۵، قال الحاکم هذا الحدیث صحیح الاسناد مستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۱۵ ... ورواہ البیهقی ایضاً فی دلائل النبوۃ ... وذکرہ الطبرانی شفا السقام للامام السبکی صفحہ ۱۲۴، نشر الطیب صفحہ ۱۱ از زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۳ و جلد ۵ صفحہ ۱۹۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷ و صفحہ ۱۰۷ از ابن حجر و جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ عن روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۳۰، جواہر البحار ۳ ص ۲ ۳ از خلاصۃ الوفاء، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از مطالع المسرات فاسی صفحہ ۲۶۳ ومولد رسول اللّٰه لابن کثیر

صفحہ ۱۲، اخرجه الطبرانی والضیاء و ابونعیم فی الدلائل والحاکم والبیهقی فی الدلائل وابن عساکر عن عمر رضی الله عنه الاتحافات السنیة فی الاحادیث القدسیه صفحہ ۱۴۰۔ مجموع الاربعین صفحہ ۸۷)(۱)

لولاہ ما خلقتك ولا خلقت سمآءً ولا ارضاً (اللہ تعالٰی نے فرمایا) "اگر محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے (تو اے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔ زرقانی جلد ا صفحہ ۴۴۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۸، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۷۔ ۳۱۲ عن المیر غنی و جلد ۳ صفحہ ۲۳۱، از ابن حجر مکی و جلد ۳ صفحہ ۸۷۔ ۱۹۴ از میر غنی و جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از فاسی مطالع صفحہ ۲۶۴۔

لولاك ما خلقت سماءً ولا ارضاً۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۹ عن الصاوی)

"اللہ عزوجل نے فرمایا! اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔"

لولاک ماخلقت سماءً ولا ارضا ولا جنا ولا ملکاً۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۷۳ از صاوی)

"اے حبیب علیک الصلوٰۃ والسلام اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو، نہ جن کو نہ فرشتہ کو۔"

امام بوصیری نے فرمایا:۔

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورة من
لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

لولاک یا محمد لما خلقت الکائنات

صلی الله علیه وسلم۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۳۵۔ عن روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۶۷ عن کتاب البرہان للکرمانی)

"اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔"

۹. فلولاہ ماخلقتک ولا خلقت عرشا ولا کرسیًا و لا لوحا ولا قلمًا ولا سماء ولا ارضا ولا جنة ولا نارًا ولا دنیا ولا اخری

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۳۵، از محمد مغربی)

۱۔ تفسیر در منثور جلد ۱ صفحہ ۵۸ ولا بن ابیضا تحقیق الیقین صفحہ ۳۲ اعلیٰ حضرت۔ اعلیٰ لابن امیر الحاج افضل الصلوٰت صفحہ ۱۱۔ اس کے مزید حوالے پیچھے گزرے۔ ۱۲

"اللہ جل جلالہ نے فرمایا اگر حضور نہ ہوتے تو اے آدم! میں تمہیں پیدا نہ کرتا، نہ عرش کو پیدا کرتا، نہ کرسی کو، نہ لوح کو، نہ قلم کو، نہ آسمان کو، نہ زمین کو، نہ بہشت کو، نہ دوزخ کو، نہ دنیا کو اور نہ آخرت کو۔"

روی ابو الشیخ فی طبقات الاصفھانیین والحاکم عن ابن عباس اوحی اللہ الی عیسٰی آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلّم ومر امتک ان یؤمنوا بہ فلولا محمد ماخلقت آدم و لا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم

(مستدرک جلد ۲ ص ۶۱۵ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷، واقرہ السبکی فی شفاء السقام ۱۶۳ والبلقینی فی فتاواہ مثلہ لایقال رأیا فحکمہ الرفع۔ زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۴۴، ج ۵ ص ۲۴۲، ج ۶ صفحہ ۴۴، قال الامام الحافظ ابن حجر المکی صح عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ولہ حکم المرفوع، شرح ھمزیہ لہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷۔ ۱۰۷، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ از عارف عبیدروس۔

"ابو الشیخ طبقات اصفہانیین میں اور امام حاکم حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی (فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی کی کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا اور اپنی امت کو بھی یہ حکم دے کہ وہ بھی حضور پر ایمان لائیں، اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو نہ دوزخ کو اور بے شک میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ مضطرب ہونے لگا پھر میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو وہ سکون میں آیا۔ اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا۔ الخ

اوحی اللہ الی عیسٰی آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلّم ومر من ادرکہ من امتک ان یومن بہ فلولا محمد ماخلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۴۳ از امام رملی)

شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں:۔

للحدیث المروی ان اللہ یقول لولاک یا محمد ماخلقت سماء ولا ارضا ولا جنۃ ولا نارًا۔ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

عن الدیلمی عن ابن عباس رفعه اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول
لولاک ماخلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار

(زرقانی، جلد ا، صفحہ ۴۴، موضوعات کبیر لعلی القاری، صفحہ ۶۸)

''دیلمی کی روایت میں حضرت ابن عباس سے مرفوعاً ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔''

خلد تو گھر ہے غلامانِ رسول اللہ کا
اور جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے

وذکر ابن سبع رحمہ اللہ تعالیٰ والعزفی رحمہ اللہ تعالیٰ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ قال لنبیہ من اجلک اسطح البطحاء وامو ج الموج و ارفع السماء واجعل الثواب والعقاب

(زرقانی جلد ا صفحہ ۴۴، جلد ۶ صفحہ ۳۳)

''یعنی امام ابن سبع اور عزفی نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ذکر کیا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا، تیری وجہ سے میں پتھریلا نالہ اور سنگریزوں والی زمین بچھاتا ہوں اور تیری وجہ سے موج کو موج دیتا ہوں اور تیری وجہ سے آسمان کو بلند کیا اور تیری وجہ سے ثواب وعذاب مقرر کیا۔''

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

وفی روایات اخر لولاہ ماخلقت السماء والارض ولا الطول ولا العرض ولا وضع ثواب ولا عقاب ولا خلقت جنۃ ولا ناراً ولا شمساً ولا قمراً (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷۔ ۴۴۳ از عارف عیدروس)

''یعنی اور روایتوں میں ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر میرا حبیب نہ ہوتا تو نہ میں آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو اور نہ لمبائی اور نہ چوڑائی کو اور نہ ثواب وعذاب کا تقرر ہوتا اور نہ جنت کو پیدا کرتا نہ دوزخ کو نہ سورج کو نہ چاند کو۔''

قال علی .... فقال اللہ عزوجل انت المختار المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوز ھدایتی من اجلک اسطح البطحاء

وامرح الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار الخ (مطالع المسرات للفاسی وعنہ فی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

"یعنی مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم سے فرمایا تو مختار ہے برگزیدہ ہے اور تیرے ہاں میرا نور امانت ہے اور تیرے ہاں میری ہدایت کے خزانے امانت رکھے گئے ہیں تیری وجہ سے میں بچھری پستی والی زمین پھیلاتا ہوں اور پانی برساتا اور بہاتا ہوں اور آسمانوں کو بلند کرتا ہوں اور تیری وجہ سے ثواب وعقاب اور جنت و دوزخ مقرر کی۔"

نیز امام ابن حجر فرماتے ہیں:

وفی حدیث رواہ صاحب شفاء الصدور وغیرہ قال اللّٰہ تعالیٰ یا محمّد (صلی اللّٰہ علیک وسلّم) وعزتی وجلالی لولاک ماخلقت ارضی ولا سمائی ولا رفعت ھذہ الخضراء ولا بسطت ھذہ الغبراء (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

"ایک اور حدیث میں ہے جس کو صاحب شفاء الصدور وغیرہ نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے میری عزت وجلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے تو نہ میں اپنی زمین پیدا کرتا اور نہ اپنا آسمان نہ اس آسمان کو بلند کرتا اور نہ اس زمین کو بچھاتا پھیلاتا۔"

وفی روایة من اجلک اسطح البطحاء واموج الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار۔

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

لولاک لما اظھرت الربوبیة (مکتوبات مجدد سرہندی جلد ۳، صفحہ ۲۳۲)

جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰ عنہ۔ شرح زلیخا لمولانا محمد گھلوی صفحہ ۱۷ اور یکتا صفحہ ۱۱)

"(اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب) اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔"

ترا عز لولاک تمکین بس است

ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است

(بوستان سعدی صفحہ ۱۰)

رفعت ازو منبر افلاک را　　رونق ازو خطبۂ لولاک را

(تحفۃ الاحرار جامی صفحہ ۱۷

خصوصیت نمبر ۷

الست والے دن سب سے پہلے حضور ﷺ سے وعدہ لیا گیا۔

(مواہب وشرحہ للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲۔ کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ للشیخ المحقق جلد ۱، صفحہ ۱۱۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹

خصوصیت نمبر ۸

میثاق والے دن سب سے پہلے "بلیٰ" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

(کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵ رواہ ابوسهل القطان فی جزء من اماليه عن علی۔ مواہب وشرحہ للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳)

خصوصیت نمبر ۹

اللہ تعالیٰ نے عرش (کے پائے) پر اور ہر آسمان پر اور بہشت کے درختوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان ان سب پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھا۔

(اخرجه الحاكم والبيهقي والطبراني في الصغير والا وسط وابونعيم و ابن عساكرو ابن عدی وابويعلى والحسن بن عرفة فی جزء ہ والبزار والدارقطني والخطيب۔ ان محدثین کی مجموعہ روایتوں سے اوپر والی خصوصیت ثابت ہے تفصیل خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۔۷ میں ملاحظہ ہو۔ کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ رواہ ابن عساكر عن كعب الاحبار۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲۔۲۴۳ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۲۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۵۔ از شیخ دیریجی جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ از خصائص کبریٰ، جواہر از مواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳۔

خصوصیت نمبر ۱۰

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ہمارے آقا و مولیٰ سید عالم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا پختہ وعدہ کرایا۔ (قرآن شریف وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ الاٰیۃ۔ مواہب وشرحہ للزرقانی جلد نمبر ۵ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

خصوصیت نمبر ۱۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (وصحابہ وخلفاء اور اُمت) کی تعریف اور آپ کی تشریف آوری کی خوش خبری پہلی کتابوں میں تھی۔ (زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۲۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب نسب شریف زنا سے مبرا ہے، طیب وطاہر ہے (حضرت آدم و حوا سے لے کر حضرت عبداللہ وآمنہ تک سب کے سب پکے موحد، مومن، مسلمان تھے۔) (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۹۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۷۱۸ وجلد ۳ صفحہ ۴۶۶، زرقانی جلد ۱، صفحہ ۶۷ و جواہر البحار عن الشفاء، جلد ۱ صفحہ ۶۔ ۱۹، وعن ابی نعیم جلد ۱ صفحہ ۷۱۔ ۷۲، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۵۔ از امیر ابن الحاج مستقل بحث، مرام الکلام صفحہ ۱۲۰ اس خصوصیت کی بہت سی دلیلیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں اور اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔ مسعد رسائل سیوطی شمول الاسلام لاباء ہ الکرام شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تفسیر مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۲۰۔ ۱۲۱ بلکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کا اس موضوع پر مستقل رسالہ ہے۔ مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۲۱) نیز حافظ مرتضیٰ زبیدی کا رسالہ "الانتصار لوالدی النبی المختار"۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے والدین کریمین معظمین کے متعلق فقہ اکبر میں رقمطراز ہیں۔ "ما ماتا علی الکفر" فی اکثر النسخ "مقدمۃ العالم والمتعلم" صفحہ ۷ مطبوعہ مصر۔ "الانتصار" للزبیدی شارح الاحیاء وفی نسخۃ۔ ماتا علی الفطرۃ"۔ مقدمۃ العالم والمتعلم صفحہ ۷ مطبوعہ مصر۔ وقیل فی نسخۃ ماتا مؤمنین"۔ (نیز ایمان والدین شریفین مع عم ابوطالب ذکرہ الامام القرطبی صفحہ مختصر تذکرہ امام قرطبی للشعرانی صفحہ ۶ مطبوعہ مصر۔ تفسیر امام العارف بحوالہ اخبار الاخیار صفحہ ۳۰۵) احیا ابویہ حتی آمنا۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ از خصائص کبریٰ سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، نسب پاک از ابن حجر مکی۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۶۹ تا ۲۲۷ تا ۲۴۷ مکمل رسالہ طہارت نسب پر، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ سے صفحہ ۲۰۸ تک

خصوصیت نمبر ۱۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت بت گر گئے۔ (رواہ الخرائطی وابن عساکر مواہب

وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۱۴۔ ۱۵

آپ ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے، آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رواہ الطبرانی، مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۴، شرح شفا للخفاجی والقاری الحنفیین جلد ا صفحہ ۳۶۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳، جواہر البحار جلد ا، صفحہ ۱۹۲۔ ۳۳۵ نقلا عن الامام النووی، جواہر البحار (از مواہب) جلد ۲ صفحہ ۱۱، جلد ۳ صفحہ ۳۳۹ از ابن حجر کی، مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن کثیر صفحہ ۱۹ و رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۱۰ مقال ابن حجر تواترت به الاخبار، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹۱، رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابونعیم والخطیب وابن عساکر من طرق عن انس مرفوعا..... وصححه الضیاء فی المختاره..... ورواہ ابن سعد عن العباس بن عبدالمطلب۔ اخرجه البیهقی و ابو نعیم و ابن عساکر و اخرجه ابن عدی و ابن عساکر عن ابن عباس۔ واخرجه ابن عساکر عن ابوهریرة واخرجه ابن عساکر عن ابن عمر۔ قال الحاکم فی المستدرک تواترت الاحادیث ولد مختونا الخ الخصائص الکبری جلد ا، صفحہ ۵۳۔

خصوصیت نمبر ۱۶

آپ صاف ستھرے پیدا ہوئے کسی قسم کی میل کچیل نہیں تھی۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۴، رواہ ابن سعد، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، شفاء شریف جلد ا، جلد ۵۴، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳، نسیم الریاض، جلد ا، صفحہ ۳۶۳، نیز ولدته امه علیه الصلوة والسلام بغیر دم ولا وجع، شرح شفا شریف، جلد ا، صفحہ ۳۶۳)

خصوصیت نمبر ۱۷

آپ سجدہ کرتے ہوئے پیدا ہوئے۔ (رواہ ابونعیم مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳، مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن کثیر صفحہ ۱۹)

خصوصیت نمبر ۱۸

آپ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ نے نور دیکھا جس سے شام کے محلات نظر آئے، اسی طرح ہر نبی کی والدہ دیکھتی ہے۔(رواہ احمد والبزار و الطبرانی وصححہ ابن حبان والحاکم، زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۱۹

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جھولا (گہوارہ) فرشتے جھلاتے تھے۔(ذکرہ ابن سبع۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۲۰

مدینہ کے چاند سے آسمان کا چاند گہوارہ میں باتیں کرتا تھا اور جس وقت جدھر اشارہ فرماتے چاند اُدھر جھک جاتا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

رواہ ابن طغربک ... وغیرہ کالبیہقی والصابونی والخطیب وابن عساکر عن العباس بن عبدالمطلب قلت یارسول اللّٰہ دعانی الی الدخول فی دینک امارۃ لنبوتک رایتک فی المھد تناغی القمر وتشیر الیہ باصبعک فحیث اشرت الیہ مال قال انی کنت احدثہ ویحدثنی ویلھینی عن البکاء واسمع وجبتہ حین یسجد تحت العرش۔

"اسے ابن طغربک نے روایت کیا اور اس کے غیر نے بھی جیسے بیہقی، صابونی، خطیب، ابن عساکر حضرت عباس بن عبدالمطلب سے راوی (وہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کے دین میں داخل ہونے کی طرف مجھے آپ کی نبوت کی ایک علامت نے

بلایا (وہیہ) کہ میں نے آپ کو گہوارے میں دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کر رہے تھے اور اس کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تو جس وقت (جدھر کو) آپ اسے اشارہ کرتے وہ اِدھر کو جھک جاتا! فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ میرے سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے باز رکھتا اور میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا جب کہ وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا"۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴۔ ۲۴۵ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۳، فتاویٰ عبدالحی جلد ۱ صفحہ ۴۳ وذکر الشعرانی القول الاخر کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔)

وذکر الشیخ التکلم مع القمر و میلہ بایماتہ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۱۴۵)۔ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی میں اتنا اور زائد ہے حضرت عباس نے عرض کی کہ آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے، یہ حال کیوں کر معلوم ہوا فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالاں کہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ منقول فی "علم غیب رسول" صفحہ ۴۲۔ و دلائل النبوۃ للبیہقی

اس حدیث پاک سے دو اور مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان زمین سب عالم کے ذرہ ذرہ پر حاکم و متصرف ہیں اور جب یہ کمال بچپن میں حضور کو حاصل تھا کہ جدھر اشارہ فرماتے چاند اُدھر کو جھک جاتا تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کہ آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے، افضل و اعلیٰ ہے تو اب حضور کے صفات کمالیہ کا کیا کہنا۔"

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

دوسرا یہ معلوم ہوا کہ جو ذات والا صفات گہوارہ میں رہ کر بحالت بچپن اتنی دور کی بات اور وہ بھی بے روح (چاند) کی سن لیں جو ہزاروں لاکھوں کروڑوں میل دور ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کی آواز سن لیں اور شکم مادر میں رہ کر عرش کے قریب رہنے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سن لیں اور شکم مادر طیبہ میں رہ کر لوح پر قلم چلنے کی آواز سن لیں وہ اب مدینہ منورہ سے ہمارا درود اور ہماری فریاد نہیں سن سکتے؟ افسوس، صد افسوس! ہاں ہاں سنتے ہیں ضرور سنتے ہیں، خوش نصیب واپسی کا جواب بھی سنتے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

خصوصیت نمبر ۲۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گہوارہ میں کلام فرمائی۔ (رواہ الواقدی وابن سبع' زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۵ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۲۱ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹

خصوصیت نمبر ۲۲

گرمی میں ابر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سایہ کرتا تھا۔ (رواہ ابونعیم والبیہقی' مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۲۵، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۲۱ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۵۸ شفا شریف، جلد ا صفحہ ۳۹، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۵)

خصوصیت نمبر ۲۳

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی درخت کے سایہ کی طرف جاتے تو وہ سایہ خودبخود آپ کی طرف تعظیم کے لئے جھک آتا۔ (رواہ البیہقی والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۲۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۵، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۵۸)

خصوصیت نمبر ۲۴

چار دفعہ آپ کا صدر شق ہوا، نہ خون نکلا، نہ درد ہوا، دل باہر تھا، پھر بھی زندہ رہے۔ (شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۲ صفحہ ۲۲۰۔ ۲۲۱ نیز انہیں میں وجہ شق صدر کا بہترین بیان ہے اور زرقانی جلد ۲، صفحہ ۲۲۔ ۲۳ پر بھی۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۵۸، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۵ و جلد ۱ صفحہ ۱۲، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۲، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۵ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۳۰)

خصوصیت نمبر ۲۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضور کے ایک ایک عضو کا ذکر کیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲)

دل مبارک مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (نجم:۱۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝ عَلٰی قَلْبِكَ (شعراء) (زبان مبارک) وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ (نجم) فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (دخان:۵۸) آنکھ مبارک مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ (نجم) چہرہ شریف قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ (بقرہ:۱۴۴) ہاتھ شریف اور گردن مبارک وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ (اسراء:۲۹) سینہ شریف اور گردن مبارک اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ

ظَهْرِكَ ﴿ (الانشراح) مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۵-۲۲۶، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶ (تکمیل سید عالم) وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿ (قلم) شرح شمائل للمناوی جلد ا صفحہ ۴۰ علی ہامش جمع الوسائل۔

خصوصیت نمبر ۲۶

حضور کا اسم شریف "محمد واحمد" اللہ تعالیٰ کے نام "محمود" سے مشتق ہوا۔ (زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۲۶، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶-۱۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اکثر (بل بجمیع الاسماء کما قال الجیلی، الفیضی) ناموں سے موسوم ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶۱۲-۶۱۳۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۲۵، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۲۶۔

خصوصیت نمبر ۲۷

حضور ﷺ بھوکے سوتے سیراب اٹھتے رب جنت سے کھلاتا پلاتا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۶، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۷، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۶)

خصوصیت نمبر ۲۸

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے ایسے دیکھتے تھے جیسے آگے دیکھا کرتے تھے یعنی آگے پیچھے برابر دیکھتے (رواہ مسلم والبخاری و مالک مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۶۔ شفاء شریف جلد ا صفحہ ۵۲، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ و جلد ا صفحہ ۱۸ و جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ از ابن حجر و صفحہ ۱۲۸ از سخاوی و جلد ۳، صفحہ ۱۰۳، تحفۃ الاحرار جامی صفحہ ۲۱، وسائل الوصول صفحہ ۲۵، تکملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۵، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷) بلکہ ہر طرف سے دیکھتے تھے کیونکہ نور ہیں لہٰذا سایہ نہیں تھا۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، زرقانی جلد ۴، صفحہ ۸۳-۸۴، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۳۳ از شیخ اکبر و جلد ۲ صفحہ ۶۳ از شعرانی و صفحہ ۲۷۶ از ابن مقری و زکریا انصاری، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۲۶، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۴۰۲ از نووی، فیض القدیر للمناوی جلد ا صفحہ ۱۳۵۔

خصوصیت نمبر ۲۹

حضور ﷺ رات اور اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسے دن اور روشنی میں دیکھتے تھے۔ (رواہ البیہقی مواہب لدنیہ و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۶ و جلد ۳ ص ۸۲-۸۳، وسائل الوصول ص ۲۵، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۹۷، فیض القدیر للمناوی ج ا صفحہ ۱۳۵، السراج المنیر جلد ا صفحہ ۴۰، حاشیہ شیخ

الاسلام محمد بن سالم حنفی بحاشیہ السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۳۵، تکملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۵، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸ شفاء شریف ج ۱ ص ۵۶ کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۳۶، شرح شمائل للمناوی علی جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۳۵، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۹۸ وعن عائشۃ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۰۳، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۸۳ وھو حدیث حسن قال خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رواہ البیھقی فی الدلائل عن ابن عباس وابن عدی فی الکامل عن عائشۃ وھو حدیث حسن قالہ برمزہ المعقورہ۔ جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۷، فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۳ نقلہ القاری وقال رواہ البخاری۔ جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۳۶

خصوصیت نمبر ۳۰

حضور ﷺ قریب وبعید کو برابر دیکھتے ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۹۷، فیض القدیر للمناوی جلد ۱، صفحہ ۱۳۶، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۸۴ رویۂ نجاشی، رویۂ بیت المقدس۔ رویۂ کعب۔ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۶ انی واللہ لانظر الیٰ حوضی الآن (رواہ الشیخان مجموع الاربعین اربعین صفحہ ۹۳، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۳، دن اور رات کو ثریا کہکشاں) میں گیارہ ستارے دیکھتے زرقانی جلد ۴، صفحہ ۸۷، وعند السھیلی انہ کان یریٰ فی الثریا اثنی عشر نجمًا وفی الشفا احد عشر نجمًا۔ جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۳۶)

خصوصیت نمبر ۳۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے یا ہوا، سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔ طبرانی ابونعیم۔ اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع ای اظھر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیھا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ ارید بالنظر العلم۔ مواہب وزرقانی جلد ۷، صفحہ ۲۰۴۔ فتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۰۳، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۹۵ طبع قدیم تخریج ابونعیم وصفحہ ۱۰۵، تخریج طبرانی وابونعیم، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۳ از صاوی، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰۶۔ از نابلسی۔ مفھومہ من حدیث آخر وھو ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا۔ مرقات جلد ۵ صفحہ ۲۶۱

خصوصیت نمبر ۳۲

کھاری پانی کو حضور کا لعاب مبارک میٹھا کر دیتا تھا۔ رواہ ابونعیم۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶

خصوصیت نمبر ۳۳

دودھ پینے والے بچے کو لعاب نبوی مل جاتا تو دودھ کی پرواہ نہ ہوتی۔ رواہ البیہقی مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶

خصوصیت نمبر ۳۴

پتھر پر قدم شریف رکھتے تو نقش ہو جاتا، پتھر موم بن جاتا، قدم نیچے چلا جاتا۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶

خصوصیت نمبر ۳۵

حضور ﷺ کے بغل شریف میں بال نہیں تھے علی قول کما قیل (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۴۱، فیض القدیر للمناوی جلد ۵، صفحہ ۱۰۳، ۱۲) پاک وصاف اور خوشبودار سفید تھے بہترین رنگ تھا، اس میں کسی قسم کی ناخوش بو نہ تھی مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۷، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی، پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، (سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶)

خصوصیت نمبر ۳۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آواز وہاں پہنچاتے جہاں دوسرے اپنی آواز عادۃً نہیں پہنچا سکتے تھے حضور دور ونزدیک سے سنتے تھے اور سنتے ہیں (مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۸، طبرانی صغیر صفحہ ۲۱۰، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۸۹۔ تاریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۰۰ مستند تھانوی بہشتی زیور) سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷، سمع درود وسلام از دور بلا واسطہ، طبرانی کبیر، جلاء الافہام صفحہ ۴۳ طبع مصر، الجوہر المنظم لابن حجر صفحہ ۴۳ طبع مصر، حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی صفحہ ۷۱۳، اربعین نبویہ للفقیہ الاعظم ۳۹، انوار احمدی لمولانا انوار اللہ صفحہ ۹، انیس الجلیس للسیوطی صفحہ ۲۲۲، دلائل الخیرات صفحہ ۳۲ مطالع المسرات للفاسی صفحہ ۸۱ مطبوعہ مصر

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

خصوصیت نمبر ۳۸

آپ کی آنکھ سوتی دل نہ سوتا تھا ایسے ہی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (رواہ الشیخان) نام ولم یتوضا رؤیا الانبیاء وحی تنام عینہ ولا ینام قلبہ إِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي الآیہ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۵۔ رؤیا الانبیاء وحی ثم قرا إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ الخ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۹، مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۳، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷ تفسیر عزیزی پ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، شفاء شریف ج ا ص ۲۹۔ ۱۱۷، نیز حضور کی نیند بیداری ہے، شرح شفاء للخفاجی والقاری ج ۳ ص ۳۲۸ سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۷

خصوصیت نمبر ۳۹

حضور علیہ السلام نے کبھی جماہی نہیں لی، اسی طرح سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (رواہ ابن ابی شیبہ والبخاری فی تاریخہ، مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۸، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۷ (ف) جب جمائی آنے لگے تو دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ تھے تو جماہی نہیں آئے گی۔ (مجرب) ردالمحتار جلد ا صفحہ ۴۵۳۔ وکذا قال الفاضل المجدد البریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

خصوصیت نمبر ۴۰

حضور ﷺ و دیگر سب انبیاء احتلام سے بری تھے علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام (رواہ الطبرانی، مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، حیات الحیوان لدمیری جلد ۲ صفحہ ۳۸۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۷، جواہر البحار از نووی جلد ا صفحہ ۲۰۳ وجلد ا صفحہ ۲۷۹ از ابن مقری وزکریا انصاری، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۵۴۳ از خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

خصوصیت نمبر ۴۱

آپ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا (رواہ ابونعیم۔ مواہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹،

کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷ بحوالہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۷)

خصوصیت نمبر ۴۲

جب آپ لمبے سے لمبے قد والے کے ساتھ چلتے ارفع و اعلیٰ بلند آپ ہی نظر آتے۔ رواہ البیہقی۔
مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷۔

خصوصیت نمبر ۴۳

آپ کے (بدن مبارک اور) کپڑوں پہ مکھی نہیں بیٹھتی تھی (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱ تفسیر مدارک جلد ۳، صفحہ ۳۲۴، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹، شرح شفا للعلامۃ الخفاجی والقاری جلد ۲، صفحہ ۱۰۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸، جواہر البحار جلد ا، صفحہ ۵۸)

خصوصیت نمبر ۴۴

مچھر نے کبھی آپ کا خون نہیں چوسا۔

(مواہب زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۹، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

خصوصیت نمبر ۴۵

آپ کے بدن اور کپڑوں میں جوئیں نہیں ہوتے تھے (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، شرح للقاری والخفاجی جلد ۲، صفحہ ۱۰۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۳۶۸)

خصوصیت نمبر ۴۶

حضور ﷺ نے معراج کیا، رب نے لگام دار سواری (براق) بھیجی، اس پر زین وہاں سے رکھی آئی، سب انبیاء علیہم السلام کے امام بنے، ملائکہ کے امام بنے، جنت و دوزخ کا معاینہ کیا (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۹، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹۔

خصوصیت نمبر ۴۷

آپ نے اپنے مولیٰ کریم کو جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا راز و نیاز کی باتیں کیں (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹، شفا شریف عن ابن عباس جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ طبع مصر، شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۲ صفحہ ۲۸۷۔

خصوصیت نمبر ۴۸

آپ جب کہیں تشریف لے جاتے ملائکہ کا دستہ پیچھے پیچھے بطور غلامی چلتا تھا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۲، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

خصوصیت نمبر ۴۹

ملائکہ نے آپ کے غلاموں کے ساتھ مل کر بدر و حنین میں جنگ کی۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۲، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، تفسیر عزیزی پ ۳۰، ص ۲۱۹، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۲)

خصوصیت نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں فلہٰذا جس کو جو نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی وہ حضور قاسم مطلق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے ملی اور مل رہی ہے اور ملے گی (آپ تکوین میں مختار کل ہیں مملکت خداوندی کے مالک و متصرف و مدبر اعظم ہیں) (مواہب لدنیہ و شرحہ للزرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۶۰، الحاوی للفتاوی جلد ۵ صفحہ ۲۴۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۵۰)

ثبوت خصوصیت نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ

اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (توبہ: ۷۴) ''انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔''

وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ

فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ" (توبہ:۵۹) اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔"

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (احزاب:۳۷)" اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی"۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○(۱)(انبیاء) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے"۔

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ (کوثر) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں (بہت بھلائی) بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں) (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا، حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت اُمت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں (تفسیر خزائن العرفان لصدر الافاضل صفحہ ۷۱۵)

دیکھا آپ نے کہ کوثر کے معنی میں کتنی وسعت ہے کہ دارین کی ہر نعمت اس میں داخل ہے، ہر خزانہ اور ہر خزانہ کی چابی اس میں داخل ہے، پھر بھی اس کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ اہل عالم فقط کوثر کے مفہوم اور ماصدق علیہ کا احاطہ وشمار نہیں کر سکتے۔ العاقل تكفيه الاشارة و مرتهفة من تشريحه في اول الكتاب کوثر کا معنی خیر کثیر (بہت بھلائی بے شمار بھلائی) بے ملاحظہ ہو:۔

اخرج ابن ابی شیبة واحمد والترمذی و صححه وابن ماجة وابن جرير وابن مردويه عن عطاء ابن السائب قال قال لي محارب بن دثار ما قال سعيد بن جبير في الكوثر قلت حدثنا عن ابن عباس انه الخير الكثير فقال صدقت والله انه للخير الكثير۔

درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۲، تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۹۷ تفسیر ابو سعود علی حاشیہ الکبیر جلد ۸، صفحہ ۴۰۲، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۵۸، تفسیر مدارک وخازن جلد ۴، صفحہ ۴۱۳، تفسیر روح البیان جلد ۶، صفحہ ۷۷۶، تفسیر جلالین صفحہ ۵۰۷، تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۲، تفسیر حقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۸، زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۸۔

۱۔ سعی راحماء ۱۲ الف

اخرج البخاری وابن جریر والحاکم من طریق ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم انہ قال الکوثر الخیر الذی اعطاہ اللّٰہ ایاہ قال ابوبشر قلت لسعید بن جبیر فان ناسا یزعمون انہ نہر فی الجنۃ قال النہر الذی فی الجنۃ من الخیر الذی اعطاہ ایاہ۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۲۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۵۸ و تفسیر ابی سعود جلد ۸ صفحہ ۲۰۳۔

واخرج ابن جریر وابن عساکر عن مجاهد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال الکوثر خیر الدنیا والآخرۃ (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۳)

" قولہ " إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ہو الخیرا لعظیم الذی اعطاہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ مفردات امام راغب صفحہ ۴۳۹ (الکوثر) ای الخیر المفرط الکثیر، تفسیر ابوسعود جلد ۸ صفحہ ۲۰۱، امام فخر الدین رازی کی تفسیر إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ای الخیر الکثیر فی الدنیا والدین...... الکوثر وهذا اللفظ يتناول خيرات الدنيا وخيرات الآخرة إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ای اعطاک خالق السموات والارض خيرات الدنيا والآخرة۔ (تفسیر مفاتح الغیب مطبوعہ مصر جلد ۸ صفحہ ۲۰۳۔

(الکوثر) وهو ما يفيد المبالغة فی الکثرة...... فههنا الکوثر ان کان فی نفسه فی غاية الکثرة لکنه بسبب صدوره من ملک الخلائق یزداد عظمة وکمالاً...... الکوثر شیء عظیم (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۳) اما الکوثر فهو فی اللغة فوعل من الکثرة وهو المفرط فی الکثرة۔ (کبیر ج ۸ ص ۲۰۶) الکوثر الفضائل الکثیرة التی فیه (کبیر ج ۸ ص ۲۰۹) (القول الخامس عشر) ان المراد من الکوثر جمیع نعم اللّٰہ علی محمد (صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وهو المنقول عن ابن عباس لان لفظ الکوثر یتناول الکثرة الکثیرة۔ (تفسیر کبیر للرازی جلد ۸ صفحہ ۲۱۱ وعند زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۵۸۔۱۵۹) عن ابن عباس قال الکوثر الخیر الکثیر وهذا

التفسير يعم النهر وغيره لان الكوثر من الكثرة وهو الخير الكثير من ذالك النهر كما قال ابن عباس و عكرمة وسعيد بن جبير و مجاهد ومحارب بن دثار والحسن بن ابی الحسن البصری حتی قال مجاهد هو الخير الكثير في الدنيا والآخرة (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۵۸) (الكوثر) هو فوعل من الكثرة وهو المفرط الكثرة (مدارک جلد ۴ صفحہ ۳۴۳) (الكوثر) ای الخير المفرط الكثرة من العلم والعمل وشرف الدارين (تفسیر بیضاوی صفحہ ۶۰۸) قال فی القاموس الكوثر الكثير من كل شیء والاظهر ان جميع نعم الله داخلة فی الكوثر۔ (تفسیر روح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۶) عبارة السمين والكوثر فوعل من الكثرة وصف مبالغة فی المفرط الكثرة اھ...... وفی الشهاب انه صفة لموصوف محذوف ای انا اعطيناك الخير الكثير ای المفرط فی الكثرة اھ والكوثر فی كلام العرب الخير الكثير (تفسیر جمل ج ۴ ص ۵۹۴) (الكوثر) فوعل من الكثرة وصف مبالغة فی البالغ الغاية فی الكثرة...... (القول السادس عشر فی تفسير الكوثر) الخير الكثير الدنيوی والاخروی وكل من هذه الاقوال تحقق به رسول الله صلى الله عليه وسلّم وفوق ذالك مما لا يعلم غايته الا الله تعالى (تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۳۰۶) کوثر درلغت چیزے بسیار را گویند پس شامل است...... علم بسیار را...... و نیز شامل است عمل بسیار و خزائن بسیار و مملکت بسیار را تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۸۹)۔ ملخصا بلفظہ

مولوی عبدالحق صاحب تفسیر حقانی فاضل دیوبند نے اسی آیت کے ماتحت لکھا:۔

1۔ وقال تعالى وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ (فتح: ۲) اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے (ترجمہ اعلیٰ حضرت) دنیوی بھی، اخروی بھی (تفسیر خزائن العرفان) برتو تمام کرد نعمت خود (فتح محقق) قال ابوسعود العارف مستعمل الطحی والبيضاوی فی تفسير ها "والفظ الاولين والثالث ذكر الى "النبوة" وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ باعلاء الدين وضم الملك الى النبوة وغيرهما مما افاض عليه من النعم الدينية والدنيوية۔ تفسیر ابو سعود جلد ۷ صفحہ ۵۵۷، روح البیان جلد ۵ صفحہ ۶۱۸، بیضاوی صفحہ ۵۱۲، وقال تعالى إِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللهِ لَا تُحْصُوهَا ۱۲ ف نحوه فی التفسير الحقانی جلد ۸ صفحہ ۵۷، زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۵۸۔ ۱۲ ف

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اے محبوب ہم نے تمہیں بہت کچھ دیا ہے کوثر سے مراد خیر کثیر یعنی ہر قسم کی بھلائی اور بہتری اور نعمت اور برتری ہے .... اور پھر یہ لفظ کوثر جس کے معنی خیر کثیر کے ہیں بڑا وسیع المعنی ہے ہر ایک قسم کی خیر کثیر کو شامل ہے (تفسیر حقانی جلد ۸، صفحہ ۲۵۸)

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں
إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الاستمداد صفحہ ۷)

فریق مخالف پر اتمام حجت کے لئے ان کے گھر کی گواہی

ترجمہ آیت مذکورہ از تھانوی صاحب "بے شک ہم نے آپ کو کوثر (ایک حوض کا نام ہے اور ہر خیر کثیر بھی اس میں داخل ہے) عطا فرمائی ہے"

کوثر یعنی خیر کثیر است یعنی نیکوئی و بہتری زیادہ، صاحب بحر محیط بست و شش قول ذکر کردہ در نتیجہ ایں قول را ترجیح دادہ کہ ایں کلمہ بر ہمہ انواع نعمت ہائے دینی و دنیاوی، حسی و معنوی شامل است کہ خواہ بخود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ است خواہ بطفیل حضرت وے مرامتان او را رسیدنی است حوض کوثر ... نیز دریں نعمت ہا داخل است (تفسیر عثمانی فارسی بر ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۶۰۳)

"کوثر کے معنی "خیر کثیر" کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں اُمت مرحومہ کو ملنے والی تھیں، ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت وہ حوض کوثر بھی ہے"

(تفسیر عثمانی اردو محمود صاحب کے ترجمہ پر صفحہ ۷۸۸، حاشیہ نمبر ۷)

امام الطائفہ کے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ میں زبور مقدس سے نقل کرتے ہیں:

وامتلأت الارض من تحميد احمد و تقديسه وملك الارض ورقاب الامم

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۶۹، الامن والعلی صفحہ ۳۸، الاستمداد صفحہ ۳۰، کلاهما للفاضل المجدد

الدہلوی۔

''بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مالک ہوا ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کا۔''

لہٰذا امام اجل سیدی سہل بن عبداللہ تستری سے امام قاضی عیاض اور امام احمد قسطلانی نقلاً اور علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی وعلامہ علی قاری حنفی وعلامہ محمد بن الباقی زرقانی شرحاً فرماتے ہیں رضی اللہ عنہم:

من لم یر ولایۃ الرسول علیہ(1) فی جمیع احوالہ ویری نفسہ فی ملکہ صلی اللہ علیہ وسلّم لایذوق حلاوۃ سنتہ۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶، باب لزوم محبتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مطبوعہ مصر وصفحہ ۱۷ مطبع لاہور، شرح شفاالقاری والخفاجی جلد ۳، صفحہ ۳۴۶ ۔ ۳۴۷، مواہب لدنیہ جلد ۲ و زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۳۰۳، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۱، مدارج النبوۃ جلد ۱، صفحہ ۲۹۳)

''جو ہر حال میں نبی کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملک نہ جانے وہ سنت نبوی کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

آیات واحادیث عطائے مفاتیح عالم بحضور پرنور مولائے اعظم ﷺ

آیت از توریت شریف(2)، بیہقی وابونعیم، دلائل النبوۃ میں حضرت اُم الدرداء سے راوی کہ میں نے ''کعب احبار(3)'' سے پوچھا تم توریت میں حضور اقدس کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا توریت مقدس میں حضور ﷺ کا وصف یوں ہے:

محمد رسول اللّٰہ...... واعطی المفاتیح مختصراً ''محمد اللہ کے رسول ہیں، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں۔'' (ﷺ)

(خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۱۱، الامن والعلی صفحہ ۳۰)

آیت از انجیل جلیل۔ حاکم بافادۂ تصحیح اور ابن سعد وبیہقی وابونعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی

1۔ نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں: قال شیخ المحققین وامام العارفین تاج الدین ابن عطاء اللہ الشاذلی (المتوفی ۷۰۹ھ) اذا فاد اللہ حلاوۃ مشربہ فی ھذہ الآیۃ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ دلالۃ علی الایمان الحقیقی لایحصل الا لمن حکم اللہ ورسولہ ﷺ علی نفسہ قولاً وفعلاً واخذاً وترکاً و حبا وبغضاً۔ مواہب جلد ۲۔ صفحہ زرقانی جلد ۶۔ صفحہ ۲۱۱)

2۔ کتب سابقہ سے حضور کی مدح نقل کرنا اسلام محدثین وسلف صالحین

3۔ (تابعی) ادرک زمن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ولم یرہ واسلم فی زمن عمر الخ اکمال صفحہ ۶۱۵ القاف، تقریب صفحہ ۳۰۵، جلد ۲۔ ۱۲ منہ

ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے۔

واعطی المفاتیح۔ (الامن والعلی صفحہ ۴۰)

"انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں"۔

حضرت عقبہ سے روایت ہے کہ حضور مالک مفاتیح صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض۔ ھذا لفظ للبخاری و المسلم" (انی قد اعطیت الخ) صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۸۵ وصفحہ ۹۷۵ وصحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۴۷ مرجاجہ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۱۸۹)

"بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں"۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کنجیوں کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت(1) فی یدی" صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۸۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۸ وجلد ۲ صفحہ ۱۰۸۰ وصحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۹، دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۳۰۰، الی لفظ" الارض" (نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۲۷۱) وھکذا فی شرح الشفا للقاری۔

"میں سو رہا تھا کہ تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔"

فی روایۃ عنہ: بینا انا نائم اذ اوتیت خزائن الارض(2)

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۲، صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۳، ابوعوانہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۵، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۰، جواہر جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ عن المناوی، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱۲ ازابن زملکانی متوفی ۷۲۷ھ)

و فی روایۃ عنہ "بینا انا نائم اذ جیئ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی"

وفی روایۃ عنہ " وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض"

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ باب ۳ فصل اول، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۰)

---

1. قال القسطلانی قد حمل بعضھم علی ظاہرہ فقال ھی خزائن اجناس ارزاق العالم لیخرج لھم بقدر مایطلبونہ لذواتھم الخ ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ۱۲۹۔

2۔ یہ جملہ مستقل و مکمل ہے اور مرکب تام ہے۔ اگلا جملہ سوار ہوں والا علیحدہ ہے۔ سوار ہوں والے جملہ کو خزائن الارض والے جملہ کی جزء بنا کر اور خزائن ارض کو سوار ہوں کر محمول کرنا لاعلمی یا عناد کی سند ہے۔ ۱۲ منہ

"نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں مفاتیح خزائن ارض پیش کی گئیں اور جبال تہامہ کو زمرد اور یاقوت اور سونا اور چاندی بنا دینے کی پیش کش کی گئی۔ اخرجه الطبرانی بسند حسن والبیهقی فی الزهد عن ابن عباس (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۴، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

"نیز رضوان خازن جنان نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں دنیا کے خزانوں کی چابیاں پیش کیں۔ رواہ ابن عساکر عن ابن عباس (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قد اوتی صلی الله علیه وسلم خزائن الارض ومفاتیح البلاد

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲ فصل و اما الضرب الثالث الخ۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰)

عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال...... بینا انا نائم رایتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ متفق علیه۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ زجاجۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۸)

مالک خزائن دنیا حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

بینا انا نائم اوتیت بمفاتیح خزائن الدنیا(1)۔ متفق علیه

"میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن دنیا کی کنجیاں مجھے دی گئیں"۔

(بخاری مسلم کنوز الحقائق للمناوی ج ۱ ص ۱۰۰)

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا:

اعطیت مفاتیح الارض

"مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں"۔ (رواہ احمد فی مسندہ وحدیث صحیح جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۴۶ ورواہ ابوبکر بن ابی شیبة والبیهقی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۹)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مالک دنیا نے فرمایا:

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء نی به جبریل علیه قطیفة من سندس۔

"دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔ جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش یا نقش و نگار پڑا ہوا تھا"۔

1۔ ساتوں آسمان ساتوں زمین دنیا ہے۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۳ صفحہ ۸۶۔ ۱۲ منہ

(رواہ احمد فی مسندہ وابن حبان فی صحیحہ، والضیاء المقدسی فی صحیحہ المختارۃ وابونعیم فی دلائل النبوۃ بسند صحیح جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۹ خصائص کبریٰ جلد ۲، صفحہ ۱۹۵۔ موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان صفحہ ۵۲۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ وجلد ۲ صفحہ ۱۲۸، الفتح الکبیر جلد ۱، صفحہ ۴۰، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۱، فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۱۴۷۔ ۵۶۳، السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، مجموع الاربعین اربعین صفحہ ۹۰، کشف الغمہ استیلا ۱ جلد ۲، صفحہ ۴۴، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۶ ومنہ، نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۱۷۴، کتاب الوفا بحوالہ نسیم جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، الامن والعلیٰ صفحہ ۳۱)

والیہ اشار الصرصری رحمہ اللہ تعالیٰ بقولہ

بعثت مقالید الکنوز جمیعہا تہدی الیہ علی سراۃ حصان
جعلت علیہ لطیفۃ من سندس فلہ استقام الزہد عن امکان
(نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

ہر چیز کی کنجیوں کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اوتیت مفاتیح کل شیء الا الخمس (رواہ احمد فی مسندہ جلد ۲ صفحہ ۸۵) والطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عمر۔ جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۰۔ وقال السیوطی بسند صحیح۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، الفتح الکبیر جلد ۱، صفحہ ۲۶۱، کنز العمال جلد ۶۔ صفحہ ۱۰۶، تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۱۶۹، الاربعین اربعین صفحہ ۱۳۹۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۴، تفسیر روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ ۹۹) قال العزیزی قال الشیخ حدیث صحیح، السراج المنیر جلد ۲، صفحہ ۷۹، فیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۲۹، فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۱)

"مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے یعنی غیوب خمس"

بعینہٖ یہی مضمون احمد وابو یعلیٰ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے (خصائص کبریٰ جلد ۲، صفحہ ۱۹۵، الامن والعلیٰ صفحہ ۳۱، اخرجہ احمد وابو یعلیٰ وابن جریر (جلد ۷، صفحہ ۱۲۶۔ ۱۲۷) وابن المنذر وابن مردویہ۔ تفسیر در منثور جلد ۵، صفحہ ۱۶۹۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۴، فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۱۷، فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۹۱، فتح الباری جلد ۸۔ صفحہ ۴۴۳ ولفظہ روی الطبری من طریق ابن مسعود قال اعطی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم علم کل شیء الا مفاتیح الغیب۔ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۴۳۔ واخرج احمد عن ابن مسعود اوتی نبیکم علم کل شیء سوی ہذہ الخمس واخرجہ عن ابن عمر

بنحوہ مرفوعا اھ مرقات ج ا ص ۵۷۔ عن ابن مسعود کل شیء اوتی نبیکم غیر خمس، (ابن جریر جلد ۷ صفحہ ۱۲۶، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۴، خازن جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، البحرالمحیط جلد ۴ صفحہ ۱۴۵ قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۸۲ واللفظ لہ (روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۱)

اوتی نبیکم مفاتیح الغیب الا الخمس، اخرجه الطیالسی فی مسنده (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۱۷)

"پانچ کے علاوہ اور تمام غیبوں کی چابیاں تمہارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو دی گئیں۔"

"وفی لفظه" اعطی نبیکم صلی اللہ علیه وسلم مفاتیح الغیب الا الخمس اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ

مسند طیالسی صفحہ ۵۱، مسند امام احمد جلد ۲۔ صفحہ ۲۳۸ مقالہ ابن مسعود

(ف) شیخ الاسلام علامہ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم بها بعد ذالک (حاشیہ السراج المنیر صفحہ ۷۹ جلد ۲)

"یعنی پھر یہ پانچ (غیوب خمسہ) بھی عطا ہوئے ان کا علم بھی دے دیا گیا۔"

نیز علامہ نبہانی حدیث مذکور نقل کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں:

وقد قال هذا صلی اللہ علیه وسلم قبل ان ینعم اللہ علیه بعلم الخمسة المذکورة ایضاً ثم انعم علیه بها کما ذکره السیوطی۔

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ و جواہر البحار ج ا صفحہ ۲۹۱) وغیرہ کما انعم علیه بعلم الروح وانه امر بکتم ذالک۔ (مجموع الاربعین اربعین صفحہ ۱۳۶)

علامہ عزیزی اسی حدیث مرفوع کے ماتحت فرماتے ہیں: وقیل انه اعلمها بعد هذا الحدیث۔ (السراج المنیر جلد ۲ صفحہ ۷۹)

علامہ انجی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے وللہ الحمد (الاسن صفحہ ۲۰۱)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی ولادت کا واقعہ بیان فرماتی تھیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد یہ اعلان ہوا:

واذا قائل یقول قبض محمد علیه الصلوة والسلام علی مفاتیح

النصرة ومفاتيح الريح ومفاتيح النبوة..... بخ بخ قبض محمد

على الدنيا كلها لم يبق خلق من اهلها الا دخل في قبضته

(هذا مختصر بغير تغير لفظ) رواہ ابو نعیم عن ابن عباس عن آمنہ دلائل النبوۃ صفحہ ۵۳۸ عند قولہ النبوۃ۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۸۳، رواہ الخطیب البغدادی، جواہر البحار ۲ صفحہ ۷۷ عن الامام ابن حجر و جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ عنہ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۴۷۔۴۸ مواہب لدنیہ مع زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۱۱۴)

”اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا، واہ واہ! ساری دنیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں آ گئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آ گئی۔“

حضرت آمنہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ رضوان خازن جنت نے بعد ولادت سرکار مدینہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی:

معک مفاتیح النصر یا خلیفة الله

”حضور! ﷺ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں اے اللہ کے نائب“

(ملخص بغیر تبدیل لفظ) (رواہ ابو زکریا یحییٰ بن عائذ فی مولدہ عن ابن عباس عن آمنة (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۴۹))(1)

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الکرامة(2) والمفاتیح یومئذ بیدی (رواہ الدارمی فی مسندہ صفحہ ۲۲)

”عزت و بزرگی اور کنجیاں اس دن (قیامت میں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔“

جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۳ عن عید روس، جواہر جلد ۳ صفحہ ۱۱۲۔ ابن زملکانی، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل ۲ صفحہ ۵۱۴ رواہ الدارمی والترمذی والبیہقی عن انس، مواہب، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۸ عنہ وجواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ عن مکتوبات المجدد ونحوہ فی الدلائل

1۔ اسماء الحجة پر حوالہ کی ملاحظہ ہو:۔

فرق تحائف کے بیشتر اشتعال کی صاحب کی نشر الطیب کے صفحہ ۲۳۱ پر ہے:۔

ولقد اوتي خزائن الارض ومفاتيح البلاد۔ اور آپ کو تمام خزانے دیئے گئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم کشف میں) عطا کی گئی تھیں۔ ۱۲ فیض

2۔ بزرگی دادن وکلید ہائے بہشت وابواب رحمت آں روز بدست من است۔ اشعة اللمعات جلد ۴ صفحہ ۷۷۔

لابی نعیم صفحہ ۲۸ و لفظہ لواء الکرامۃ ومفاتیح الجنۃ ولواء الحمد یومئذ بیدی
" جواہرالبحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۔ ۴۳ لواء الکرم بیدی ومفاتیح الجنۃ بیدی۔ اخرجہ
الدارمی والترمذی وابویعلی والبیھقی وابونعیم عن انس۔ خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۱۸،
جواہرالبحار جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع
واول مشفع (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

قال تحتہ النووی قال الھروی السید ھوالذی یفوق قومہ فی
الخیر وقال غیرہ ھوالذی یفزع الیہ فی النوائب والشدائد فیقوم
بامرھم ویتحمل عنھم مکارھھم ویدفعھا عنھم قال النووی ھو
سیدھم فی الدنیا والآخرۃ وانما یظھر لکل احد۔ یقول ان اللّٰہ
عزوجل اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام
واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم
واصطفانی من بنی ھاشم (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

اسی لئے شیخ المحدثین والمحققین حضرت مولانا محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔
دراں روز ظاہر گردد (کہ) وے صلی اللہ علیہ وسلم محبوب الٰہی وسرور کائنات ومظہر فیوض نامتناہی اوست
جل وعلا وخلیفہ رب العلمین ونائب مالک یوم الدین است روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب
العالمین (مدارج النبوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن خازن نار فرشتہ اہل محشر سے کہے گا:۔

ان اللّٰہ امرنی ان ارفع مفاتیح جھنم الی محمد صلی اللّٰہ علیہ
وسلّم

"اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔"

پھر رضوان خازن جنان کہے گا:

ان اللّٰہ امرنی ان ارفع مفاتیح الجنۃ الی محمد صلی اللّٰہ علیہ
وسلّم۔

" مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔"

رواه ابن عبد ربه في كتاب بهجة المجالس " اورده العلامه ابراهيم بن عبدالله المدني الشافعي في الباب السابع من كتاب التحقيق في فضل الصديق من كتابه الاكتفاء في فضل الاربعة الخلفاء" وروی نحوه الحافظ ابو سعید عبدالملک بن عثمان في كتاب شرف النبوة عن ابن عباس الامن والطلع صفح ۴۳۔۴۴ مدارج شریف جلد ا صفحہ ۲۶۹ پر ہے" وکنیته ابوالقاسم لانه یقسم الجنة بین اهلها. (سطر ۱۰، ۲۰ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

آمدہ است کہ ایستادہ می کند او را پروردگار روے یمین عرش ودر روایتے بر عرش ودر روایتے بر کرسی ودے سپاردبوے کلید جنت" (مدارج شریف جلد ا صفحہ ۲۷۳)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ حضور مالک و قاسم جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

والیّ مفاتیح الجنة یوم القیامة ولا فخر۔ (رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۲۸ خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، جواہر جلد ا صفحہ ۳۲۱)

"یعنی قیامت کے دن جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی، یہ فخر نہیں فرماتا۔"

علم، رزق، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے قاسم و خازن حضور ہیں۔

قاسم نعم اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

الله يعطي وانا القسم. (طحاوی شریف جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ عن ابی ہریرہ) "اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے اور میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں۔"

انما انا قاسم اقسم بینکم (طحاوی شریف جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ عن جابر بن عبداللہ)

عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم انما انا قاسم والله يعطي متفق عليه۔ (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۶، مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ ۳۲۔ طب عن معاویہ حسن جامع صغیر جلد ا صفحہ ۱۰۳ وفي رواية عنه. وانما انا قاسم ويعطي الله".

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۷)

عن معاوية يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم... والله

المعطی و انا القاسم۔ (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۹)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انما انا قاسم وخازن واللہ یعطی (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۹)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا) میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔"

عن معاویۃ مرفوعاً انما انا خازن" ...... انما انا قاسم ویعطی اللہ

(مسلم جلد ا صفحہ ۳۳۳)

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کان یقول والذی نفسی بیدہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ انما انا خازن۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۰۹۔ وابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)

انما جعلت قاسما اقسم بینکم

(عن جابر متفق علیہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۷)

بعثت قاسما اقسم بینکم رق ای للشیخین عن جابر (صح)

(جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۴۴)

فانما انا قاسم (عن جابر)

انما انا قاسم اضع حیث امرت (عن ابی ہریرۃ) (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۹ ونحو روایۃ جابر فی المستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۷۷ ونحو روایۃ ابی ہریرۃ فی المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۴)

مشکوٰۃ باب رزق الولاۃ ص ۳۲۵

والترمذی...... اللہ یرزق وانا القسم (مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۳۰)

"اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے اور میں ہی (اُسے) تقسیم فرماتا ہوں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔" الخازن لمال اللہ" ابن دحیہ نے یہ نام اس حدیث سے لیا۔

ان انا الا خازن اضع حیث امرت (رواہ احمد وغیرہ) (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ کا سب کارخانہ سب لینا دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر لکھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہ اخذ واعطی۔ (الحدیث)

اخرجہ الطبرانی عن سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ

(کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۱)

"اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا اور ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا، اخذ و عطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں، ان کے واسطے، ان کے وسیلے سے ہے اسی کو خلافت عظمٰی کہتے ہیں۔ (از ملفوظات امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت)

ان آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔ وللہ الحمد وعلی حبیبہ الصلوۃ والسلام

حضور محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے قاسم و متصرف ہوں جب کہ آپ کے غلام یعنی مدبرہ امر فرشتے ہیں۔ تو جو کمال فرع میں موجود و اصل میں بطریق اولیٰ موجود"

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿ (ذاریات)۔ "پھر حکم سے بانٹنے"۔ (کنزالایمان)

یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو حکم الٰہی بارش و رزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جن کو اللہ تعالٰی نے مدبرات الامر کیا ہے اور عالم میں تدبیر و تصرف کا اختیار عطا فرمایا ہے (خزائن العرفان ۱۹ صفحہ ۹۰۸)

اخرج عبدالرزاق و الفریابی وسعید ابن منصور والحارث بن ابی اسامہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن الانباری فی المصاحف والحاکم و صححہ والبیہقی فی شعب الایمان من طرق عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فی قولہ۔

فریق مخالف کے پیشوا مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا قال الریاح فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا قال السحاب فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا قال السفن فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا قال الملائکۃ (تفسیر درمنثور لسیوطی)

جلد ٦ صفحہ ١١١ ونحوه عن علي تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۳۱ تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ٦٥٣ (حاشیہ القرآن صفحہ ٦٧٥)

''اور حضرت علی وغیرہ سے منقول ہے کہ ''ذاریت'' ہوائیں ''حاملات'' بادل جاریات کشتیاں اور مقسمات فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں''۔

واخرج البزار والدارقطني في الافراد وابن مردويه وابن عساكر عن سعيد بن المسيب قال جاء صبيغ التميمي الى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال اخبرني... عن المقسمات امرا قال هن الملائكة ولولا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلّم يقوله ما قلته الحديث '' (تفسیر در منثور جلد ٦، صفحہ ١١١ ومثله في تفسير ابن كثير جلد ۴، صفحہ ۲۳۱، وايضا فيه'' وهكذا فسرها ابن عباس وابن عمر رضي الله عنهم ومجاهد وسعيد بن جبير والحسن والقتادة والسدى وغير واحد، صفحہ ۲۳۲۔

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا اى الملائكة التي تقسم الامور من الامطار والارزاق وغيرها'' تفسیر ابی سعود جلد ۷ صفحہ ٦٥٢، تفسیر مظہری، جلد ۹ صفحہ ۷۹، ونحوه في الكبير جلد ۷، صفحہ ٦٥۴-٦٥٥ (تفسیر مدارک وخازن ج ۴ ص ۱۸۰) ولفظ الاوّل الملائكة لانها تقسم الامور من الامطار والارزاق وغيرهما، (تفسیر جلالین صفحہ ۴۳۲) ولفظه الملائكة تقسم الارزاق والامطار وغيرها بين العباد والبلاد۔

مسلمانو! قرآن اور مفسرین جن جن چیزوں کی تقسیم کی تولیت حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نوابوں، خادموں، غلاموں، امتیوں یعنی ملائکہ کے لئے ثابت کر رہے ہیں انہیں فریق مخالف مانتا ہے جیسا کہ ابھی عثمانی صاحب کے حوالے سے گزرا لیکن انہیں (رزق وغیرہ) چیزوں کی تقسیم کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متولی مانیں (جو بطور اصالت و آمریت سید عالم واز روئے احادیث صحیحہ صریحہ مذکورہ حضور علیہ السلام کے لئے ثابت ہے) تو انہیں فریق مخالف شرک، منافی توحید اور دخیل صفت قسمت ربانیہ کہنے لگتا ہے اگر باذن اللہ و مامور من اللہ ہو کر بھی غیر اللہ کی تقسیم شرک ہے اور غیر ثابت ہے تو ملائکہ کے لئے کیوں ثابت ہے اور وہ شرک کیوں نہیں۔ کیا کریں ان کو تو دشمنی حضور

سے ہوئی (العیاذ باللہ) فَاَعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

قارئین کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خزانوں کی چابیوں کی عطا کی احادیث اور اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاسم مطلق ہونے کی احادیث اپنے مفہوم میں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل اور قاسم مطلق ہونے میں بالکل صاف، صریح اور واضح ہیں۔ صرف ترجمہ ہی سے مطلب واضح ہو جاتا ہے لیکن خدا برا کرے تعصب، بغض، حسد اور عناد کا کہ یہ جہاں گھسا اس نے صاف صریح آیات واحادیث میں رکیک وباطل تاویلیں نکلوائیں۔ فقیر اگرچہ اس تالیف میں صرف اثباتی پہلو اختیار کئے ہوئے ہے لیکن دل چاہتا ہے کہ بطور اختصار فریق مخالف کے شبہات کا قلع قمع کرتا چلوں۔ فریق مخالف کی تمام پونجی کا جائزہ اور شبہات وشکوک اور اوہام اور عیاریوں اور خیانتوں کا تفصیلی رد اگر مولیٰ کریم نے توفیق بخشی تو ان شاء اللہ تعالیٰ بعد میں کیا جائے گا۔

حدیث صحیح انما انا قاسم اور مؤلف ”دل کا سرور“ کے شبہات

شبہ نمبر ۱۔ یہ خبر واحد ہے لہٰذا اثبات عقیدہ کے لئے ناکافی ہے۔

شبہ نمبر ۲۔ کتاب وسنت میں قاسمیت کا ثبوت بلکہ قاسمیت کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے لہٰذا قرآن کے مقابلہ میں خبر واحد کا پیش کرنا بالکل ناجائز ہے۔

شبہ نمبر ۳۔ قاسمیت میں عموم نہیں بلکہ صرف علم اور مال غنیمت کی تقسیم مراد ہے۔ محدثین نے اس حدیث کو باب العلم، باب غنیمت میں ذکر کیا ہے۔

شبہ نمبر ۴۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز تقسیم فرماتے ہیں تو بدکاروں کو بدکاری تقسیم فرماتے ہیں۔ مخالفوں (کافروں، مشرکوں) پر یہ فیاضی کہ ان کو مالی، ملکی وسعت عطا کی اور اپنوں (مسلمانوں) پر یہ ستم کہ ان کی بہو بیٹیاں کفار ومشرکین کے قبضہ میں دیں اور مالی ملکی عطا سے بھی بے رخی۔ (ملخصاً از ”دل کا سرور“ از صفحہ ۱۱۴ تا ۱۲۳)

ازالہ شبہات مذکورہ

جواب شبہ نمبر ۱۔ علی الاطلاق احاد کو باب عقائد میں ناکافی بتانا علم کلام، علم عقائد اور تحقیق سے بیگانگی کی دلیل ہے۔ بعض عقائد کا قطعیات پر مدار اور بعض عقائد کے لئے ظنیات اور احاد قابل اعتبار، اگر زائغ کے شور بے سے فرصت ملے تو ملاحظہ ہو۔ نبراس شرح شرح عقائد صفحہ ۲۴۔ ۵۹۸۔ (۳۴۹۔ ۳۵۰)

عقیدۂ قاسم مطلق کے اثبات کے لئے صحیحین وغیرہما کی یہ خبر صحیح بالکل کافی ووافی ہے۔

۳۔ علی سبیل التنزل حضور ﷺ کی قاسمیت میں عموم والا مسئلہ باب عقائد سے نہیں بلکہ باب فضائل سے ہے اور اثبات فضیلت ومنقبت کے لئے خبر واحد صحیح درکنار حدیث ضعیف بھی بالاتفاق قابل اعتبار، ملاحظہ ہو مرقات جلد ۱ صفحہ ۲۵۳)

جواب شبہ نمبر ۲۔ جن آیات اور احادیث میں اللہ تعالیٰ ہی کی تقسیم کا ذکر وثبوت ہے اس سے حقیقی، ذاتی، خود مختاری، غیر ماموری، غیر محکومی تقسیم مراد ہے اور ایسی تقسیم کا مالک ومتولی ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں مانتے اور جن احادیث میں حضور ﷺ کے قاسم ہونے کا ثبوت ہے، اس تقسیم سے تقسیم ماموری، ماذونی، محکومی کا مالک ومتولی ہونا مراد ہے۔ جس طرح آیت مثبتہ تقسیم ملائکہ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا دلائل مثبتہ تقسیم ربانی کے منافی نہیں اسی طرح احادیث مثبتہ تقسیم نبوی بھی ان کے منافی ومقابل نہیں۔ فرشتے ماموروماذون من الٰہی ہو کر تقسیم کرتے ہیں۔ (کیونکہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں (خصائص کبریٰ) اور آپ نذیر للعالمین (قرآن) اور رحمۃ للعالمین (قرآن) اور ارسلت الی الخلق کافۃ (صحیح مسلم) کی وجہ سے حاکم ومطاع جمیع خلق ہیں نیز تمام ملائکہ جبریل علیہ السلام کے محکوم ومطیع ہیں کیونکہ وہ ان سب کے رسول ہیں اور جبرائیل ومیکائیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو آسمانی وزیر ہیں (حدیث) جبریل امین خادم دربان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (سعدی) مطیع کا مطیع مطیع ہوا کرتا ہے محکوم کا محکوم محکوم ہوا کرتا ہے۔ تو حضور سلطان دارین اور سید الکونین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ماموروماذون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔ تقسیم ملائکہ درحقیقت تقسیم نبوی ہے۔ اور تقسیم نبوی درحقیقت تقسیم ایزدی ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ہر قول وفعل وحی ہے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ (قرآن) (اور آپ کی ہر ادا وحی کے مطابق ہے) یہ تو تلخیص اور مختصر معانی پڑھنے والے طالب علم بنی الامیر المدینہ کو سامنے رکھ کر حل کر سکتے ہیں کہ ایک ہی فعل آمر وحاکم کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے اور ماموروحکوم کی طرف بھی۔ عبد ماذون کا تصرف اس کے آقا ومولیٰ کا تصرف ہے۔ وکیل کی جیت ہار موکل کی جیت ہار ہوا کرتی ہے۔ تدبر فافهم ولاتكن من الغافلين المعاندين۔

جواب شبہ نمبر ۳۔ (۱) قاسمیت میں عموم ہے کیونکہ یہ مسلمہ اصول سے ہے کہ ایسی[1] جگہ مفعول متعلق کا ذکر نہ ہونا، محذوف ہونا مفید عموم ہے دیکھو تلخیص المفتاح صفحہ ۲۳، ۲۴ مختصر المعانی صفحہ ۱۲۸، ۱۷۵، مطول صفحہ ۱۶۵، ۱۷۶، ۱۷۹، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ عن المناوی) یہاں اس حدیث پاک میں بھی یعطی، المعطی اور قاسم، اقسم کا مفعول مذکور نہیں جو مفید عموم ہے تو اس

1۔ مقام خطابی میں ۱۲ فیضی عفی عنہ

قانون کی رو سے اس حدیث کا صحیح ترجمہ یہی ہوا کہ "اللہ یعطی" اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے اور انا القاسم اور میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں۔

۲۔ شراح محدثین نے بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے عطا اور تقسیم میں عموم بیان فرمایا۔

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

(فانی انما جعلت قاسما لاقسم بینکم) ای العلم والغنیمة ونحوهما ویمکن ان تکون قسمة الدرجات والدرکات مفوضة الیه صلی اللّٰه علیه وسلّم ولا منع من الجمع کما یدل علیه حذف المفعول لذهب انفسهم کل المذهب ویشرب کل واحد من ذلک المشرب بل لوحظ فی معنی القاسمیة باعتبار القسمة الازلیة فی الامور الدینیة والدنیویة فلست کاحدکم لا فی الذات ولا فی الاسماء والصفات(۱) قال الطیبی لانه صلی اللّٰه علیه وسلّم یقسم بین الناس من قبل اللّٰه تعالٰی اما یوحی الیه وینزلهم منازلهم التی یستحقونها فی الشرف والفضل وقسم الغنائم ولم یکن احد منهم یشارکه فی هذا المعنی

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۹۸)

شیخ محقق اس حدیث کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

"قسمت کنندہ میان شما از جانب حق و آن چہ دادہ گردہ شدہ است بسوئے من و فرستادہ شدہ بر من از علم و عمل و ے رسانم ہر یکے را آں چہ نصیب اوست و مستحق است مر آنرا و ے کنم ہر کس را در جائے کہ در مرتبۂ اوست از فضل و شرف............ و ایں صفت در ہیچ کس جز من وجود ندارد و ہیچ کس در یں صفت شریک من نبود"......(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۴)

امام ابو عبداللہ محمد مہدی فاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقمطراز ہیں۔ جن سے علامہ شامی رد میں جگہ جگہ استناد کرتے ہیں:۔

قال صلی اللّٰه علیه وسلّم انما انا قاسم واللّٰه یعطی واخرج الحاکم فی المستدرک عن ابی هریرة یرفعه انا ابوالقاسم اللّٰه یعطی وانا اقسم وکان یوصل الی کل احد نصیبه الذی کتب له

۱۔ حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۷ ہے ۱۲ فیض احمد غفرلہ ولی منہ

من الصدقات والمغانم وغيرها وهو خليفة الله في العالم
وواسطة حضرته والمتولي لقسمة مواهبه و اعطيته (جمع عطاء)
فكل من حصلت له رحمة في الوجود اوخرج له قسم من رزق
الدنيا والآخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات
فانما خرج له ذلك على يديه و بواسطه صلى الله عليه وسلّم
وهو الذى يقسم الجنة بين اهلها ولاجل هذا عد من خصائصه
صلى الله عليه وسلّم انه اعطى مفاتيح الخزائن قال بعض العلماء
وهى خزائن اجناس العالم فيخرج لهم بقدر ما يطلبون فكل ما
ظهر فى هذا العالم فانما يعطيه سيدنا محمد صلى الله عليه
وسلّم الذى بيده المفاتيح فلا يخرج من الخزائن الالهية شىء الا
على يديه صلى الله عليه وسلّم. (مطالع المسرات صفحہ ۲۶۲، مطبوعہ
مصر، وزاد العيدروس، وهو معنى اسم الخليفة وخليفة الله جواہر
البحار جلد ۲ صفحہ ۳۵۳)

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے امام حاکم مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مخرج کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں ابوالقاسم ہوں، اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کو اس کا وہ حصہ جو صدقات اور غنیمت وغیرہ سے مقدر ہو چکا تھا، پہنچاتے رہتے تھے۔ جہان میں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ و نائب ہیں اور حضرت الوہیت کا واسطہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے متولی ہیں تو جس کسی کو اس وجود میں کوئی رحمت ملی ہے یا جس کسی کو دنیا اور آخرت، ظاہر، باطن، علوم، معارف، طاعات سے جو رزق ملا تو وہ بجز ایں نیست اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں اور آپ کے واسطہ سے ملا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو مستحقین جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں اور ائمہ کرام نے آپ کے خصائص سے گنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (اللہ تعالیٰ کے) خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔ بعض علماء نے (صراحتاً) فرمایا ان خزانوں سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں تو حضور ﷺ ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرماتے ہیں تو جو کچھ (یعنی ہر نعمت) اس جہان میں ظاہر ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہے۔ جن کے پاس

(اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی) چابیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ ہی کے ہاتھوں سے ملتی ہے۔"

مسلمانو! دیکھا آپ نے حدیث قاسمیت میں کتنا عموم ہے۔ ہر شے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے تقسیم ہو رہی ہے۔ حضور قاسم مطلق ہیں۔ عالم ربانی عارف صمدانی استاذی سیدی و مولائی و ملاذی حضرت قبلہ مولانا محمد شریف صاحب فیضی دام ظلہ العالی نے کیا خوب فرمایا ہے:

قاسم مطلق ہے تو یا رحمۃ للعالمین

بخشش و رحمت کی دولت آپ کے قدموں میں ہے

قارئین! ایک صاحب کہ جس نے عموم حدیث کو دیکھتے ہوئے یہ جملہ لکھا۔ کائنات میں آپ قاسم نعم الٰہی ہیں اس پر خود حدیث شاہد ہے" اس پر تحریر مذہب وہابیہ یوں برسے ہیں:

کونسی حدیث؟ کن الفاظ سے اور کہاں اس میں نعم الٰہی کا ذکر؟ مگر سچ ہے کہ

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

(دل کا سرور صفحہ ۱۳۳) طابق النعل بالنعل ان کی خدمت میں گزارش ہے۔" انما انا قاسم واللہ یعطی حذف مفعول سے۔ حذف مفعول میں۔ مگر سچ ہے کہ مصرعہ کے بجائے مکمل بیت ملاحظہ فرمائیں

ـــہ میں اصول و شروح روسیاہی کن

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

باقی رہا یہ شبہ کہ محدثین نے اس حدیث کو چونکہ باب علم اور باب غنیمت میں ذکر کیا ہے لہٰذا اس سے علم اور غنیمت کی تقسیم مراد ہے تو جواباً عرض ہے کہ اولاً جن حضرات نے حضور ﷺ کی قاسمیت کے عموم پر نص فرمائی۔ کیا ان کو چودھویں صدی کے ایک چالاک سوول(۱) ملا کے برابر اتنا علم نہیں تھا کہ محدثین نے تو اس حدیث کو مخصوص بابوں میں ذکر کیا ہے اور کسی حدیث کو مخصوص باب میں ذکر کرنا اس کے عموم کے منافی ہے؟ ثانیاً محدثین نے اس حدیث کو صرف باب علم اور باب غنیمت ہی میں ذکر نہ فرمایا بلکہ اور بھی بہت بابوں میں حضور ﷺ کی قاسمیت والی احادیث موجود و مذکور ہیں اسی لئے تو خصم بہت چالاکی کے باوجود بھی ان چیزوں کی تعیین نہ کر سکا اور ان اجناس کا حصر و احاطہ نہ کر سکا جن سے حضور کی تقسیم کو تعلق ہے، خصم کا جگہ جگہ دو، تین اجناس بتقسیم سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کر کے لفظ" وغیرہ"

۱۔ جس کی علمی حالت یہ ہے کہ تحفۃ نصائح کا مؤلف خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کو گردانتا ہے۔ (راہ سنت صفحہ ۴۰۰) تحفۃ نصائح کے ابتدائی دو ورق اگر سامنے ہوتے تو اتنی فحش غلطی نہ کرتا۔ یہ تو وہ درسی و مروج کتاب ہے جس کے مؤلف کو تحفہ پڑھنے والے چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں۔ ناظرین جب یہ مولوی صاحب ایک متداول درسی کتاب میں بھی ایسا جھوٹ استعمال کر گئے۔ تو بالائی کتب کے حوالوں، عبارتوں اور مؤلفین کے بارہ میں کتنا دیانت سے کام لیا ہوگا یہ آپ خود سوچ لیں۔ ۱۲ منہ

کا جا جاتا (1) اس کا بین ثبوت ہے کہ حضور صرف میری محدود اجناس کو ہی نہیں تقسیم فرماتے بلکہ اس کے علاوہ اور چیزیں تقسیم فرماتے ہیں۔ ثالثاً یہ کس آیت اور حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ وہ نصوص جن میں عموم ہو کسی خاص باب یا خاص ابواب میں مذکور ہونے کی وجہ سے مخصوص ہو جایا کرتی ہیں؟ ان کا عموم ختم ہو جاتا ہے؟ باقی رہا خصم کا یہ کہنا کہ رزق تقسیم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس میں کسی دوسری ذات اور ہستی کو کوئی دخل نہیں" (دل کا سرور صفحہ ۱۲۲) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بھی باعتبار حقیقت کے رزق (کیا بلکہ ہر چیز کے) تقسیم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں اور کسی کو اس میں شریک نہیں سمجھتے۔ باقی رہا ماذونی طور پر رزق تقسیم کرنا (فریق مخالف اسی کی نفی کرنا چاہتا ہے) یہ تو حضور سید المرسلین اور فرشتوں کے لئے ثابت ہے۔ ابن تیمیہ (2) مقلد کے شاگرد خاص ابن کثیر کے حوالہ سے یہ حدیث مذکورہ ہوئی "۔اللّٰه یرزق وانا اقسم اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کی تفسیر میں کتب تفاسیر سے یہ جملہ مذکور ہوا"۔ الملائکۃ...... تقسم الارزاق اور خود فریق مخالف کے گھر سے یعنی مولوی عثمانی صاحب سے بحوالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ گواہی ملی کہ فرشتے رزق تقسیم کرتے ہیں۔

یوں نظر دوڑا نہ برچھی تان کر　　اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ع　　اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سنیو! ان سے پوچھو کہ عثمانی صاحب سچے یا گکھڑوی صاحب؟ بقول ثانی اوّل مشرک ہوئے یا نہ؟ یا بقول اوّل ثانی کا دعویٰ غلط ہوا یا نہ؟

من نگویم کہ ایں بکن آں کن　　مصلحت بین وکار آساں کن

جواب شبہ نمبر ۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مامور و ماذون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔ اس محبوب خدا کی تقسیم پر اعتراض درحقیقت ان کے آمر اور اذن عام دینے والے مولیٰ پر اعتراض ہے جس نے یہ کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اور جو نبی کی ہر تقسیم اپنے امر اور حکم اور وحی سے کراتا ہے۔ (کیونکہ حضور معصوم ہیں) نیز یہی اعتراض اس وقت یاد نہیں آتا جب کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے تقسیم کرنے والا مانتے ہو۔ یہ مانا کہ اللہ تعالیٰ کسی حکم اور قانون کا پابند نہیں لیکن جو تقسیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زیب نہیں دیتی رب قدوس و سبحان کے لئے کیسے جچتی ہے۔

نیز حضور جس کے حکم کے پابند ہیں اس کے حکم اور ارادے کے مطابق تو تقسیم فرماتے ہیں۔ پھر اعتراض کیسا۔ نیز اعتراض اگر حضور کی قاسمیت عامہ کی طرف راجع ہو سکتا ہے۔ تو اس جیسا اعتراض

1۔ دیکھو دل کا سرور" صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۲۔ ۱۲ فیضی

2۔ ابن تیمیہ، ابن کثیر، وغیرہ سارے گروپ کا تعارف فقیر کی تالیف "تعارف" میں ملاحظہ ہو جو طبع ہو چکی ہے۔ ۱۲ فیضی غفرلہ

خاصیت خاصہ اگرچہ صرف تقسیم علم کوئی لوتو اس کی طرف بھی راجع ہوسکتا ہے۔ تو ما جوابکم فھو جوابنا کاش فریق مخالف کا یہ عیار مقسم اپنی کتاب کی ایک دو عبارات پر نظر کرتا تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتا۔ وہ عبارات یہ ہیں:۔

علامہ عزیزی علامہ مناوی کے حوالہ سے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فلا تفکرو والفاضل ای کولی الفضل بعضکم علی بعض فانه بامر الله.... (شرح جامع الصغیر جلد ۲۔ صفحہ ۴۷)

"یعنی اگر میں تم میں سے بعض کو کم اور بعض کو زیادہ دیتا ہوں تو یہ قابل انکار امر نہیں۔ کیونکہ میں خدا کے حکم سے ایسا کرتا ہوں"۔

اور علامہ الحفنی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

اقسم بینکم ما امرنی الله بقسمته ...... (حاشی عزیزی جلد ۲۔ صفحہ ۴۷) دل کا سرور صفحہ ۱۲۱

ع چاہ کن راچاہ درپیش

ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق

یہ بطور اختصار مخالف کے شبہات کا رد ہے۔ باقی الصدر و الفکر تفصیلی رد پر آ سکتا ہے۔ لیکن اب حالات اجازت نہیں دیتے۔ اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو مقسم کی ساری پونجی کا جائزہ لیا جائے گا۔

احادیث عطائے مفاتیح پر فریق مخالف کے اعتراضات اور اُن کے جوابات

سوال:۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ (قرآن شریف)

جواب:۔ (۱) قول اور دعویٰ کی نفی اصل شے کی نفی کو مستلزم نہیں۔ دعویٰ نہ کرنا اور ہے اصل چیز کا نہ ہونا اور ہے۔

۲۔ تواضعاً نفی فرمائی (خازن جلد ۲۔ صفحہ ۱۷، جمل جلد ۲۔ صفحہ ۳۲) احادیث میں بطور تحدیث نعمت ثبوت ہے۔

۳۔ خزائن اللہ سے اللہ تعالٰی کے مقدورات ممنوعہ مراد ہیں۔

(مفردات راغب صفحہ ۱۴۶، تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۶۵)

۴۔ خزائن اللہ محدود و متناہی نہیں جن کا کوئی احاطہ کر سکے تو تمام خزائن غیر محدود و غیر متناہیہ کی نفی سے

بعض (مشتبہ فی الحدیث) کی نفی نہیں ہوتی۔

۵۔ قبل از عطا کی نفی ہے۔

۶۔ خزائن اللہ سے قدرت خداوندی مراد ہے۔ فالمعنی لیس عندی خزائن قدرتہ (قرطبی جلد ۹ صفحہ ۲۳۰)

۷۔ ای لا ادعی ان خزائن مقدوراتہ تعالیٰ مفوضۃ الی التصرف فیھا کیف یشاء استقلالا۔ (روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

سوال:۔ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (شوریٰ:۱۲)

اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ (الحجر:۲۱)

وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (منافقون:۷)

جواب:۔ مالک حقیقی کے لئے ذاتی ملکیت کا ثبوت عطا کی نفی کو مستلزم نہیں ورنہ دیابنہ (فریق مخالف) کی مملوکہ اور مقبوضہ چیزیں بھی قرآنی "وَ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" ان کی ملکیت سے خارج متصور ہوں گی۔

سوال:۔ عطاء مفاتیح خزائن، فتح بلاد سے استعارہ و کنایہ ہے بقول نووی و عزیزی و بحدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب:۔ جب احادیث کے الفاظ کا معنی و مطلب بالکل صاف و صریح ہے صرف لفظی ترجمہ ہی سے مطلب واضح ہے تو کسی اور کا بیان کردہ معنی اور مطلب (جو احادیث عبارت النص کے صاف صریح ظاہری معنی سے پھیرتا ہے) کیونکر حجت ہوسکتا ہے؟(1) اور آخر بعض شراح محدثین نے بھی تو صراحۃ مذکورہ احادیث کے صریحی معنی و مطلب کی تائید کی ہے (عبارات ائمہ کرام عنقریب پیش ہوں گی بعض گزر چکی ہیں) نووی کی عبارت فریق مخالف کے موافق نہیں بلکہ مخالف ہے۔ ارے خدا کے بندے تم جن کے آقا و مولیٰ کیلئے خزائن ارض کی ملکیت نہیں مانتے (بلکہ تمہارا بڑا تو یوں لکھ گیا" جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲) امام نووی تو ان کے غلاموں کے لئے خزائن ارض کی ملکیت مان رہے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہو۔" ان امتہ تملک خزائن الارض "(نووی شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۵) سچ ہے فرمن المطر و قام تحت المیزاب۔ غلام تو خزائن ارض کے مالک ان کے آقا فارغ! یہی امام نووی ایک مقام پہ اسی حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں: قال العلماء

1۔ ھکذا قال خصمنا (دل کا سرور صفحہ ۱۵۲۔ ۱۵۳) ۱۲ منہ

هذا محمول علی سلطانها وملکها وفتح بلادها واخذ خزائن اموالها

(نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

عزیزی کی عبارت تو دیکھی اوپر علامہ حنفی کی شرح حدیث مذکور بھی ملاحظہ فرما لیجئے تو ہمارے بیان کردہ مطلب جو درحقیقت عبارت النص احادیث کا واضح اور صاف وصریح مطلب ہے اس کی تغلیط نہ کرتے۔

ملاحظہ ہو علامہ حنفی فرماتے ہیں:۔

ویحتمل ان المراد جمیع الارض لا خصوص بلاد الکفار ای ان جمیع ما فی ایدی الناس ملکه الله ایاه صلی الله علیه وسلم۔

(حاشیہ السراج المنیر جلد ا صفحہ ۲۴۵)

"اعطیت مفاتیح الارض والی حدیث میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس سے ساری زمین مراد ہے نہ صرف کفار کے شہر یعنی جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں (ملکیت میں) ہے اس تمام کے تمام کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مالک بنادیا۔"

باقی رہا یہ کہنا کہ خود حضور نے حدیث عطاء مفاتیح کی تشریح و تفسیر فتح بلاد سے کی ہے کس حدیث میں کن الفاظ سے اور کہاں اس میں یہ ذکر ہے کہ احادیث عطاء مفاتیح ارض اور مقالید دنیا فتح بلاد سے استعارہ و کنایہ ہیں مگر سچ ہے کہ ؎

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اور سچ فرمایا حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۷)

بہر حال احادیث مفاتیح سے مفاتیح حقیقی کی عطا مراد ہے۔ اس مطلب کی تغلیط کرنا الفاظ حدیث اور ائمہ محدثین سے بغاوت کی دلیل ہے۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی حدیث وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض کے ماتحت رقمطراز ہیں:۔

واما در خزائن معنوی مفاتیح آسمان و زمین وصف[1] ملکوت است تخصیص زمین ندارد۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۱۰۵)

---

[1] نووی صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰، ۲۰۲

''یعنی خزائن معنوی میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان، زمین، ملک، ملکوت کی چابیاں عطا ہوئیں۔ صرف زمین کی تخصیص نہیں۔''

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی حدیث صحیح مفاتیح خزائن الارض اور حدیث مقالید الدنیا نقل فرمانے کی بعد رقم طراز ہیں:

وهذا ثابت من طريق(۱) عديدة وهذا يدل على ان الله تعالى اعطاه ذالك حقيقة (نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۷۲۱)

''یعنی اور اس کی مثل بہت سے طریقوں سے ثابت ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خزانوں کی یہ عطا عطاء حقیقی ہے (نہ یہ کہ صرف فتح بلاد سے کنایہ ہے)''۔

علامہ علی قاری حنفی فوضعت في يدى کی شرح کرتے ہیں:

ای في تصرفي و تصرف امتي (شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۷۲۱): ''یعنی خزائن میرے اور میری امت کے تصرف میں ہیں''۔

سوال:۔ خزانوں کی چابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش تو ضرور ہوئی ہیں لیکن حضور نے ان کو قبول نہ فرمایا بلکہ رد فرمایا۔

جواب:۔ اس کا جواب علامہ شہاب الملت والدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفاتیح خزائن الارض والی حدیث کے ماتحت رقم طراز ہیں:۔

وفي المواهب اللدنية انها خزائن من اجناس العالم بقدر ما يطلبون فان الاسم الالهي لا يعطيه الا محمدا صلى الله عليه وسلم الذى بيده مفاتيح الغيب التي لا يعلمها الا هو ... والقول بان المراد العناصر وما يتولد منها وانه لم يقبل ذلك تصف وكونه صلى الله عليه وسلم لم يقبله يأباه عده خاصة له بل قبله فان عطاء الكريم لايليق رده. (نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

''یعنی مواہب لدنیہ میں ہے کہ ان خزائن سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں کہ جس قدر لوگ طلب کرتے ہیں تو اسم الٰہی جس کے ہاتھ میں مفاتح غیب ہیں، جن کو (ذاتی طور) پر اس کے سوا کوئی نہیں جانتا لوگوں کی مطلوبہ چیزیں تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی

۱۔ ملک بالضم ما سوی اللہ از ممکنات موجودہ متفرد ودر اصطلاح صوفیہ از عالم شہادت عبارت است چنانچہ ملکوت عالم غیب۔ غیاث اللغات صفحہ ۴۴۲۔ فاحفظہ فانہ یفیدک فی ملك السموات والارض ۱۲ امجدی غفرلہ

عطا فرماتا ہے، اور یہ قول کہ ان سے عناصر اور ما یتولد من العناصر مراد ہے اور حضور نے ان خزانوں کو قبول نہ کیا، یہ تعسف ہے۔ حضور ﷺ کا اس عطاء خزائن کو اپنی خصوصیات میں گنتا عدم قبول کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور نے یہ خزانے قبول فرمائے، کریم کی عطا کو رد کرنا لائق نہیں۔

علاوہ ازیں الفاظ احادیث "اعطیت فوضع فی یدی۔ فوضعت فی یدی۔ اوتیت وغیرہا مسئلہ پر غور ہو تو یہ اعتراض سرے سے ھباءً منثورا ہو جاتا ہے۔ بطور اختصار یہ جملہ معترضہ مفیدہ واقعہ اعتراضات ردیہ بر احادیث قاسمیت و مفاتیح خزائن ختم ہوا۔ اب آئندہ احادیث کو سابقہ احادیث مثبتۂ اختیار فی التکوین لسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کر تسلسل قائم کر لو۔ بعدہٗ حضور کے اختیار فی التکوین پہ عبارات ائمہ کرام و محدثین اعلام پیش ہوں گی۔

عن ثوبان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعطیت الکنزین الاحمر والابیض۔ (رواہ مسلم و مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

"حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے سرخ اور سفید (سونا اور چاندی) دو خزانے عطا فرمائے گئے۔"

عن ربیعۃ بن کعب الاسلمی قال کنت اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوضوئہ وبحاجتہ فقال سلنی[1] فقلت مرافقتک (ولفظ المسلم اسئلک مرافقتک) فی الجنۃ قال اوغیر ذالک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ رواہ النسائی فی کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود واللفظ لہ (جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ رحیمیہ) مطابق مطبع مجتبائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۳۔ مطابق مطبع نور محمد۔ ومسلم فی صحیحہ باب فضل السجود والحث علیہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ وقال القاری فی المرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۵۵۱ قال میرک رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف باب السجود وفضلہ جلد ۱ صفحہ ۸۴۔ زجاجہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۹ قال المنذری رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ ولفظہ "سلنی فاعطیک"۔ (الفیضی))

۱۔ طریق واللہ اعلم ۱۲ منہ

2۔ سلونی عما شئتم۔ رواہ البیہقی۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۵۳ ورواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹۔ ۱۲ منہ

"یعنی حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وضو کا پانی اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہوا کرتی تھی (مسواک، مصلّی وغیرہ) لایا کرتا تھا (تو ایک مرتبہ دریائے رحمت جوش میں آیا) آپ نے فرمایا اے ربیعہ مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو (جو جی میں آئے مجھ سے مانگو) میں تجھے عطا کروں گا۔ انہوں نے کہا۔ حضرت میں تو آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ بہشت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ حضرت ربیعہ نے کہا بس حضرت یہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو"۔

رواہ مسلم وابوداؤد مختصر او لفظ مسلم۔ فقال لی سلنی الحدیث (الترغیب والترہیب جلد ا صفحہ ۲۴۹۔۲۵۰ مطبوعہ مصر) اس حدیث صحیح کے ان الفاظ "سلنی فاعطیک، اسئلک مرافقتک فی الجنۃ او غیر ذالک، اعنی سے عالم سنیت میں ایمان افروز بہار آجاتی ہے لیکن بیچاری وہابیت اپنے مصنوعی دھرم کو گرتا دیکھ کر پگھلنے لگ جاتی ہے۔ مجنوں بلی کی طرح اچھلتی ہے۔ کودتی ہے کبھی شاخیں نکالتی ہے۔ کبھی پنجے مارتی ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صاف صریح الفاظ کی سلاخیں اور مزید برآں علامہ ملا علی قاری اور شیخ محقق کی تشریحانہ الفاظ کی میخیں اس بیچاری کو نکلنے نہیں دیتیں۔ کبھی کہتی ہے کہ صحیح مسلم اور نسائی شریف کے الفاظ کو میرا اسلام میں تو بداہیہ نہاییہ کی طرف جاتی ہوں کبھی کہتی ہے کہ شیخ محقق اور ملا علی قاری غیر معصوم شخصیتوں کی لغزشوں کا نام ایمان نہیں یہ علماء کی غلطیاں اور لغزشیں ہیں۔ اری مظلومہ! جب ائمہ محدثین کے تشریحانہ و تفسیرانہ کلمات و عبارات لغزشیں ہیں، جو ہزاروں لاکھوں کے مقتدی و مستند ہیں تو تیری کون سنتا ہے، جا جہنم میں۔ تیری بات جو ائمہ محدثین اور الفاظ حدیث کے مخالف ہے اس کو ردی کے ٹوکرے میں ڈال کر آگ لگا دے۔

اس صحیح حدیث پاک کی شرح میں علامہ امام ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز و باطل سوز کلمات طیبات ملاحظہ فرمائیں:۔

ویؤخذ من اطلاقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق وذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنۃ یعطی منہا ما شاء لمن یشاء۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۰)

"یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل

نے حضور ﷺ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (پھر لکھا) امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے (آپ کے نام الاٹ ہوچکی) اس میں سے جو چاہیں، جس کے لئے چاہیں بخش دیں۔"

شیخ المحدثین سند المحققین مجدد مائۃ حادی عشر امام شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقتدائے وہابیت میاں صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد اس حدیث کا معنی اور مطلب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

(فقال لی سل) پس گفت آں حضرت مرا طلب بر چہ می خواہی از خیر دنیا و آخرت واز اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ وتخصیص نکرد بمطلوب خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد

"یعنی حضرت ربیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا، دنیا اور آخرت کی جو خیر چاہے مانگ اور اطلاق سوال سے جو فرمایا سل مانگ کسی مطلوب خاص سے تخصیص نہ کی۔ معلوم ہوا ہے کہ تمام کام حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کے لئے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرماتے ہیں:

بیت

فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

"دنیا اور آخرت یا رسول اللہ آپ کے جود و سخا سے کچھ حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم سے کچھ حصہ ہے"۔

بیت

اگر خیریت دنیا و عقبےٰ آرزو داری بدرگاہش بیا و ہر چہ مے خواہی تمنا کن

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۳۹۶ وہو اللفظ لہ ونحوہ فی مسک الختام، شرح بلوغ المرام بھوپالی جلد ۱ صفحہ ۲۵۱)

"(اے مسلمان) اگر تو دنیا اور آخرت کی خیریت کی آرزو رکھتا ہے تو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو جو جی میں آئے مانگ"۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا ومولانا الامام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں واقعی کلام الامام امام الکلام" طبرانی[1] معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور ﷺ کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے۔ کسی چیز کو لا یعنی "نہ" نہ فرماتے۔ ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا۔ حضور خاموش رہے اس نے پھر سوال کیا، آپ نے سکوت فرمایا اس نے پھر سوال کیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز میں فرمایا: سَلْ مَاشِئْتَ یَا اَعْرَابِیُّ اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: فَغَبَطْنَاهُ فَقُلْنَا الاٰنَ یَسْئَالُ الْجَنَّةَ۔ یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا۔ ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ عرض کی حضور سے زادِ راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں پھر حضور نے اُس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں اُترنے کا حکم ہوا۔ کنارِ دریا تک پہنچے۔ سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو، ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا۔ فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو۔ اُس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم

---

1. واخرج بعضه نحوه ابن ابی حاتم عن سعید بن عبدالعزیز واخرجه ابن اسحق وابن ابی حاتم عن عروۃ بن الزبیر نحوه. تفسیر در منثور جلد۳ صفحہ ۲۹. اخرجه الحاکم و صححه علی شرطهما. تفسیر جلالین صفحہ ۲۱۲ ۸س ۹۔ از کمالین. تفسیر جمل جلد۳ صفحہ ۲۸۹، تفسیر قرطبی جلد۱۳ صفحہ ۱۰۸ تفسیر صاوی جلد۳ صفحہ ۱۴۴. واخرج نحوه بالفاظ مهینة لاهل السنة وقاتلة للملت الوهابیة عبد بن حمید والفریابی وابن ابی حاتم والحاکم وصححه عن ابی موسی مرفوعاً وفیه قال موسی لها" سلی ماشئت قالت فانی اسئلک ان اکون انا وانت فی درجة واحدة فی الجنة ویرد علی بصری وشبابی الحدیث واخرج نحوه عبد بن حمید وابن المنذر عن عکرمة موقوفا. واخرج نحوه ابن عبدالحکم من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس موقوفاً (تفسیر درمنثور جلد۵ صفحہ ۸۸. تحت قوله تعالی وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ تفسیر روح البیان جلد۳ صفحہ ۲۱۴ تحت اَتَعِظُنِیْ بِالْبَنِیْنَ. یوسف. رواه ابن ابی حاتم نحو نقل الامام احمد رضا المجدد البریلوی، تفسیر ابن کثیر جلد۳ صفحہ ۳۳۵. تفسیر جمل جلد۲ صفحہ ۲۸۵. ۱۲. الفیضی عفی عنه)

ہے کہاں۔ فرمایا تو مجھے بتادے۔ عرض کی لا واللہ حتی تعطینی ما اسئلک۔ خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں۔ فرمایا فالک لک تیری عرض قبول ہے۔ قالت فانی اسئلک ان اکون معک فی الدرجۃ التی تکون فیھا فی الجنۃ بڑھیا نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجہ میں جس میں آپ ہوں گے۔ قال سلی الجنۃ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جنت مانگ لے۔ یعنی تجھے یہی کافی ہے، اتنا بڑا سوال نہ کر فقالت لا واللہ الا ان اکون معک بیرزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں فجعل موسیٰ یرددھا فاوحی اللہ ان اعطھا ذلک فانہ لن ینقصک شیئًا فاعطاھا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے یہی ردّ و بدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی، موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اُسے عطا کردی۔ اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا عبور فرماگئے۔

اقول وباللہ التوفیق بحمد اللہ تعالیٰ۔

اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان وہابی پر کوکب شہابی ہے۔

اوّلاً:۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علماء کرام نے عموم مستفاد کیا۔ یہاں صراحۃً ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے۔ ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم وبارک علیہ وعلی آلہ قدر جودہ ونوالہ ونعمہ وافضالہ۔

ثانیاً:۔ یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد و اکرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت، جسے چاہیں بخش دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

ثالثاً:۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا۔ بیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت، نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے۔ اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں

ہے۔ وہی اسے عطا فرمادیتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رابعاً:۔ اُن بڑی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسا اعلیٰ درجہ عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ آں شان غضب وجلال اس شرک پر انکار نہیں فرماتے۔ اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں۔ بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں۔ ان میں میرا کیا اختیار تونے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر اور کفران میں فرما گئے کہ انبیاء علیہم السلام میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔ میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اتر ے گا۔ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکوں، نیز کہا جائے گا پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہوسکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو۔ سو یہ میرا مال موجود ہے۔ اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ بڑی بی کیا تم سٹھ گئی ہو؟ دیکھو تو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معاملہ بھی کس کا خود اُن کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچالینا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں۔ وہ اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ اور کہاں میں۔ کہاں ان کی صاحبزادی اور کہاں تم، کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا۔ بھلا بڑی بی تم مجھے خدا بنا رہی ہو؟ پہلے تمہارے لئے کچھ اُمید بھی ہوسکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اُوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ کچھ نہ فرمایا؟ اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامساً:۔ انکار در کنار اور رجسٹری کر دی سلی الجنۃ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو، ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں۔ عطا کر دیں گے تمہیں یہی بہت ہے، افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت

ہو چکا مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے۔ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا۔ اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرمادینے کا متوقع کردیا۔ اب اگر وہ جل جل کر اُن کی توہین نہ کرے، اُن کا نام سوسو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے۔ کیا بیچارہ کلیم کا مردود، حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے؟ مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (منافقون)

سادساً:۔ سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برتی تو اسے جانے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود کو ماید ین خود حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تذلیل وتفسیل فرمائی تو اسے آنسو پونچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی اُمی ہیں، پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے، ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ جوئی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مسجّل و مکمل فرمادیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطها ذلک موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تو اسے عطا کر بھی دو اس کی بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا ہے۔ یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ تم ہوکون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے! ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرا بھر اختیار ہے ہی نہیں، یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے، تم ایک بڑھیا کو جنت بھٹائے دیتے ہو۔ اپنی گرم جوشی اُٹھا رکھو۔ تقویۃ الایمان میں آچکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم اُلٹا یہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کردو۔ اب کہئے یہ بے چارہ کس کا ہوکر رہے؟ جس خدا کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی، دین وایمان پر دولتی جھاڑی، صاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان، اوروں کو ماننا محض خبط ہے، اسی خدا نے یہ سلوک کیا، اب وہ بے چارہ ازیں سو ماندہ وزاں سو راندہ سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چہرتو حید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ دھر کر چلائے۔

ما زیاراں چشم یاری داشتیم   خود غلط بود آں چہ ما پنداشتیم

سابعاً:۔ پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ فاعطاها موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑھیا کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الامن والعلی شریف از صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲)

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا ولہ وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر (رواہ الترمذی جلد ۲، صفحہ ۲۰۸، وقال هذا حدیث حسن غریب)(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۶۰) وقال القاری ورواہ الحاکم عن ابی سعید والحکیم عن ابی هریرۃ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۵۰ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۳)

"حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں تو میرے دو وزیر آسمان والوں سے جبرئیل اور میکائیل ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں سے ابوبکر اور عمر ہیں۔"

بلاتشبیہ وتمثیل جس بادشاہ کا ایک گورنر مشرقی پاکستان کا ہے اور دوسرا گورنر مغربی پاکستان کا تو اس بادشاہ کی صدارت اور آمریت وحکومت وتصرف دونوں صوبوں کو محیط ہے۔ اسی طرح جس بادشاہ معظم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیر آسمانوں کے ہیں اور دو زمین کے اس کی سلطنت وحکومت آسمان وزمین کو محیط ہے اور آسمان وزمین کے ذرہ ذرہ پر ان کا قبضہ وتصرف ہے(۱) اور ذرہ ذرہ پر ان کی حکومت جاری وساری۔ فللہ الحمد۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الی جذع فاتخذ لہ منبر فلما فارق الجذع وعمد الی المنبر الذی صنع لہ جذع الجذع فحن کما تحن الناقۃ فرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ علیہ وقال اختر ان اغرسک فی المکان الذی کنت فیہ فتکون

1۔ حضور تو حضور، بلکہ آسمان وزمین کا ہر ذرہ غلامانِ سید عالم کے تابع ہے کہ قال تعالیٰ سخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (قرآن۔ کلیات امدادیہ صفحہ ۲۹۔۳۰) نیز ارواح اولیاء مملکت خداوندی کے مدبر، متصرف، منتظم ہیں کما قال تعالیٰ فالمدبرٰت امرا (قرآن۔ بیضاوی صفحہ ۷۸۲، کبیر جلد ۸ صفحہ ۳۵۰۔ روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۱۰، مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷۔ ۱۲ منہ

كما كنت وان شئت ان اغرسک في الجنة فتشرب من انهارها وعيونها فيحسن نبتک وتثمر فياكل اولياء الله من ثمرتک فسمع النبي صلى الله عليه وسلّم وهو يقول نعم قد فعلت مرتين فسئل النبي صلى الله عليه وسلّم فقال اختار ان اغرسه في الجنة اخرجه الدارمي صفحہ ۵۵۔ واخرجه الطبراني في الاوسط. وابونعيم مثله من طريق عبدالله بن بريدة عن عائشة به. (دلائل النبوة، صفحہ ۳۴۴۔۳۴۵ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۵۔۷۶ حاشیہ نمبر ۱ مولوی اعزاز علی دیوبندی علی نور الایضاح صفحہ ۲۴ طبع نور محمد اتماما للحجة)

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خشک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے تو جب حضور کے لئے منبر تیار کیا گیا تو آپ نے جب اس تنا کو چھوڑ کر اس منبر کا ارادہ کیا جو آپ کے لئے تیار کیا گیا تھا تو وہ تنا گھبرا کر اس طرح رویا جیسے اونٹنی روتی ہے، تو حضور اس کی طرف گئے، اس پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا (اے تنا ان دو باتوں سے ایک چن لے) اگر تو چاہے تو میں تجھے اس مکان میں گاڑ دوں کہ جہاں تو تھا تو تو ایسا ہی سرسبز و شاداب ہو جائے گا جیسا کہ تھا اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں تو تو اس جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہوگا اور اچھی طرح اُگے گا اور پھل دے گا اور تیرا پھل یعنی کھجور اولیاء اللہ کھائیں گے۔ حضرت بریدہ نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ نے دو دفعہ فرمایا کہ ہاں میں نے ایسا کر دیا۔ حضور سے پوچھا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس تنے نے اس بات کو پسند کیا کہ میں اُسے جنت میں بو دوں۔"

واخرج البغوي وابونعيم (في دلائل النبوة، صفحہ ۳۴۳) وابن عساكر عن ابي بن كعب قال كان النبي صلى الله عليه وسلّم يخطب الى جذع فصنع له منبر فلما قام عليه حن الجذع فقال اسكن ان تشاء اغرسک في الجنة فياكل منک الصالحون وان تشاء ان اعيدک رطبا كما كنت فاختار الأخرة على الدنيا

(الخصائص الكبرىٰ جلد ۲ صفحہ ۷۶)

حدیث نمبر ۳۳۔۳۴ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار اور متصرف ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک تنے کو سرسبز و شاداب بنا سکتے ہیں۔ جنت حضور کا اپنا مملوکہ باغ ہے۔ اُس تک ہاتھ پہنچا کر خشک تنا وہاں لگا کر سرسبز کر سکتے ہیں (چنانچہ ایسا کر بھی دیا) درخت کی سن سکتے ہیں اور اُس کو سنا سکتے ہیں اور خاموش کرا سکتے ہیں۔ یہ اختیار فی التکوین کے جلوے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم بقدر تصرفہ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لو شئت لسارت معی جبال الذھب

"اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں"۔

رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۲۱ و رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۳۲ وفی روایۃ فو اللہ لو شئت لاجری اللہ معی جبال الذھب والفضۃ اخرجہ ابن سعد والبیھقی عن ام المؤمنین۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ معلوم ہوا کہ حضور مالک مختار ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

انی رایت الجنۃ فتناولت منھا عنقودا ولو اخذتہ لاکلتم منھا ما بقیت الدنیا (بخاری مسلم مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ الخسوف صفحہ ۱۲۹)

"یعنی ہم نے اس گرہن کی نماز میں جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا۔ اگر ہم وہ خوشہ توڑ لیتے تو تم اس کو قیامت تک کھاتے رہتے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر جنت دیکھ لیتے ہیں اور اپنی اس مملوکہ و مقبوضہ جنت تک زمین سے کھڑے ہو کر ہاتھ مبارک پہنچا کر خوشہ توڑ کر غلاموں کو دنیا میں جنت کے پھل کھلا سکتے ہیں لیکن ایسا نہ کیا اپنی مرضی سے نہ کیا۔ رب کی طرف سے تو کوئی رکاوٹ نہ تھی یہ ہے اختیار و قدرت و تصرف و ملکیت و سلطنت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے حضور ﷺ کا تصرف و اختیار و قدرت نمایاں ہے۔ یہاں سب معجزات کا ذکر تو نہیں ہو سکتا۔ بطور اجمال بعض کا ذکر ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت جابر نے [illegible] قلیل کو لعاب مبارک سے کثیر بنا دیا۔

۱۔ [illegible] (گویا کہ پیالہ مرکز تجاب

رحمت(1) بنا ہوا تھا)

۳۹۔ کوئیں میں تیرڈال کر اس کا پانی بڑھا دیا۔

۴۰۔ ایک بڑھیا کے مشکیزہ سے سب کو سیراب کیا لیکن مشکیزہ ویسے کا ویسا بھرا رہا۔

۴۱۔ استنجا کرنے کے لئے درختوں کو پکڑ کر پردہ بنا دیا۔

۴۲۔ سرکش گھوڑے پر قدم رکھا ہمیشہ کے لئے وہ مطیع ہو گیا۔

۴۳۔ درخت نے جھک کر آپ پہ سایہ کیا۔

۴۴۔ سوکھی بکری کے تھنوں سے دودھ کے برتن بھر لئے۔

(حدیث نمبر ۳۳ تا ۴۴ از مشکوۃ شریف باب المعجزات)

۴۵۔ حضرت انس کے باغ میں قدم رکھا وہ سال میں دو دفعہ پھلنے لگا۔ (مشکوۃ باب الکرامات)

۴۶۔ حضرت عثمان نے حضور ﷺ سے جنت خریدی۔ اشتری عثمان من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الجنۃ۔ راوی الحاکم وابن عدی وابن عساکر۔

۴۷۔ سورج پر حضور ﷺ کی حکومت، ایک دفعہ سورج غروب ہونے سے روک دیا (جب کہ معراج سے واپس تشریف لائے تھے) (شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۴۰ نشر الطیب صفحہ ۲۰)

۴۸۔ نیز ایک دفعہ ایام خندق میں بھی سورج کو غروب سے روک دیا۔

(شرح شفا القاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۱۳)

۴۹۔ نیز طلوع سے روک دیا۔ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۳)

۵۰۔ نیز غروب شدہ سورج کو واپس لوٹایا۔ (شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۴۰ مجمع الطحاوی (مشکل الآثار، جلد ۲ صفحہ ۸، ۱۱۲۸ ۱۲ فیضی) والقاضی عیاض واخرجہ ابن مندہ وابن شاہین من حدیث اسماء وابن مردویہ من حدیث ابی ہریرۃ قال القسطلانی وروی الطبرانی ایضاً فی معجمہ الکبیر باسناد حسن۔ وروی الطبرانی ایضا فی معجمہ الاوسط بسند حسن عن جابر۔ شرح شفا القاری جلد ۳ صفحہ ۱۳ وشرحہ للخفاجی صفحہ ۱۱۔ ۱۲ ج ۳ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۲)

۵۱۔ چاند پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت (چاند کو اشارے پر چلاتے تھے۔ کما مر۔ فیضی) دو دفعہ چاند کو انگلی سے چیر دیا (قرآن، صحیح بخاری، صحیح مسلم عن انس، البخاری و مسلم عن ابن مسعود، البیہقی عنہ و بو

1۔ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(حدائق بخشش حصہ اول)

نعیم ایضا عنہ، الشیخان عن ابن عباس مسلم عن ابن عمر، البیہقی وابونعیم عن جبیر بن مطعم ۔ ابونعیم عن ابن عباس ۔ خصائص کبری جلد ا، صفحہ ۱۲۵۔۱۲۶۔ شفاشریف جلد ا۔ صفحہ ۲۳۷)

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(اعلیٰ حضرت)

۵۲۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو چادر میں قوت حافظہ عطا فرمادی۔

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۲ الشیخان، خصائص جلد ا صفحہ ۶۷)

۵۳۔ حضرت عثمان بن ابی العاص کو لعاب مبارک اور سینہ پر ہاتھ مبارک رکھنے سے قوت حافظہ عطا فرمادی۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم، صفحہ ۲۰۰،۲۰۱)

۵۴۔ کھجور کی ٹہنی کو تلوار بنایا۔ (خصائص جلد ا صفحہ ۲۱۷)

۵۵۔ حضرت قتادہ کی آنکھ جوڑ دی۔ (خصائص جلد ا، صفحہ ۲۰۴۔۲۱۷)

۵۶۔ حضرت ابوذر کی آنکھ درست کر دی۔ (خصائص جلد ا صفحہ ۲۱۸)

۵۷۔ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا منور کر دیا۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۵۸۔ حضور نے کوڑا منور کر دیا۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۵۹۔ حضور نے حمزۃ الاسلمی کی اُنگلیوں کو منور فرمادیا۔ (خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۶۰۔ ابونعیم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج، انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر تشریف لائے اور فرمایا۔ ان جبریل اتانی فبشرنی ان اللّٰہ ایدنی بالملائکۃ و آتانی النصر و جعل بین یدی الرعب و آتانی السلطان والملک۔ الحدیث۔

(خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۹)

"جبریل میرے پاس آئے اور مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے میری امداد کی اور مجھے نصرت عطا فرمائی اور میرے آگے رعب کیا اور مجھے سلطنت اور ملک عطا فرمایا۔"

اختیار فی التکوین میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے سچے تابعداروں فرمانبرداروں کی زبان کن کی کنجی ہے اس سے بڑھ کر امور تکوینیہ میں اختیار کیا ہوگا؟

ملاحظہ ہو فرمان الٰہی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قولہ جل و علا فی بعض کتبہ "یا ابن آدم انا اللّٰہ الذی لا الٰہ الا

انا اقول لشیء کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشیء کن فیکون" (فتوح الغیب شریف مقالہ نمبر ۴۶ صفحہ ۱۰۹ علی ہامش بہجۃ الاسرار شریف مطبوعہ مصر، شرح فتوح الغیب صفحہ ۸۷۔۱۰۰، مقالہ ۱۳۔۱۶)

"اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں وہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، کسی چیز کے لئے کن فرماتا ہوں وہ ہو جاتی ہے تو میرا فرمانبردار بن جا۔ تجھے ایسا مقام عطا فرماؤں گا کہ تو بھی جب کسی چیز کے لئے کن کہے گا وہ فوراً ہو جائے گی۔"

نیز حضرت غوث اعظم اور شیخ محقق فرماتے ہیں رضی اللہ عنہما

(ثم یرد علیک التکوین) بعد ازاں رد کردہ مے شود بر تو و سپردہ مے شود بتو ہست کردن و پیدا کردانیدن کائنات وتصرف دادہ مے شود ترا در عالم بروجہ کرامت وخرق عادت (شرح فتوح الغیب صفحہ ۹۹۔۱۰۰)

"یعنی اے بندے جب تو مقام فنائیت میں پہنچے گا تو تجھ پر تکوین رد کی جائے گی یعنی فنائیت کے بعد موجود کرنا اور کائنات پیدا کرنا تیرے سپرد کر دیا جائے گا اور عالم میں تجھے تصرف کرنے کی طاقت دی جائے گی کرامات اور خرق عادت کے طور پر تو جہان میں تصرف کرے گا۔"

نیز رسالہ غوث الاعظم میں ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الفقیر الذی له امر فی کل شیء کن فیکون۔ (شمائل الاتقیا صفحہ ۷۱)

"یعنی فقیر وہ ہے جس کو ہر شئی میں کن فیکون حاصل ہو یعنی جب جس چیز کے متعلق کہے کن (ہو جا) وہ فوراً ہو جائے۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ از عارف بجوکن است از پروردگار تعالیٰ وتقدس۔ اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۲۲۶، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۶۲ عن الامیر عبد القادر، مطالع المسرات صفحہ ۳۲۳، الکہف والرقیم صفحہ ۵)

اب چند حدیثیں ایسی ملاحظہ فرمائیں جن میں امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین، مالک کون ومکان سید الانس والجان، مختار کل، فخر رسل، نائب اکبر اللہ الاکبر خلیفہ اعظم مولائے اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کن کے

جلوے نظر آتے ہیں۔

۶۱۔ امام ابن سعد حضرت عمرو بن میمون سے راوی کہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں ڈالا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پہ گذرے۔ حضور حضرت عمار کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور یوں فرماتے تھے:

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ۔

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۰)

"اے آگ عمار پر ایسی سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا جیسا کہ تو حضرت ابراہیم پہ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔"

۶۲۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا کہ حکم بن ابی العاص حضور بے عیب محبوب کے پاس بیٹھتا تو حضور جب کلام فرماتے تو حکم اپنا چہرہ بگاڑتا (تو ایک دن) حضور نے اس سے فرمایا:۔

کن کذلک فلم یزل یختلج حتی مات اخرجہ الحاکم وصححہ والبیھقی والطبرانی (خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۷۹)

"ایسا ہی ہو جا تو مرتے دم تک اس کا چہرہ بگڑا رہا۔"

۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، ایک مرد حضور کے پیچھے شکل بگاڑ کر آپ کی نقلیں اتارنے لگا۔ کن فیکون کے مالک ﷺ نے فرمایا:

کذالک فکن "ایسا ہی ہو جا۔"

تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو اس کو اس کے گھر اٹھالے گئے، دو ماہ تک بے ہوش رہا پھر جب اسے بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو اس کا منہ ویسے ہی بگڑا ہوا تھا جیسا کہ نقل کے وقت تھا۔

(اخرجہ البیھقی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۹)

۶۴۔ حکم بن عاص نے بطور استہزاء حضور کے چلنے کی نقل اتاری تو حضور مالک کن نے فرمایا:۔

کن کذلک فکان یرتعش حتی مات۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۹۹ عن الغزالی)

"ایسا ہو جا تو مرتے دم تک اس کو رعشہ رہا۔"

دخور ہز دو آں حضرت مردے بدست چپ پس امر کرد بدست راست بخور گفت نے توانم فرمود ہرگز نتوانی پس نتوانست برداشت دست راست راسوئے دہان خود بعد ازاں اھ

(مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۹۔ شیخ محقق دہلوی و جواہر البحار۔ ۱۲ ف)

۶۵۔ حضور مالک کل نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، اس کے والد نے حضور ﷺ سے کہا اسے برص کا مرض ہے حالاں کہ برص نہ تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

فلتکن کذلک فبرصت۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۹ عن الامام الغزالی)

"وہ برص والی ہو جائے تو وہ برص میں مبتلا ہو گئی۔"

۶۶۔ امام عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا اسماء الٰہیہ سے ایک ایک اسم سے متصف ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

واما المصور فانہ کان صلی اللّٰہ علیہ وسلّم متصفاً بذلک والدلیل علی ذلک قولہ للاعرابی کن زیدا فاذا ھو زید۔

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۶۰)

"بہر حال اللہ تعالیٰ کا اسم مصور (تصویر بنانے والا) تو حضور ﷺ بے شک اس اسم سے بھی متصف تھے اور اس پر دلیل حضور ﷺ کا وہ قول ہے جو اعرابی کے لئے فرمایا (جو در حقیقت زید نہ تھا) کہ زید ہو جا تو وہ زید ہو گیا۔"

۶۷۔ رای النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم راکبا من بعید فقال لہ کن اباذر فکانہ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۶۰)

"یعنی حضور ﷺ نے دور سے ایک سوار دیکھا تو اسے یہ حکم دیا کہ ابوذر ہو جا تو ابوذر ہی ہو گیا۔"

۶۸۔ اس قسم کے الفاظ صحیح مسلم میں بھی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ایک مرد کو دیکھا تو فرمایا

کن ابا خیثمۃ فاذا ھو ابو خیثمۃ الانصاری (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۱) وغیر ذلک من الاحادیث الکثیرۃ۔

کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اختتام احادیث پر پھر قرآن پاک کی ایک آیت سن لیجئے جس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے بعض بندے جہان میں تصرف کرتے ہیں اور نظام عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (نازعات)

"قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔"

یہاں مدبرات امر سے مراد فرشتے ہیں جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں (تفسیر معالم التنزیل جلد ۷ صفحہ ۱۷۰، تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۹۰، تفسیر خازن و مدارک جلد ۴ صفحہ ۳۴۹۔۳۵۰، مفردات امام راغب صفحہ ۱۶۳، تفسیر جلالین صفحہ ۴۸۸، تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۲۲۱، تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷، تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۸۶ مطبوعہ مصر، تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۱۰۔۳۱۱ عن علی وابی صالح ومجاهد وقتاده وعبدالرحمن بن سابط وابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۶۶ عن علی و مجاهد و عطاء وابی صالح والحسن وقتاده والربیع بن انس و اسدی رضی الله عنهم۔ تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ صفحہ ۲۰ تفسیر ابی سعود جلد ۸ صفحہ ۳۴۸ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۳۴۸) (۱) اتماماللحجت ملاحظہ ہو اس آیت کی تفسیر میں مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔" یا وہ فرشتے مراد ہوں جو عالم تکوین کی تدبیر پر مسلط ہیں۔" حاشیہ نمبر ۷ صفحہ ۵۹ ۷ حدیث میں فرمایا القرآن ذو وجوه رواه ابو نعیم عن ابن عباس مرفوعا۔ قرآن شریف متعدد معنی رکھتا ہے، علماء کرام فرماتے ہیں قرآن کریم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔ اب امر کرام کے دوسرے معنے ملاحظہ ہوں:۔

او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع من الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملكوت وتسبح فيه فتسبق الی حظائر القدس فتصير لشرفها وقوتها من المدبرات۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۸۶۔ تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷) واللفظ لهما ونحوه فی تفسیر مفاتیح الغیب للرازی جلد ۸ صفحہ ۳۵۰۔۳۵۱۔ تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۹۰)

یا ان آیات میں اللہ عزوجل ارواح اولیائے کرام کا ذکر فرماتا ہے۔ جب وہ اپنے پاک مبارک

۱۔ وایماں آری بحر خستگان منتقل کر متصرف اندر عالم باذن وے تعالیٰ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۰) ۱۲ فیضی

بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتے خطیرہ ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و طاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔"

شیخ محقق امام محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ اولیاء را (بعد از وصال) کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و آن نیست مگر ارواح ایشاں را و ارواح باقی ست

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۷۱۲)

اب تو بحمداللہ یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے ہیں اور کاروبار جہان کی تدبیر کرتے ہیں۔ علامہ خفاجی عنایت القاضی و کفایۃ الراضی میں امام غزالی اور امام رازی سے اس معنی کی تائید نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ولذا قیل اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور(1)

"یعنی اسی لئے فرمایا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو جاؤ تو مزارات والے اولیاء سے مدد مانگو"۔ (از افادات مجدد بریلوی رضی اللہ عنہ)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں (فرشتوں اور ولیوں) کے لئے عالم میں تصرف کرنا اور کاروبار جہان کی تدبیر کرنا ثابت ہے اور وہ شرک نہیں (حالاں کہ یہ صفت بھی بالذات اللہ تعالیٰ کی ہے قال تعالیٰ یدبر الامر) تو ان کے آقا و مولیٰ (جو ہر کمال کا مرکز و مصدر اور ہر نعمت کے قاسم ہیں) کے لئے یہ کمال ثابت ہو تو کیوں شرک لازم آتا ہے۔ شرک مقید با فراد و ازمان و امکنہ نہیں ہوا کرتا شرک ہر مکان میں شرک ہی ہوگا۔ اور شرک ہر زمان میں شرک ہی ہوگا اور اگر بعض غیر اللہ کے لئے کسی کمال و صفت کا اثبات شرک نہیں تو غیر اللہ کے ہر فرد کے لئے اس کا اثبات شرک نہ ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ عدم ثبوت کی وجہ سے اس کے لئے ثابت نہ ہو بہر حال اگر بالفرض اثبات کیا جائے تو شرک ہرگز نہ ہوگا فاحفظہ فانہ یفیدک فی عدۃ مواضع۔

اب حضور مالک کون و مکان متصرف در ہر دو جہان قاسم نعم رب رحمٰن کے مختار کل ہونے پر عبارات ذیل ملاحظہ ہوں:۔

1۔ قول بزرگیست (فتاویٰ عزیزی جلد ا۔ صفحہ ۱۲۰) ۱۲ ق

وقد ورد فی الحدیث اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اہل القبور"۔ ذکرہ الکاشفی فی الرسالۃ العلیۃ وابن الکمال فی الاربعین حدیثا۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۲۳ زیر آیت وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس... صفحہ ۲۰۷ زیر آیت قال ھٰذا الذی ... ۱۲ منہ

فضیلت وخصوصیت نمبر ۵۰ یعنی مسئلہ مختار کل سیدرسل کے اثبات کے لئے عبارات ائمہ کرام وعلماء عظام:۔

ا۔ حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی(1) (متوفی ۵۰۵ھ) رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ:۔

خاتم الحفاظ امام جلال الملت والدین متوفی ۹۱۱ھ ارقام فرماتے ہیں:۔

وکان یحمی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بقطع الاراضی (ھذا لفظ الخصائص وفی الجواھر وکان صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقطع الاراضی الخ۔ف) قبل فتحھا لان اللّٰہ تعالٰی ملکہ ایاھا یفعل فیھا ما یشاء وقد اقطع لتمیم الداری وذریتہ قریۃ ببیت المقدس قبل فتحہ وھی فی ید ذریتہ الی الیوم واراد بعض الولاۃ التشویش علیھم فافتی الغزالی بکفرہ قال لان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقطع ارض الجنۃ فارض الدنیا اولٰی۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ جواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۳۳۸ عنہ ونقلہ الامام القسطلانی فی المواھب وزاد الزرقانی فی شرحہ ما بین القوسین (الغزالی الفیضی) انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقطع ارض الجنۃ (ما شاء لمن یشاء) فارض الدنیا اولی (ونقلہ عن الغزالی ابن العربی فی القانون واقر وافتی بہ السبکی ایضا روی الشافعی والبیھقی عن طاوس مرسلا عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم عادی الارض للّٰہ ولرسولہ(2) ثم لکم من بعد...... المراد ھنا ۤمن عادی الارض۔ ف) الارض غیر المملوکۃ الآن زرقانی علی المواہب جلد ۵۔ صفحہ ۲۳۲

"یعنی ارض دنیا اور ارض جنت کے مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین فتح ہونے سے پہلے جس کے نام چاہتے الاٹ کردیتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام زمین کا مالک بنا دیا

1۔ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی تعبیر دنیوی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا اور غزالی پر فخر کیا۔ جواہر البحار۔ جلد ۲ صفحہ ۱۹ عن الامام الالکانی شرح للشفا جلد ۲ صفحہ ۴۳ نبراس صفحہ ۳۸۸۔ تمام امداد یہ صفحہ ۳۳ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ زیر آیت وفیہا ماتہوی انفسکم نیز مدح غزالی "تعریف الاحیاء" علی ھامش الاحیاء اور جامع کرامات جلد ا صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲منہ

2۔ عن ابی ھریرۃ مرفوعا اعلموا ان الارض للّٰہ ولرسولہ "متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲منہ

ہے۔اس ارض دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اور بے شک حضور ﷺ نے بیت المقدس میں ایک بستی فتح ہونے سے پہلے حضرت تمیم داری اور ان کی اولاد کے نام جاگیر کر دی۔ وہ بستی آج تک ان کی اولاد کی ملکیت و قبضہ میں چلی آتی ہے۔ بعض حاکموں نے اس بستی کی ملکیت میں ان کی اولاد پر تشویش کا ارادہ کیا تو امام غزالی نے اس حاکم پر کفر کا فتویٰ دیا۔ فرمایا کہ حضور علیہ والسلام جنت کی زمین جس کے نام چاہتے جاگیر کر دیتے تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ (جس کے نام چاہیں الاٹ کر دیں)"

۲۔ قال الغزالي في الاحياء لاجل اجتماع النبوة والملك والسلطنة لنبينا صلى الله عليه وسلم كان افضل من سائر الانبياء فانه اكمل الله تعالى به صلاح الدين والدنيا۔

(خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۹۳۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۰ عنہ)

"یعنی امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا۔ چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت، ملک اور سلطنت کے جامع ہیں اس لئے باقی سب انبیاء سے افضل ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے واسطہ اور وسیلہ سے دین و دنیا کی صلاح مکمل فرمائی"۔

۳۔ شیخ الاسلام امام بوصیری رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۹۵۔ ۶۹۴ھ) فرماتے ہیں:

فان من جودك الدنيا وضرتها　　ومن علومك علم اللوح والقلم(1)

یعنی دنیا و آخرت (کی ہر نعمت) یا رسول اللہ! آپ کے خوان سخاوت سے ایک ذرہ ہے اور لوح و قلم کا سارا علم آپ کے علوم غیر متناہی یعنی لا یقف عند حد سے ایک قطرہ ہے"۔

(نوٹ:۔ یہ قصیدہ حضور کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہو چکا ہے (شرح للباجوری و خالد صفحہ ۴۔۵) تھانوی صاحب کے نزدیک بھی قصیدہ بردہ شریف مستند ہے۔ (نشر الطیب صفحہ ۳۔۴)

۴۔ امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۲۳ھ) مواہب میں اور علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

هو صلى الله عليه وسلم خزانة السر (اى محل لاسراره تعالى وكمالاته) وموضع نفوذ الامر فلا ينفذ امر الا منه صلى الله عليه وسلم ولا ينقل خير الا عنه۔

الاهابي من كان ملكا وسيدا　　وآدم بين الماء والطين واقف

---

1. نیز فرمایا　　وكلهم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الديم　　(قصیدہ بردہ) ۱۲ منہ

اذا رام امرا لایکون خلافه ولیس لذاک الامر فی الکون صارف

(مواہب وزرقانی جلد ا۔صفحہ ۲۸۔۲۹)الیمین فتوحات مکیہ باب ۱۲۔صفحہ ۱۸۵۔جواہر البحار جلد ا۔صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴ عنہ جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۳۔۴ عن المواہب۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں۔کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ اور سردار ہیں اُس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا۔تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم"۔

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:۔

ما اری ربک الا یسارع فی ھواک۔

"یارسول اللہ ﷺ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی کرتا ہوا"۔

(رواہ البخاری جلد ۲۔صفحہ ۷۰۶۔۷۶۶)مسلم جلد ا صفحہ ۴۷۳ والنسائی جلد ۲۔صفحہ ۵۵ طبع نور محمد۔ذکر امر رسول اللہ فی النکاح الخ وجلد ۲۔صفحہ ۶۷ مطابق مطبع رحیمیہ۔مشکوٰۃ شریف جلد ۲۔صفحہ ۲۸۱۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں ے دہد حق آرزوے متقین

(مثنوی شریف صفحہ ۳۔۴۰)

۵۔علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

فجعله حاکما فی خلقه (زرقانی جلد ۶۔صفحہ ۵۳)

"اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم مقرر کیا"۔

۶۔امام حافظ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۹۷۳ھ۔۹۷۴ھ۔۹۷۵ھ فرماتے ہیں:۔

انه صلی اللہ علیه وسلم خلیفة اللہ الذی جعل خزائن کرمه وموائد نعمه طوع یدیه وتحت ارادته یعطی منهما من یشاء و یمنع من یشاء۔ (الجواہر المنظم صفحہ ۴۲)

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم عزوجل کے خلیفہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی

۹۔ بود آں حضرت کہ تصرف مے کرد در ایشاں وی گردانید۔ غنی را فقیر و مے ساخت شریف را برابر وضیع ... داد خدائے تعالیٰ عزت و قدرت و حکمت و مدد و نصرت و قوت و اختیار و لا واللہ سوگند بخدائے کہ مسخر گردانید او را ایں ہمہ امور شک نمی کند دریں ہیچ عاقلے۔

(مدارج النبوۃ جلد ا۔ صفحہ ۱۷۴۔ نحو فی المواہب وعنہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں تصرف کرتے تھے غنی کو فقیر کر دیتے اور شریف کو وضیع (اونی) بنا دیتے ... اللہ تعالیٰ نے حضور کو اتنی عزت، قدرت، طاقت، مدد، نصرت، قوت اور شوکت عطا فرمائی کہ سب سے حضور ﷺ کا کام نمبر لے گیا اور سب سے حضور ﷺ کا اختیار بڑھ گیا۔ اللہ کی قسم یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مسخر اور تابع کر دی تھیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا"۔

۱۰۔ ہم چناں کہ حیوانات ہمہ مطیع و منقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز در حیطہ فرمانبرداری و طاعت وے بودند (مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۹۴)

"جس طرح حیوانات (جاندار اشیاء) سب کے سب حضور (حاکم مطلق) کے حکم کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ نباتات (اُگنے والی چیزیں) بھی آپ کی فرمانبرداری اور طاعت کی دائرے میں تھیں (حیوانات پر بھی آپ کی حکومت اور نباتات پر بھی آپ کی حکومت) صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ بقدر تصرفہ و نفاذ امرہ وسلم"

۱۱۔ ہم چناں کہ نباتات را منقاد و مطیع امر وے صلی اللہ علیہ وسلم ساختہ بودند جمادات نیز ہمیں حکم دارند۔

(مدارج شریف جلد ا۔ صفحہ ۱۹۴)۔

"جس طرح نباتات کو حضور کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا۔ جمادات (وہ چیزیں جن میں حس و حرکت اور نشو و نما کی قوت نہیں جیسا کہ پتھر وغیرہ) بھی یہی حکم رکھتی ہیں۔ یعنی نباتات اور جمادات سب پر حضور کی حکومت جاری و ساری ہے"۔ یہ ہے سلطنت مصطفیٰ فی کل الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۲۔ و کنیتہ ابو القاسم لانہ یقسم الجنۃ بین اھلھا

(مدارج شریف جلد ا، صفحہ ۲۶۶۔ سطر ۲)

"یعنی حضور کی کنیت ابو القاسم تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ چونکہ مستحقین میں قاسم جنت ہیں بہشت تقسیم فرماتے ہیں"۔

۱۳۔ تصرف وے صلی اللہ علیہ وسلم بتصرف الٰہی جل جلالہ و عم نوالہ زمین و آسمان را شامل است بلکہ تمامت شراب ہا و طعام ہائے دنیا و آخرت و ارزاق حسی و روحانی و نعمت ہائے ظاہری و باطنی بواسطہ و طفیل

آں حضرت است۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف زمین اور آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے شراب اور طعام اور حسی اور روحانی رزق اور ظاہری و باطنی نعمتیں حضور ﷺ کے طفیل اور واسطے سے ہیں"۔

ع آخراے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

"اے بادِ صبا یہ سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے"۔

بیت

شکر فیض تو چمن چو کند اے ابر بہار　　کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست

"چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح کرے اے ابر بہار کیونکہ کانٹا اور پھول سب تیرے ہی پروردہ ہیں"۔

وانشد الشیخ العالم العارف محمد البکری قدس سرہٗ شیخ عالم عارف بکری قدس سرہ نے پڑھا:

نظم

ما ارسل الرحمٰن او یرسل
من رحمۃ یصعد او ینزل
فی ملکوت اللّٰہ او ملکہ
من کل ما یختص او یشمل
الا وطٰہ المصطفٰے عبدہ
ونبیہ المختار المرسل
واسطۃ فیھا واصل لھا
یعلم ھذا کل من یعقل

اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بھیجی ہے یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا۔ اور جو رحمت چڑھتی ہے یا نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں جو جس کو ملتا ہے۔ اس میں اصل اور واسطہ حضور ہی ہیں۔ ہر عاقل اس بات کو جانتا ہے"۔ (مدارج شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۳۔ مطالع المسرات صفحہ ۲۶۲ تحت درود خزائن رحمتک جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۹)

۱۳۔ روح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آں عالم مربی ارواح انبیاء ومفیض علوم النبیہ بود برایشاں (مدارج شریف جلد ۲۔ صفحہ ۳)

"عالم ارواح میں حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی مربی (پرورش کرنے والی تھی) اور ان پر علوم

الہیہ کے فیضان کرنے والی تھی"۔

۱۵۔تصرف وقدرت سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بوداں بود و ملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الہی عز وعلاء درحیطۂ قدرت وتصرف وے بود۔(اشعۃ اللمعات جلد ا۔صفحہ ۳۳۲)

حضور ﷺ کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی۔ ملک اور ملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب بلکہ کل ماسوی اللہ) جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالی کے تابع کر دیئے سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطہ میں تھے (اور ہیں)"

نیز حضرت شیخ محقق، شیخ اجل اکرم اوحد محمد البکری المصری رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل:

۱۶۔آنحضرت متولی امور مملکت الہیہ وگماشتہ درگارہ عزت بود کہ تمامہ امور احکام کون ومکان بوے مفوض بود کدام دائرہ مملکت واسع تراز مملکت وسلطنت وے نبود۔(اشعۃ اللمعات جلد ا۔صفحہ ۳۴۳)

"حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مملکت خداوندی کے امور (کاروبار) کے متولی تھے (اور ہیں) اور بارگاہ خداوندی کے (مختار عام) مقرر تھے (اور ہیں) اس طرح کہ تمام امور اور کون ومکان کے احکام حضور کے سپرد تھے۔(اور ہیں) حضور کی مملکت اور سلطنت سے کسی مملکت کا دائرہ وسیع نہ تھا (اور نہ ہے)"

سبحان اللہ و الحمد للہ علی ذالک صلی اللہ علیہ وسلم بقدر وسعۃ تصرفہ و مملکتہ۔

۱۷۔نیز شیخ محقق حدیث عادی الارض للہ ورسولہ ثم ھی لکم منی(۱) کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:۔

زمین قدیم مر خدای راست ورسول خدای راپستر آں زمین مرشاراست از من۔یعنی کن تصرف نے تم دارں بہروجہ کہ مے خواہم وی بخشم ہر کرا کہ بخواہم وظاہر آں بود کہ گفتہ شود منی ومن اللہ۔ زیراکہ ہمہ از خدا است وخدا در ہمہ جا پیغمبر خود را تصرف دادہ است

(اشعۃ اللمعات جلد ۳۔صفحہ ۷۱۷ نحوہ فی المرقات جلد ۳۔صفحہ ۳۷۱)

"(حضور نے فرمایا ہے) قدیم زمین اللہ اور رسول کی ملکیت ہے۔ پھر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لئے ہے۔ یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں بخشتا ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا صرف منی کے بجائے "منی ومن اللہ" ہوتا یعنی پھر وہ

۱۔ مشکوۃ صفحہ ۲۵۹، باب احیاء الموات الخ۔ ۱۲ منہ

زمین میری اور اللہ کی طرف سے تمہیں عطا ہوئی تمہاری ملکیت ہے، اس لئے کہ ہر چیز (کی عطا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ میں اپنے رسول کو تصرف عطا فرمایا ہوا ہے"۔

۱۸۔ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفۂ مطلق و نائب کل جناب اقدس است ہے کند وے دہد ہر چہ خواہد باذن وے

فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

(اشعۃ اللمعات جلد ۳۔ صفحہ ۲۱۵)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں) یا رسول اللہ دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جود لامحدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح و قلم کا علم بعض حصہ ہے"۔

۱۹۔ وجود شریف وے پشت و پناہ عالمیان ست صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اشعۃ اللمعات۔ جلد ۳۔ صفحہ ۲۷۳)

۲۰۔ قدرت وقوت تصرف پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم در کائنات وقرب و عزت اودر حضرت صمدیت بیش از آں (از قدرت و تصرف سلیمان علیہ السلام) بود۔ ودریں قوت و تصرفات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را اتمام بود۔ (شرح سفر السعادت صفحہ ۴۲۲ للشیخ المحقق)

"ہمارے نبی کی قدرت اور کائنات میں تصرف کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت اور قرب، سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور تصرف اور عزت سے زیادہ تھی اور یہ قوت اور تصرفات حضور کو مکمل اور علی وجہ الاتم حاصل تھے۔

۲۱۔ چوں روح مقدس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جان ہمہ عالم ست باید کہ در ہمہ اجزائے عالم متصرف باشد۔ (اخبار الاخیار للشیخ المحقق صفحہ ۲۵۵۔ اخبار میر سید عبد الاول)

"یعنی حضور کی روح مقدس تمام جہان کی جان ہے تو اس کا تمام اجزائے عالم میں متصرف ہونا مسلم ہے"۔

۲۲۔ ملک مملکت احدیت۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اخبار الاخیار للشیخ صفحہ ۳)

۲۳۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ..... ای نورث

تلک الجنۃ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ویعطی من یشاء

ویمنع عمن یشاء وهو السلطان فی الدنیا والآخرۃ فله الدنیا وله

الجنة وله المشاهدات صلی اللہ علیه وسلّم۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۲۱۶۔ للشیخ از شیخ عبدالوہاب بخاری متوفی ۹۳۲ھ)

''یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُسے بناتے ہیں جو متقی ہوا۔ (قرآن) یعنی ہم اس جنت کا وارث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بناتے ہیں۔ پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جس سے چاہیں منع کریں۔ دنیا اور آخرت میں وہی سلطان ہیں۔ انہیں کے لئے دنیا ہے اور انہیں کے لئے جنت (دونوں کے مالک وہی ہیں) اور انہیں کے لئے مشاہدات ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۴۔ امام محدث محمد عبدالرؤف المناوی (المتوفی ۱۰۰۳ھ)

حدیث: اعطیت مفاتیح خزائن الارض کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

المراد خزائن العالم باسره لیخرج لهم بقدر ما یستحقون فکما ظهر فی ذلک العالم فانما یعطیه الذی بیده المفتاح باذن الفتاح وکما اختص سبحانه بمفاتیح علم الغیب الکلی فلا یعلمها الا هو خص حبیبه باعطاء مفاتیح خزائن المواهب فلا یخرج منها شیء الا علی یده صلی اللہ علیه وسلّم۔

(فیض القدیر جلد ا۔ صفحہ ۱۳۲ مصر)

''یعنی حدیث شریف میں جن خزانوں کی چابیوں کی عطا کا ذکر ہے ان سے تمام جہان کے تمام خزانے مراد ہیں تاکہ حضور ﷺ ان لوگوں کو بقدر استحقاق عطا فرمائیں تو جو چیز جب اس جہان میں ظاہر ہوتی ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا وہی فرماتے ہیں جن کے ہاتھ کنجی ہے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جیسا کہ اللہ تعالیٰ علم غیب کلی کی کنجیوں سے مختص ہے کہ اُس کے سوا (ذاتی طور پر) کوئی ان کو نہیں جانتا۔ اپنے حبیب کو بخششوں کے خزانوں کی کنجیوں کی عطا سے خاص فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کے ہاتھ ہی سے ملتی ہے''۔

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

۲۵۔ عوض التصرف فی خزائن السماء برد الشمس بعد غروبها وشق القمر و رجم النجوم واخترق السموات وحبس المطر و ارساله وارسال الریاح وامساکها وتظلیل الغمام وغیر ذلک من الخوارق۔ (فیض القدیر جلد ا۔ صفحہ ۴۳۸ ونحوه علی هامش السراج

(المنير جلد ۱۔ صفحہ ۲۴۶۔ للحلبی)

"یعنی حضور ﷺ کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرف ملا جیسے غروب شدہ سورج کو رد کرنا۔ چاند چیرنا، رجم نجوم، آسمانوں کو چیرنا، بارش روکنا اور برسانا، ہوائیں چلانا اور اُن کا روکنا، ابر کا سایہ کرنا اور اس کے علاوہ جو خوارق ہیں"۔

امام ربانی عارف شعرانی متوفی ۹۷۳ھ خاتم الحفاظ امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ سے ناقل:

۲۶۔ وکان صلی اللہ علیہ وسلّم یقطع الاراضی قبل فتحها لان اللّٰہ ملکه الارض کلها وله ان یقطع ارض الجنة من باب اولٰی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۰)

"حضور ﷺ زمینوں کو فتح ہونے سے پہلے (جس کے نام چاہتے) الاٹ کر دیتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا۔ اور حضور ﷺ کو بطریق اولیٰ اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جنت کی زمین (جس کو چاہیں) جاگیر کر دیں"۔

۲۷۔ امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:۔

وفی هذا الحدیث (قال انس فما یشیر صلی اللہ علیہ وسلّم بیده الی ناحیة من السماء الا تفرجت رواہ الشیخان) دلیل عظیم علی عظم معجزاته علیه الصلوٰة والسّلام وهو ان سخرت السحاب له کلما اشار الیها امتثلت امره بالاشارة دون الکلام.

(زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۵۶۔ ۵۸۔ ونحوہ فی فتح الباری)

"اور اس حدیث میں (کہ حضور ﷺ نے ابر کو اشارے سے ہٹا دیا) حضور ﷺ کے معجزات کی عظمت پر دلیل عظیم ہے اور وہ یہ کہ ابر حضور ﷺ کے لئے مسخر کر دیا گیا۔ آپ جب اس کی طرف اشارہ فرماتے وہ فوراً حکم بجا لاتا صرف اشارہ سے بغیر کلام کئے"۔

۲۸۔ امام عارف عبدالکریم فرماتے ہیں:۔

في كل وقت للامور مدبر قطب عليه مدار امر ملزم
مستخلف لله في ارض له جاء له تلك وراثة عن آدم
خلفاء حق للاله بملكه يقضون ما يهونه بتحلم
اوتوا مقاليد السموات والعلا والملك والملكوت حقا فاعلم
فهم الملوک ومن سواهم اعبد لهم على المخلوق كل تحكم
نفذت اوامرهم على كل الورى من غير ما نقض وغير تلوم
لا يسئلون اذا اتوا فعلا ولا يعصون امرا معقبا متمم
انه عليه الصلوٰة والسلام الراعي الاعظم
المتصرف والمتخلف على تدبير العالم

(جواہرالبحار، جلد ۳، صفحہ ۲۴۹)

۲۹۔ نیز فرمایا:

هوالعاقب الماحي الذي عم فضله جميع البرايا من علو و صاحب
اتى آخرا ان السلاطين يا فتى يكونون حقا آخرا في المواكب
فكل الورى للهاشمي رعية نعم وهو راعي شرقها والمغارب
اليه مقاليد الامور جميعها بدنيا واخرى وهو معطى المآرب

(جواہرالبحار، جلد ۳، صفحہ ۲۴۹۔۲۵۰)

۳۰۔ لانه عليه الصلوٰة والسلام روح العالم المدبرة له والمتصرفة فيه (جواہرالبحار، جلد ۳، صفحہ ۲۹۹)

حضور عالم کی وہ روح ہیں جو اس کی مدبر ہے اور اس میں متصرف ہے۔

۳۱۔ اعطاه عليه الصلوٰة والسلام رتبة الفاعلية بان جعله خليفة متصرفا في الوجود العيني معطيا لكل من الوجود العيني في العالم كماله فالروح المحمدي هو المظهر الرحماني الذي استوى على العرش فعم رحمته على العلمين كما قال تعالى وَ مَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (جواہرالبحار، جلد ۳، صفحہ ۲۷۱)

"اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رتبہ فاعلیت عطا فرمایا اس طرح کہ ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ وجود

معنی میں ان کو متصرف کیا۔ عالم میں ہر وجود معنی کو کمال عطا کرنے والا بنایا۔ روح محمدی مظہر ربانی ہے جو عرش پر مستوی ہے۔ ان کی رحمت عالمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحم کرنے والا سب جہان والوں پر"۔

۳۶۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ نیز ملاحظہ ہو جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۷۸۔ ۷۹ عن ابی نعیم۔ اعطی مفاتیح خزائن الارض۔ فتوحات۔ باب ۶۵۔ صفحہ ۲۱۶۔ جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۰ فهو الملک والسید انه ملک وسید علی جمیع بنی آدم فهو الحاکم غیبا وشهادة جنس الانسان وهو الخلیفة علی هذه المملکة۔ جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ عن الشیخ الاکبر تظهر فی هذه المرتبة (آدم فمن دونه تحت لوائی) خلافة رسول الله صلی الله علیه وسلم علی الجمیع۔ فتوحات مکیہ باب ۷۳ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۵ عن)

۳۶۔ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدس سرہ متوفی ۶۳۸ھ فرماتے ہیں:

اخبر صلی الله علیه وسلّم انه اعطی مفاتیح الخزائن وهی خزائن اجناس العالم لیخرج لهم بقدر ما یطلبونه بذواتهم وما اعطیها صلی الله علیه وسلّم حتی کان فیه الوصف الذی یستحقها به ولهذا طلب یوسف علیه سلام من الملک صاحب مصر ان یجعله عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ لانه حفیظ علیم لیفتقر الکل الیه فتصح سیادته علیهم واخبر بالصفة التی یستحق من قامت به هذا المقام فقال اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ حفیظ علیها فلا یخرج منها الا بقدر معلوم کما انه سبحانه وتعالی یقول وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ فاذا کانت هذه الصفة فی من کان ملک مقالیدها ثم قال بعد قوله حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اخبرانه علیم بحاجة المحتاجین لما فی هذه الخزائن التی خزن فیها ما به قوامهم علیهم بقدر الحاجة.

فلما اعطی صلی اللہ علیہ وسلّم مفاتیح خزائن الارض علمنا انہ حفیظ علیم فکل ما ظهر من رزق العالم فان الاسم الالٰہی لا یعطیہ الا عن امر محمد صلی اللہ علیہ وسلّم الذی بیدہ المفاتیح کما اختص الحق بمفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو واعطی هذا السید منزلة الاختصاص باعطائہ مفاتیح الخزائن۔

(فتوحات مکیہ باب ۳۲۷۔صفحہ ۱۸۶ وعنہ جواہر البحار جلد ا۔صفحہ ۳۳)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ مجھے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ان خزانوں سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں تاکہ ان کے لئے بقدر طلب ان کو عطا فرمائیں اور حضور کو خزائن کی یہ کنجیاں تو دی گئیں مگر اس وصف سے عطا ہوئیں کہ جس کی وجہ سے آپ اس عطیہ کے مستحق تھے اور اسی لئے یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے یہ طلب کیا کہ مجھے خزائن ارض کا متولی بنادے کیونکہ میں حفیظ وعلیم ہوں تاکہ کل ان کی طرف محتاج ہوں اور آپ کی سرداری ان پر صحیح ہو اور اس صفت کی بھی خبر دی کہ جس کی وجہ سے وہ اس کے مستحق ہیں۔چنانچہ فرمایا میں حفیظ وعلیم ہوں محافظ ہوں بقدر معلوم ہی نکلے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم بقدر معلوم اسے نازل فرماتے ہیں۔پس جب کہ یہ صفت ہے اس کی جو ان خزائن کی کنجیوں کا مالک ہے پھر فرمایا ﷺ اس میں اس بات کی خبر دی کہ وہ محتاجوں کی اس حاجت کو جانتا ہے جو ان خزائن میں ہے وہ خزائن کہ ان کا قوام ہے اور علیم یعنی بقدر حاجت کو جانتا ہے۔تو جب زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور کو عطا کی گئیں۔ہم نے جان لیا کہ حضور بھی حفیظ اور علیم ہیں تو جو کچھ بھی رزق عالم سے ظاہر ہوتا ہے اسم الٰہی وہ عطا نہیں کرتا مگر حضور کے حکم سے۔صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کے ہاتھ میں کنجیاں ہیں جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ مفاتیح غیب سے مختص ہے (ذاتی طور پر) ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اس مولیٰ نے اس سید کریم کو خزانوں کی کنجیوں کی عطا سے مختص فرمایا۔

۳۷۔امام شعرانی اپنے شیخ علی الخواص سے ناقل رحمہما اللہ تعالیٰ:

وما بقی (باب) مفتوحا الا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فانزل کل شیء توجہ بہ الناس الیک بوسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فانه شیخ الناس کلهم وحکم الخلق کلهم بالنسبة الیه کالعبید والغلمان الذین فی خدمته فهو یحکم بینهم فیما فیه یختلفون واللہ اعلم (درر الغواص، جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۵۲ عنہ)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ کھلا نہیں ہر اس چیز کو حضور ﷺ کے توسط سے نازل کر کہ جس کے سبب لوگ تیری طرف متوجہ ہوئے حضور ﷺ تمام لوگوں کے شیخ ہیں۔ سب مخلوق حضور ﷺ کی بہ نسبت ان عبدوں اور غلاموں کی طرح ہے جو ان کی خدمت میں ہیں۔ حضور ﷺ ان کے ہر مختلف معاملہ میں حکم ہیں۔ وہی فیصلہ فرمائیں گے۔

۳۸۔ امام سخاوی فرماتے ہیں:

فانه علیه الصلوٰة والسلام انقذک وانقذ اباک من النار ....

انه علیه الصلوٰة والسلام الواسطة لکل فیض

"حضور ﷺ نے تجھے اور تیرے باپ کو آگ (جہنم) سے نجات دی۔ حضور ﷺ ہر فیض کے لئے واسطہ ہیں"۔ (جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۱۳۱)

۳۹۔ وهو علیه الصلوٰة والسلام واسطة کل فیض۔

حضور ﷺ ہی ہر فیض کا واسطہ ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰) عن الامام السخاوی۔

۴۰۔ (حضور) الخلیفة الاکبر الممد لکل موجود (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۵) عن الامام السخاوی)

"حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب وخلیفہ اکبر ہیں۔ ہر موجود کے آپ ہی مدد ومعاون ہیں"۔

۴۱۔ مجدد سرہندی فرماتے ہیں:

ویکون وصول احد الی المطلوب بلا توسطه علیه الصلوٰة والسلام محالا .. ان وصول الفیوض من المبداء الفیاض سبحانه الی الظل انما هو بتوسط الاصل (وهو محمد علیه السلام)

(مکتوب نمبر ۱۲۲ جلد ۳۔ صفحہ ۲۳۱۔ جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۱ عنہ)

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے۔ مبداء فیاض تعالیٰ سے ظل تک فیوض کا پہنچنا وہ اصل ہی کے توسط سے ہوتا ہے۔ اور اصل حضور ہیں (اور کل عالم ظل وفرع ہے)"

۴۲۔ علامہ فاسی فرماتے ہیں:

هو الواسطة بين الله وبين خلقه في الجنة لا يصل الى احد شيء الا بواسطته (مطالع المسرات۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۷۔۱۹۹ ص)

"جنت میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان حضور ہی واسطہ ہیں۔ کوئی چیز کسی کو نہ پہنچے گی مگر حضور کے واسطے سے"۔

۴۳۔ نیز علامہ فاسی دلائل شریف کے لفظ و خزائن رحمتک کے تحت فرماتے ہیں:

وهو صلى الله عليه وسلم خزائن رحمة الموضوعة في العالم فلا يرحم احد الا على يديه وبما خرج له من خزائنه

(مطالع المسرات صفحہ ۲۹۲۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۸۔۱۹۹)

"حضور ﷺ اس عالم میں رکھی ہوئی رحمت کے خزانے ہیں۔ کسی پر رحم نہیں کیا جاتا مگر حضور ﷺ کے ہاتھوں سے اور اس چیز سے جو اس کے لئے آپ کے خزائن سے نکلا"۔

۴۴۔ علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

عرض عليه مفاتيح خزائن السموت والارض۔

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)

"حضور ﷺ پر آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں"۔

۴۵۔ كهيعص كاف انت كهف الوجود الذى ياوى اليه كل موجود انت كل الوجودها وهبنا لك الملك وهبنا لك الملكوت۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ عن الابریز صفحہ ۱۴۹)

"(کھیعص) کاف سے مراد یارسول اللہ آپ کہف الوجود ہیں یعنی وجود کی جائے پناہ ایسی کہ جس کی طرف ہر موجود پناہ لیتا ہے۔ آپ کل موجود ہیں۔ ہا سے مراد ہے کہ ہم نے آپ کو ملک بخشا اور ملکوت آپ کے لئے تیار کیا"۔

۴۶۔ انه في الجنة بمنزلة الوزير من الملك بغير تمثيل لا يصل الى احد شيء الا بواسطته ۔

(شفاء السقام صفحہ ۲۲۰ للامام السبکی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ عن الزرقانی عن القصری)

"بلا تشبیہ و تمثیل حضور ﷺ جنت میں ایسے ہیں جیسے وزیر بادشاہ سے۔ کوئی چیز کسی کو نہ ملے گی مگر حضور ﷺ کے واسطے سے"۔

۴۷۔ فهو ملكوتي الباطن بشري الظاهر وهذه الرتبة لها الاحياء والاماتة واللطف والقهر والرضا والسخط وجميع الصفات تتصرف في العالم. (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۴۸ عن العیدروس)

"حضور ﷺ باطن میں ملکوتی ہیں اور ظاہر میں بشری ہیں اور اس رتبہ کے لئے زندہ کرنا ہے اور مارنا ہے اور لطف کرنا اور قہر کرنا ہے اور رضا ہے اور ناراضگی ہے اور جمیع صفات اس رتبہ کے لئے ثابت ہیں تاکہ عالم میں تصرف کریں"۔

۴۸۔ علامہ سلیمان جمل حضور کے اسم "قثم" کا معنی کرتے ہیں:۔

القائم بامور الخلق ومدبر العالم في جميع امورهم.

(جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۹۳)

"امور خلق کے منتظم اور جمیع امور عالم کی تدبیر کرنے والے"۔

۴۹۔ نیز علامہ سلیمان جمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم "وکیل" کا معنی بیان فرماتے ہیں:۔

انه بمعنى اسم المفعول بمعنى انه الموكول والمفوض اليه جميع الامور و القائم بهما ويكون على هذا فيه اشارة الى تولية الله تعالى له التصرف في الكون على سبيل الخلافة والنيابة وذلك امر ثابت قطعا لا شک في ثبوته و حصوله للنبي صلى الله عليه وسلم. (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۸۲)

"یعنی وکیل اسم مفعول کے معنی میں ہے یعنی جن کی طرف تمام کاروبار عالم سپرد کر دیئے گئے۔ اور ان امور کے منتظم ہیں۔ تو اس معنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بطور نیابت وخلافت کون ومکان میں تصرف کرنے کا متولی بنایا ہے۔ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہے جس کے ثبوت میں اور حضور ﷺ کے لئے حصول میں شک نہیں"۔

۵۰۔ نیز وہی فرماتے ہیں:۔

فلا نعيم في الدنيا والآخرة ولا نعم تصل للخلق فيها الا بسببه صلى الله عليه وسلم وبواسطته (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۹۰)

"یعنی دنیا اور آخرت میں ہر نعمت مخلوق کو حضور ﷺ کے سبب اور واسطے سے پہنچ رہی ہے"۔

۵۱۔ عارف صاوی فرماتے ہیں:

وهذه الآية (ای اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ) اعظم دلیل علی
انه صلی اللّٰه علیه وسلّم هو الواسطة العظمی فی کل نعمة
وصلت للخلق ۔ لانه صلی اللّٰه علیه وسلّم الواسطة العظمی
فی کل نعمة وصلت لهم۔ (جواہر البحار جلد ۳ ۔صفحہ ۲۳)

"یعنی اور یہ آیت (اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ) بڑی دلیل ہے اس بات پر کہ ہر نعمت جو مخلوق تک پہنچی اس میں واسطہ عظمٰی حضور ہی ہیں۔ ہر نعمت جو ان تک پہنچی اس میں واسطہ عظمٰی حضور ہی ہیں"۔

۵۲۔ نیز عارف صاوی نے فرمایا:

انه صلی اللّٰه علیه وسلّم الخلیفة علی الاطلاق الذی صرفه اللّٰه
فی الملک والملکوت بسبب انه خلع علیه اسرار الاسماء
والصفات ومکنه من التصریف فی البسائط والمرکبات۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۸)

"حضور علی الاطلاق ایسے خلیفہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ملک وملکوت میں تصرف بخشا ہے اس سبب سے کہ ان پر اسماء وصفات کے راز اُتارے اور بسائط ومرکبات میں ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی"۔

۵۳۔ نیز عارف صاوی نے فرمایا:۔

(اللّٰهم انه علیه الصّلوٰة والسّلام) خزائن رحمتک ای انعامتک
دنیا و اخری فمفاتیحها بیده صلی اللّٰه علیه وسلّم

(جواہر البحار جلد ۳ ۔صفحہ ۳۶)

"اے اللہ حضور تیری رحمت کے خزانے ہیں۔ یعنی تیری دنیاوی اخروی انعامات کی کنجیاں ان کے پاس ہیں"۔

۵۴۔ نیز عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فتح اللّٰه به علی عباده انواع الخیرات وابواب السعادات
الدنیویة والاخرویة فکا الارزاق من کفه صلی اللّٰه علیه وسلّم
وفی الحدیث اوتیت مفاتیح خزائن السموت والارض۔ ای التی
قال اللّٰه تعالٰی فیها لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ای مفاتیحها فقد
اعطا ها عزوجل لحبیبه صلی اللّٰه علیه وسلّم وفی الحدیث ایضا

اللّٰہ معطٍ وانا القاسم. (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۷)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کے سبب اپنے بندوں پر قسم قسم کی خیرات اور دنیوی و اخروی سعادتوں کے دروازے کھولے۔ ہر قسم کا رزق حضور کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہو رہا ہے۔ حدیث میں ہے مجھے زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ وہ کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" اللہ کے لئے کنجیاں آسمان اور زمین کی" وہ کنجیاں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ نیز حدیث میں ہے اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں"۔

۵۵۔ عارف تجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ تعالٰی اتخذ خلیفتہ فی الاکوان منہ (ای من جنس الانسان وھو الفرد الجامع المحیط بالعالم کلہ والعالم کلہ فی قبضتہ وتحت حکمہ وتصرفہ یفعل فیہ کل مایرد بلا منازع ولا مدافع وقصاری امرہ انہ کان حیثما کان الرب الٰھاً کان ھو خلیفتہ فلا خروج لشیء من الاکوان عن الوھیۃ اللّٰہ تعالٰی کذلک لا خروج لشیء من الاکوان عن سلطنۃ ھذا الفرد الجامع یتصرف فی المملکۃ باذن مستخلفہ۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۰)

"اللہ تعالیٰ نے جنس انسان سے اکوان میں خلیفہ مقرر فرمایا اور وہ فرد جامع ہیں۔ کل عالم کو محیط ہیں کل عالم ان کے قبضہ میں ہے۔ اور ان کے حکم اور تصرف کے ماتحت ہے۔ اس میں جس طرح چاہتے ہیں کرتے ہیں بغیر منازع اور مدافع کے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں رب کی الوہیت وہاں مصطفیٰ کی خلافت۔ کوئی چیز اکوان سے اللہ کی الوہیت سے خارج نہیں۔ اور اسی طرح اکوان سے کوئی چیز اس فرد جامع صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت سے خارج نہیں۔ اس مملکت خداوندی میں رب کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں"۔

۵۶۔ امام حلبی متوفی ۸۷۷ ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد اوتی خزائن الارض ومفاتیح الکنوز (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

"حضور کو خزائن ارض اور خزانوں کی چابیاں دی گئیں"۔

۵۷۔ نبی وافت الدنیا الیہ وجاء ہ مفاتیح الکنوز۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱۱)

امیر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۵۸۔ حقیقة الکامل هو الذی لا یمتنع عن قدرته ممکن کما لا یمتنع عن قدرة خالقه فان خزائن الامور فی حکمه و مفاتیحها بیده ینزل بقدر ما یشاء فکیف به صلی اللّٰه علیه وسلّم الذی هو البرزخ بین الحق و الخلق فهو المنفذ لمراده تعالیٰ فی عباده من ضلال و هدی و کفر و ایمان من حیث حقیقة فهو مظهر العلم القدیم و الارادة الازلیة فلا ارادة له الا ارادة الحق تعالیٰ۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۶۳)

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل کی حقیقت ہیں۔ آپ وہ ہیں کہ کوئی ممکن آپ کی قدرت سے خارج نہیں جیسا کہ آپ کے خالق کی قدرت سے کوئی ممکن خارج نہیں۔ تمام کاروبار کے خزانے حضور کے زیر فرمان ہیں۔ اور تمام کاروبار کی کنجیاں حضور کے ہاتھ مبارک میں ہیں۔ جتنا چاہتے ہیں نازل فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق اور خلق کے درمیان برزخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مراد (گمراہی، ہدایت، کفر، ایمان وغیرہ) کو عباد اللہ میں جاری کرنے والے حضور ہی ہیں۔ درحقیقت حضور علم قدیم اور ارادہ ازلیہ کے مظہر ہیں۔ حضور ﷺ کا ارادہ حق تعالیٰ کا ہی ارادہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم"۔

۵۹۔ نیز امیر عبدالقادر فرماتے ہیں:

لا یرید رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم الا ما اراد اللّٰه تعالیٰ ولا یحب الا ما احبه اللّٰه تعالیٰ وهو واسطة بین الحق والخلق ولاشیء الا وهو به منوط اذ لولا الواسطة لذهب کما قیل الموسوط فهو مظهر مرتبة الصفات التی لها الفعل والتاثیر ففی الآیة اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اثبات لما قلنا من نیابته صلی اللّٰه علیه وسلّم فی الهدایة وغیرها و خلافته الکبری وانه الهادی من یشاء بهدایة اللّٰه تعالیٰ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۶۳)

۶۰۔ علامہ مولانا علی قاری حنفی زیر حدیث الکرامة و المفاتیح یومئذ بیدی فرماتے ہیں:

ومفاتیح کل خیر یوم القیمة بتصرفی (مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۷۱)

"قیامت میں ہر چیز کی کنجی میرے تصرف میں ہوگی"۔

۶۱۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

وھو واسطۃ کل فیض (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

"ہر فیض کا واسطہ حضور ہی ہیں"۔

۶۲۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

فھو قائم بامرھم فی الدارین فی حال حیاتہ وموتہ۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۲۵۱)

"دونوں عالم میں مخلوق کے معاملہ کے منتظم حضور ہی ہیں حال حیات میں بھی اور بعد پردہ پوشی کے بھی"۔

۶۳۔ وکنیتہ ابو القاسم لانہ یقسم الجنۃ بین اھلھا

(شرح شمائل للمناوی جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

"حضور کی کنیت ابو القاسم اس لئے ہے کہ آپ اہل جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں"۔

۶۴۔ امام محمد مہدی فاسی حضور کے اسم قیم کا معنی بیان فرماتے ہیں:

القائم بامور الخلق ومدبر العالم فی جمیع امورھم کل خیر

وبرکۃ قلت او جلت منہ حصلت الخ عجیب جدا۔

(مطالع المسرات صفحہ ۹۳)

"حضور تمام مخلوق کے کاروبار کے منتظم ہیں اور مخلوق کے جمیع کاروبار میں مدبر عالم ہیں۔ ہر خیر و برکت بڑی ہو یا چھوٹی حضور ہی سے ملی ہے"۔

۶۵۔ تیزوی امام فرماتے ہیں:

وھو مؤمل اصحابہ وامتہ فی تعلیم دینھم وامدادھم واصلاح

حالھم وشفاعتہ فیھم دنیا واخری وکل خیر و برکۃ انما یوملونہ

من قبلہ وبواسطتہ وکرم وسیلتہ واتساع جاھہ

(زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ مطالع المسرات صفحہ ۱۱۳)

"اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دینی تعلیم اور امداد اور اصلاح حال اور دنیا اور عقبیٰ کی شفاعت میں اپنے اصحاب اور اپنی امت کی امید گاہ ہیں اصحاب اور امت ہر خیر اور برکت میں حضور کی طرف اور آپ کے توسط اور آپ کے وسیلہ اور فراخی جاہ منزلت سے امیدوار ہیں"۔

۶۶۔ نیز وہی امام فاسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم" وکیل" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ویحتمل انه بمعنی الموکول والمفوض الیه الامر والقائم به ثم یحتمل مع ذلک ان یکون اشارة الی تولیة التصریف فی الکون علی سبیل الخلافة والنیابة وذلک ما لا شک فی ثبوته وحصوله له للنبی صلی اللّٰه علیه وسلّم علی وجه اخص مما ثبت منه لغیره وانما ثبت ما ثبت منه لغیره صلی اللّٰه علیه وسلّم والتبع له کیف وهو صلی اللّٰه علیه وسلّم الخلیفة الاکبر والواسطة فی الدارین والرابطة لکل المخلوقین.

(مطالع المسرات شریف صفحہ ۱۲۳)

"اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وکیل بمعنی موکول ہو اور آپ کی طرف کاروبار عالم سپرد ہوں اور آپ امر عالم کے منتظم ہوں۔ اس کے ساتھ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس اسم وکیل میں بطور خلافت و نیابت کون میں تصرف کرنے کی تولیت کی طرف اشارہ ہو۔ یہ ایسی بات ہے کہ بلاشک جس کا ثبوت اور حصول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت ہے۔ وجہ اخص پر اس سے کہ جو کچھ اس سے غیر کے لئے ثابت ہوا۔ اور جو کچھ اس تولیت اور تصرف سے حضور کے غیر کے لئے ثابت ہوا وہ حضور ہی کی تولیت و تصرف اور تبع سے ان کو ملا، کیسے حضور کے لئے ثابت نہ ہو۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیفۂ اکبر ہیں اور ہر مخلوق کے لئے دارین کے واسطہ اور رابطہ ہیں"۔

۶۷۔ نیز وہی امام فاسی الفاتح لما اغلق کا معنی کرتے ہیں:

فالمعنی انه فتح اللّٰه به صلی اللّٰه علیه وسلّم علی عباده انواع الخیرات وابواب السعادات الدنیویة والاخرویة.

(مطالع المسرات صفحہ ۱۲۶)

"کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے اپنے بندوں پر انواع خیرات سعادت دنیویہ اور سعادت اخرویہ کے دروازے کھولے"۔

۶۸۔ نیز وہی امام فاسی فرماتے ہیں:

وکل شیء یشهد اللّٰه سبحانه بالوحدانیة فانه یشهد لنبیه صلی

الله علیه وسلّم بہ لہ سہا ، کل من اللہ ربہ محمد صلی اللہ علیه

وسلّم وموده ، ولا یصل الیہ مدد الا بواسطته الخ

(مطالع المسرات صفحہ ۱۷۹)

"اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی گواہی دیتی ہے۔ اور وہ جس کا رب اللہ ہے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے رسول ہیں۔ ہر ایک کے پاس مدد حضور ہی کے واسطے سے پہنچ رہی ہے"۔

۶۹۔ نیز وہی امام فاسی فرماتے ہیں:۔

ویمکن(۱) ان یقال هو امام للخیر یقتدی به الخیر و یتبعه فیو صله لاهله بمقتضی الرحمة الممتدة منه الساریة فی اطوار العالم بحکم وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (مطالع المسرات صفحہ ۱۸۳)

"اور ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضور امام خیر ہیں۔ خیر حضور کا اقتدا اور اتباع کرتی ہے۔ تو حضور اس خیر کو اس رحمت کے سبب جو آپ کی طرف سے ممتد ہے اور اطوار عالم میں جاری وساری ہے بحکم وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ اہل تک پہنچاتے ہیں"۔

۷۰۔ نیز وہی فرماتے ہیں:

جمع له بین النبوة والسلطان. (مطالع المسرات صفحہ ۲۷۶)

"حضور کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع فرما دیا"۔

۷۱۔ نیز امام فاسی فرماتے ہیں:

(السید الکامل) السیادة لصبطرة ریاستها علی الدنیا بما فیها من الانس والجن وغیرهم فی البر والبحر والمتقدم والمتاخر و ساکنی السموات واهل عرصات القیامة کلهم واهل الجنة باجمعهم۔ (مطالع المسرات صفحہ ۲۹۷)

"اور حضور سید کامل ہیں۔ سیادت بوجہ خلافت ریاست علی الدنیا وما فیہا انس اور جن وغیرہ کے ہے جو بحر و بر میں نافذ متقدم اور متاخر ساکنان سمٰوٰت اور اہل قیامت کل کے کل اور اہل جنت سب کے سب کو شامل ہے"۔

1۔ امکان سے یہی احتمال ہی سہی شرک تو نہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں بلکہ ممتنع ہے۔ "دعویٰ مسلم" اس کے بعض دلائل نقلی اور افادات اور بعض عقلی اللہ عوالہ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ فافہم ۱۲ منہ

۷۲۔ ... فرماتے ہیں:

والمصطفی صلی اللہ علیہ وسلّم ہو الانسان الکبیر الذی ہو الخلیفۃ علی الاطلاق فی الملک والملکوت قد خلعت علیہ اسرار الاسماء والصفات ومکن من التصرف فی البسائط والمرکبات. (مطالع المسرات صفحہ ۲۲۳)

"حضور انسان کبیر ہیں جو علی الاطلاق ملک اور ملکوت میں خلیفہ ہیں جن پر اسماء اور صفات کے اسرار نازل فرمائے اور جن کو بسائط اور مرکبات میں تصرف کی قدرت بخشی"۔

۷۳۔ نیز فرماتے ہیں:۔

والناس یحشرون الیہ صلی اللہ علیہ وسلّم من کل مکان یستظلمون فی ظل جاھہ ویلوذون بہ السلطان ظل اللہ فی الارض فھو سلطان ذلک الیوم العظیم یرغب الیہ فیہ الخلائق کلھم حتی ابراھیم الخلیل الخ (مطالع المسرات صفحہ ۸۷)

"تمام لوگ بروز قیامت ہر مکان سے حضور کی طرف اٹھائے جائیں گے۔ حضور کے ظل مرتبت میں پناہ اور ظل طلب کریں گے اور حضور ﷺ سے التجا کریں گے۔ سلطان زمین میں اللہ کا ظل ہے تو حضور اس دن سلطان ہیں۔ تمام مخلوق حضور ﷺ کی طرف رغبت کرے گی۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(اعلیٰحضرت)

۷۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "سید" ہیں اس کا معنی علماء کرام کی زبانی سنئے:

(السیّد) ہو الکامل المحتاج الیہ باطلاق او العظیم المحتاج الیہ غیرہ (مطالع المسرات صفحہ ۹۱)

"سید کا معنی علی الاطلاق محتاج الیہ ہے یا غیر کا عظیم محتاج الیہ"۔

۷۵۔ والسیّد ہو الذی یلجا الناس الیہ فی حوائجھم

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۱۷۰)

"سید وہ ہے کہ لوگ قضا حوائج میں جس سے التجا کریں"۔

فصل فی ذکر تفضیله صلی اللّٰه علیه وسلّم فی القیامة بخصوص الکرامة(1) وشرحه للقاری و الخفاجی جلد۲صفحہ۳۳۰ وقال الخفاجی تحته.

۷۶۔ اذ المعنی (انا سیّد ولد آدم) انا من یقضی حوائج جمیع الناس فی الموقف.... وقد کان صلی اللّٰه علیه وسلّم یحب قضاء الحاجة وهو دأبه فی الدنیا والآخرة وللّٰه درالصرصری فی قوله ؎

الا یا رسول الاله الذی	هدانا به اللّٰه فی کل تیه
سمعت حدیثا من المسندات	یسر فؤاد النبیل النبیه
وانک قد قلت فیه اطلبوا(2)	الحوائج عند حسان الوجوه
ولم ار احسن من وجهک	الکریم فجد لی بما ارتجیه

"حدیث انا سید ولد آدم کا معنی یہ ہے کہ میں موقف میں (یعنی میدان حشر میں) تمام لوگوں کی حاجات کو پورا کروں گا۔ اور حضور قضاء حاجت کو محبوب رکھتے۔ دنیا و آخرت میں حضور کا یہی دستور ہے امام صرصری نے کیا خوب فرمایا۔

1۔ ونحوه فی الزرقانی علی المواهب جلد۳ صفحه ۱۴۳ ولعله الذی یلجأ الیه فی الحوائج"

2۔ اقول ایماء الی قوله علیه الصّلوة والسّلام اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه"۔ رواه البخاری فی التاریخ وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج ابویعلی فی مسنده والطبرانی فی الکبیر عن عائشة رضی اللّٰه تعالی عنها والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الایمان عن ابن عباس وابن عدی فی الکامل عن ابن عمر وابن عساکر عن انس والطبرانی فی الاوسط عن جابر . وتمام والخطیب فی التاریخ وقول بدل الخطیب الدارقطنی فی السنن. فیض القدیر جلد ۱ صفحه ۵۳۰. فی روایة مالک عن ابی هریرة و تمام فی فوائده عن ابی بکرة الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحه ۴۴۔ و اوما الیه انه حدیث حسن. وقال فی اللآلی هذا الحدیث فی مقدی حسن صحیح (فیض القدیر للمناوی جلد ۱ صفحه ۵۴۰) ونحوه قوله علیه الصلوة والسّلام اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی ترزقوا و تنجحوا الحدیث ، رواه العقیلی فی الضعفاء والطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الجامع الصغیر جلد ۱ صفحه ۴۴ ونحوه قوله علیه الصّلوة والسّلام ابتغوا الخیر عند حسان الوجوه" رواه الدارقطنی فی الافراد عن ابی هریرة الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحه ۵ ونحوه قوله علیه الصلوة والسّلام "سل الصالحین"۔ رواه ابوداؤد والنسائی مشکوٰة جلد ۱ صفحه ۱۶۳ باب من لا تحل له المسئلة فی هذه الاحادیث تدبروا وصدور کم لتردوا، ووجوه الوهابیة سودوا، وبالعمل علیهن لی ولکم ترودوا کتبه مسطور احمد الفیضی السنی الحنفی غفر اللّٰه له ولوالدیه واحسن الیهما والیه وعفی عنه ذنبه الخفی والجلی بحرمة النبی (علیه الصلوة والسّلام) والولی ۱۲

اے اللہ کے وہ رسول کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہر میدان میں ہدایت عطا فرمائی۔ میں نے ایک حدیث سنی ہے جو نبیل نبیہ کے دل کو مسرور کر دیتی ہے اس میں آپ نے فرمایا کہ حسین چہرے والوں (یعنی اولیاء اللہ) سے اپنی حاجات طلب کرو"۔

۷۷۔ علامہ زرقانی حدیث "انا سید الناس" کی تشریح کرتے ہیں:۔

ای انا الفائق المفزوع الیہ فی الشدائد (زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۳۰۷)

"میں وہ ہوں کہ فائق ہوں اور جس کی طرف سختیوں میں جزع فزع کی جائے"۔

۷۸۔ علامہ زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مفاتیح الجنة یومئذ بیدی" کی شرح میں رقم طراز ہیں:۔

یعنی اشفع فیمن شئت فکان المفاتیح بیدی افتح بها لمن شئت و ادخله وامنع من شئت۔ (زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۳۹۹)

"یعنی جس کے حق میں چاہوں گا شفاعت کروں گا کنجیاں تو میرے ہاتھ ہوں گی۔ ان کنجیوں سے جس کے لئے چاہوں گا۔ (جنت) کھولوں گا۔ اور اس کو اس میں داخل کروں گا اور جسے چاہوں گا منع کروں گا"۔

۷۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خلق عظیم کے مالک ہیں اور خلق عظیم کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ:۔

هو الجود بالكونين والتوجه الى خالقها (نور الانوار صفحہ ۵)

"کونین پر سخاوت کرنا اور خالق کی طرف توجہ کرنا"۔

۸۰۔ عارف صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ "لیس لک من الامر شیء" کے تحت رقم طراز ہیں:۔

فهو صلى الله عليه وسلّم الدليل الشفيع المشفع جعل الله مفاتيح خزائنه بيده فمن زعم ان النبي كاحاد الناس لايملک شيئاً اصلا ولا نفع به لا ظاهرا ولا باطنا فهو كافر خاسر الدنيا والآخرة واستدلاله بهذه الآية ضلال مبين

(تفسیر صاوی جلد ۱۔ صفحہ ۱۵۸)

"حضور دلیل ہیں۔ شفیع (سفارش کرنے والے) مشفع (سفارش قبول کئے ہوئے) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں ان کو دے دیں۔ تو جس نے یہ گمان کیا کہ حضور عام لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز کے مالک نہیں، حضور سے کوئی نفع نہیں (۱) نہ ظاہری اور نہ باطنی تو وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں خاسر

۱۔ فریق آخر کے حقانی صاحب نے زیر آیت قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لکھا ہے "سید الانبیاء (جو) علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے مین بنائے گئے تھے"۔ ۱۲ منہ

یہاں کا اس آیت سے استدلال صاف گمراہی ہے"۔

اگر فریق مخالف کی اگر مذکورہ بالا حوالوں پر نظر نہیں جچتی تو خاندان دہلوی کے ایک حمر کی گواہی بھی سن لے۔ شاید یہ دل میں اتر جائے۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

صلی علیک اللہ یا خیر خلقہ یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا و اے بہترین کسے کہ اُمید او داشتہ شود و اے بہترین عطا کنندہ۔	ویا خیر مامول و یاخیر واھب "اے بہترین خلق خدا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے اور اے بہترین اُمید کیے ہوئے اور اے بہترین عطا فرمانے والے"۔
یا خیر من یرجی لکشف رزیۃ یعنی و اے بہترین کسے کہ امید او داشتہ شود برائے ازالہ مصیبت و اے بہترین کسیکہ سخاوت او زیادہ است از باران بارہا	ومن جودہ قد فاق جود السحائب "اور اے وہ بہترین کہ جن سے ازالہ مصیبت کے لئے امید کی جائے اور اے بہترین ان کے کہ جن کی سخاوت بارش سے زیادہ ہے"۔
فاشھد ان اللہ راحم خلقہ یعنی گواہی مے دہم کہ خدا تعالیٰ رحمت کنندہ بر بندگان خود است و تو اے رسول خدا کلید گنج بخشش ہائے۔	وانک مفتاح لکنز المواھب "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے اور آپ اے رسول خدا بخششوں (نوازشوں) کے خزانہ کی چابی ہیں"۔

(قصیدہ اطیب النغم مع شرح از شاہ صاحب صفحہ ۲۲)

(نوٹ) خط کشیدہ الفاظ پر غور ہو بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اگر اس پر بھی گزارہ نہیں تو لیجئے فریق مخالف اپنے گھر کی گواہیاں سن لیجئے۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

۱۔ اتانا (اللہ تعالیٰ) ببرکۃ رسالتہ ویمن سفارتہ خیر الدنیا والآخرۃ

"اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت کی برکت سے ہم کو خیر دنیا اور خیر آخرت عطا کی"۔ (الصارم المسلول صفحہ ۲)

ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

لیس فی الارض مملکۃ قائمۃ الا بنبوۃ او اثر نبوۃ وان کل خیر الارض فمن آثار النبوات (الصارم المسلول صفحہ ۲۵۰)

کوئی مملکت زمین میں قائم نہیں مگر نبوت یا اثر نبوت کی وجہ سے قائم ہے۔ زمین میں ہر خیر آثار نبوت سے ہے۔"

۳۔ نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

ان جھة حرمة اللّٰہ تعالی ورسوله جھة واحدة فمن آذی الرسول فقد آذی اللّٰہ، فمن اطاعه فقد اطاع اللّٰہ لان الامة لا یصلون ما بینھم وبین ربھم الا بواسطة الرسول لیس لاحد منھم طریق غیره ولا سبب سواه و قد اقام اللّٰہ مقام نفسه فی امره و نھیه واخباره وبیانه فلا یجوز ان یفرق بین اللّٰہ ورسوله فی شیء من ھذه الامور۔ (الصارم المسلول صفحہ ۴۱)

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حرمت اور عزت ایک ہی جہت سے ہے۔ تو جس نے حضور کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے حضور کی فرماں برداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی۔ اس لئے کہ اُمت تک جو چیز بھی رب کی طرف سے پہنچتی ہے وہ حضور کے واسطے سے پہنچتی ہے۔ کسی کے لئے بھی حضور کے راستے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان کرنے میں حضور کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تو ان امور میں سے کسی ایک امر میں بھی اللہ اور رسول میں فرق کرنا ناجائز ہے"۔

۴۔ ابن تیمیہ کے شاگرد خاص ابن قیم نے لکھا ہے:۔

ان کل خیر نالته امته فی الدنیا والآخرة فانما ناله علی یده صلی اللّٰہ علیه وسلم۔ (زاد المعاد علی ہامش الزرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۳۔ ۳۔ مواہب وشرح للزرقانی جلد ۲ صفحہ ۵۷۔ ۳۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳۔ مطالع المسرات صفحہ ۳۳)

۵۔ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے:۔

(انبیاء) افسران املاک قدس بعض بعض مناصب عظیمہ لائق اند و در سرانجام مہمات عظیمہ فائق۔ (منصب امامت صفحہ ۳)

"انبیاء اللہ تعالیٰ کی املاک کے افسر ہیں۔ مناصب عظیم کی سپردگی کے لائق ہیں اور مہمات عظیمہ کے سرانجام کرنے میں سب سے فائق ہیں"۔

نیز لکھا ہے:۔

(انبیاء) در حل مشکلات فہم ممتاز دارند و در سرانجام مہمات ہمت بلند پرواز (منصب امامت صفحہ ۷)

سیادت عبارت از وساطت ایشاں (انبیاء) درمیان حق جل وعلا و بندگان او در باب وصول فیض غیبی (منصب امامت صفحہ ۱۱)

"انبیاء کرام مشکلات کے حل کرنے میں ممتاز فہم رکھتے ہیں اور مہمات کے سرانجام کرنے میں بلند پرواز رکھتے ہیں۔ سیادت سے مراد انبیاء کرام کا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان فیض غیبی کے لئے واسطہ ہوتا ہے"۔

نیز اسی دہلوی بہادر صاحب نے لکھا ہے کہ انبیاء میں ایک کمال کا نام "سیاست" ہے۔

۷۔ سیاست دریں مقام عبارت ست از تربیت بندگان الٰہی برقانون اصلاح معاش و معاد بطریق امامت و حکومت۔ پس مقصود از سیاست اصلاح ایشاں است بحکمرانی خود و نفع رسانی ایشاں در معاش و معاد (منصب امامت صفحہ ۲۲)

"سیاست اس مقام میں عبارت ہے بطریق امامت اور حکومت موافق قانون اصلاح معاد و معاش بندگان الٰہی کی تربیت کرنا۔ تو سیاست سے مقصود ان کا اپنی حکمرانی سے اصلاح کرنا ہے اور معاش اور معاد میں ان کی نفع رسانی ہے"۔

۸۔ نیز دہلوی مذکور نے لکھا ہے:۔

حال ایشاں (بزرگاں) مثل حال ملائکہ است۔ پس چناں کہ ملائکۃ اللہ دو قسم ملاء اعلیٰ و مدبرات الامر، ملاء اعلیٰ پس شان ایشاں اطلاقی است کہ باصلاح قومے خاص یا شہرے خاص اختصاص ندارد بلکہ فکر ایشاں متوجہ است باصلاح تمام عالم وخدمت کافہ بنی آدم و اما مدبرات الامر پس ہر یکے از ایشاں موکل ست بکار خانہ معین و ہمت ایشاں مصروف ست باصلاح ہموں کاروبار کسے از ایشاں موکل ست بر کارخانہ ابر و میغ و کسے موکل ست برارحام بنا بر تصویر صورت و کسے از ایشاں موکل ست بر حفاظت بنی آدم الی غیر ذلک و ہم چنیں بعضے ازیں بزرگواراں بنا بر اصلاح حال مطلق بنی آدم مامور اند اختصاص بقومی از اقوام یا بلدے از بلدان نمی دارند مثل خضر علیہ السلام و ابدال و اوتاد و افراد و بعضے دیگر بقومے خاص یا بلدے خاص یا عسکرے خاص اختصاص ے دارند الخ (منصب امامت صفحہ ۵۱۔۵۲)

[illegible] کا حال ملائکہ کی طرح ہے۔ تو جس طرح ملائکہ دو قسم ہیں ایک ملاء اعلیٰ اور دوسرا مدبرات

ملاء اعلیٰ کی شان اطلاقی ہے جو کسی ایک قوم اور خاص شہر کی اصلاح سے اختصاص نہیں رکھتے بلکہ ان کی نظر تمام عالم کی اصلاح اور سب بنی آدم کی خدمت میں متوجہ ہے۔ اور مدبرات امر تو ان میں سے ہر ایک فرشتہ کسی معین کارخانہ پر مقرر ہے اور ان کی ہمت اسی کام کی اصلاح میں مصروف ہے۔ کوئی ان میں سے ابر کے کارخانہ پر مقرر ہے اور کوئی رحموں میں تصویر بنانے پر مقرر ہے اور کوئی بنی آدم کی حفاظت پر مقرر ہے وغیرذلک۔ اور اسی طرح بعض بزرگ مطلقاً بنی آدم کی اصلاح پر مامور ہیں کسی خاص قوم اور خاص شہر سے اختصاص نہیں رکھتے جیسے خضر علیہ السلام اور ابدال اور اوتاد اور افراد اور بعض بزرگ کسی خاص قوم یا خاص شہر خاص لشکر سے اختصاص رکھتے ہیں وہ صرف ان کی ہی تدبیر کرتے ہیں"

۹۔ نیز وہی مولوی اسمٰعیل دہلوی عبد مقرب ولی کامل کی مثال دے کر اس کا مقام بتاتا ہے۔

جیسے ایک غلام فرماں بردار اپنے مولیٰ کے مال و ملک میں اس کی اجازت سے بے کھٹکا تصرف کرتا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۵۲)

ایک اور مقام پر ان کا مقام بیان کرتا ہے:

۱۰۔ جس طرح کہ بعض مہربان مولیٰ اپنے برگزیدہ غلاموں کو اپنے مال و متاع میں تصرف کرنے کی مطلق اجازت دے دیتے ہیں۔

(یعنی اولیاء کو بھی اسی طرح اجازت تصرف حاصل ہے) صراط مستقیم صفحہ ۵۵

۱۱۔ اور جو صاحب کمال نوع انسانی کی تربیت کے واسطے نیابت حق اللہ کے مقام میں قائم ہو چکا ہو۔ صراط مستقیم صفحہ ۷۷۔

۱۲۔ نیز دہلوی بہادر صاحب نے لکھا ہے۔

(حضرت علی کی) وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسی باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے۔ اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۰۹) نیز لکھا ہے:۔

۱۳۔ خلیفۃ اللہ وہ ہے جس کو تمام مہموں کے فیصلے کے واسطے نائب کی مانند مقرر کریں۔ (حضور خلیفۃ اللہ ہیں) کما مر فی الحدیث۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۴۵)

۱۴۔ نیز لکھا ہے: کہ اللہ والے کو خلافت عن اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ (محصلہ صراط مستقیم صفحہ ۲۷۰)

۱۵۔ نیز دہلوی صاحب نے لکھا ہے:۔

آئمہ ایں طریق واکابرایں فریق درزمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از ملاء اعلیٰ ملہم شدہ دراجرائے آں مے کوشند۔ (صراط مستقیم فارسی صفحہ ۱۴۲) صراط مستقیم اردو صفحہ ۶۵)

"اس راستے کے امام اور اس گروہ کے بزرگ ان فرشتوں کے زمرے میں شمار کئے ہوئے ہیں جن کو ملاء اعلیٰ کی طرف سے تدابیر امور کے بارے میں الہام ہوتا ہے اور اس کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں"۔

۱۶۔ نیز مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے:۔

اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔

(صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسرا افادہ صفحہ ۱۰۳) ماخوذ از سلطنت صفحہ ۳۴)

۱۷۔ یہی مولوی اسمٰعیل صاحب اسی جگہ لکھتے ہیں:۔

"مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے" (ماخوذ)

۱۸۔ علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"دریں مرتبہ عارف متصرف عالم گردد سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ظہور بہ پیردوصاحب اختیار باشد"۔

"اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ کا انکشاف ہوتا ہے وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے"۔ (ضیاء القلوب فارسی اردو مطبع مجیدی صفحہ ۴۴۔۴۵ وکلیات امدادیہ منشورہ از کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند صفحہ ۲۹۔۳۰)۔

۱۹۔ ضیاء القلوب کے حاشیہ پر مولوی صبغت اللہ صاحب شبیہ آیت مذکورہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:۔

"جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا"۔

۲۰۔ نیز مولوی صبغت اللہ صاحب ضیاء القلوب کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:۔

"عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پاجانے کو مشیخت کہتے ہیں"۔

-- (حاشیہ نمبر ا ضیاء القلوب کلیات امدادیہ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مجیدی صفحہ ۱۹)۔

۲۱۔ نیز علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے ہیں:

اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو بھی ہوں سو ہوں   پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یارسول اللہ

تم نے بھی گر نہ کی خبر اس حال زار کی   اب جائے کہاں بتاؤ یہ ناچار یارسول اللہ

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا — کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یارسول اللہ

کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیان و جرم سے — تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یارسول اللہ

شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم — تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں یارسول اللہ

جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں — بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

انہار فیوضات ہیں علم میں جہاں تک

ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ

(گلزار معرفت صفحہ ۴-۵ کلیات امدادیہ مشورہ از دیوبند)

۲۲۔ نیز حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

حکم ان کا ہے جہاں میں سربسر — وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر

(غذائے روح صفحہ ۲ کلیات امدادیہ)

۲۳۔ نیز انہوں نے فرمایا۔

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی — بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی

(مثنوی تحفۃ العشاق صفحہ ۵)

۲۴۔ بانی دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے کہا ہے:

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی — زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

ثنا کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے — تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار

خدا تیرا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت — جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی صفحہ ۵،۷،۸)

۲۵۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن نے ادلہ کاملہ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے:۔

"آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں"۔ (ماخوذ)

۲۶۔ میاں صدیق حسن بھوپالی کا حوالہ حدیث ربیعہ کے تحت گزرا وہاں دوبارہ دیکھ لیں۔

۲۷۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے لکھا ہے:۔

"اولیاء اللہ کی دو جماعتیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کے سپرد خلق اللہ کی ہدایت وارشاد، قلوب کی اصلاح، نفوس کی تربیت اور قرب حق حاصل کرنے کی تعلیم ہے۔ یہ اہل ارشاد کہلاتے ہیں ...... دوسرے وہ حضرات جن کے متعلق معاش خلق کی اصلاح اور امور دنیا کا انتظام اور دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور میں تصرف کرتے رہتے ہیں۔ ان کو اہل تکوین کہتے ہیں۔ (کلید مثنوی مفتاح العلوم دفتر اول جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۷۰ ملخصاً بلفظہ)

(جن کے غلاموں کی یہ شان ہے ان کے آقا کتنے مدبر و متصرف و حاکم ہوں گے۔ فیضی)

۲۸۔ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:۔

"اُمت کو جو کچھ بھی ظاہری اور باطنی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں تو وہ آپ ہی کی بدولت اور آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔ (دل کا سرور صفحہ ۱۵۲)

۲۹۔ جو کچھ بھی ہے اور جتنا کچھ بھی ہے وہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی بدولت ہے اور آپ ہی کے واسطہ سے ہے"۔ (بانی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۷۴۔ از سرفراز گکھڑوی دیوبندی)

۳۰۔ عرش پر گر فرش بھاری ہے تو ہے اس خاک سے
جس میں محو خواب ہے کون و مکاں کا تاجدار

(ایضاً بانی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۷۴)

اس مسئلہ پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اقوال آئمہ و اقوال مخالفین کا استیعاب نہیں کیا گیا ہے۔ بہت کچھ بوجہ خوف طوالت ترک کیا ہے۔ ع

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

یہ بطور اختصار تفصیل کے لئے دفتر درکار۔ وصلی اللہ وسلم علی النبی المالک المتصرف المختار وعلیٰ الہ واصحابہ واولیائہ الاخیار

اس مسئلہ کی مزید تحقیق شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کتاب لاجواب "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" اور الامن والعلیٰ شریف میں مذکور ہوئی۔

خصوصیت نمبر ۵۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ماذون من اللہ ہو کر شارع ہیں۔ شریعت گر ہیں۔ شریعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے احکام حضور کو سپرد کر دیئے) جو چاہیں جس کے لئے چاہیں احکام شریعت سے خاص فرمادیں۔ (اور جو چاہیں جس کے لئے چاہیں حلال و حرام فرمادیں۔ آپ

حلال بھی فرماتے ہیں حرام بھی فرماتے ہیں اور فرض بھی فرماتے ہیں)

(مواہب لدنیہ قسطلانی مع زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۲)

ولفظهما "ومن خصائصه عليه الصلوٰة والسلام انه كان يخص من شاء بما شاء(1) من الاحكام وغيرها" وقال السيوطي باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بانه يخص من شاء بما شاء من الاحكام۔ (الخصائص الکبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۲)

آیات شریفہ

آپ حلال اور حرام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (اعراف:۱۵۷)

"اور حلال کرے گا (وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں"۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر:۷)

"اور جو کچھ تمہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ"۔

۳۔ ارشاد باری ہے:۔

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (حشر:۲۹)

"اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کیا اس کو وہ (کفار) حرام نہیں سمجھتے"۔

۴۔ فرمان خداوندی ہے:۔

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (احزاب:۳۶)

"کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ صادر فرمائیں تو وہ اپنے معاملہ میں اپنی رائے اور اختیار کو دخل دیں"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف پیغام رساں ہی نہیں بلکہ شارع ہونے کی وجہ سے مطاع بھی ہیں۔ آمر

1۔ ونحوه في صفحة ٣٢٣۔ ١٢

اور حاکم اور قاضی بھی۔

۵۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء: ۵۹)

"اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ ﷺ کا"

۶۔ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (النساء: ۵۹)

۷۔ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ (النساء: ۶۱)

۸۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء: ۶۴)

وغیر ذلک من آیات الاطاعۃ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریع میں حاکم ہیں (نیز تکوین میں بھی)

۹۔ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (النساء: ۶۵)

"تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں"۔

ان مذکورہ بالا آیات قرآنیہ ارشادات ربانیہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی حیثیت صرف پیغام رسانی کی طرح نہیں بلکہ ماذون من اللہ ہو کر شارع، محلل، محرم، حاکم و مطاع ہوتا ہے۔

احادیث منیفہ

منقول حدیثیں کہ مدینہ طیبہ کو نبی اکرم ﷺ نے حرم کر دیا۔

۱۔ عن انس (1) مرفوعًا انی احرم مابین لابتیها (2) رواہ الشیخان (3) واحمد والطحاوی (4) فی شرح معانی الآثار

۲۔ عن عبد اللّٰہ بن زید مرفوعاً وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ (الحدیث) رواہ الشیخان

(صحیح بخاری، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

۳۔ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً۔ وانی احرم ما بین لابتیها۔ رواہ الشیخان (5) لفظ البخاری "حرم ما بین لابتی المدینۃ علی لسانی"۔

1۔ رضی اللہ عنہ
2۔ دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے
3۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۲ ۔ ۱۲
4۔ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸
5۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۲، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۲۔

۴۔ عن سعد بن ابی وقاص مرفوعاً۔ "انی احرم ما بین لابتی المدینۃ" رواہ مسلم جلدا۔ صفحہ ۴۴۰) واحمد والطحاوی۔

۵۔ عن رافع ابن خدیج مرفوعاً وانی احرم مابین لا بتیھا"۔

(رواہ مسلم جلد ا صفحہ ۴۴۱، والطحاوی)

۶۔ عن ابی سعید الخدری مرفوعاً۔ "وانی حرمت المدینۃ حراما ما بین مازمیھا(۱)" رواہ مسلم (فی صحیحہ جلدا۔ صفحہ ۴۴۳)

۷۔ عن ابی قتادۃ مرفوعاً۔ "وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا"۔

(رواہ مسلم واحمد والرویانی)۔

۸۔ عن جابر مرفوعا وانی حرمت المدینۃ ما بین لا بتیھا مسلم والطحاوی،

۹۔ عن ابی ھریرۃ۔ حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما بین لابتی المدینۃ الشیخان واحمد وعبدالرزاق و نحوہ ابن جریر۔

۱۰۔ عن رافع بن خدیج، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرم ما بین لابتی المدینۃ، مسلم والطحاوی۔

۱۱۔ عن عاصم الاحول،قلت لانس بن مالک احرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ قال نعم۔ مسلم والطحاوی۔

۱۲۔ عن سعد بن ابی وقاص، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرم ھذا الحرم ابوداؤد

۱۳۔عن زید بن ثابت، "ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرم صیدھا"۔ الطحاوی ونحوہ ابوبکر بن ابی شیبۃ۔

۱۴۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرم ما بین لابتی المدینۃ

۱۵۔ عن عبدالرحمن بن عوف، حرم رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم صید ما بین لابتیھا۔

۱۔ دونوں کنارے اس کے ۱۲ف رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲

۱۲۔ عن صعب بن جثامة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرم البقیع وقال لا حمی الا للّٰہ ورسولہ۔ افادہ الامام الطحاوی۔ (رضی اللّٰہ عنھم رضوانہ وارضاہ عنا)

۸۵ حدیثیں، جن سے مستفاد کہ احکام نبی ﷺ کو سپرد ہیں

۱۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم مکہ کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی۔ حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللّٰہ گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا اچھا نکال دی۔۔ عن ابن عباس متفق علیہ۔ عن ابی ھریرۃ نحوہ متفق علیہ عن صفیۃ بنت شیبۃ رواہ ابن ماجہ۔ یہ مضمون کہ میں نماز عشاء کو موخر فرمادیتا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر واحمد والشیخان والنسائی۔ عن ابن عباس واحمد وابوداؤد ابن ماجۃ، وابن ابی حاتم والنسائی والترمذی عن ابی ھریرۃ واحمد والترمذی والضیاء عن زید بن خالد الجھنی والبزار عن علی۔ نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہوجائے۔ متعدد احادیث صحاح میں ہے رواہ احمد ومسلم والنسائی۔ عن ابی ھریرۃ ورواہ احمد والترمذی وابن ماجہ، عن علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ واحمد والدارمی والنسائی عن ابن عباس، ابن ماجہ، عن انس بن مالک۔

واقعات اختیار فی التشریع

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بردہ کے لئے شش ماہ بکری کے بچہ کی قربانی جائز فرمادی۔ رواہ الشیخان (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۲۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۴) عن البراء مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۵۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳

۲۔ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقبہ بن عامر کو (بھی) اس کی اجازت عطا کی رواہ الشیخان عن عقبۃ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۵) وزاد البیھقی بسند صحیح ولا رخصۃ فیھا لاحد بعدک۔ مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۱۲۷

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت بخش دی۔ رواہ مسلم جلد ا۔ صفحہ ۳۰۴ عن ام عطیہ ورواہ النسائی والترمذی واحمد نحوہ۔ البخاری وابن مردویہ والطبرانی (زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۳) خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۴

۴۔ نیز ایک بار خولہ بنت حکیم کو بھی اس کی اجازت فرمادی۔ ابن مردویہ عن ابن عباس۔

۵۔ یوں ہی اسماء بنت یزید کو ایک دفعہ کی پروانگی عطا فرمائی۔ الترمذی عن اسماء۔ نیز ایک بڑھیا کو بوقت بیعت نوحہ کا بدلہ اتارنے کا اذن دیا۔ احمد والطبرانی عن مصعب۔

۶۔ اسماء بنت عمیس کو عدت وفات کا سوگ معاف فرمایا۔ ابن سعد فی الطبقات عنہا مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳۔

۷۔ ایک صاحب کو مہر کی جگہ صرف سورت قرآن سکھا نا کافی کردیا۔ ابن سکن عن ابی نعمان الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورواہ سعید بن منصور مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۷ وابوداؤد عن مکحول وابن عوانہ، عن اللیث بن سعد نحوہ۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۴۔

۸۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خزیمہ ابن ثابت ایک کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے قائم مقام کردیا۔ ابوداؤد(1) والنسائی و طحاوی وابن ماجہ وابن خزیمہ عن عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت وابن ابی شیبہ فی المصنف والبخاری فی التاریخ وابو یعلیٰ فی المسند وابن خزیمہ فی صحیحہ والطبرانی فی الکبیر عن خزیمہ وحارث ابن (ابی) اسامہ عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم۔ بخاری جلد ا صفحہ ۳۹۴ وجلد ۲ صفحہ ۷۰۵۔ جامع مسانید الامام الاعظم جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ طبع دکن مسند امام اعظم طبع تو رمحہ صفحہ ۱۸۵۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲۔ ۲۹۳

۹۔ ایک صاحب کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز فرمادیا۔ البخاری و مسلم ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ (والطحاوی جلد ۲، صفحہ ۸۴ طبع لاہور وجلد ا صفحہ ۲۷۷، طبع رحیمیہ) عن ابی ہریرۃ و مسلم (والطحاوی، جلد ۲، صفحہ ۸۴ طبع لاہور وجلد ا، صفحہ ۲۷۹ طبع رحیمیہ)۔ نحوہ عن الصدیقہ والبزار فی مسندہ والطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر والدارقطنی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ قال کلہ انت وعیالک فقد کفر اللہ عنک (ہدایہ جلد ا، صفحہ ۲۰۰ میں ہے۔ فرمایا کل انت وعیالک یجزئک ولا تجزی احدا بعدک، سنن ابی داؤد(2) میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے: انما کان ھذہ

1۔ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۵۲

2۔ جلد ا صفحہ ۳۲۵ طبع کانپور کتاب الصیام باب کفارہ من اتی اھلہ فی رمضان ۱۲ف (فیض الباری جلد ۳ صفحہ ۱۶۲۔ ۱۳

رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلک الیوم لم یکن له بد من التکفیر) امام سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص سے گنا۔ زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔مسک الختام جلد ۲ صفحہ ۴۲۱)

۱۰۔ایک صاحب (سالم) کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور اس سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی۔(مسلم جلد ا صفحہ ۴۶۹ والنسائی وابن ماجه وا حمد فی مسنده عن زینب بنت ام سلمه وابن سعد والحاکم عن سهلته۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ والبخاری عن ام سلمة۔

۱۱۔حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت زبیران دو صاحبوں کو ریشمین کپڑے پہننے کی اجازت فرمادی۔ الصحاح الستة عن انس۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۱۲۔مولیٰ علی کو بحالت جنابت مسجد اقدس میں رہنا مباح فرمایا۔الترمذی وابویعلیٰ و بیهقی عن ابی سعید الحاکم فی المستدرک عن ابی هریرة عن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔ زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸ وخصائص کبریٰ ج ۲ صفحہ ۲۲۳۔کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۰۔فتح الکبیر جلد ۳۔صفحہ ۹۹ ۳۔ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴۔تحفۃ الاحوذی جلد ۴۔صفحہ ۳۳۰۔کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۱۔منتخب کنز العمال علی حاشیہ مسند احمد جلد ۵۔صفحہ ۲۹۔مجمع الفوائد جلد ۲ صفحہ ۲۶۶۔مستدرک جلد ۳۔صفحہ ۱۲۵۔تعقبات سیوطی صفحہ ۶۸۔۶۹ مع تائید حافظ ابن حجر و قاضی اسماعیل والکلاباذی والطحاوی ونووی مزید تائید از ترمذی الاباب علی تحفۃ الاحوذی جلد ۴۔صفحہ ۳۳۱ ولمعات شرح مشکوٰۃ وفتح الباری فی المناقب جلد ۷۔صفحہ ۱۱۔۱۲۔مشکوۃ لایحل) مناقب علی عن ابی سعید صفحہ ۵۶۳۔الایاب علی (مشکوۃ صفحہ ۵۶۵۔مرقات جلد ۵ صفحہ ۵۷۶۔ مرقات جلد ۵۔ صفحہ ۵۷۵۔تائید از احمد والضیاء عن زید بن ارقم واحمد بن عمرو احمد عن سعد بن مالک۔عمدۃ القاری جلد ۱۶۔صفحہ ۱۷۶۔ارشاد الساری جلد ۶ صفحہ ۸۴۔۸۵۔ارشاد الساری جلد ا صفحہ ۳۵۳۔ لفظ الطبرانی " الا ان هذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی الله علیه وسلّم وازواجه وفاطمة بنت محمد وعلی الا نبیت لکم ان تضلوا (الامن والعلی الاعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ حزب الاحناف لاہور)۔ واخرج البیهقی عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلّم لایحل هذا المسجد الجنب ولا لحائض الالرسول الله صلی الله علیه وسلّم وعلی وفاطمة والحسن والحسین (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۳) قال السیوطی فی التعقبات صفحہ ۶۹) واخرج البیهقی

فی (سننه) عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال انی لا احل المسجد لحائض ولاجنب الالمحمد وآل محمد (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ سنن کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۰۷ ۔ سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۴۴۲ ۔ اخرجہ فی سننہ وتعقبات صفحہ ۶۸ ۔ کنزالعمال جلد ۱۳ صفحہ ۸۶ ۔ ۸۷ ۔ ۳۸۸ ۔ ۳۸۹ ۔ ۹۰ ۳ و منتخب کنزالعمال علی حاشیہ ۔ مسند امام احمد

۱۳ ۔ ازواج مطہرات اور خاتون جنت کو بحالت عارضہ ماہانہ مسجد مبارک میں آنا جائز فرمادیا الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن وابن عسا کر فی التاریخ عن ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۴ ۔ حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی کا پہننا جائز فرمادیا ۔ ابن ابی شیبة بسند صحیح عن ابی السفر و روی نحوہ البغوی فی الجعدیات عن شعبة عن ابی اسحاق واحمد فی مسندہ عن محمد بن مالک عن البراء ۔ زرقانی جلد ۵ ۔ صفحہ ۳۲۸ ۔

۱۵ ۔ سراقہ کو سونے کے کنگن حضور کی اجازت سے پہنائے گئے ۔ بیہقی فی الدلائل بطریق الحسن ۔

۱۶ ۔ مولیٰ علی کو اپنا نام وکنیت جمع کرنے کی اجازت فرمادی ۔ ابن سعد فی الطبقات عن المنذر الثوری عن علی عن جماعت قریش وعن علی احمد وابوداؤد ۔ والترمذی وصححہ ابویعلی والحاکم فی الکنی والطحاوی جلد ۲ صفحہ ۵۴۳، ۵۴۴ والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی السنن والضیاء فی المختارہ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸ ۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ ۔ صفحہ ۲۶۴ ۔

۱۷ ۔ عثمان غنی کو بے حاضری جہاد سہم غنیمت کا مستحق فرمادیا اور عطا کیا ۔ البخاری والترمذی واحمد وابوداؤد عن ابن عمر زرقانی جلد ۵ ۔ صفحہ ۳۲۸ ۔

۱۸ ۔ معاذ بن جبل کو اپنی رعیت سے تحائف لینا حلال فرمادیا ۔ کتاب الفتوح ۔ زرقانی جلد ۵ ۔ صفحہ ۳۲۸

۱۹ ۔ ایک صاحب کے لئے بیع میں خیارِ غبن مقرر فرمادیا (۱) ۔ الشیخان عن ابن عمر ۔ مسلم جلد ۲ ۔ صفحہ ۷ والحمیدی وابوداؤد ۔ والترمذی والنسائی وابن ماجة عن انس ۔ زرقانی جلد ۵ ۔ صفحہ ۳۲۸ ۔

---

۱. قال النووی فی شرحہ. اختلف العلماء فی ھذا الحدیث فجعلہ بعضھم خاصًا فی حقہ (وھو) الصحیح . نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۷ . ۱۲ القیمی عفرلہ

۲۰۔ام المومنین عائشہ صدیقہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل جائز فرمادیے۔ رواہ الشیخان۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۱۔ایک بی بی کو احرام میں شرط لگا لینا جائز فرمادیا اس طرح کہ ان محلی حیث حبستنی۔ الطبرانی والنسائی عن ابن عمر۔ عدۂ ائمتنا من مخصصاتہ بل والفقنا علی الخصاصہ بہا بعض الشافعیۃ کالخطابی ثم الرویانی کما فی عمدۃ القاری من باب الاحصار زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۲۔ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرمالیا کہ دو نماز سے زائد نہ پڑھے گا۔ رواہ الامام احمد فی مسندہ(۱) بسند رجال ثقات۔ بل رجالہ رجال مسلم۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۳۔حضرت عباس سے دو سال کا صدقہ پہلے وصول فرمایا۔ اخرجہ ابن سعد عن علی وعن الحکم بن عیینہ۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۴۳۔ خصوصیت علی وجہ و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۴۔تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے ابی رکانہ کو بیوی واپس پھیردی۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۵۔حضرت انس کو سورج نکلنے کے وقت سے روزہ رکھنے کی اجازت عطا کی۔ تدبر۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸

۲۶۔حضرت علی کے لئے ان کے گھر سے مسجد میں دروازہ کھولنے کی اجازت عطا کی۔ تدبر۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۷۔حضرت ابوبکر کے لئے مسجد میں خوخہ (روشندان۔ پھاٹک میں چھوٹا دروازہ) کھولنے کی اجازت بخشی۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۶ و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸)

۲۸۔موالی بریرہ کے لئے ولا کی شرط کو برقرار رکھا۔ تدبر۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۹۔بنی عباس اور بنی ہاشم کے لئے بوجہ سقایہ منیٰ میں رات گزارنا ترک فرمادیا۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸

۳۰۔ابوطلحہ کے اسلام کو ام سلیم کا مہر مقرر کیا۔ الحاکم فی المستدرک وغیرہ عن انس جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۳۱۔صحابۂ کرام میں مواخات کر کے ان میں توارث ثابت کردیا۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔ اخرجہ ابن جریر عن علی بن زید۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۴۴۔

۱۔مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۵۔ ۱۲ فیضی

۳۲۔ مہاجرین کی عورتوں سے یہ خاص کر فرمایا کہ وہ تو وارث ہوں گی نہ ان کے شوہر۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۳۳۔ ام ایمن جب حضور کے پاس آتی سلام لاعلیکم کہتی۔ حضور نے صرف "السلام" کہنے کی رخصت عطا کر دی۔ علی وجه ابن سعد عن جعفر بن محمد عن ابیه۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۴۔

۳۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فضالہ کو صرف فجر وعصر کی محافظت کا حکم دیا۔ باقی نمازوں کا باقی نمازوں کی محافظت سے بوجہ ان کے سوال کے انہیں مستثنیٰ فرما دیا۔ رواہ ابوداؤد عن فضالہ جلد ۱۔ صفحہ ۶۱۔ باب المحافظة علی الصلوٰة (وغیر ذلک من الواقعات۔ الفیضی)

۴۹ ۔ حضرت خزیمہ سے روایت ہے کہ :۔

جعل رسول الله صلی الله علیه وسلم للمسافر ثلثا ولو مضی السائل علی مسألته لجعلها خمسا رواه ابن ماجه(1) (واللفظ له) وفی روایة ابی داؤد(2) وفی روایة للطحاوی(3) وللبیهقی.

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی۔ اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے"۔

ولو استزدناه لزادنا اوفی روایة للطحاوی ولو اطنب له السائل فی مسألته لزادة

"اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے"۔

وفی روایة للبیهقی "وایم الله مضی السائل فی مسألته لجعله خمسا"(4) قال

1۔ طبع نور محمد ۔ 2۔ جلد ۱ صفحہ ۲۱ طبع ۔ 3۔ شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۴۹ طبع لاہور

4۔ اقول ونحوه هذا الحدیث عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من عال ثلاث بنات اومثلهن من الاخوات فادبهن ورحمهن حتی یغنیهن الله تعالی اوجب الله له الجنة فقال رجل یارسول الله او اثنتین قال او اثنتین حتی لو قالوا او واحدة لقال واحدة رواه البغوی فی شرح السنة مشکوة شریف کتاب الآداب باب الشفقة والرحمة فصل ثانی جلد ۲ صفحه ۴۲۳ وایضا نحوه هذا الحدیث عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لنسوة من الانصار لایموت لاحداکن ثلثة من الولد فتحتسبه الا دخلت الجنة فقالت امرأة منهن او اثنان یارسول الله قال او اثنان رواه مسلم وفی روایة لهما (ای للشیخین) ثلثة لم یبلغوا الحنث ونحوه عن ابن عباس رواه الترمذی وعن (بقیہ اگلے صفحہ پر)

المجدد البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اقول یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفویض واختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا موکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے۔ اصلاً گنجائش نہ رکھتے کما لا یخفی اور یہاں جزم خصوص ہے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشا وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھی کہ احکام بدست واختیار سید الانام ہیں۔ علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

انتہیٰ کلام الامام۔

احادیث وضو ومسواک

۹۰۔ ۹۱۔ لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوۃ۔

"حضور نے فرمایا اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں"۔

رواہ مالک واحمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ وابوداؤد والنسائی عن زید بن خالد (جامع صغیر جلد ۲ ۔ صفحہ ۱۳۲ ۔ علامہ فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔ "قال المصنف وھو متواتر"۔ (فیض القدیر جلد ۵۔ صفحہ ۳۳۷ وفی روایۃ احمد والنسائی عنہ) "لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم عند کل صلاۃ بوضوء ومع کل وضوء بسواک"۔ قال الامام المجدد البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اقول امر دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت، امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے۔ تو نفی نہ ہوئی مگر حتمی کی ہے۔ امر حتمی بھی دو قسم ہے۔ قطعی جس کا منکر کافر ہے اور ظنی جس کا مقتضیٰ فرضیت ظنیہ خواہ من جہتہ الروایۃ یا من جہتہ الدلالۃ ہے۔ جس کی نفی ہوئی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سب قطعی یقینی ہیں جس کے رو بروہ وہ جہت ہے کہ ظنون والا جائیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں۔ وہاں یا فرض ہے یا مندوب نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح

(بقیہ صفحہ ...) ابی سعید رواہ البخاری وعن معاذ رواہ احمد وعن ابن مسعود رواہ الترمذی وابن ماجہ کلھم فی المشکوۃ باب البکاء علی المیت صفحہ ۱۵۰ ۔ ۱۵۱ ۔ ۱۵۲ ۔ رد بت تلک ستۃ احادیث ان لعبرت وذکرت فیھم تحققھم دلیل علی اعتبارہ فی التشریع والتکریم للہ الحمد ۱۲ کتبہ محمد احمد الفیضی غفرلہ ولوالدیہ

اب واضح ہوگیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنیٰ ہیں۔ کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا(1) مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے۔ اور اختیار احکام کے کیا معنیٰ ہیں؟ وللہ الحمد. انتھیٰ کلام المجدد ملخصاً۔

۸۲۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوء"۔
رواہ مالک والشافعی والبیھقی عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن علی کرم اللہ تعالٰی وجھہٗ۔

۸۳۔ ولولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضتہ (السواک علیھم" اخرجہ ابن ماجۃ عن ابی امامۃ۔

۸۴۔ لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیھم السواک عند کل صلاۃ (زاد غیر الدارقطنی) کما فرضت(2) علیھم الوضوء۔
اخرجہ الطبرانی والبزار والدارقطنی) والحاکم عن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

۸۵۔۸۶ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک والطیب عند کل صلوۃ ۔ رواہ ابونعیم فی کتاب السواک عن ابن عمر وبسند حسن وسعید بن منصور فی سننہ عن مکحول مرسلاً۔

۸۷۔ لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یستاکوا بالاسحار۔
ابونعیم عن ابن عمر۔

۸۸۔۸۹۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل

1۔ قال الکشمیری "قال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ای لاجعلۃ علیھم واجباً، العرف الشذی صفحہ ۳۸، ۱۲ منہ

2۔ عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر الحدیث متفق علیہ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۳، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۷) عن ابن عباس قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الصدقۃ (ای صدقۃ الفطر. ف) رواہ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۶۲) والنسائی (جلد ۱ صفحہ ۳۴۹ عن ابن عمر صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱ عن ابن عباس وعن ابی سعید الخدری. مطبع نور محمد. کتاب الزکوۃ باب فرض زکوۃ رمضان الخ) عن ابن عباس قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر. الحدیث رواہ ابوداؤد (جلد ۱ صفحہ ۱۶۳ منہ) وعن ابن عمر [illegible] فی المشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ باب صدقۃ الفطر فرضھا (عمرو[illegible]) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاھل نجد من قرن الحدیث بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، ۱۲ الفیضی

صلاة، الحديث رواه احمد والترمذی والضياء عن زيد بن خالد الجهنی بسند صحيح، والبزار عن علی رضی الله تعالیٰ عنه. وروی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه. وروی عن زيد احمد ابوداؤد والنسائی كحديث ابی هريرة والحاكم والبيهقی بسند صحيح عن ابی هريرة كحديث زيد وفيها(۱) لفرضت عليهم السواک مع الوضوء الحديث وللنسائی عن ابی هريرة بلفظ، لامرتهم بتاخير العشاء بالسواک عند كل صلاة".

۹۰۔قد عفوت عن الخيل والرقيق۔

"گھوڑوں اورغلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرمادی"۔

(الحديث رواه احمد وابوداؤد والترمذی عن علی المرتضیٰ رضی الله تعالیٰ عنه بسند صحيح)۔

۹۱۔حضور نے صحابہ سے فرمایا: ماتقولون فی الزنا۔ عرض کی، حرام حرمه اللّٰه ورسوله رواه احمد بسند صحيح والطبرانی فی الاوسط والكبير عن المقداد۔

۹۲۔انی احرّم عليكم حق الضعيفين اليتيم والمرأة. رواه الحاكم علی شرط مسلم والبيهقی فی الشعب واللفظ له عن ابی هريرة۔

۹۳۔ ان اللّٰه ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، رواه الشيخان عن جابر مرفوعا۔

۹۴۔ انی حرّمت كل مسكر رواه النسائی بسند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری۔

۹۵۔ حرم رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلّم لحوم الحمر الاهلية۔رواه البخاری فی صحيحه جلد ۲۔صفحہ ۸۳۰ عن ابی ثعلبة۔

۹۶۔سیدہ طیبہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے مولیٰ علی کو اور نکاح کرنے سے منع کردیا۔شیر خدا کے لئے دوسرا نکاح حرام ہوگیا۔

(بخاری جلد ۱۔صفحہ ۵۲۸ وجلد ۲ صفحہ ۷۸۷ومسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ والترمذی وصححہ)

ويحتمل ان المراد تحريم جمعها (نووی شرح مسلم جلد ۲۔صفحہ ۲۹۰)

۱۔ نیل الاوطار للشوکانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۸۔ ۱۲ منہ

اگر یہ محتمل سے ہے تو اول بھی فالوا سے ہے۔ جو صیغہ تمریض و تضعیف ہے فان قلت ذلک جائز شرعا فلم منع صلی اللہ علیہ وسلم من ذلک قلت لانہ موجب لایذاء فاطمۃ المستلزم لایذاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی الکرمانی والخیر الجاری۔

حاشیہ بخاری جلد ا سطر ۸ صفحہ ۵۲۸۔

عیار مؤول اینڈ پارٹی کے لئے لمحہ فکریہ درج ذیل عبارت بغور ملاحظہ ہو۔

قال ابن التین اصح ما تحمل علیہ ھذہ القصۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم حرم علی علی ان یجمع بین ابنتہ وبین ابنۃ ابی جھل لانہ علل بان ذلک یوذیہ واذیتہ حرام بالاتفاق ومعنی قولہ لا احرم حلالاً ای ھی لہ حلال لولم تکن عندہ فاطمۃ واما الجمع بینھما الذی یستلزم تاذی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لتاذی فاطمۃ بہ فلا۔ حاشیہ صحیح بخاری حاشیہ نمبر ۶ جلد ۲ صفحہ ۷۸۷ عن الفتح)

قال ابن داؤد حرم اللہ علی علی ان ینکح علی فاطمۃ حیاتھا لقولہ عزوجل وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا فلما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لا آذن لم یکن یحل لعلی ان ینکح علی فاطمۃ الا ان یاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم الخ نحوہ (مرقاۃ شرح مشکوۃ باب مناقب اہل بیت جلد ۵ صفحہ ۵۹۳)

۹۷۔ ما امرتکم بہ فخذوہ وما نھیتکم عنہ فانتھوا(1)

(ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ صفحہ ۲)

۹۸۔ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ"

(ابن ماجۃ عنہ صفحہ ۲)

---

1. روی البیہقی فی باب صلوۃ المسافر من سننہ عن عمر رضی اللہ عنہ انہ سئل عن قصر الصلوۃ فی السفر فقیل لہ انا نجد فی الکتاب العزیز صلاۃ الخوف ولا نجد صلاۃ السفر فقال للسائل یا ابن اخی ان اللہ تعالی ارسل الینا محمدا صلی اللہ علیہ وسلّم ولا نعلم شیئا وانما نفعل ما رأینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یفعلہ فقصر الصلاۃ فی السفر سنۃ سنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اہ فتامل ذلک فانہ نفیس کتاب المیزان للشعرانی فصل شریف فی بیان الذم الخ جلد ۱ صفحہ ۵۲۔۵۳ مصاری و صفحۃ ۵ حلبی ۱۲ منہ

۹۹۔ انی لا احل المسجد لحائض ولا جنب (ابوداؤد، کنوز الحقائق جلد ا، صفحہ ۸۳۔ ابوداؤد جلد ا، صفحہ ۳۰۔ الحدیث صحیح نیل الاوطار للشوکانی جلد ا، صفحہ ۲۵۰)

۱۰۰۔ ان ما حرّم رسول اللّٰہ مثل ما حرم اللّٰہ. رواہ احمد والدارمی وابوداؤد (جلد ۲ صفحہ ۲۷۳) والترمذی وابن ماجۃ (صفحہ ۳) عن المقدام بسند حسن (مشکوٰۃ صفحہ ۲۹)

۱۰۱۔ جمیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے قصیدہ عرض کیا۔ اس کے بعض اشعار یہ ہیں:۔

الا یا رسول اللّٰہ انت مصدق فبورکت مھدیا وبورکت ھادیا
شرعت لنا دین الحنیفۃ بعد ما عبدنا کامثال الحمیر طواغیا

"یارسول اللہ حضور تصدیق کئے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے (شریعت اسلامی حضور کی مقرر ہوئی ہے) بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے"۔

(رواہ ابن مندہ عن ابی ھریرۃ)

حدیثیں تو ابھی بہت ہیں۔ لیکن اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب آگیا۔ ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا۔ ابھی امر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ونھی وقضی کی احادیث یہاں نقل نہ ہوئیں۔ ان کے لئے دفتر درکار۔

(اقوالِ رفیعہ، عبارات ائمہ)

۱۔ عارف صمدانی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

۱۔ کان الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ من اکثر الائمۃ ادباً مع اللہ تعالٰی ولذلک لم یجعل النیۃ فرضاً وسمی الوتر واجباً لکونہما ثبتا بالسنۃ لا بالکتاب فقصد بذلک تمییز ما فرضہ اللہ تعالٰی وتمییز ما اوجبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم فان ما فرضہ اللہ تعالٰی اشد مما فرضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم من ذات نفسہ حین خیرہ اللہ تعالٰی ان یوجب ما شاء او لا یوجب (کتاب میزان الشریعۃ الکبری باب الوضوء جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۵ مطبعہ حجازی بالقاہرہ و جلد ۱ صفحہ ۲۳ و صفحہ ۱۲۵۔ مطابق مطبعہ مصطفی البابی الحلبی بمصر)۔

"یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اکابر ائمہ میں سے ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے۔ اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے۔ تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالٰی کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرض میں فرق وتمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا۔ جب کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں"۔

۲۔ امام ربانی عارف شعرانی رحمہ اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:۔

کان الحق تعالٰی جعل لہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان یشرع قبل نفسہ ما شاء، کما فی حدیث تحریمہ شجر مکۃ فان عمہ العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ لما قال لہ یارسول اللہ الا الاذخر فقال صلی اللہ علیہ وسلّم الا الاذخر ولو ان اللہ تعالٰی لم یجعل لہ ان

يشرع من قبل نفسه لم يحجره صلى الله عليه وسلّم ان يستثني شيئا مما حرمه الله تعالى. (كتاب ميزان جلد ا صفحہ ۴۵ مطبعہ حجازی بالقاہرۃ ۱۳۵۳ھ و صفحہ ۳۸ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر)

"یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں۔ جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا اچھا نکال دی۔ اس کا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمادیں۔ تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں"۔

۳۔ نیز انہیں امام شعرانی نے شریعت کی کئی قسمیں بیان کیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی۔

الثاني ما اباح الحق تعالى لـه صلى الله تعالى عليه وسلّم ان يسنه على رأيه هو كتحريم لبس الحرير على الرجال وقوله في حديث تحريم مكة الا الاذخر ولولا ان الله تعالى كان يحرم جميع نبات الحرم لم يستثن صلى الله تعالى عليه وسلّم الاذخر ونحو حديث لولا ان اشق على أمتي لاخرت العشاء الى ثلث الليل ونحو حديث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطيعوا في جواب من قال له في فريضة الحج اكل عام يا رسول الله قال لا ولو قلت نعم لوجبت وقد كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلّم يخفف على امته وينهاهم عن كثرة السوال ويقول اتركوني ما تركتكم اھ باختصار". (کتاب المیزان جلد ا صفحہ ۱۲ موافق مطبعہ حجازی و صفحہ ۱۵ مطابق مطبعہ مصطفى البابى الحلبي۔

"شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے اجازت دے دی فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں ... حضور ﷺ

نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو استثنا فرمایا۔ اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر چیز کی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اسی بات سے ہے کہ جب حضور ﷺ نے فرض حج بیان فرمایا۔ کسی (اقرع بن حابس) نے عرض کی یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے۔ فرمایا اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے ادا نہ ہو سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے۔ مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں"۔

۴۔ نیز وہی عارف ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رحم اللّٰه الامام اباحنیفة حیث غایر بین لفظ الفرض والواجب وبین معناهما فجعل مافرضه اللّٰه تعالی اعلی مما فرضه رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم وان کان لاینطق عن الهوی ادبا مع اللّٰه تعالی و نفس رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم یمدح الامام اباحنیفة علی مثل ذلک لانه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم یحب رفع رتبة تشریع ربه علی تشریعه هو ولوکان ذلک باذنه تعالی۔ (کتاب المیزان باب صلوۃ النفل جلد ا صفحہ ۱۲۷ مطبعہ حجازی وصفحہ ۱۸۴ مطابق مطبعہ مصطفی البابی الحلبی بمصر)

۵۔ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

"ان للشارع[1] صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم ان یبیح ماشاء لقوم ویحرمه علی قوم آخرین"۔ کتاب المیزان فصل قال المحققون الخ جلد ا صفحہ ۷۰ حجازی وصفحہ ۵۷ حلبی)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لفظ شارع (شریعت ساز شریعت گر موجد شریعت) کا اطلاق ائمہ کرام و علماء عظام کی عبارات میں اس قدر واقع ہے کہ جس کے احصاء کے لئے کئی مجلد درکار ہوں گے۔ خصوص کتاب المیزان تو اس سے مملو ہے۔" چلتے چلتے ایک درسی کتاب کے چند حوالے پیش کرتا جاؤں" (نور

1۔ کواکب الدراری، کرمانی۔ میں زیر حدیث "ای یوم هذا فسکتنا" فیه اشارة الی تفویض الامور بالکلیه الی الشارع۔ (شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۔ ۲۰۱۳)

الانوار صفحہ ۵۹، ۶۲، قمر الاقمار (لوالد مولانا عبدالحی لکھنوی علی نور الانوار صفحہ ۱۹۷، ۲۳ ونور الانوار صفحہ ۶ حاشیہ ۱۹

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"قدیم سے عرف علماء کرام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب(۱) میں فرماتے ہیں: قد اشتهر اطلاقه صلى الله تعالى عليه وسلم لانه شرع الدين والاحكام

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے۔ اس لئے کہ حضور نے دین متین و احکام دینیہ کی شریعت نکالی"۔ (الامن والعلی صفحہ ۱۳۱ ـ ۱۳۲)

۶۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں حدیث ابو بردہ کے ماتحت ہے جو پچھلے صفحات پر گزری ہے:۔

خصوصیة له لاتكون لغيره اذ كان له صلى الله تعالى عليه وسلم ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام۔

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں"۔

۷۔ حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث ابو بردہ کے نیچے رقم طراز ہیں:۔

وفي الحديث من الفوائد غير ما تقدم، ان المرجع للاحكام انما هو الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وانه قد يخص بعض امته بحكم ويمنع غيره منه ولو كان بغير عذر۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۰ ـ صفحہ ۱۳)

"گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث شریف میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ احکام شریعت میں جن کی طرف رجوع کیا جائے وہ حضور ہی ہیں۔ اور آپ بغیر کسی عذر کے اپنے بعض امتیوں کو کسی ایک حکم سے خاص فرماتے ہیں اور دوسرے کو اس حکم سے منع فرماتے ہیں"۔

۸۔ شیخ المحدثین و سند المحققین حضرت الشاہ الشیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث مذکور کے نیچے رقمطراز ہیں۔

۱۔ جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام "شارع" ہے مواہب و زرقانی صفحہ مذکورہ اور ابن جنا؟ وجیہ ؟ صفحہ ۶۵ ۔ ۱۲ الفقیہ غفرلہ دلی ؟

آں حضرت را رسد کہ تخصیص کند بعض احکام را بہ بعض اشخاص و احکام مفوض بودہ بوے صلی اللہ علیہ وسلم بر قول صحیح۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۲۰۹)

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا حق پہنچتا ہے (اور اس بات کا اختیار ہے) کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرمادیں اور جمیع احکام حضور کے سپرد تھے۔ (ان میں جس طرح چاہیں کٹ وٹ کریں) صحیح بات یہی ہے"۔

۹۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں حدیث ام عطیہ کے نیچے یوں گوہر فشاں ہیں:۔

وللشارع علیه الصلوة والسلام ان یخص من العموم ما شاء[1]۔

(نووی تحت مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۴ مرقات جلد ۱ صفحہ ۵۵۰ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۳۷)

"نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (شریعت ساز) کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادیں"۔

۱۰۔ علامہ خفاجی قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح فرماتے ہیں:

نبینا الآمر الناهی فلا احد ابر فی قول لا منه ولا نعم

"ہمارے نبی صاحب امر و نہی ہیں تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں"۔

معنی نبینا الآمر الخ انه لا حاکم سواه صلی الله علیه وسلم فهو حاکم غیر محکوم الخ (نسیم الریاض (ذکر فی فضل جودہ) جلد ۲۔ صفحہ ۳۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں۔ حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱۔ شیخ المحدثین سند المحققین مجدد مأتہ حادی عشر شاہ محمد عبد الحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر حدیث لو قلت نعم لو جبت رقمطراز ہیں:۔

وظاہر ایں حدیث در آں است کہ احکام مفوض اند بآں حضرت (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

"یعنی اس حدیث کی ظاہر دلالت اس بات پر ہے کہ احکام حضور کو سپرد کر دیے گئے (اس میں جس طرح چاہیں ترمیم و اضافہ فرمادیں)"

۱۲۔ نیز وہی شیخ محقق محمد عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر حدیث الا الاذخر ارقام فرماتے ہیں:۔

1۔ وقال "فهذا صواب الحکم فی هذا الحدیث اه وزاد الزرقانی بعد قوله ما شاء "لمن شاء" زرقانی علی المواهب جلد ۵ صفحہ ۳۲۵ ۱۲ منہ

مذہب بعضے آنست کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و برہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند بعضے گویند باجتہاد گفت و اول اصح و اظہر ست (اشعۃ اللمعات جلد ۲۔صفحہ ۳۸۵)

یعنی یہ استثنا بعض آئمہ کے نزدیک اس حقیقت پر مبنی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں جس پر چاہیں حلال اور حرام فرمادیں۔ اور بعض نے کہا یہ استثناء اجتہاد پر مبنی ہے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں پہلا قول بہت صحیح اور زیادہ ظاہر ہے کہ احکام سپرد ہونے کی وجہ سے یہ استثنا فرمایا"

۱۳۔ نیز وہی شیخ محقق حضرت محمد عبدالحق محدث دہلوی مدارج کے باب پنجم ذکر فضائل میں رقم طراز ہیں:۔

واز اں جملہ آنست کہ آنحضرت تخصیص مے کرد بہر کرا ہر چہ مے خواست از احکام

(مدارج النبوت جلد ا۔صفحہ ۱۳۷)

"یعنی حضور ﷺ کے خصائص اور فضائل سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور جس کو جس سے چاہتے خاص فرمادیتے"۔

پھر آگے شیخ نے بطور دلیل پانچ نظیریں۔" شہادت خزیمہ، نوحہ ام عطیہ، ترک سوگواری اسماء، اضحیہ ابو بردہ، مہر سورت قرآن" والے واقعات بیان فرمائے ہیں جو گزرے۔

۱۴۔ شیخ المحدثین وسند المحققین مجدد مأتہ حادی عشر برکت رسول اللہ فی الہند حضرت شاہ شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ نور اللہ مرقدہ وقدس سرہ فرماتے ہیں:

مذہب صحیح ومختار آن ست کہ احکام مفوض است بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ وبہر چہ خواہد حکم کند یک فعل بر یکے حرام کند بر دیگرے مباح گرداند وایں را امثلہ بسیارست کما لایخفی علی المتتبع حق جل و علی پیدا کردہ شریعے نہادہ وہمہ را برسول خود و حبیب خود سپردہ است صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مدارج النبوت شریف جلد ۲۔صفحہ ۱۸۳)

"یعنی صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور ﷺ کے سپرد ہیں جس پر جو چاہیں حکم کریں۔ ایک کام ایک پر حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔ اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پر مخفی نہیں۔ حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالے کردی کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم واضافہ فرمائیں"

۱۵۔ شیخ محقق حدیث من عال ثلاث بنات الذی مر فی الحاشیۃ کے تحت رقمطراز ہیں:۔

وایں بر مذہب مختار کسے کہ گوید احکام مفوض است بآں حضرت ہر چہ خواہد کند وبہر کہ خواہد نہ کند وبرکرا

خواہد تخصیص نماید ظاہر است۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۳۔۱۲۴)

"یعنی یہ کہ حضور ﷺ کا اولاً تین لڑکیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری دینا پھر سوال کرنے پر دو کی پرورش پر بشارت جنت۔ پھر راوی حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ اگر ایک کی پرورش کے متعلق بھی پوچھتے تو ایک کی پرورش پر بھی بشارت جنت عطا فرماتے۔ مذہب مختار پر تو ظاہر ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں اور جس کے لئے چاہیں نہ کریں اور جس کے لیے چاہیں تخصیص فرما دیں"۔

شیخ کی اس عبارت پر مولوی امیر علی یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں:۔

مذہب مختار در توریت و انجیل نیز آمدہ کہ خاتم النبیین پیغمبرے باشد کہ اللہ تعالیٰ کلام خود در او در دہن وے اندازد ہر چہ گوید از کلام حق بود۔ ہر کہ سر تسلیم بروے فرود نیارد حق تعالیٰ از وے انتقام کشد و تصدیق ایں در قرآن ہم آمدہ است لقولہ تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى۔ و در حدیث آمدہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے درختے یکے را در جنت درختے داد و گرفلاں محتاج را و بداد مگر د۔ باز یکے از صحابہ بخدمت مبادرت کردہ عرض کرد کہ اگر بمن ہماں ارزانی فرمائی من آں درخت را خریدہ بداں کس دہم فرمود برائے تو گردانیدم پس رفتہ بقیمت گراں خریدہ بداد سبحان اللہ بجائے چند داوہ جاں کریدہ۔ وللہ الحمد والمنۃ (اشعۃ اللمعات جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۳)

۱۶۔ امام شعرانی امام سیوطی سے ناقل:

وكان له ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام كجعل شهادة خزيمة بشهادة رجلين وكما رخص في النياحة لخولة بنت حكيم وفي الاحداد لاسماء بنت عميس واسلم رجل على انه لا يصلي الا صلاتين فقبل منه ذلك نساء المهاجرين بان يرثن دون ازواجهن لكونهن غرائب لا ماوى لهن وكان انس رضي الله عنه يصوم من طلوع الشمس لا من طلوع الفجر فالظاهر انها خصوصية له الخ (كشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۰ دمطبعۃ مصطفى البابي الحلبي بمصر۔ وعنہ جواهر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۲۴)

۱۷۔ علامہ ملا علی قاری حنفی حدیث ربیعہ کے تحت رقم طراز ہیں:۔

عد ائمتنا من خصائصه عليه الصلوة والسلام انه يخص من شاء بما شاء كجعله شهادة خزيمة بن ثابت بشهادتين رواه البخاري

وكترا (۱) خصه في الباحة لام عطية في آل فلان خاصة رواه مسلم ... وبالتضحية بالعناق لابي بردة بن دينار وغيره۔

(مرقات، جلد ا۔ صفحہ ۵۵۰)

"یعنی ہمارے آئمہ نے حضور کے خصائص سے یہ گنا کہ آپ کو یہ اختیار تھا کہ جس کو جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں جیسے شہادت خزیمہ دو کے قائم مقام کردی (بخاری) ام عطیہ کو خاص جگہ نوحہ کی اجازت بخشی (مسلم) شش ماہہ بکری کے بچے کی قربانی ابو بردہ کے لئے جائز فرمادی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں"۔

۱۸۔ علامہ نور بخش توکلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ رقم طراز ہیں:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شخص کے لئے جس حکم کی تخصیص چاہتے کردیتے۔ الخ"

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۷)

فریق مخالف کے گھر کی گواہی

۱۔ علامہ ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:۔

وقد اقامه الله (الصلوة والسلام) مقام نفسه في امره ونهيه واخباره وبيانه (الصارم المسلول صفحہ ۴۱)

"یعنی امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان میں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہیں"۔

كانت القضية عليه الصلوة والسلام الخاصة تشريعا عاما

(زاد المعاد علی الزرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۴۳)

۲۔ غیر مقلدوں وہابیوں کے پیشوا قاضی شوکانی زیر حدیث "لو قلت نعم لوجبت" لکھتے ہیں:۔

استدل به على ان النبي صلى الله عليه وسلم مفوض في شرع الاحكام (نیل الاوطار جلد ۲۔ صفحہ ۲۹۵ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی بمصر)

"یعنی اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ احکام کی شریعت حضور ﷺ کے سپرد ہے"۔

---

(1) قال الفاسي تحت اسمه "وكيل" ويحتمل ان يكون المراد التفويض اليه في الاحكام الشرعية فيحكم باجتهاده حسبما ذكروا في خصائصه انه يجوز ان يقال له احكم بما تشاء فما حكمت به فهو صواب موافق لحكمي على ما صححه الاكثرون في الاصول وليس ذلك لغيره"۔

(مطالع المسرات صفحہ ۲۲۳۔ ۲۰۲)

۴۔ د۔ ان تشریع الاحکام واقع علی یدہ۔ (نیل الاوطار جلد ۸۔ صفحہ ۲۹۱)

۶۔ وہابیوں، غیر مقلدوں کے پیشوا میاں صدیق بھوپالی زیر حدیث "الا الاذخر" لکھتے ہیں:

ومذہب بعضے آنست کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد بر ہر کہ خواہد حلال وحرام گرداند وبعضے گویند باجتہاد گفت واول اصح واظہر ست (مسک الختام صفحہ ۵۱۲۔ ۵۱۳)

"یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضور ﷺ کے سپرد ہیں جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال اور حرام فرما دیں۔ اور بعض کہتے ہیں یہ استثناء اجتہاد سے فرمایا۔ پہلا قول ومذہب زیادہ صحیح اور بہت ظاہر ہے۔

۷۔ شارع علیہ الصلوۃ والسلام۔ (فتاوی رشیدیہ جلد ۱۔ صفحہ ۹۱)

۸۔ دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری زیر حدیث "مجامع فی رمضان" لکھتے ہیں:۔

وهو عندی محمول علی خصوصیته فحملوه علی الخصوصية (فیض الباری جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۲۔ ۱۹۳)

۹۔ نیز وہی صاحب زیر حدیث "لو قلت نعم لوجب" رقم طراز ہیں:۔

ولیعلم ان الفرض والحرام یثبت بالحدیث ایضا کما یدل حدیث الباب" (العرف الشذی صفحہ ۳۱۱)

الحمد للہ تعالی کہ بطور اختصار خصوصیت ۵۱ اختیار فی التشریع کا ثبوت مکمل ہوا فضیلت و خصوصیت ۵۰ (جس میں اختیار فی التکوین کا ثبوت گزرا) اور ۵۱ کے ملانے سے "مختار کل" کا رسالہ تیار ہو جائے گا۔ جس کا نام یہ تجویز کرتا ہوں:۔

القول الرفیع فی بیان انه مختار فی التکوین والتشریع والحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وآله واصحابه اجمعین۔

خصوصیت وفضیلت نمبر ۵۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے، تمام جنوں کے بلکہ تمام فرشتوں کے۔ حیاانات کے، جمادات کے، تمام مخلوق کے، عالمین کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:۔

۱۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سبا)

''اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے''۔

۲۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف:۱۵۹)

''تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں''۔

۳۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ

(فرقان:۱)

''بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو کہ وہ (محبوب) سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو''۔

۴۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۙ

''وہ (قرآن شریف) تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کے لیے''۔

(ف) جس قدر کتاب (قرآن) کا دائرہ اس قدر صاحب کتاب کی رسالت کا دائرہ، اگر قرآن شریف ذکر للعالمین ہے تو صاحب قرآن بھی رسول للعالمین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس جیسی آیات قرآن شریف میں بہت ہیں۔

۵۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء)

''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ارسلت الی الخلق کافۃ (صحیح مسلم جلد ا، صفحہ ۱۹۹)

''میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا''۔

مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی متولد ۲۳۹ھ متوفی ۳۲۱ھ۔

وهو صلى الله تعالى عليه وسلم ، المبعوث الى عامة الجن وكافة الورى بالحق والهدى وبالنور والضياء

عقیدہ اہل السنت والجماعت المعروف عقیدہ طحاویہ و شرحہ صفحہ ۱۱۴ طبع دمشق۔

۔علامہ ابن ابی شریف قدسی متوفی ۹۰۶ھ فرماتے ہیں کہ خوارق مع دعوی نبوت کی وجہ سے گویا کہ حضور ہر وقت یوں فرماتے ہیں (انی رسول اللّٰه الی الخلق مسامرہ شرح مسایرہ صفحہ ۲۰۳ مطبع السعادۃ بمصر۔ بحث معجزہ و اثبات نبوت۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام متولد ۷۹۰ھ متوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں:۔

نشهد ان محمدا رسول الله ارسله الى الخلق اجمعين۔مسایرہ مع شرح مسامرہ ۔اصل حاشیہ صفحہ ۲۳۹ وجواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۳۶۵ عنہ

امام ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

انه صلى الله عليه وسلم مبعوث اليهم (اى الى الملائكة) ورجحه التقى السبكى وزاد انه صلى الله عليه وسلم مرسل الى جميع الانبياء والامم السابقة وان قوله بعثت الى الناس كافة شامل لهم من لدن آدم الى قيام الساعة ورجحه ايضا البارزى وزاد انه مرسل الى جميع الحيوانات والجمادات قال الجلال السيوطى وانا ازيد على ذلك انه مرسل الى نفسه

(فتاوی حدیثیہ۔ صفحہ ۱۸۱)

نیز وہی امام ابن حجر مکی ایک اثر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (جس اثر میں یہ بیان ہوا کہ عالم بالا کے ذرہ ذرہ پر حضور کا نام لکھا ہوا۔

وفي هذا الاثر فائدة لطيفة هي انه صلى الله عليه وسلم ارسل الى الحور العين والى الولدان وصح كذالك انه لم يدخل احد الجنة ولم يستقر بها ممن خلق فيها الامن آمن به صلى الله عليه وسلم ولعل من فوائد الاسراء ودخوله الجنة تبليغ جميع من في

السموت من الملائکة ومن فی الجنان من الحور العین والولدان ومن فی البرزخ من الانبیاء رسالته لیومنوا به ویصدقوه فی زمنه مشافهة بعد ان کانوا مومنین به قبل وجوده.

(فتاوی حدیثیہ صفحہ ۱۸۳)

نیز وہی امام ابن حجر مکی ارشاد فرماتے ہیں:۔

الذی رجحه شیخ الاسلام التقی السبکی وجماعة من محققی المتاخرین انه ارسل الیهم (ای الی الملائکة) ویدل له ظاهر قوله تعالٰی لیکون للعالمین نذیرا وهم الانس والجن والملائکة) ومن زعم انه صلی اللّٰه علیه وسلم ارسل الی بعض الملائکة دون بعض فقد تحکم من غیر دلیل کما ان من ادعی خروج الملائکة کلهم من الآیة یعجز عن دلیل یدل علی ذلک کفی بالاخذ بظاهر الآیة دلیلا سیما و خبر مسلم الذی لا نزاع فی صحته صریح فی ذلک وقوله صلی اللّٰه علیه وسلم وارسلت الی الخلق کافة فتأمل قوله الخلق وقوله کافة ومن ثم احد من هذا شیخ الاسلام الجمال البارزی انه صلی اللّٰه علیه وسلم الی جمیع المخلوقات حتی الجمادات الخ فتاوی حدیثیه صفحه ۱۳۳ ونحوه فی الیواقیت والجواهر للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۹۔۳۰ و جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۰۸، والخصائص للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۴ وجواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، ۱۰۵ عن ابن حجر۔

امام رازی زیر آیت تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فرماتے ہیں:

انه علیه الصلوٰة والسلام بعث الی کل الخلق.

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۱۰، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۹۰۲، ۹۰۲ عن)

"حضور ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے (بھیجے گئے)"۔

نیز امام رازی تحت قولہ تعالٰی لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فرماتے ہیں:۔

انه صلی اللّٰه علیه وسلم مبعوث الی کل العالمین تفسیر کبیر جلد ۳۔

صفحہ ۱۳۰، جواہر البحار جلد ا۔صفحہ ۱۶۵؛ عن۔ ونحوہ عنه فی جواهر البحار جلد ا۔صفحہ ۱۶۱، ۱۲۴، ۲۰۷؛ وعن الشفاء جلد ا۔صفحہ ۱۳۔قال علیه الصلوة والسلام انهما (ابرهیم وعیسی) من امتی۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۷، عن الشفا، جلد ا صفحہ ۶۲۔ عموم بعثت الی الاسود والاحمر والخلق عن الحکیم الترمذی۔علامہ فاسی فرماتے ہیں: وهو الرسول المطلق لکافة الخلق من الاولین والآخرین فرسالته عامة ودعوته تامة ورحمته شاملة وامداده فی الخلق عاملة وکل من تقدم من الانبیاء والرسل قبله فعلی حسب النیابة عنه فهو الرسول علی الاطلاق"۔ (مطالع المسرات صفحہ ۹۲)

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:۔

(انه ارسل الی الملائکة رجحه السبکی) والبارزی وابن حزم والسیوطی ودلیل رجحان هذا القول ماقال تعالی تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعٰلمین نذیرا ولا نزاع ان المراد من العبد ههنا محمد علیه الصلوة والسلام والعالم هو ما سوی الله) قال المجد الخلق کله فیتناول جمیع المکلفین) علی انه الخلق کله (وبطل بذلک قول من قال انه کان رسولا الی البعض دون البعض) لمخالفة التخصیص لصریح الآیة (لان لفظ العالمین یتناول جمیع المخلوقات فتدل الآیة علی انه رسول الی الخلق ، کلهم (ولو قیل لمدعی خروج الملائکة من هذا العموم اقم الدلیل علیه ربما عجز عنه. اه باختصار.

(مواہب لدنیہ وشرح زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۳)

علامہ فاسی شیخ ابوعبداللہ بن فاسی سے ناقل:

(ورسول رب العلمین) اضافة الرسول الی هذا الاسم الکریم الاضافی الذی هو رب العالمین اشعار بعموم رسالته صلی الله علیه وسلم من حیث کان الرسول لفظ مطلق لا تقیید فیه من

حیث المرسل الیہ وانما هو مقید بالاضافة الی المرسل المقتضی۔۔ استغراق الربوبیة لکل العالمین فحیث تعینت الربوبیة استتبعت الرسالة والربوبیة مسوقة علی الجمیع فالرسالة تابعة لها بالتوجه الی الجمیع والقول ببعثه صلی اللّٰہ علیه وسلم الیهم (ای الی الملائکة) رجحه التقی السبکی محتجا بآیة الفرقان المتقدمة اذ لا نزاع ان المراد بالعبد فیها محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم والعالم هو ما سوی اللّٰہ تعالٰی وقال ابن حجر الهیتمی هو الاصح عند جمع المحققین وقال صاحب المواهب نقل بعضهم الاجماع علی ذلک وزاد البارزی والی الحیوانات والجمادات والحجر والشجر۔۔۔ وقال بارساله الی الجمادات جماعة واختاره بعض المحققین لتصریح خبر مسلم" اه باختصار۔ (مطالع المسرات صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

علامہ قاری حنفی حدیث مسلم کے تحت رقم طراز ہیں:۔

(وارسلت الی الخلق کافة) ای الی الموجودات باسرها عامة من الجن والانس والملک والحیوانات والجمادات کما بینت فی الصلوٰة العلیة علی الصلوٰت المحمدیة۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۱)وقال نحوه فی جمع الوسائل شرح الشمائل۔ جلد ۲، صفحہ ۱۵۰ .

"یعنی حضور نے جو فرمایا کہ میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام موجودات کے رسول ہیں، جن ہوں، انسان ہوں فرشتے ہوں، جاندار چیزیں ہوں، یا جمادات ہوں۔ جیسا کہ میں نے الصلوٰۃ العلیہ میں اس کو بیان کیا ہے"۔

علامہ صاوی مالکی زیر آیت "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" رقم طراز ہیں:

وتعظیم رسوله اعتقاد انه رسول اللّٰہ حقا وصدقا لکافة الخلق"۔

(تفسیر صاوی جلد ۴۔ صفحہ ۸۲)

علاوہ ازیں درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مدارج نبوت شیخ محقق جلد ۱ صفحہ ۱۲۰، جواہر البحار

جلد ۲۔صفحہ ۲۔از قسطلانی وصفحہ ۲۷، ۲۳۰۔از ابن حجر۔ وصفحہ ۱۹۳۔از فاسی وصفحہ ۲۲۸۔۲۲۹، روح البیان وصفحہ ۵۲۔۳۵۳۔از عیدروس وجلد ۳۔صفحہ ۲۶۔از صاوی مرقات جلد ۲۔صفحہ ۱۰)

شیخ عطار علیہ رحمۃ الستار فرماتے ہیں:

گشت او مبعوث تا روز شمار　　از برائے کل خلق روزگار

چوں طفیل نور او آمد امم　　سوئے کل مبعوث زاں شد لاجرم

(منطق الطیر صفحہ ۱۶)

۵۳۔ایک ماہ کی مسافت تک حضور کا رعب تھا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱۔صفحہ ۱۲۱ شفا شریف جلد ۱۔صفحہ ۱۳۳)

۵۴۔حضور سراپا نور و معجزہ و برہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات سب انبیاء کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ ساٹھ ہزار معجزہ قرآن شریف میں ہے اور تین ہزار معجزہ اس کے علاوہ ہیں (حکاہ البیہقی) مواہب و زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۶۵۔ بلکہ بے شمار ہیں۔ زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۶۷، شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۲۱۴ و شرحہ خفاجی و قاری جلد ۲۔صفحہ ۳۲۰، ۳۶۱، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۳۲۸

یہ حضور ہر نبی کے معجزات و فضائل کے جامع ہیں۔ کشف الغمہ شعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳۔

۵۵۔حضور آخری رسول و آخری نبی ہیں (نہ اصلی نبی آپ کے بعد ہو گا نہ ظلی نہ بروزی) مواہب و زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۶۷ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۲۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(احزاب:۴۰)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے آخری نبی ہیں۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی

"بے شک (اب) رسالت اور نبوت تحقیق منقطع ہو گئی۔ میرے بعد کسی قسم کا رسول نہیں اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہے۔" (رواہ احمد والترمذی والحاکم باسناد صحیح۔ زرقانی جلد ۵۔

صفحہ ۲۹۷)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی آپ نے فرمایا:۔

انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ (رواہ ابن مردویہ۔ تفسیر درمنثور جلد ۵، صفحہ ۲۰۴)

''بے شک میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) ایسے ہوں گے کہ ہر ایک ان میں یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور متمم قصر نبوت ہیں۔ (احمد ومسلم عن ابی سعید، البخاری ومسلم والترمذی وابن ابی حاتم وابن مردویه عن جابر، احمد والبخاری ومسلم وابن مردویه عن ابی هریرة، احمد والترمذی وصححه عن ابی کعب، الفیضی۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فی امتی کذابون ودجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (رواہ احمد (تفسیر درمنثور جلد ۵۔ صفحہ ۲۰۴) والطبرانی والطحاوی فی مشکل الآثار جلد ۴۔ صفحہ ۱۰۴ (وخاتم النبیین) ختم الله به النبیین قبله فلا یکون نبی بعده (تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۶۲)(وخاتم النبیین) فیه انه لا نبی بعده وان من ادعی النبوة بعده قطع بکذبه (الاکلیل للسیوطی صفحہ ۱۷۸)

(تنبیہات) (۱) لفظ نبی ورسول نکرہ ہے۔ جولا نفی کے بعد واقع ہوا۔ نکرہ تحت نفی کے مفید عموم ہوا کرتا ہے۔ (اصول) تو حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کے نبی کی نفی ہوئی۔ (۲) لانبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میں آخری نبی ہوں) قرآن پاک کے لفظ خاتم النبیین کا وہ معنی ہے جو زبان رسالت کا بیان کیا ہوا ہے۔ پھر جو کوئی اس معنی کو عوام کا خیال بتائے وہ کتنا کور باطن اور فرمان رسول کا باغی اور معنی قرآن کا منکر ہے۔ ۳۔ اختلاف عدد میں تناقض نہیں ہوا کرتا جیسا کہ محدثین نے متعدد مقامات پر فرمایا۔ عدد قلیل زیادتی سے ساکت نہ زائد کا نافی اور عدد کثیر زیادتی کا مثبت فلا تنا قض بینهما۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (بظاہر) حضور ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔ نہ یہ کہ وہ نزول کے

بعد نبی نہیں گے یا اپنی شریعت کی طرف بلائیں گے۔ بلکہ وہ امتی کی حیثیت سے حضور ﷺ کی شریعت کے متبع و ناشر ہوں گے۔ اور آپ ہی کی شریعت کی طرف بلائیں گے۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:۔

ودعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲)

"اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے"۔

۵۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم کے ذرہ ذرہ پر رحم کرنے والے ہیں۔

(مواہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۴۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١﴾ (الانبیاء)

"اور تم کو نہ بھیجا ہم نے مگر رحم کرنے والا تمام جہان والوں پر"۔

۵۷۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو نام لے کر پکارا۔ اور اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القاب سے پکارا (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳) دیکھو۔

يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرہ: ۳۵)

"اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو"۔

يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا — "اے نوح ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اترو"

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا — "اے ابراہیم اس سے اعراض کرو"۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿﴾ — "اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے"۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ — "اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا"

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ — "اے زکریا ہم تجھے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں"

---

1. اقول قال العلامة ابوسعود ما ارسلناک فی حال من الاحوال الا حال کونک رحمة لهم (تفسیر ابوسعود، جلد ٦ صفحه ٢٠٠) الا رحمة ینتصب علی الحال بمعنی راحم (تفسیر جمل جلد ٣ صفحه ١٦٩) الا رحمة یجوز ان یکون حالا بمعنی راحم، مثلا ما من به للرحم الایی الخ جلد ٣ صفحه ٢٠، ٢١، ٢٣ منه

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ "اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑو"۔

يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ "اے عیسیٰ میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔ اور تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔

اور جب اپنے محبوب کی باری آئی تو یوں فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

"اے رسول جو آپ کی طرف نازل ہوا آپ اس کی تبلیغ کر دیں"۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

"اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے تمہیں (ساری امت) پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا"۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ "اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما"۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ "اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ"۔

۵۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر یہ حرام کیا کہ آپ کو نام (یا کنیت) لے کر پکارے۔ بلکہ تعظیم و توقیر سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہے۔

(مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۷۷، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۳، مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۳)

فرمان باری ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (نور:۹)

"رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے"۔

اس کے دو مطلب بیان کئے گئے۔ ایک یہ کہ اسم ذاتی اور کنیت اور ہر لفظ غیر مفید تعظیم سے ندا نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ اوروں کی دعائیں بعض مقبول اور بعض نامقبول بخلاف حضور کی دعاؤں کے کہ وہ مقبول ہیں۔ (۱)

---

1. هكذا قال الشيخ المحقق۔ مدارج جلد ۱ صفحہ ۲۳۳، ملخصاً

وقال البغوی قال ابن عباس معنی الآية احذروا عن دعاء الرسول عليكم اذا اسخطتموه فان دعاءه موجب ليس كدعاء غيره۔ روى البخاری في الصحيح عن عائشة قالت ان اليهود اتوا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا السام عليك قال وعليكم فقالت عائشة السام عليكم ولعنكم الله وغضب عليكم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مهلاً يا عائشة عليك بالرفق واياك والعنف والفحش قالت اولم تسمع ما قالوا: قال اولم تسمعي ما قلت رددت عليهم فيستجاب لي فيهم ولا يستجاب لهم في ويمكن على هذا معنى الآية لاتجعلوا دعاء الرسول ربه كدعاء صغيركم كبيركم يجيبه مرة ويرده اخرى فان دعاءه مستجاب لايرد لاصحابه۔ تفسیر مظہری سورۂ نور جلد ۲ صفحہ ۵۶۸ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ازالہ شبہ۔ سالت ربی ثلث کا مطلب یہ ہے کہ میں زمانہ مستقبل میں مانگنے والا تھا۔ مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک سے منع کر دیا۔ جو چیز زمانہ مستقبل میں ہونے والی ہو اس کو صیغہ ماضی بیان کرنا کتاب وسنت میں واقع ہے یہ تاویل اول' استجابت ادعیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ وہ ادلہ یہ ہیں جو تفصیلا اس کتاب کے دوسرے مقام پر مذکور ہوئے۔ " لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ (القرآن) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ (قرآن) ما اری ربک الا یسارع فی هواک (بخاری) ولئن سألني لاعطينه (بخاری) لو اقسم علی اللہ لابرہ (بخاری) وغیرہ دعوی امام عینی و امام قسطلانی مواہب و زرقانی و جواہر نبہانی (۱))

۹۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ حضور ﷺ کے لئے محبت اور خلوت کلام اور رؤیت کو جمع کیا گیا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۷۸۔ مدارج جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۳)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (توبہ ۸۰) قال الرازی تحتها. ومنهم من قال ان المنافقين طلبوا من الرسول عليه الصلوة والسلام ان يستغفر لهم فالله تعالى نهاه عنه والنهي عن الشيء لايدل على كون المنهي مقدما على ذلك الفعل وانما قلنا انه عليه الصلوة والسلام ما اشتغل بالاستغفار لهم لوجوه الرابع انه تعالى اذا كان لايجيبه اليه بقي دعاء الرسول عليه الصلوة والسلام مردودا عند الله وذلك يوجب نقصان منصبه. اه تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۰۶۔

(حديث) ان لكل نبي دعوة الخ حم ق. بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۲

عن انس (جامع صغير جلد ۱ صفحه ۹۷ قال العزيزي المتوفى ۱۰۷۰ تحته وقال بعض شراح المصابيح مالفظه اعلم ان جميع دعوات الانبياء مستجابة. (السراج المنیر جلد ۲۔ صفحہ ۱۸۰)

وقال الحفني المتوفى ۱۰۸۱ تحته (قوله دعوة) اى مرة من الدعاء متيقنا اجابتها في حال دعائه فلا ينافي ان بقية دعوات الانبياء كلها مستجابة الا انها حال الدعاء بها كانت مرجوة الاجابة وقد تحقق اجابتها بعد. حاشية شيخ الاسلام الحفني على سراج المنير جلد ۲ صفحه ۱۸۰

امام بدر الدین عینی حنفی حدیث ان لکل نبی دعوة کے تحت رقمطراز ہیں۔

قلت لايحسن ان يقال في حق نبي من الانبياء او يقال من دعوته ما لايستجاب والمعنى الذى يليق بحالهم ان يقال من دعواتهم ما يستجاب في الحال ومنها ما يؤخر الى وقت اراد الله عز وجل. (عمدة القاری شرح بخاری جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۷۷۔ اول کتاب الدعوات۔ حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۳۰۳ ۱۱)

هلك كسرى. متفق عليه مشكوة صفحه ۴۶۲. انما عبر عنه بالماضى لتحقق وقوعه مرقات ۴۔

وبين السطور

حتى دخل اهل الجنة منازلهم. مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ (۲) عمدة القاری ۵۰۲.

اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

۱۔ حق آنست کہ دعوت (دعا) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مقبول و مستجاب ست۔ چنانچہ گفتہ شد۔ مدارج نمبر ۲ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳ شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی ۱۲۔ فیض علی عنہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ(1) (آل عمران:۳۱)

"اے محبوب تم فرمادو لوگو اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنالے گا"۔

جب حضور ﷺ کے تابعدار اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور بطریق اولیٰ محبوب خدا ہوئے۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا وموسیٰ نجیا واتخذنی حبیبا ثم قال وعزتی و جلالی لاؤثرن حبیبی علی خلیلی ونجیی

(مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور موسیٰ کو نجی (رہائی پانے والا، رازدار) بنایا اور مجھے اپنا محبوب بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اپنے محبوب کو اپنے خلیل و نجی پر ترجیح دوں گا"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی کہ حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الا وانا حبیب اللّٰہ۔ "خبردار (میرے بندہ مومن لو) میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں"۔ ✓

(رواہ الترمذی۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۲ و الدارمی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۳، ۵۱۴ باب فضائل سید المرسلین)

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء عارفین نے حبیب اور خلیل کے فرق میں بہترین بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ خلیل خلت سے ہے بمعنی حاجت تو ابراہیم علیہ السلام خدا کی طرف محتاج و مفتقر تھے۔ تو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل بنایا اور حبیب فعیل کے وزن پر ہے۔ فاعل یا مفعول کے معنی میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے وساطت غرض محب بھی ہیں اور محبوب بھی اور فرمایا کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام خدا کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ خدا کا کام جس کی رضا کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا(2)۔ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى(3)۔ اور خلیل بھی محبوب کی ملاقات کی طرف جلدی نہیں کرتا۔ جیسا کہ آیا ہے کہ جب ملک

---

1. قال العلامۃ علی القاری الحنفی "والاظہر فی الاستدلال علی ان مرتبۃ محبوبیتہ فی درجۃ الکمال قول ذی الجلال والجمال: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

مرقات جلد ۵ صفحہ ۶۹ ۳ وحاشیہ صفحہ ۵۱۳ ۔ ۱ ۱ ۱۲ ۔ الفیضی عفی عنہ من جلد ۱ صفحہ ۳۳۴ باب خامس مقام رسول حصوصیت سمبر ۳ وروایت قبیل الاختتام ۱۲ ف

2۔ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری رضا ہے۔ (قرآن شریف) ۱۲

3۔ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ ۱۲ منہ

الموت ابراہیم علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے توقف فرمایا اور فرمایا خدا سے پوچھو کہ کیا حکم ہے۔ جلدی آتا ہے یا کچھ دیر ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اخترت الرفیق الاعلیٰ(1) اور دعا میں عرض کرتے تھے: اللھم انی اسئلک النظر الی جلال وجھک والشوق الیٰ لقائک(2)

اور خلیل کی مغفرت حد طمع میں ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔ اور حبیب کی مغفرت حد یقین میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ اور خلیل نے عرض کیا تو لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ۔ اور حبیب سے فرمایا گیا: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ (تخ فرماتے ہیں) بلکہ اس پر زائد یوں فرمایا: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ خلیل نے فرمایا اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ اور حبیب سے فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ خلیل نے عرض کیا: وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ۔ اور حبیب سے فرمایا۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ خلیل نے عرض کیا: وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ اور حبیب سے فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ ونحوہ فی اللمعات للشیخ والمرقات للقاری جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۹ وفیہ والخلیل محب لحاجتہ الی من یحبہ والحبیب محب لا لغرض وحاصلہ ان الخلیل فی منزلۃ المرید السالک الطالب والحبیب فی منزلۃ المراد المجذوب المطلوب۔" وہامش مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳، ۱۱ عن المرقات ونحوہ فی ھامش الترمذی جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۲ حاشیہ نمبر ۱

۶۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت پر قسم اٹھائی۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۷۸، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴۔

یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ

"حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم رسولوں سے ہو"۔

۶۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۷۸۔ کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴۔

1۔ میں نے رفیق اعلیٰ کو پسند کیا۔ ۱۲

2۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے جلال وجہ کی طرف نظر کرنے اور تیری ملاقات کے شوق کو طلب کرتا ہوں۔ ۱۲

فرمانِ باری ہے:۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ ۔(الحجر:۷۲)

"اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں"۔

۲۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر بلکہ خاکِ قدم کی قسم یاد فرمائی۔

(مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ (البلد)

"مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو"

وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۝ (والتین)

"اور اس امان والے شہر کی قسم"۔

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:۔

بابی انت وامی یارسول اللّٰہ قد بلغت من الفضیلۃ عندہ تعالیٰ ان اقسم بتراب قدمیک فقال لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ۔ (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد ا صفحہ ۱۹۲۔ فصل ۴) مواہب لدنیہ، لاامام قسطلانی مقصد سادس، زرقانی، جلد ۲، صفحہ ۲۳۴۔ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۶۵. قال المجدد البریلوی نقلہ الامام الغزالی فی الاحیاء وابن الحاج فی المدخل"۔ تجلی الیقین صفحہ ۲۰)

"یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان بے شک آپ اللہ کے ہاں اس فضیلت اور مرتبہ پر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدمین شریفین کی خاکِ پاک کی قسم اٹھائی ہے۔ چنانچہ (قرآن شریف میں) فرمایا: لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ

۲۳۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے زمانِ اقدس کی قسم اٹھائی ہے۔

(مواہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ (عصر)

"اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

ماحلف اللّٰہ بحیاۃ احد الا بحیاۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

رواہ ابن مردویہ۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

"اللہ تعالیٰ نے کسی کی حیات کی قسم یاد نہ فرمائی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کی قسم اٹھائی ہے"۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام (۱) و بقا کی قسم

۶۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے افضل واعلیٰ ہیں۔ حتیٰ کہ تمام رسولوں سے افضل، سب فرشتوں سے افضل، جبریل امین سے افضل۔ (مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۰ وجلد ۶۔ صفحہ ۱۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴، مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۲۔۱۳۳، شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۱ وصفحہ ۱۳۶)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: صلی اللہ علیہ وسلم

ثم اقوم عن یمین اللّٰہ تعالیٰ مقاما یغبطنی الاولون والآخرون۔

رواہ الدارمی (مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ فصل ۲ صفحہ ۴۹۳)

"پھر میں اللہ تعالیٰ وتقدس کے دائیں ہاتھ کی جانب (2) ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا اولین اور آخرین مجھ پر رشک کریں گے"۔

شیخ محقق اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

"دریں حدیث دلالت ظاہر ست بر فضل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بر کافہ کائنات از ملائکہ وانبیاء ومرسلین وسائر مقربین صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیہم اجمعین"۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۰۳ وفی الحدیث (انا سید ولد آدم) دلیل علی فضلہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی کل الخلق (مرقات جلد ۵۔ صفحہ ۳۵۷۔۳۵۸) اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۱۷۶۔ نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۱۔ الیواقیت والجواہر بحث ۳۴ للشعرانی۔ حضور کی افضلیت مطلقہ پر اجماع ہے معتزلہ (سابقین وہابیہ کا بین ثبوت کتابی "تعارف") بھی اس مسئلہ میں اہلسنت سے متفق ہیں۔ زمخشری

1۔ وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ "مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے"۔ ۱۲۔

2۔ جیسا کہ اس کی شایان شان ہے۔ یہ متشابہات سے ہے۔ ۱۲ منہ

معتزلی اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۸۰ جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۱۶ ، ز رقانی جلد ۲ صفحہ ۳۰۲۔ حضور کی افضلیت مطلقہ پر اجماع اُمت۔ جواہر البحار ۲ صفحہ ۵۳۔ ۵۴ ضرور جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۶۷۔ ۶۸ ضرور از ابن حجر و صفحہ ۱۰۷، ۱۰۹۔ از ابن حجر و صفحہ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ از مناوی و صفحہ ۱۹۲۔ ۱۹۷۔ از فاسی و صفحہ ۲۱۲۔ از خفاجی۔ اجماع امت صفحہ ۲۶۷۔ از ابریز صفحہ ۳۱۱، از زرقانی و صفحہ ۳۴۳۔ ۳۴۴ از عبیدروس ضرور بہترین اجماع اُمت صفحہ ۳۸۵۔ از سلیمان جمل۔ تکمیل رسالہ افضلیت جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۸۱۔ از امام ابن الجزار۔ کتاب الاربعین لاصول الدین للفخر الرازی مسئلہ ۳۳ صفحہ ۳۶۸۔ تفسیر کبیر جلد ۲۔ صفحہ ۲۵۱ و جلد ۴ صفحہ ۱۲۳۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ المنان نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین جس میں دس آیتوں اور سوا سو سے زیادہ حدیثوں سے حضور کے افضل الخلق ہونے کا بیان ہے۔ اسی میں فرماتے ہیں۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے۔ جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندہ شیاطین۔ تجلی الیقین صفحہ ۲/۲ مطبع مراد آباد۔ نیز اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا ووالا ہمارا نبی ﷺ

ناظرین فقیر بطور اجمال ایک ایک مسئلہ پر بہت کچھ نشان دہی کرتا جا رہا ہے۔ محقق فہیم ایک ایک مسئلہ پر مستقل کتاب تیار کر سکتے ہیں۔ مستفیدین دعاء خیر سے یاد فرماویں۔ اور ناقلین امام قسطلانی و امام سیوطی والا نقشہ نہ جمائیں۔ کما ذکر فی بستان المحدثین للمحدث الدهلوی. العارض والملتمس هو الفیضی۔

۶۵۔ حضور ﷺ کے اجتہاد میں خطا نہیں۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۸۱، جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۔ مدارج النبوۃ جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۶۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۸۳۔

فریق مخالف کی گواہی

رہا آپ کا اجتہاد تو وہ بھی حق اور وحی کی ایک قسم ہے"۔ دل کا سرور صفحہ ۳۵

۶۶۔ میت سے حضور کے متعلق سوال ہوتا ہے۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۱۔ کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۳۔ مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۵۔ کیا میت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کرائی

جاتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں نہیں اور بعض کہتے ہیں ہاں۔ فقیر کے نزدیک قول اخیر راجح ہے۔ فقیر نے اس مسئلہ کی تحقیق پر ایک رسالہ کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے۔ اس سے کچھ بطور اجمال یہاں پیش ہوتا ہے۔ اقول و باللہ التوفیق۔ میت سے فرشتوں کا حضور کے متعلق لفظ ھذا۔ کہنا سات صحابہ (1) (انس۔ جابر۔ ابوسعید خدری۔ ابوہریرہ۔ اسماء۔ عائشہ صدیقہ۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ائمہ محدثین مخرجین نے تعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ اور ذا اسم اشارہ سے محسوس مبصر قریب کی طرف اشارہ ہوتا یہ اس کا حقیقی معنی ہے اور معہود فی الذہن کی طرف اشارہ ہوتا یہ اس کا مجازی معنی ہے۔ شرح جامی صفحہ ۲۲۳ پر ہے: اسماء الاشارۃ ماوضع لمشار الیہ ای لمعنی مشار الیہ اشارۃ حسیۃ بالجوارح والاعضاء لان الاشارۃ عند اطلاقها حقیقۃ فی الاشارۃ الحسیۃ..... ومثل ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ مما لیست الاشارۃ الیہ حسیۃ محمول علی التجوز" اور کافیہ صفحہ ۱۹ پر ہے۔ "ذا للقریب" ای للمشار الیہ القریب۔ اور جب تک معنی حقیقی پر عمل ممکن معنی مجازی ساقط و مدفوع ہوا کرتا ہے۔ "متی امکن العمل بها (ای بالحقیقۃ) سقط المجاز"۔ نور الانوار شرح منار صفحہ ۹۶۔ تو ثابت ہوا کہ حضور میت کے قریب ہوتے ہیں۔ اور میت کے سامنے محسوس و مبصر ہوتے ہیں۔ یہ حدیث کے لفظ ھذا کا صریح و صحیح اور حقیقی معنی ہے۔ جو لوگ ھذا سے اشارہ ذہنی مراد لیتے ہیں۔ انہیں اس مجازی معنی کی طرف آنے سے پہلے پہلے "معنی حقیقی کا غیر ممکن محال ممتنع ہونا ثابت کرنا ہوگا(2)۔ اور ہرگز ہرگز یہاں معنی حقیقی کا محال و ممتنع ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ اب ان حوالوں کی فہرست ملاحظہ ہو کہ جن میں میت کے لئے دیدار نبوی کی نشان دہی کی گئی ہی۔ حاشیہ ۲ نسائی جلد ا صفحہ ۲۸۸ طبع رحیمیہ دیوبند۔ اشعۃ اللمعات جلد ا۔ صفحہ ۱۱۵ شرح الصدور صفحہ ۶۰ مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۷ ۲۔ فتاویٰ عبدالحئی جلد ۲ صفحہ ۲۳ فیہ ادعاء بعض مستند (ھم) ھذا الرجل قیل

1۔ فی علمی بغیر الاستقراء التام وفوق کل ذی علم علیم۔ ۱۲ منہ

2۔ اس کا ثبوت تو مشکل بلکہ اس کا خلاف ثابت ہے۔ "قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام لہ الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابۃ لقد راٰہ کثیر من الاولیاء الخ۔ تفسیر روح البیان اختتام سورۂ ملک جلد ۴ صفحہ ۳۹۲ س۔ خیال رہے کہ امام غزالی ابن حجر و سیوطی اور قسطلانی سے پہلے کے ہیں نیز خود امام سیوطی کے فتاویٰ میں ہے "ولا یمتنع رؤیۃ ذاتہ الشریفۃ بجسدہ وروحہ وذلک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء احیاء ردت الیہم ارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم بالخروج من قبورہم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی" الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ وزرقانی جلد ا صفحہ ۲۶۰۔ دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری زیر حدیث "من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ" لکھتے ہیں۔ "فالرؤیۃ فی الیقظۃ متحققۃ وانکارها جهل" فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۰۴۔ ۱۲ فیضی غفی عنہ۔

بکشف للمیت حتی یری النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰ ۳ للقسطلانی حاشیہ مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۴۔ حاشیہ بخاری جلد ا صفحہ ۱۸۴ صفحہ ۳۲۵۔ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ ترمذی جلد ا صفحہ ۱۲۷ ابن ماجہ صفحہ ۳۲۵ ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۴، صفحہ ۱۰۲۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔

جان دے دو وعدۂ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

(حدائق بخشش جلد ا۔ صفحہ ۱۳)

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا

(حدائق جلد ا صفحہ ۵)

وہابی مولوی وحید الزمان مترجم ابوداؤد نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا آپ کی صورت مبارک اس کو دکھائی جاتی ہے"۔ جلد ۳۔ صفحہ ۵۱۱

ولہ الحمد وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام اللھم ارزقنا النظرالی وجہ حبیبک دائما ابدا

۶۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پردہ پوشی کے بعد بھی حضور کی ازواج پاک سے نکاح حرام ہے۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۲۶۔

۶۸۔ اللہ تعالیٰ پر حضور کی قسم ڈالنا جائز ہے۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۸۲، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۲۶

۶۹۔ محمد و احمد نام رکھنا بڑا مبارک ہے۔ دنیا و آخرت میں نافع ہے۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۱۔ مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۳۲

۷۰۔ نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز میں خطاب (1) کرتا ہے اور پکارتا (2) ہے۔ السّلام

---

1 جس پر لفظ علیک کا کاف ہے۔ جو واحد مذکر مخاطب کی ضمیر ہے۔ ۱۲

2 فریق مخالف کے بعض رہنماؤں (جو بزعم خویش علم کے اعلیٰ ٹھیکیدار ہیں اور حق یہ ہے کہ نرے جاہل ہیں) سے جب یہ کہا گیا کہ اگر ندا غیر اللہ شرک و ناجائز ہے تو نماز میں ایھا النبی کہہ کر کیوں حضور کو ندا کی جاتی ہے تو وہ علم کے دعوے دار نحو سے بے خبر فرمانے لگے۔ یہ ندا نہیں اس میں کون سا حرف ندائیہ ہے۔ استہزاء فرمایا کہ ای حرف ندا ہے یا ھا حرف ندا ہے۔ حالانکہ ان بے علموں کو اتنا پتہ بھی نہیں کہ ای اور ھا تنبیہ کا ایسے مقامات پر آنا جو شخص اس لیے ہے تاکہ دو آل تعریف جمع نہ ہوں ایک آل تعریف تو لام تعریف ہوا جو ایھا کے بعد ہے اور دوسرا آلہ تعریف ایھا سے پہلے کون سا ہے کہنا پڑے گا کہ وہ "یا" حرف ندائیہ ہے جو کبھی محذوف اور کبھی ملفوظ ہوا کرتا ہے۔ کافیہ میں ہے۔ "واذا نودی المعرف باللام قیل یاایھا الرجل" (اگلے صفحہ پر)

علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مواہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۸۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۵۱۳ ومثلہ عون المعبود جلد ۱ صفحہ ۳۶۵۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی نقل عنہ فی جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۲۔

شب معراج ان ہی الفاظ میں تحیات وسلام پیش ہوئے تھے۔ قال الکشمیری فی العرف الشذی صفحہ ۱۳۹ الی احد سندھذہ الروایۃ اور حکایت کی تحریر ہوئی۔ ۱۲ [illegible]

نمازی کو چاہیے کہ یہ الفاظ سلام بطور نقل الفاظ تشہد بطور حکایت واخبار نہ کہے بلکہ انشاء کا قصد کرے اور نبی کو پکارے اور خطاب کرے اپنی طرف سے سلام بھیجے۔

تنویر الابصار جو اس کی شرح درمختار جو ان کے حاشیہ ردالمحتار میں ہے:

(ویقصد بالفاظ التشہد معانیہا مرادۃ لہ علی وجہ) (الانشاء) کانہ یحیی اللہ تعالٰی ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ) (لا الاخبار) (عن ذلک) ای لا یقصد الاخبار والحکایۃ عما وقع فی المعراج منہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ربہ سبحانہ[1]

"یعنی نمازی الفاظ تشہد سے معانی کا ارادہ کرے ان کو بطریق انشاء۔ گویا کہ وہ نمازی اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیہ پیش کررہا ہے اور اپنی طرف سے اپنے نبی پر اور اپنے نفس پر اور اولیاء اللہ پر سلام پیش کررہا ہے ان الفاظ تشہد کے ادا کرتے وقت اس چیز کے خبر دینے اور حکایت کا ارادہ نہ ہو جو شب معراج حضور اور رب سے واقع ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلالہ"

(ردالمحتار المعروف فتاوی شامی جلد ۱ صفحہ ۳۷۷ مجموعہ فتاوی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷۷ مطبوعہ کانپور، صفحہ ۲۷ ط، والدر المنتقی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰، مراقی الفلاح صفحہ ۷۰ وغیرہ، اوجز المسالک جلد ۱، صفحہ ۲۶۵)

"الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنے کا ثبوت اور وہابیہ کا رد"۔ الشہاب الثاقب صفحہ ۵۲، کلیات امدادیہ صفحہ ۹۔۵۵، جمال الاذان، درود وسلام اصل سنت ہے۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۶

[illegible] یا ایہا الرجل [illegible] وصفحہ ۳۳ [illegible] ای یا ایہا الرجل لان صورۃ ایہا [illegible] ولکن [illegible]

1 [illegible] فالحکم [illegible] للسروجی [illegible] صالح فی [illegible]

نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۰، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۷، ترمذی، بیہقی، ابن زنجویہ، ابن ابی عاصم، القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۸۶، مشکوٰۃ باب فضل الاذان صفحہ ۶۴-۶۵، جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۹، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، سعادت الدارین صفحہ ۱۶۹، صراحۃ کیفیت جدیدہ، القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۹۲-۱۹۳، مرقات جلد ۱ صفحہ ۴۲۳، درمختار و ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۲۸۷، سعادت الدارین صفحہ ۱۷۲-۱۷۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۳-۳۷۷، بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۷، س ۱۱۲ الفیض الغنی عن

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی کا نورانی ارشاد مبارک:۔

واحضر (1) فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

(احیاء علوم الدین جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ ونقلہ العلامۃ علی القاری الحنفی۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۵۵۷)

"یعنی التحیات پڑھتے وقت جب تو السلام علیک ایھا النبی تک پہنچے تو اپنے دل میں نبی پاک اور آپ کی ذات بابرکات کو حاضر سمجھ اور پھر عرض کر السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے (غیب کی خبریں دینے والے) نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں میں موجود حاضر ہوتے ہیں۔ لہٰذا نمازیوں کو چاہیے کہ حضور پر سلام پیش کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ سید عالم یہاں موجود ہیں۔ برکت رسول اللہ فی الہند شیخ اجل شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حدیث تشہد کے ماتحت السلام علیک ایھا النبی کے خطاب کی وجہ بیان فرماتے ہیں:۔

آں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ نصب العین (2) مومناں وقرۃ العین عابداں است در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر اں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است۔ وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب

1۔ وقال شیخ الشیوخ الامام العارف السہروردی فی عوارف المعارف جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ ... عند الاجابۃ، ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویمثلہ بین عینیہ ...

2۔ ولعمہ ما قال مولانا محمد بن ... السالک فی ... المحشی

[illegible]

[illegible]

بجہت سریان (1) حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت در ذات مصلیان موجود حاضر است۔ پس مصلی رابایدکہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائض گردد (2)۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۰۱)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے سامنے ہیں۔ اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ ہر وقت اور ہر حالت میں خصوصاً عبادت کے وقت کیونکہ نورانیت کا موجود ہونا اور انکشاف اس وقت بہت زیادہ اور بہت قوی ہوتا ہے اور بعض عرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب (السلام علیک ایھا النبی) بوجہ جاری ہونے حقیقت محمدیہ کے ہے جو موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں جاری وساری ہے تو حضور نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں پس نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ ہو اور اس حضور حاضری سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے رازوں سے روشن اور فیضیاب ہو''۔

(ونقلہ الشیخ مولانا سراج احمد السرھندی النقشبندی فی شرح الترمذی (شروح اربعہ ترمذی جلد ا۔ صفحہ ۲۹۷ مطبع نظامی کانپور) اتمام حجت کے لئے مزید سنیں۔ یہی عبارت حدیث تشہد کے ماتحت غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق خاں بھوپالی نے بھی بغیر تغیر لکھی ہے۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام جلد ا۔ صفحہ ۳۵۹۔ ۳۶۰)

نیز شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:۔

دربعضے کلام بعضے عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلی بملاحظہ شہود روح مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسریان وے در ذرائر موجودات خصوصاً درارواح مصلیین ست و بالجملہ دریں حالت از شہود وجود وحضور از آں حضرت غافل وذاہل نباید بود بامید درود و فیض از روح پرفتوح وے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۵)

امام بدرالملۃ والدین محمود عینی حنفی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ زرقانی، شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اور ان کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب سب کے سب بیک زبان حدیث تشہد کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

---

1. وانہ النور الاعظم الساری فی جمیع الموجودات ۱۲ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۔ ۱۲ فیضی

2۔ بعینہ یہی عبارت تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۸۱ مطبع علوی لکھنوی صفحہ ۲۶۷۔ ۳ باب التشہد فی الآخرۃ میں بھی موجود ہے۔ ۱۲ منہ

ويحتمل ان يقال على طريق اهل العرفان ان المصلين لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات اذن لهم بالدخول في حريم الحي الذي لايموت فقرت اعينهم بالمناجات فنبهوا على ان ذالک بواسطة نبي الرحمة وبركة متابعته فاذا التفتوا فاذا الحبيب في حرم الحبيب حاضر فاقبلوا عليه قائلين السلام عليک ايها النبي ورحمة الله وبركاته. (عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰۔ زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۳۲۹۔ ۳۳۰، زرقانی شرح موطا جلد ا صفحہ ۱۹۰، مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۳۲۶، سعایہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ نورالایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صفحہ ۱۰۔ بلکہ یہی عبارت ان کے گھر میں بھی ہے دیکھو فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۳۳، اوجز المسالک جلد ا صفحہ ۲۶۵۔

"اہل عرفان کے طریق پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہیں حضور کو دیکھتے ہی السلام عليک ايها النبي ورحمة الله وبركاته کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے"۔

مولوی عبدالحی لکھنوی نے مذکورہ عبارت نقل کر کے کہا:۔

وقال والدی العلام واستاذی القمقام ادخله الله في دار السلام في رسالة "نورالايمان بزيارة آثار حبيب الرحمن" السر في خطاب التشهد ان الحقيقة المحمدية كانها سارية في كل وجود وحاضرة في باطن كل عبد وانكشاف هذه الحالة على الوجه الاتم في حالة الصلوٰة فحصل محل الخطاب وقال بعض اهل

المعرفة ان العبد لما تشرف بثناء الله فكانه في حريم المحرم الالٰهي ونور بصيرة ووجد الحبيب حاضرًا في حرم الحبيب فاقبل عليه و قال السلام عليک ايها النبي ورحمة الله وبركاته.

اھ ملخصًا۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۲۷_۲۲۸)

"میرے والد علام اور استاذ قمقام نے (اللہ تعالیٰ انہیں دارالسلام میں داخل فرمائے) اپنے رسالہ "نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن" صفحہ ۱۰ میں فرمایا۔ خطاب تشہد یعنی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری وساری اور بندہ کے باطن میں حاضر وموجود ہے۔ اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے۔ لہٰذا محل خطاب حاصل ہو گیا۔ اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الٰہی سے مشرف ہوا تو وسے حرم حریم الٰہی میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا السلام علیک ایہا النبی اے نبی صلی اللہ علیک وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں"۔

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تشہد کے بیان میں ارقام فرماتے ہیں:

سمعت سيدى عليا الخواص رحمه الله تعالى يقول انما امر الشارع المصلى بالصلوة والسلام على رسول الله صلى الله عليه وسلم في التشهد لتنبه الغافلين في جلوسهم بين يدى الله عزوجل على شهود نبيهم في تلک الحضرة فانه لايفارق حضرة الله تعالى ابدا فيخاطبونه بالسلام مشافهة اھ (کتاب المیزان جلد ا صفحہ ۱۵۳ مطبعہ حجازی بالقاہرہ وصفحہ ۱۶۷ مطابق مطبعہ مصطفی البابی الحلبی ونحوہ فی صفحہ ۱۵۳ مطبعہ حجازی وصفحہ ۱۶۲ مطبعہ البابی الحلبی

"میں نے سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ شارع (حقیق) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں"۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فی کل حین و آن بعدد معلومات اللہ تعالٰی فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر والی عبارت مواہب لدنیہ شریف سے باترجمہ نقل فرمانے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:۔

"وبعضے از ارباب تحقیق گفتہ اند ایں خطاب باعتبار سریان حقیقت محمدیہ ست

در ذرائر موجودات وحضور ہوست در باطن عبد و انکشاف ایں حال ست در وقت

صلوٰۃ کہ افضل حالات و اقرب مقامات ست عبدا"

(مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۳۶۶)

نیز حجۃ اہل التحقیق وامام اہل الحق محقق علی الاطلاق حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث محقق دہلوی فرماتے ہیں۔ "وبعضے عرفاء از ارباب تحقیق گفتہ اند کہ آنحضرت باعتبار سریان حقیقت وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در ذرائر موجودات واحاطہ ذات بابرکات وے بسائر ممکنات (۱) در ذات مصلی حاضر و شاہد است و در و د صیغہ خطاب (ای بالسلام علیک ایھا النبی) در تشہد در حقیقت بملاحظہ وشہود است صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم"۔ (مکتوبات شیخ محقق صفحہ ۳۱۶ علی ہامش اخبار الاخیار)

آخرہ محدثین وعلماء کاملین کے یہ کلمات طیبات السلام علیک ایھا النبی کے ماتحت بیان کئے گئے۔ کہ جن سے حضور ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس مسئلہ حاضر و ناظر کے مزید بعض دلائل قاہرہ بطور اجمال ملاحظہ فرمائیں۔ اصل دعوٰی جس کو بغور سمجھنے سے مخالف کے اعتراضات رد ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرم روح حیات واصل عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار حقیقت محمدیہ کے اور باعتبار اصل موجودات کے اور بوجہ علم ونظر اور نورانیت ونور نبوت وروحانیت کے عالم کے ذرہ ذرہ کے قریب اور حاضر ہیں اور خلق کے ایک ایک ذرہ کو ناظر (دیکھنے والے ہیں) موجودات کے ذرہ ذرہ میں حقیقت محمدیہ جاری ساری ہے۔ جسم مثالی ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا جسم مثالی سے آن واحد میں متعدد مقامات میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جسم بشری وعنصری ایک ہی ہے۔ اس سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے ہم دعوے دار نہیں۔ ہاں اس جسم پاک سے جہاں چاہیں آئیں جائیں۔

نقل وحرکت، آمد ورفت فلاں جگہ تھے اور فلاں جگہ نہ تھے۔ یہ سب جسم بشری وعنصری سے متعلق

۱۔ قال الامام عبدالکریم الجیلی رحمہ اللہ تعالٰی "فھو صلی اللہ علیہ وسلم سار فی جمیع الموجودات لانہ ھیولی العالم والدلیل علی ذلک ان اللہ تعالٰی خلق العالم منہ فھو صلی اللہ علیہ وسلم سار فی جمیع الموجودات سریان الحیاۃ فی کل حی فھو حیات العالم"۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۹۔ ۱۲ النعیمی عفی عنہ

ہے (جو ہر مسلمان اور کافر کو محسوس بصر تھا) اور اس کے ہر جگہ حاضر ہونے کے ہم مدعی نہیں (1)۔

خذ ھذا فاحفظہ۔

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک یعنی قرآن شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت:۔

۱۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (2) (بقرہ: ۱۴۳)

''اور یہ رسول تمہارے گواہ (اور تم پہ حاضر و ناظر ہیں)''۔

دو تنبیہیں

نمبر ۱: کیا گواہ وہی ہوا کرتا ہے جو نہ موقع میں حاضر ہو نہ واقعات کو دیکھے اور نہ اس کو واقعات کا علم ہو۔

1۔ یہ فہم ظاہر میں ہے۔ ورنہ بعض عرفاء محققین تو کچھ اور زیادہ کہتے ہیں۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ا صفحہ ۱۱۳ میں ہے:

''عرض: حضور، اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

عرض مؤلف: حضور اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیاء کے تابع ہوتے ہیں اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے۔ امثال کا وجود شے کا وجود نہیں تو ان اجسام کا وجود اس جسم کا وجود نہ ٹھہرے گا۔

ارشاد: امثال اگر ہوں گے تو جسم کے، ان کی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرماتی ہے۔ تو وہ سب [illegible] حقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ہے ورنہ سبع سنابل شریف (سنبلہ ششم نقل از وفاق صفحہ ۹۲ فیضی) میں حضرت سید شیخ محمد ابو الفتح قدس سرہ کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ ان پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا: کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ شیخ محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو تو کیا تعجب ہے۔

یہ ذکر کرتے علامہ عارف باللہ تعالیٰ میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی مؤلف سبع سنابل شریف [illegible] نے

(دیکھو مجلہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور شمارہ اول صفحہ ۱۰۰ تا [illegible])

(خروسند [؟] ... تمثیل ... شیخ چند جا حاضر شدہ ... ذات شیخ ہر جا حاضر شدہ [illegible] ... ذات خود ہر جگہ موجود تھے ... فہم ظاہر سے [illegible] ...

میرے [illegible] ... شیخ الحدیث ... (جلد ا صفحہ ۱۷۲ طبع دوم) میں رقمطراز ہیں:

''سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... تمام جہانات ... اپنے ... کی زیارت ... ۱۴۔ فیضی عفی عنہ

2۔ قال البیضاوی تحت ھذہ الآیۃ: کان الرسول علیہ الصلوۃ والسلام کالرقیب المھیمن علی امتہ''

(تفسیر بیضاوی علی ہامش القرآن صفحہ ۳۳ [illegible])

زرا سوچا تو سہی۔ جو گواہ جس واقعہ کی گواہی دے۔ اصلاً اور حقیقۃً یہ ہے کہ وہ اس واقعہ میں حاضر ہو اور اس کا مشاہدہ کرے۔ اور مجازاً یہ کہ اس کو اس واقعہ کا علم ہو۔ ورنہ اس کی گواہی مردود قابل رد ہے۔ حضور کس پر گواہ ہیں۔ علیکم اُمت پر۔ تو ثابت ہوا کہ حضور امت کے جمیع حالات و واقعات پر حاضر و ناظر ہیں۔ جب تک حقیقی معنی ممکن مجازی کی طرف آنا مشکل اور اگر مجازی کی طرف آ بھی جائیں تو علم جمیع احوال امت سے گواہی ثابت اور علمی اعتبار سے پھر بھی حاضر و ناظر ہونا ثابت ہٰذا ہو المقصود۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کا بھی جواب ہو گیا جو شاہد اور شہید کا لفظ اوروں کے لئے دکھا کر ان کے حاضر و ناظر ہونے کا قائل کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی شہادت کا دائرہ اتنا وسیع نہیں جتنا حضور ﷺ کی شہادت کا دائرہ وسیع ہے۔ لہٰذا وہ اپنے متعلقات شہادت کے مشاہد یا عالم اور حضور ﷺ اپنے متعلقات شہادت کے مشاہد و عالم ہیں۔ بہر حال کماً کیفاً شہادت شہادت اور شہود شہود میں فرق ہے۔ اشتراک لفظی وحدت مفہوم کا مقتضی نہیں ہوا کرتا۔ کما ہو مبنی ورنہ معترضین یہ بتائیں کہ حضور ﷺ کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے۔ تو دونوں کے شہید ہونے میں کماً کیفاً کچھ فرق اگر نہیں تو توحید صاف ہے۔ اور اگر ہے تو جس طرح خالق اور حبیب خالق میں فرق اسی طرح نبی اور امتی کی شہادت میں فرق ہوگا فاحفظہ"

۲۔ "شہیدا" کا معنی حاضر و ناظر ہے[1]۔ دیکھو دیوبندیوں کے تھانوی صاحب کا ترجمہ (آیت نمبر ۵۵ سورۃ احزاب)" دیوبندیوں کے گھر کی لغت "مصباح اللغات صفحہ ۴۲۶ میں شہد شہوداً کا معنی حاضر ہونا" لکھا ہے۔ اور شہید کا معنی حاضر۔ وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو" یہ خبر کی گواہی بہت بھاری رہی۔ فللّٰہ الحمد۔

۳۔ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝[2] (النساء)

"اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ (اور حاضر ناظر) بنا کر لائیں گے"۔

۴۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا (النحل: ۸۴)

"اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر اُمت میں سے ایک گواہ (وہ اس اُمت کا نبی ہوگا)"۔

۵۔ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ (النحل: ۸۹)

"اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر لائیں گے"۔

آیت نمبر ا کی تفسیر میں عمدۃ المفسرین فاضل علام عارف باللہ حضرت شیخ اسمٰعیل حقی حنفی اور خاتم

1۔ روح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۷۹۔ ۱۰ سطر

2۔ "العطایا عقائد ہیں" تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۰۲ سطر

المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:۔

ومعنی شهادة الرسول علیهم اطلاعه علی رتبة کل متدین بدینه وحقیقته التی هو علیها من دینه و حجابه الذی هو به محجوب عن کمال دینه فهو یعرف ذنوبهم وحقیقة ایمانهم واعمالهم وحسنا تهم وسیآتهم واخلاصهم ونفاقهم وغیر ذلک بنورالحق ۔اھ (تفسیر روح البیان جلد ۱ ۔صفحہ ۲۴۰ ۔طبع قدیم ۔

''یعنی وباشد رسول شما برشما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں محجوب ماندہ است کدام است ، پس او مے شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہذا شہادت او در دنیا حق امت مقبول و واجب العمل است۔'' تفسیر عزیزی پارہ ۲ ۔صفحہ ۵۱۸ ۔محمدی لاہوری۔

''وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور نور نبوت سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے ۔اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ رکا ہوا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو (جو قلبی کیفیات ہیں اور ما فی الصدور کی چیزیں ہیں) جانتے اور پہچانتے ہیں۔اسی لئے حضور کی شہادت دنیا اور آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے''۔

۵ ۔يَآيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (الاحزاب:۴۵)

''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (بنا کر)''

۶ ۔إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا[1] (الفتح:۸)

1۔ قال العارف العلام الشیخ اسمعیل الحقی الحنفی تحت هذه الآیة انه لما کان اول مخلوق خلقه الله کان شاهدا بر حدانیة الحق وربوبیته وشاهدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک والجن والشیطان والانسان وغیر ذالک لئلا یشذ عنه ما یمکن للمخلوق درکه من اسرار افعاله وعجائب صنعه وغرائب قدرته بحیث لا یشارکه فیه غیره ولذا قال علیه السلام علمت ماکان و مایکون لانه شاهدا لکل وما غاب لحظة فحصل له بکل حادث جری علی الاشیاء والرسل والامم فهوم وعلوم ثم انزل روحه فی قالبه لیزداد له نور علی نور فوجود کل موجود من وجوده و علوم کل نبی وولی من علومه وقال بعض الکبار ان مع کل سعید رقیقة من روح النبی صلی الله علیه وسلم هی الرقیب العتید علیه اه تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحه ۶۲۵، ۶۲۱، ۱۲۰۰ طبع

"بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (بنا کر)"

۷۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ (مزمل:۱۵)

"بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے ہیں کہ تم پر حاضر و ناظر ہیں"۔

ان آیات قرآنیہ کے سمجھنے کے لئے دو باتیں خوب ذہن نشین کرلیں۔ ایک یہ کہ "شاہد" کس سے ماخوذ و مشتق ہے اور اس کا کیا معنی ہے۔ دوسری یہ کہ حضور کس پر شاہد ہیں۔

ا۔ "شاہد" شہود وشہادۃ سے ماخوذ ہے۔ شَهِدَ يَشْهَدُ وَشَهِدَ يَشْهَدُ "شهود اوشهادة حاضر ہونا۔ گواہی دینا۔ ان کے کھری لغت مصباح۔ صفحہ ۳۲۶۔

امام اہل اللغۃ والتفسیر امام راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ) شہود اور شہادۃ کا معنی بیان فرماتے ہیں:۔
الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصيرة۔ شہود اور شہادت کا معنی، بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہونا۔

(المفردات فی غریب القرآن فی اللغۃ والادب والتفسیر وعلوم القرآن صفحہ ۲۶۹)۔

تو ثابت ہوا کہ شاہد کے معنی حاضر و ناظر ہیں۔ ولا يجوز للشاهد ان يشهد بشيء لم يعاينه الخ "قدوری کتاب الشہادات" صفحہ ۲۵۰۔ ۱۲ فیضی

۲۔ اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا (الدعا الماثور)

۳۔ کتب فی المشکوٰۃ صفحہ ۱۹۹۔ تحت اسمه تعالى۔ الشهيد" اى الحاضر۔ ۱۲

۴۔ باقی رہا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس پر حاضر و ناظر ہیں۔ اگر علم معانی بیان سے مس ہے تو تلخیص ومختصر المعانی ومطول وغیرہ سے معلوم ورنہ مفسرین قرآن کی زبانی سنو کہ حضور کس پر حاضر و ناظر ہیں۔

آیت نمبر ۵۔ کی تفسیر میں مفسر قرآن، امام علامہ ابو سعود حنفی (متوفی ۹۸۱۔ ۹۸۲ھ) فرماتے ہیں:۔

(يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا) على من بعثت اليهم تراقب احوالهم و تشاهد اعمالهم وتتحمل منهم الشهادة بما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ما هم عليه من الهدى والضلال وتؤديها يوم القيمة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم تفسير ارشاد العقل السليم الى المزايا الكتاب الكريم المشهور تفسير ابوسعود۔ على هامش تفسير مفاتيح الغيب المشهور

تفسیر کبیر جلد ۶۔ صفحہ ۲۰۹۔

"اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے بھیجا آپ کو شاہد حاضر و ناظر بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ان کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ ان سے تحمل شہادت فرماتے ہیں۔ یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا مقبول ہوگی۔ ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدے کے لئے ہوں گی۔ اور ان تمام باتوں میں جو ان کے نقصان کے لئے ہوں گی"۔

مفسر قرآن امام علامہ قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۲ھ ۶۹۲ھ وقیل ۷۹۱ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(شاهدا) علی من بعثت الیهم بتصدیقهم وتکذیبهم و نجاتهم و ضلالهم"

تفسیر "انوار التنزیل واسرار التاویل" المعروف تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۲۵ علی هامش القرآن مطبعة المصطفے البابی الحلبی بمصر) وزرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۱۷۳۔ یہی قاضی صاحب آیت نمبر ۲ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"شاهدا علی امتک" تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۱۲۔

مفسر قرآن امام علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی صاحب کنز الدقائق ومنار رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۰۱۔۷۱۰ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:۔

(شاهدا) علی من بعثت الیهم وعلی تکذیبهم وتصدیقهم ای مقبولا قولک عند الله لهم وعلیهم تفسیر مدارک التنزیل علی هامش الخازن جلد ۳۔ صفحہ ۴۷۲ ونحوه فی روح البیان جلد ۳۔ صفحہ ۶۱۹۔

مفسر قرآن امام محی السنۃ علاؤالدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۱ھ) زیر آیت نمبر ۵ فرماتے ہیں:

شاهدا علی الخلق کلهم یوم القیامة. تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف خازن۔ جلد ۳۔ صفحہ ۴۷۲۔

مفسر قرآن امام علامہ جلال الدین محلی (متوفی ۸۶۴ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

شاھدا علی من ارسلت الیھم۔ تفسیر جلالین صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ نور محمد دہلی۔

مفسر قرآن علامہ سلیمان جمل رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۹۶۔۱۲۰۴ھ) اس کے تحت فرماتے ہیں:

(قولہ علی من ارسلت الیھم) ای لتترقب احوالھم وتشاھد اعمالھم و تتحمل الشھادۃ علی ما صدر عنھم من التصدیق والتکذیب وسائر ما ھم علیہ من الھدی والضلال تودیھا یوم القیمۃ اداءً مقبولاً فیما لھم وفیما علیھم تفسیر الفتوحات الالٰھیۃ المعروف تفسیر جمل جلد ۳ صفحہ ۴۴۳۔

علامہ محمود آلوسی حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:۔

(شاھدا) علی من بعثت الیھم تراقب احوالھم وتشاھد اعمالھم و تتحمل الشھادۃ علی ما صدر عنھم من التصدیق والتکذیب وسائر ما ھم علیہ من الھدی والضلال تودیھا یوم القیمۃ اداءً مقبولاً فیما لھم وما علیھم (تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۴۵)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم شاھد علی الخلق تفسیر مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۷۸۸۔

عن ابن عباس مرفوعاً شاھدا علی امتک۔ اخرجہ ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والخطیب وابن عساکر (تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۷۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۹۷۔ تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۲۳ تحت آیت ۶۔ تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۸۶۔

ابن تیمیہ کا شاگرد ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) رقمطراز ہے:۔

(شاھدا) علی الناس باعمالھم۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۹۷۔

مفسر قرآن عارف باللہ تعالیٰ علامہ احمد صاوی علیہ رحمۃ الباری آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:۔

(شاھدا) (علی من ارسلت الیھم) ای لتترقب احوالھم وتکون

مشاهدا لما صدر منهم من الاعمال الحسنة والقبيحة اھ (تفسیر صاوی شریف جلد ۳ صفحہ ۲۳۳)

علامہ زرقانی اور امام قسطلانی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

(شاهدا على الوحدانية وشاهدا في الدنيا باحوال الأخرة) اى يكون فيها ذاتا اوصفة (من الجنة والنار والميزان والصراط وشاهدا في الآخرة باحوال الدنيا) وذلك بان يشهد للمطيع (بالطاعة) وعلى العاصي (بالمعصية والصلاح) الواقع من المطيع (والفساد) من العاصي۔ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۷۴۔

علامہ ملاعلی قاری حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

(شاهدا) اى على من بعثك اليهم۔ (شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

نیز علامہ ملاعلی قاری حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

(شاهدا اى على ما بعثت اليهم بتصديقهم وتكذيبهم ونجاتهم وضلالهم يوم القيامة (شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

اتمام حجت۔ "محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا"۔ تفسیر عثمانی صفحہ ۵۵۰

مفسرین اور محدثین کی عبارات منقولہ بالا "شاهدا علىٰ من بعثت اليهم" "على من بعثك اليهم"۔ "على ما بعثت اليهم"۔ "على من ارسلت اليهم" سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں۔ جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تو آپ کائنات میں کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے۔ اس کا بیان خصوصیت وفضیلت نمبر ۵۲ میں مذکور ہوا۔ دوبارہ صحیح مسلم شریف کی حدیث سن لیں۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ارسلت الى الخلق كافة۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۹۔ مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نور محمد

"یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

عبارات مذکورہ کو حدیث شریف سے ملایئے اور یوں کہیے:۔

شاهدا على من ما ارسلت اليهم وارسلت الى الخلق كافة۔

"حضور ان تمام پر شاہد (حاضر و ناظر) ہیں جن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور وہ ساری مخلوق

کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں"۔

لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ساری مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں۔ جس کو امام رازی اور علامہ خازن نے ان الفاظ سے بیان کیا۔ (کما مر)

انه شاهد على الخلق (رازی) شاهدا على الخلق كلهم (خازن)

فلله الحمد

؎ در نظر بودش مقامات العباد ... زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

ناظرین کرام یہ ہے ہمارا وہ قرآنی عقیدہ کہ جس کی وجہ سے دیوبندی، وہابی مکتب فکر کے لوگ ہمیں اور ہمارے سلف صالحین اور بزرگان دین اور عارفین کاملین اور ائمہ محدثین کو مشرک کہتے ہیں اور ابوجہل کے برابر گردانتے ہیں۔

(دیکھو تقویۃ الایمان صفحہ ۸ باب ا۔ مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۳۳۰ھ و فتاوی رشیدیہ جلد ا صفحہ ۱۵ و جلد ۲ صفحہ ۴ بہشتی زیور جلد ا صفحہ ۳۳۔ ۳۴ و فتوی المحقہ بلغۃ الحیران از صفحہ ۲ تا ۴ تحریر صفحہ ۱۰۔

مسلمانو خدارا انصاف کرنا کہ جو مسئلہ صاف صاف قرآن شریف کی آیتوں سے ثابت ہو اُس کے ماننے کا نام شرک ہے تو "وید" کے ماننے کا نام اسلام ہوگا۔ ان لوگوں کو ہمیشہ کفار و ہنود سے اُنس و پیار رہا۔ اور اسلام اور بانی اسلام اور مسلمانوں سے بغض و عناد رہا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ (جنگ آزادی مطبوعہ ملتان۔ تاریخی حقائق مطبوعہ لاہور۔ مکالمۃ الصدرین حیات طیبہ (رضائے مصطفیٰ جلد ۲۔ ۸، شمارہ ۱۲۔ ۱۸ نمبر ۱۶ حسینی سبیل نادرست و حرام فتاوی رشیدیہ جلد ۳۔ صفحہ ۱۱۳۔ اور ہندوؤں کی سودی سبیل درست فتاوی رشیدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۔ طعام پر فاتحہ پڑھنا بدعت۔ فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ و صفحہ ۱۵۰۔ روایات سچی والا میلاد شریف بھی ناجائز۔ فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰۔ ۱۵۵۔ جس محفل میلاد شریف اور عرس میں صرف قرآن خوانی ہو اور تقسیم شرینی ہو وہ بھی ناجائز۔ چالیس روزہ، روٹی بدعت۔ گیارھویں بدعت۔ فتاوی رشیدیہ جلد ۳۔ صفحہ ۹۴ ہندوکی سود کا کھانا ثواب، چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی ٹھیک۔ فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰۔ ہندو تہوار ہولی، دیوالی کا طعام کھیلیں اور پوریاں درست ہیں فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳۔ اور اس کے علاوہ ان کے اتباع نے اور بہت اضافے کئے ہیں۔ جیسے گاندھی اور نہرو پر سلام کہا گیا اور پڑھایا گیا (ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بدعت) سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "یقرء ون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ..... فيقتلون اهل

الاسلام ویدعون اھل الاوثان الحدیث (بخاری و مسلم مشکوۃ۔ صفحہ ۵۰۳)۔

ناظرین حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت ایک اور آیت قرآنی سے ملاحظہ فرماویں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (احزاب ۶)

''نبی مسلمانوں کی جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں''۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

روئے مبارک سوئے یاران کرد و فرمود اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ نے دانید شما کہ نزدیک تر و دوست ترم بمومناں از ذات ہائے ایشاں چناں کہ در قرآن مجید ہم مذکور است کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی گفتند صحابہ آرے تو نزدیک ترین و دوست ترین بمومناں ہستی از نفوس ایشاں (مدارج النبوۃ جلد ۲۔ صفحہ ۴۰۱)

''یعنی جب حضور منزل غدیر خم پر پہنچے صحابہ کی طرف رخ انور کیا۔ اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک میں مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ دوست ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ کہ نبی مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک ہے۔ صحابہ نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ! آپ مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ دوست ہیں''۔

شیخ محقق کے اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کا مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے نزدیک ہونا۔ (۱) فیصلہ قرآن ہے۔ (۲) اور فرمان محبوب رحمٰن ہے۔ (۳) اور صحابہ کرام کا اقرار و اذعان ہے۔

نیز شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

پیغمبر نزدیک تر است بمومناں از ذات ہائے ایشاں۔ (مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۸۱)

''حضور مومنوں سے بہ نسبت ان کی ذات کے بھی زیادہ نزدیک ہیں''۔

فریق مخالف کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی مِنْ اَنْفُسِهِمْ

جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی زیادہ نزدیک ہے مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے۔ یعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی ان سے نزدیک ہے۔ اصل معنی اولی کے اقرب ہیں۔ (آب حیات

صفحہ ۵۸)

(اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی) ای احق واقرب الیہم (مِنْ اَنْفُسِہِمْ) تفسیر روح المعانی، جلد ۱۱، صفحہ ۱۵۱۔ ۱۱۲ المطبعی محلی منہ

نیز مولوی نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولی بمعنی اقرب ہو۔ تحذیر الناس صفحہ ۱۰۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے کا مسئلہ آیات قرآنیہ ارشادات ربانیہ سے موافق ومخالف کے ترجموں اور تفسیروں سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا۔ ان مذکورہ آیات کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ میں انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ماننے والے کے لئے اس قدر کافی اور ضدی لا تسلم والے کے لئے مکمل قرآن غیر وافی۔ اس موضوع پر یہ چند حدیثیں ملاحظہ فرماویں:۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ما من مؤمن الا وانا اولی الناس بہ فی الدنیا والآخرۃ۔ اخرجہ البخاری جلد ا صفحہ ۳۳۳ وجلد ۲ صفحہ ۷۰۵ وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲۔

"کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں کی بہ نسبت اس سے زیادہ قریب ہوں"۔

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

انا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ اخرجہ الطیالسی وابن مردویہ عنہ۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲

"میں تمام مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ قریب ہوں"۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے:

انا اولی بکل مومن من نفسہ اخرجہ احمد وابوداؤد وابن مردویہ۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲

"میں ہر مومن سے اس کی جان کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوں"۔

۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

يا بريدة الست اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ قلت بلى يارسول الله

اخرجه ابن ابی شيبة واحمد والنسائی

(تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

"اے بریدہ! کیا میں تمام مومنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں ہوں۔ میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ واقعی تمام مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں"۔

اولیٰ ولی سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اور ولی کا معنی الابواب الصرف صفحہ ۱۱۲ ہی میں دیکھ لیں۔ "الولی" "نزدیک شدن" "نزدیک ہونا"۔ اور صفحہ ۹۲۔ ان کی مصباح صفحہ ۹۵۵ پر ہے۔ "ولیا"۔ قریب ہونا۔ اگر اب بھی میں اس معنی میں مجرم ہوں تو مجھ سے پہلے شیخ محقق اور فریق مخالف کے پیشوا نانوتوی مجھ سے پہلے مجرم ہوں گے۔ یہ تو پڑھا کہ حضور سب کے قریب ہیں۔ اب یہ سنو کہ حضور سے قریب کون ہیں۔ ان کے قرب سے کون مستفیض ہوتے ہیں۔

عن معاذ بن جبل قال لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن خرج معه رسول الله صلى الله عليه وسلم يوصيه ومعاذ راكب ورسول الله صلى الله عليه وسلم يمشى تحت راحلته فلما فرغ قال يا معاذ انك عسى ان لا تلقانى بعد عامى هذا ولعلك ان تمر بمسجدى هذا وقبرى فبكى معاذ جشعا لفراق رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم التفت فاقبل بوجهه نحو المدينة فقال ان اولى الناس بى المتقون من كانوا وحيث كانوا۔

(رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵۔ صفحہ ۲۳۵ مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق فصل ۳۔ صفحہ ۴۴۵۔۴۴۶)

"یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے اور حضور ﷺ ان کی سواری کے نیچے پیادہ چلتے تھے۔ جب آپ

(وصیت سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! قریب کہ تو مجھے نہ ملے گا۔ میرے اس سال کے بعد اور شاید تو میری مسجد اور میری قبر پر گذرے۔ یہ سن کر حضرت معاذ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق کے غم سے رونے لگے۔ تو آپ نے ادھر سے التفات کر کے مدینہ طیبہ کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ میرے بہت قریب وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں جو ہوں اور جہاں ہوں"۔

اس حدیث پاک سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ (۱) حضور فخر عالم کی تواضع وانکساری (۲) حضور کو اپنے وصال شریف کا علم (۳) اور حضرت معاذ کی زندگی کا علم (۴) اور حضرت معاذ کے مزار شریف پر آنے کا علم (یہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا) (۵) محبوب خدا کے فراق میں رونا (۶) معاذ کو ارشادات نبویہ کے وقوع کا یقین (۷) متقی لوگوں کا حضور کے قریب ہونا اگرچہ ظاہرا کتنا دور کیوں نہ ہوں (۸) حضور کا حضرت معاذ کو تسلی دینا کہ تو بظاہر یمن میں ہوگا اور باطن میں میرے قریب ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ولنعم ماقیل ۔

گر بمنی در یمنی پیش منی   گر بے منی پیش منی در یمنی

شیخ محقق اس حدیث پاک کے ماتحت رقم طراز:

ان اولی الناس بی المتقون وفرمود قریب ترین مردم بمن پرہیزگارانند من کانوا وحیث کانوا ہرکسانے کہ باشند و ہرجا کہ باشند ایں وصیت وتسلیہ است مر معاذ را کہ باید تقویٰ ورزی و برفراق ما غم نخوری چوں از متقیاں باشی بصورت را گرچہ اباشی بمعنی باما ئی (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۰۸)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تو سب کے قریب اور ہر ایک کے نزدیک ہیں مگر ہیں ملائکہ کی طرح پوشیدہ۔ آپ کے قرب اور دیدار سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں جن سے بوجہ مجاہدات وریاضات وکثرت درود شریف کے حجابات دور کر دیئے گئے پھر وہ تقویٰ کی وجہ سے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں اور قلوب کو تسکین بخشتے ہیں۔ اور نور ایمان بڑھاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم اللھم اجعلنا من المتقین لکی نبرد انظارنا ونسکن قلوبنا من رویتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔ باقی رہے اندھے نہ دیکھنے والے (یعنی غیر متقی، حضور کے قرب سے فیضیاب نہ ہونے والے) تو وہ دو قسم ہیں۔ ایک تسلیمی اندھے جو آنکھ والوں اور دیدار کرنے والوں کی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ضدی بدبخت اندھے۔ جو خود تو دیکھ نہیں سکتے۔ پھر آنکھ والوں کی بات بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:۔

ان موت الانبیاء انما هو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لاندرکهم، و ان کانوا موجودین احیاء و ذلک کالحال فی الملائکة فانهم موجودون احیاء ولا یراهم احد من نوعنا الا من خصه اللّٰه تعالٰی بکرامته. اه تذکرة للقرطبی تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی والملک للسیوطی، الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲۔صفحه ۲۵۱۔

"یعنی انبیاء کی پردہ پوشی کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم (عوام) سے غائب ہو گئے۔ ہم (عوام) ان کا ادراک نہیں کرتے۔ اگرچہ انبیاء کرام اب بھی بعد پردہ پوشی کے موجود ہیں، زندہ ہیں۔ تو یہ ملائکہ کی طرح ہے کہ فرشتے بھی زندہ موجود ہیں ہم میں سے کوئی انہیں نہیں دیکھتا مگر وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامت وفضل وکرم سے مخصوص فرمایا"

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت سے وقعات واحادیث رؤیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (یقظۃ) نقل کر کے فرماتے ہیں:

فحصل من مجموع هذه النقول والاحادیث ان رسول اللّٰه علیه الصلوٰة والسّلام حی بجسده وروحه وانه یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وهو بهیئته التی کان علیها قبل وفاته لم یتبدل منه شیء وانهٗ مغیّب عن الابصار کما غیبت الملائکة مع کونهم احیاء باجسادهم فاذا اراد اللّٰه تعالٰی رفع الحجاب عمن اراد اکرامه برویته رآه علی هیئته التی هو علیها لا مانع من ذلک ولا داعی التخصیص برؤیة المثال (الحاوی للفتاوی جلد ۲۔صفحہ ۲۶۳۔تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲۔صفحہ ۳۵)۔

"یعنی ان نقول اور احادیث مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم روح بمع جسد زندہ ہیں اور بیشک آپ زمین کے گوشوں میں اور عالم غیب فرشتوں کے عالم میں عالم ارواح میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔ اور آپ اپنی ہیئت پر ہیں جس پر قبل از پردہ پوشی تھے۔ اس ہیئت اور شکل وصورت سے کچھ نہ بدلا۔ اور بے شک آپ آنکھوں سے چھپائے گئے ہیں جیسے فرشتے چھپائے گئے ہیں حالانکہ وہ بھی بمع جسم زندہ ہیں۔ تو جس کو اللہ تعالیٰ

دیدار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے نوازنا چاہتا ہے اس سے پردے ہٹا لیتا ہے تو وہ خوش قسمت حضور کو ان کی اصلی و حقیقی ہیئت و شکل و صورت پر دیکھتا ہے۔ جسد عنصری کے دیکھنے سے کوئی مانع نہیں۔ اور رویت جسم مثالی کی تخصیص کی طرف کوئی داعی نہیں"۔

اب ان اولی الناس بی المصعقون کے ماتحت واقعات کثیرہ سے چند واقعات ملاحظہ فرمادیں کہ متقی لوگ کیسے حضور کے نزدیک ہیں اور آپ کے قرب سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں (۱)

۱۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۵ مرتبہ جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اور بہت سی حدیثوں کے متعلق حضور سے پوچھا اور آپ کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان کو صحیح کہا جن کو محدثین نے اپنے طریق سے ضعیف کہا تھا کما مر (میزان کبریٰ للشعرانی جلد ۱ صفحہ ۳۱ مطبعہ حجازی قاہرہ، وجلد ۱ صفحہ ۴۴ مطابق مطبع مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر۔ سعادت دارین للنبہانی صفحہ ۴۳۲۔۴۳۸، فتح القدیر للنبہانی جلد ۱ صفحہ ۷ مطبوعہ مصر و ایضا فیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لہ رضی اللّٰہ تعالی عنہ یقظۃ "یا شیخ الحدیث" وبشرہ بانہ من اھل الجنۃ من غیر عذاب یسبق۔ ورحمت کائنات وفیض الباری کشمیری جلد ۱ صفحہ ۲۰۴۔ اس میں ۷۵ کی بجائے ۲۲ مرتبہ کا ذکر ہے)

۲۔ امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۸ ساتھیوں کے ساتھ صحیح بخاری جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پڑھی (ان آٹھ میں ایک حنفی تھا) فیض الباری کشمیری جلد ۱ صفحہ ۲۰۴) وھذا ایضا مر۔

۳۔ امام ابو محمد بن جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث مختصر من البخاری کی تعلیقات میں فرماتے ہیں:۔

وقد ذکر عن بعض الصحابۃ قال السیوطی اظنہ ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما انہ رای النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی النوم فتذکر ھذا الحدیث ۔ یقول الفیتی یعنی الحدیث الصحیح " وھو ھذا" من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ رواہ البخاری و مسلم وابوداؤد عن ابی ھریرۃ والطبرانی من حدیث مالک بن عبداللّٰہ الخثعمی، ومن حدیث ابی بکرۃ والدارمی من حدیث ابی قتادۃ. و بقی یفکر فیہ ثم دخل علی بعض ازواج النبی ، قال

۱۔ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی [illegible]
صفحہ [illegible]

السیوطی اظنها میمونۃ. فقص علیھا قصتہ فقامت واخرجت لہ مرآتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال رضی اللّٰہ عنہ فنظرت فی المرأۃ فرأیت صورۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولم ارلنفسی صورۃ اھ

(تنویر الحلک والحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹ مطبعۃ السعادۃ بمصر۔ سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۳۰۶)

"یعنی صحابہ کرام سے یہ منقول ہے۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میرے گمان میں یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پھر اس حدیث صحیح کو یاد کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے جاگتے ہوئے دیکھے گا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی فکر میں رہے۔ پھر ازواج مطہرات سرور کائنات میں سے بعض کے پاس حاضر ہوئے (بقول امام سیوطی وہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں) اور ان کو اپنا قصہ سنایا تو ام المؤمنین اٹھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا آئینہ مبارک صحابی رسول کو دیا۔ حضور ﷺ کے صحابی فرماتے ہیں میں نے جو آئینہ میں دیکھا تو حضور کی صورت پاک نظر آئی۔ مجھے اپنی شکل وصورت آئینہ میں نظر نہ آئی۔"

حجۃ الاسلام امام غزالی صوفیہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"انھم وھم فی یقظتھم یشاھدون الملائکۃ وارواح الانبیاء ویسمعون منھم اصواتا ویقتبسون منھم فوائد لم یترقی الحال من مشاھدۃ الصور والامثال الی درجات یضیق عنھا نطاق النطق" (المنقذ من الضلال للغزالی

والحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ فتاوی حدیثیہ لابن حجر صفحہ ۲۵۵)

شیخ اکمل الدین بابرتی حنفی حدیث من رآنی کے تحت شرح مشارق میں فرماتے ہیں:۔

ومن حصّل الاصول الخمسۃ (الاشتراک فی الذات او فی صفۃ فصاعدا او فی حال فصاعد او فی الافعال او فی المراتب) وثبت المناسبۃ بینہ وبین ارواح الکمل الماضین اجتمع بھم متی شاء

(الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

ح۔ غوث الثقلین حضرت پیر محبوب سبحانی سیدی الشیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر سے قبل جاگتے ہوئے بغداد شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے تقریر کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی اے والد مکرم (سید العرب والعجم) میں عجمی مرد ہوں، فصحاء بغداد پر کیسے کلام کروں تو آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے کھولا تو سات دفعہ حضور نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو اور حکمت و موعظہ حسنہ سے لوگوں کو رب کے راستہ کی طرف بلاؤ۔ پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کے بیٹھا ہی تھا کہ میرے پاس لوگ جمع ہو گئے اور مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا تو میں نے حضرت علی کو اپنے سامنے مجلس میں کھڑا دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی اے والد مکرم مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا تم اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا تو میرے منہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ دفعہ اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ میں نے عرض کی سات دفعہ کیوں نہیں پورا فرماتے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا لحاظ ہے (کہیں برابری نہ ہو) پھر مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے ان لفظوں سے تقریر شروع کی۔ "غواص الفکر یغوص فی بحر القلب علی درر المعارف فیستخرجھا الی ساحل الصدر فینادی علیھا ترجمان اللسان فتشتری بنفائس اثمان حسن الطاعۃ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ"۔ (طبقات اولیاء للشیخ سراج الدین بن الملقن، الحاوی للفتاوی للسیوطی ج ۲ ص ۲۴۳، ۲۴۴، سعادۃ الدارین للنبہانی صفحہ ۴۲۱، بہجۃ الاسرار شریف صفحہ ۲۵، ۲۶۔ فتاوی حدیثیہ لابن حجر تحت سوال ھل تمکن رؤیۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الیقظۃ صفحہ ۲۵۶۔ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵)

د۔ شیخ عبدالغفار بن نوح القوصی اپنی کتاب "وحید" میں فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ شریف میں شیخ عبداللہ دلاصی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ تمام عمر میں میری ایک نماز صحیح ہوئی ہے۔ فرمایا وہ اس طرح کہ میں صبح کی نماز کے لئے مسجد حرام میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی۔ میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا آپ بحیثیت امام نماز پڑھا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے عشرہ (مبشرہ) ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا۔ یہ ۶۷۳ھ کا واقعہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی رکعت میں سورہ مدثر پڑھی اور دوسری رکعت میں عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ پڑھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے آپ نے یہ دعا مانگی۔

اللّٰهم اجعلنا هداة مهديين غير ضالين ولا مضلين، لاطمعاني
برک ولا رغبة فيما عندک لان لک المنة علينا بايجادنا قبل
ان لم نکن فلک الحمد علی ذلک لا اله الاانت۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دعا سے فارغ ہوئے تو ہمارے ظاہر امام نے سلام پھیرا تو میں نے اس کا سلام سنا۔ پھر میں نے بھی سلام پھیرا۔ (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تعالٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی نبیّہ الاَعلٰی کہ میرے استاذ اول و مرشد شیخ کامل قطب العارفین سید الواصلین والموصلین عدیم النظیر فی العلم والعرفان واحد رئیس والاحسان والخلق والملعان، مسند العشق والوجد محب النبی الامد حضرت قبلہ سیدی ومولائی فیض محمد الشاہ جمالی قدس سرہ العالی (متوفی ۸۔ رجب ۱۳۶۴ھ مرقدہ فی قریۃ سندیلہ من مضافات دیرہ غازی خان یزاؤ یتبرک ویستفادو یستفاض منہ) آپ بار ہا عالم رؤیا میں اور جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مستفیض ہوئے اور بیت دفعہ حضور ﷺ سے مسائل دریافت کئے اور حدیثوں کے متعلق پوچھا۔ ایک دفعہ آپ نے حضور قاسم جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت کی ٹکٹ مانگی۔ حضور نے فرمایا ابوبکر صدیق سے مہر لگوالاؤ۔ چنانچہ آپ ابوبکر صدیق سے مہر لگوالائے۔ پھر جنت کی ٹکٹ حاصل کی۔ اخبرنی به ابی قال حدثنی الشیخ الشاه جمالی ۱۲ف

آپ تو آپ آپ کے بعض مریدوں کو بھی شیخ عبداللہ دلاصی کی جیسی ایک نماز نصیب ہوئی ہے۔ ماہ شوال ۱۳۸۷ھ کا واقعہ ہے۔ جس سال اس فقیر کی دستار بندی ہوئی۔ راوی دوران شیخ الحدیث حضرت قبلہ علامہ سیدی واستاذی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی کے مدرسہ انوار العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ تھا حضرت مرشد کریم قبلہ شاہ جمالی رحیم کے بعض مریدوں نے انوار العلوم کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے بحالت تشہد حضور سرور کائنات کو مدرسہ انوار العلوم سے جلسہ گاہ انوار العلوم باغ لانگے خان کی طرف جاتے دیکھا کہ حضور مبارک ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو جلسہ کی شمولیت کے لئے بلاتے تھے۔ فللہ الحمد۔

کاتب الحروف فقیر منظور احمد فیضی ابن استاذ العلماء العارف الکامل حضرت مولانا محمد ظریف صاحب دام رضاہ علی لاصدا اپنے مرشد کریم حضرت قبلہ شاہ جمالی غریب نواز کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے

خواجہ من قبلہ من دین من ایمان من
یک نگاہے گاہے گاہے از طفیل پنجتن

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشم بما کنند

۶۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی۔ ولی نے اس فقیہ سے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ حدیث باطل ہے۔ ولی نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پر قیام فرما ہیں اور فرمارہے ہیں یہ حدیث میں نے نہیں کہی۔ پھر فقیہ سے بھی پردے ہٹا لئے گئے چنانچہ اس فقیہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۲۶۔ سعادت دارین۔ صفحہ ۴۳۲)

۷۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محاصرہ کے وقت حضور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

یاعثمان حصروک قلت نعم قال عطشروک قلت نعم فادلی لی دلوا فیہ ماء فشربت حتی رویت حتی انی لاجد بردہ بین ثدیی و بین کتفی فقال ان شئت نصرت علیہم وان شئت افطرت عندنا فاخترت ان افطر عندہ فقتل ذلک الیوم۔

"یعنی اے عثمان تمہیں انہوں نے گھیرا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ یا رسول اللہ! حضور نے فرمایا تجھے انہوں نے پیاسا رکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں تو حضور ﷺ نے ڈول لٹکا دیا۔ اس میں پانی تھا تو میں نے سیراب ہو کر پیا۔ یہاں تک کہ میں اس پانی کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں اور دو کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر چاہے تو تیری ان پر امداد کی جائے اور اگر تو چاہے تو ہمارے ہاں افطار کرے۔ تو میں نے حضور کے ہاں افطار کرنے کو پسند کیا۔ تو اسی دن حضرت عثمان شہید کیے گئے۔"

یہ واقعہ حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن سلام کو بیان فرمایا جب کہ وہ بوقت محاصرہ ان کو ملنے کے لئے گئے۔ اخرجہا الحارث بن ابی اسامۃ فی مسندہ وغیرہ۔

(الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۴۸)

دو حدیثیں اور سن لیں۔ اگرچہ وہ نوی واقعے ہیں لیکن میرے موضوع سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔

۸۔ امام احمد و بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور

مقدس گیسوئے معطر بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔ دست مبارک میں ایک خون بھری شیشی ہے۔ یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہو گیا۔ میں نے عرض کیا۔ اے آقا قربانت شوم یہ کیا حال ہے؟ فرمایا حسین اور ان کے رفیقوں کا خون ہے۔ میں اسے آج صبح سے اٹھا تا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے اس تاریخ و وقت کو یاد رکھا۔ جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام اسی وقت شہید کئے گئے (مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت فصل ۳ صفحہ ۵۷۲) احیاء العلوم للغزالی جلد ۴ صفحہ ۴۳۱۔ عجیب جدا اخرجہ ابن بنت منیع وابو عمر والحافظ السلفی وفی الذخائر (مرقات جلد ۵ صفحہ ۶۰۹)

۹۔ بی بی سلمیٰ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئی۔ آپ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کی کس چیز نے آپ کو رلایا۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے سراقدس اور داڑھی مبارک پر غبار تھی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا شھدت قتل الحسین انفاً۔ ابھی ابھی شہادت حسین پر پہنچا (رواہ الترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸) قیل والحاکم والبیھقی ۔قواہ القاری فی المرقت جلد ۵ صفحہ ۶۰۵) مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل البیت فصل ۲۔ صفحہ ۵۷۰۔ حاضر و ناظر ہونے والے محبوب پر اور ان کے پیارے نواسے پر لاکھوں درود و سلام ہوں۔

۱۰۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن وہ بزرگ (جو حافظ قرآن تھے) اور لوگوں کے اختلاط سے بچنے کے لئے جنگل کی مسجد میں رہا کرتے تھے) اور حضرت حافظ سید عبداللہ قدس سرہ قرآن شریف کا دور کر رہے تھے کہ عربی شکل کے لوگ سبز پوش فوج در فوج ظاہر ہوئے اور ان کے سردار مسجد کے قریب کھڑے ہو کر اس حافظ و قاری صاحب سے قرآن شریف سنتے رہے اور فرمایا: بارک اللہ تعالی ادیت حق القرآن "اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ تو نے قرآن شریف کا حق ادا کیا"۔ یہ کہہ کر واپس ہو گئے۔ اس حافظ صاحب کی عادت یہ تھی کہ بوقت تلاوت قرآن پاک آنکھوں کو خوب بند کر لیتے تھے اور کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جب حافظ صاحب نے سورۃ ختم کی تو حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب سے پوچھنے لگے کہ یہ کون لوگ تھے کہ جن کی ہیبت کی وجہ سے میرا دل کانپتا تھا لیکن عزت قرآن کی وجہ سے میں نہ اٹھا؟ سید صاحب نے فرمایا۔ اس شکل و صورت و لباس کے لوگ تھے۔ جب ان کے سردار پہنچے تو مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ (تعظیمی قیام کیا)

سید صاحب فرمانے لگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گذشتہ رات اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے اور اس جنگل کے رہنے والے حافظ صاحب کی تعریف کر رہے تھے اور فرماتے تھے کل علی الصبح اس کو دیکھیں گے اور اس کا قرآن سنیں گے۔ تو کیا حضور تشریف لائے ہیں یا نہ؟ اگر تشریف لائے تھے تو اب کہاں گئے ہیں؟ جب حافظ صاحب اور سید صاحب نے یہ کلمات سنے دائیں بائیں دوڑے اور کچھ اثر نہ دیکھا شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضرت والد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد کافی مدت تک اس جنگل میں خوشبو محسوس ہوتی رہی۔ یہ عالم بیداری کا واقعہ ہے۔

(انفاس العارفین صفحہ ٦۔ ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

اا۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مجھے بخار چڑھا اور مرض اتنا لمبا ہوا کہ زندگی کی امیدیں ختم ہو گئیں تو اس وقت مجھ پر غنودگی طاری ہوئی، اس غنودگی میں شیخ عبدالعزیز ظاہر ہوئے۔ فرمایا اے بیٹے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیری طبع پرسی کے لئے تشریف لانے والے ہیں اور شاید اس طرف سے آئیں کہ جس طرف تیرے پاؤں ہیں لہٰذا چارپائی کو بدل لو تا کہ حضور ﷺ کی طرف پاؤں نہ ہوں۔ اس کے بعد مجھے افاقہ ہوا۔ بولنے کی طاقت نہ تھی۔ حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چارپائی کو بدلو چنانچہ چارپائی کی سمت کو بدلا گیا۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے اور فرمایا کیف حالک یا بنی۔ اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے۔ (کل تقی فھو آلی کے تحت فرمایا ورنہ آپ ظاہراً آل رسول نہیں، سید نہیں بلکہ فاروقی ہیں) تیرا کیا حال ہے؟ اس پیاری گفتار کی حلاوت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ وجد اور بکا اور عجیب اضطراب مجھ پر ظاہر ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے اس طرح گلے لگایا کہ حضور کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس وجد سے تسکین ہوئی۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کافی عرصے سے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے شریف کی آرزو رکھتا ہوں، کتنا کرم ہوگا اگر اس وقت کچھ عطا فرمادیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے اس دل کے بھید پر مطلع ہو گئے اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ شریف پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کیا یہ دو بال مبارک عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہوں گے یا نہ؟ میرے اس راز پر بھی حضور مطلع ہو گئے اور فرمایا کہ یہ دونوں بال عالم بیداری میں بھی تیرے پاس باقی رہیں گے۔ اس کے بعد صحت کلی اور درازی عمر کی خوشخبری دی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے چراغ طلب کیا اور دو بال مبارک میں نے اپنے ہاتھ میں نہ پائے۔ میں مغموم ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میں نے توجہ

کی۔ اونگھ آئی حضور متشکل ہوئے اور فرمایا: اے بیٹے! میں نے وہ دو بال حفاظت کے لئے تیرے تکیے کے نیچے رکھ دیئے ہیں وہاں سے اٹھالینا مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے ان بالوں کو وہاں سے اٹھالیا اور ایک جگہ میں نے ان بالوں کو تعظیم سے محفوظ کرلیا۔ ان دو بالوں کی خاصیتوں سے ایک خاصیت یہ تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے پیچیدہ ہوتے۔ جب درود شریف پڑھا جاتا ہر ایک ان میں سے جدا جدا کھڑا ہوجاتا۔ دوسری یہ ہے کہ ایک مرتبہ تین شخصوں نے منکرین سے امتحان طلب کیا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا (کہ حضور کے بالوں کا امتحان کرتے رہیں۔) جب مناظرہ لمبا ہوگیا تو وہ منکرین ان بالوں کو باہر دھوپ میں لے گئے فوراً اسی وقت ابر کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور ان پر سایہ کرلیا۔ حالاں کہ سورج سخت گرم تھا۔ ابر کا موسم نہ تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ ان تین میں سے ایک نے توبہ کرلی۔ دو منکر سے مقر بن گیا کہ یہ واقعی حضور کے بال ہیں اور باقی دو کہنے لگے کہ یہ اتفاقی بات ہے تو دوسری دفعہ بالوں کو باہر لے گئے فوراً ابر ظاہر ہوا اور سایہ کرلیا۔ دوسرے نے بھی توبہ کرلی۔ تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقی بات ہے وہ تیسری بار دھوپ میں لے گیا۔ فوراً ابر نے سایہ کرلیا پھر اس نے بھی توبہ کرلی۔ ایک اور دفعہ بہت سے لوگ زیارت کے لئے جمع ہوئے۔ میں نے قفل (تالا) کھولنے کی ہر چند کوشش کی۔ تالا نہ کھلا۔ میں نے توجہ کی (مراقبہ کیا) معلوم ہوا کہ اس مجمع میں فلاں شخص بحالت جنب (ناپاکی) ہے۔ اس کی ناپاکی کی وجہ سے تالا نہیں کھلتا۔ میں نے عیب پوشی کرتے ہوئے حکم دیا کہ سب غسل کرلیں۔ وہ جب والا مجمع سے باہر گیا تو اسی وقت تالا آسانی کھل گیا اور ہم نے زیارت کی۔ (انفاس العارفین صفحہ ۴۱۔۴۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

۱۲۔ شیخ عبدالغفار بن نوح قوصی اپنی کتاب ''الوحید'' میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابویحیٰی کے اصحاب سے ایک بزرگ ابوعبداللہ اسوانی اخمیم میں مقیم تھے۔ وہ خبر دیتے تھے کہ

انه یری رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی کل ساعة. (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ سعادت دارین صفحہ ۴۳۲ مطبوعہ مصر)

''میں ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں۔''

۱۳۔ شیخ ابوالعباس مرسی قدس سرہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

لی اربعون سنة ما حجبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم طرفة عین ما عددت نفسی من المسلمین. (طبقات کبریٰ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۱۴۔ جامع کرامات الاولیاء للنبہانی جلد ۱ صفحہ ۵۲۰۔ لطائف

للحسن للشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ، تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک۔ الحاوی للفتاوٰی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ ۔ طبع ثالث مطبوعۃ السعادۃ بمصر ۱۳۷۸ھ ۔ سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۴۱۹ ۔ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۳ ۔ ۳۴)

"یعنی مجھے چالیس سال ہو گئے کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی حضور ﷺ سے اوجھل نہ ہوا۔ ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں ۔ اور اگر پلک جھپکنے کے برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اوجھل ہو جائیں اور میں حضور کو نہ دیکھوں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔"

۱۴۔ عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

وقد بلغنا عن الشیخ ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ الشیخ ابی العباس المرسی وغیرھما انھم کانوا یقولون لواحتجبت عنا رؤیۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طرفۃ عین ماعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین .فاذا کان ھذا قول آحاد الاولیاء فالائمۃ المجتھدون اولی بھذا المقام (کتاب المیزان صفحہ ۴۱ جلد ا مطبوعہ حجازی قاہرہ جلد ا صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر)

"یعنی تحقیقاً ہمیں شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی اور ان کے علاوہ اور بزرگان دین اولیاء کاملین سے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کا یہ دعویٰ تھا وہ فرماتے تھے کہ اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی ہم دیدار مصطفےٰ سے محجوب ومحروم ہوں تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کریں۔ جب اولیاء اللہ کا یہ دعویٰ ہے تو ائمہ مجتہدین (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں۔"

۱۵۔ چونکہ ائمہ مجتہدین اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسی لئے ہمارے امام، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

واذا سمعت فعنک قولا طیبا   واذ نظرت فما اری الاک

(قصیدۃ النعمان المنسوبۃ الی الامام الاعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجموعہ قصائد صفحہ ۲۴ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

"یعنی یارسول اللہ (میں ابوحنیفہ) جب بھی سنتا ہوں تو آپ سے قول طیب سنتا ہوں اور

جب بھی دیکھتا ہوں تو مجھے تو آپ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا بس آپ ہی ہر وقت نظر آتے ہیں۔"

۱۶۔ شیخ صفی الدین بن ابی المنصور اپنے رسالہ میں اور شیخ عبدالغفار "الوحید" میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن وتانی سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابوالعباس طنجی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میں سیدی احمد بن رفاعی کے ہاں (مرید ہونے کی غرض سے) حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا پیر میں نہیں بلکہ تیرے مرشد شیخ عبدالرحیم ہیں جو "قنا" میں رہتے ہیں تو میں نے "قنا" کا سفر اختیار کیا اور شیخ عبدالرحیم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت رکھتا ہے؟ میں نے عرض کی نہ، میں حضور کو نہیں پہچانتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو بیت المقدس جا، تا کہ تجھے حضور ﷺ کی معرفت ہو تو حسب الحکم جب میں بیت المقدس پہنچا اور میں نے بیت المقدس میں اپنا پاؤں رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

واذا بالسماء والارض والعرش والكرسی مملوءة من النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

"سارے آسمان اور سب زمینیں اور عرش اور کرسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں (کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی جہاں حضور نہ ہوں، ہر جگہ حضور ہی حضور نظر آتے ہیں"۔

تو میں منظر دیکھنے کے بعد شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اب حضور کو پہچانا ہے، حضور کی شان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ فرمایا اب تیرا کام مکمل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے بغیر اقطاب اقطاب نہیں ہو سکتے اور اوتاد اوتاد نہیں ہو سکتے اور اولیاء اولیاء نہیں ہو سکتے (اور معرفت نبی یہی ہے کہ ہر جگہ حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مشاہدہ کریں۔ فیضی) تنویر الحلک والحاوی للفتاوی کلاھما للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۶۵۔ سعادت دارین صفحہ ۴۳۱ فریق مخالف کی پیاری پیاری تفسیر روح المعانی ج ۱۲ ص ۱۲۴، ۵ مطبوعہ مصر۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب ایک دو حوالے خاندان دہلی کے بڑے پیشوا کے دکھاتا ہوں تا کہ ذریت اسماعیل کی بدلگامی کا قافیہ تنگ ہو اور کفر و شرک کی مشین کا منہ بند ہو، نہ تسلیم کرتے بنے اور نہ انکار کرتے، نہ جائے رفتن نہ روئے ماندن۔

شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

لما دخلت المدینۃ المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتسلیمات رأیت روحہ صلی اللہ علیہ وسلّم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فی الصلوٰت وامامتہ بالناس فیہا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ۔

''جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک ومقدس کو دیکھا ظاہر اور عیاں نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب۔ پس میں نے معلوم کیا کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے۔'' (نوٹ) یہ ترجمہ بھی ان کے گھر کا ہے۔

فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند مع ترجمہ اردو۔

نیز وہی شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

ثم توجہت الی القبر الشامخ المقدس مرۃ بعد اخری فبرز النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فی رقیقۃ بعد رقیقۃ فتارۃ فی صورۃ مجرد العظموت والہیبۃ وتارۃ فی صورۃ الجذب والمحبۃ والانس والانشراح وتارۃ فی صورۃ السریان حتی اتخیل ان الفضاء ممتلئ بروحہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی تتموج فیہ تموج الریح العاصفۃ حتی ان الناظر یکاد یشغلہ تموجہا عن ملاحظۃ نفسہ الی غیر ذلک من الرقائق (فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

''پھر میں متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لطافت میں بعد لطافت کے کبھی تو فقط صورت مجرد عظموت وہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ ومحبت اور انس وانشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آپ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں موجیں مار رہی ہے مانند

ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تموج اور طاقتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا۔"

نیز وہی شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

لم یزل صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولا یزال متوجھا الی الخلق مقبلا الیھم بوجھہ ۔ لما کان وجھہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الی الخلق کان قریباً جدا من ان یرتفع انسان الیہ بجھد ھمتہ فیغیثہ فی نائبتہ اویفیض علیہ من برکاتہ (فیوض الحرمین صفحہ ۳۰)

"ہمیشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے ہیں ان کی طرف۔ جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریاد رسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر برکتیں افاضہ فرمائیں۔"

ان اولی الناس بی المتقون کی یہ چند جھلکیاں ہیں اس قسم کے عالم بیداری کے سب مشاہدات کا اگر احصاء واحاطہ کیا جائے تو کئی دفتر بھی ناکافی ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "حاضر و ناظر" ہونے کی دوسری شق یعنی آپ کے "ناظر" ہونے کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔ (قوت باصرہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یری فی الظلماء کما یری فی الضوء۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔"

(یعنی روشنی اور اندھیرے میں یکساں دیکھتے تھے) اخرجہ ابن عدی و البیھقی وابن عساکر۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۱۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للامام العینی جلد ۵ صفحہ ۲۵۳ باب تسویۃ الصفوف)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یری باللیل فی الظلمۃ کما یری بالنھار فی الضوء اخرجہ البیھقی (الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱)

"حضور رات کے اندھیرے میں ایسے دیکھا کرتے تھے جیسے کہ دن کو روشنی میں دیکھتے تھے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔"

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هل ترون قبلتي ههنا والله ما يخفى علي ركوعكم ولا خشوعكم واني لاراكم وراء ظهري[1]۔ (رواہ البخاری جلد ا صفحہ ۱۰۲)

"یعنی تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ اس طرف ہے اللہ کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر مخفی ہے اور نہ تمہارا خشوع (جو دل کی کیفیت ہے اور سینہ کا راز ہے) مجھ سے پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں۔"

وفي رواية مسلم عنه۔ "اني والله لابصر من ورائي كما ابصر من بين يدي" وفي رواية مسلم عنه "هل ترون قبلتي هاهنا فو الله ما يخفى علي ركوعكم ولا سجودكم اني لاراكم من وراء ظهري"۔ (صحیح مسلم جلد ا۔ صفحہ ۱۸۰، خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ا صفحہ ۶۱ الخ) وفي رواية عبدالرزاق في جامعه والحاكم وابي نعيم عنه مرفوعاً"۔ اني لانظر الى ماورائي كما انظر الى ما بين يدي"۔

(خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۱)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فاني اراكم خلف ظهري رواہ البخاری وفی روایۃ۔ "فاني اراكم من وراء ظهري"

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۰۔ مشکوٰۃ باب تسویۃ الصف صفحہ ۹۸)

"بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں۔"

وفي رواية مسلم عنه۔ "فو الله اني لاراكم من بعد ظهري" وفي رواية مسلم عنه۔فاني اراكم امامي ومن خلفي ثم قال والذى نفس محمد بيده لو رايتم مارايت لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيرا قالوا وما رايت يارسول الله قال رايت الجنة والنار۔

---

[1] رواہ مالک وسعید بن منصور و مسلم وابن مردویہ۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۸۔ ۱۲ فیضی

"پس بے شک میں آگے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں پھر فرمایا قسم اس ذات کی کہ جس کے ید قدرت میں میری جان ہے جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو تھوڑا ہنسو اور روؤ زیادہ، صحابہ نے عرض کی آپ کیا دیکھتے ہیں؟ فرمایا میں جنت اور دوزخ کو دیکھتا ہوں۔" (صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۰۔ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۱)

۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

انی اراکم من وراء ظهری ۔ اخرجہ ابونعیم ۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۱)

۶۔ امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ۔ الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۔ کی تفسیر میں فرمایا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری من خلفہ من الصفوف کمایری من بین یدیہ"۔ اخرجہ الحمیدی فی مسندہ وابن المنذر فی تفسیرہ والبیہقی خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۱ ۔ وایضا اخرجہ سفیان بن عیینة والفریابی وسعید بن منصور وعبدبن حمید و ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ۔

۷۔ واخوج نحوہ ابن مردویہ عن ابن عباس۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۸۔ ائمہ کرام اور شراح محدثین فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دیکھنا سر کی آنکھوں سے حقیقی دیکھنا ہے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں:۔

قال العلماء هذا الابصار ادراک حقیقی خاص به صلی اللہ علیه وسلّم انخرقت له فیه العادة ثم یجوز ان یکون برؤیة عینیه انخرقت له فیه العادة ایضا فکان یری بهما من غیر مقابلة ... وقیل کانت له صلی اللہ علیه وسلّم عین خلف ظهره یری بها من ورائه دائما وقیل کان بین کتفیه عینان مثل سم الخیاط یبصر بهما لایحجبها ثوب ولا غیرہ۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وردالشرع بظاهره فوجب القول به قال القاضی قال احمد بن حنبل رحمه اللہ تعالی وجمهور العلماء هذه الرؤية بالعين حقيقة۔ (نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۰)

امام عینی فرماتے ہیں:۔

قال احمد وجمهور العلماء هذه الرؤية رؤية العين حقيقة ولا مانع له من جهة العقل وورد الشرع به فوجب القول به .(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۵۴۔۲۸۱ باب تسوية الصفوف وباب الخشوع في الصلوة)

شاہ ولی اللہ صاحب حدیث" فواللّٰہ مایخفیٰ علی خشوعکم ولا رکوعکم انی لاراکم من وراء ظهری" (رواہ مالک) کے تحت رقمطراز ہیں:۔

اقول الاظهر ان یقال خلق اللّٰہ تعالٰی له ادراکا یدرک به مالیس في العادة ادراکه مما قد کان او سیکون ومما هو غائب عنه او لیس في محاذاة بصره بمنزلة رؤیة البصر واللّٰہ اعلم.

(مسوی عربی شرح موطا جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ الشاہ ولی اللہ علیہ رحیمیہ دہلی)

ظاہر نزد فقیر آں ست کہ خدائے تعالیٰ خلق فرمود ادراکے را در ذات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مے دید بآں چیزے را کہ خلاف عادت است ادراک آں از آنچہ سابق بود یا آئندہ مے شود و آنچہ پوشیدہ است از چشم او یا آنچہ نیست در برابر بصر او و آں ادراک بمنزلہ رؤیت بصری بود در حصول علم تام واللہ اعلم۔

(مصفّٰی شرح فارسی موطا الشاہ ولی اللہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶۔۲۹۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

فواللّٰہ انی لاراکم من بعدی۔ (متفق علیہ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۲ صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۰ مشکوٰۃ شریف باب الرکوع حدیث نمبر ا صفحہ ۸۲)

"یعنی اللہ کی قسم میں تمہیں اپنے بعد دیکھتا ہوں اور دیکھوں گا"۔

امام عینی فرماتے ہیں کہ امام نووی نے "بعدی" کی تفسیر میں فرمایا۔ یعنی من بعد وفاتی۔ (عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۸۱ ونووی جلد ا صفحہ ۱۸۰) "یعنی بعد از وفات بھی میں تمہیں دیکھتا رہوں گا"۔ فتدبر علیہ۔

۸۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان موعدکم الحوض وانی لانظر الیه وانا في مقامی هذا۔ الحدیث

"تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور بے شک میں اس (حوض کوثر) کو اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔" (متفق علیہ صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۷۹، وصفحہ ۵۰۸ جلد ۲ صفحہ ۹۷۵، وصحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)(۱) مشکوٰۃ باب الکرامات کے بعد باب وفات النبی صفحہ ۵۴۷)

خیال رہے کہ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے۔ جن کی نظر ساتوں آسمانوں کے پار جاتی ہے اور زمین کا کون سا گوشہ ان کی نگاہ سے مخفی ہے کوئی نہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

۹۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا:۔

کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشخص ببصرہ الی السماء ثم قال ھذا اوان یختلس فیہ العلم من الناس حتی لایقدروا منہ علی شیء۔ (رواہ الترمذی باب العلم جلد ۲ صفحہ ۹۰۔ مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ۲ صفحہ ۳۵)

"ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ یہ وقت ہے (مافی المستقبل کو اپنی آنکھ سے دیکھا) جب کہ علم لوگوں سے چھین لیا جائے گا حتیٰ کہ اس پر بالکل قابو نہ پائیں گے۔"

۱۰۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور مدینہ پاک کی پہاڑیوں میں سے کسی پہاڑی پر چڑھے پھر فرمایا:۔

ھل ترون ما اری قالوا لا قال فانی اری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر۔ (رواہ البخاری جلد ا صفحہ ۲۵۲ ومسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل ا صفحہ ۴۶۲)

"جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا میں تمہارے گھر میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھتا ہوں۔"

۱۱۔ حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:۔

انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون ۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ باب البکاء والخوف فصل ۲ صفحہ ۴۵۷ والی آخر فتح الکبیر جلد ا صفحہ ۴۵۰)

---

*۔ وانی واللہ لانظر الی حوضی الان۔ ۱۲ منہ

"کہ میں جو دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی چشم دور بین وغیب بین اندھیرے میں بھی دیکھتی ہے۔ ہمارے رکوع، سجود اور خشوع کو دیکھتی ہے، آگے پیچھے برابر دیکھتی ہے، جنت و دوزخ دیکھتی ہے، ماکان کو دیکھتی ہے، مایکون کو دیکھتی ہے، بعد پردہ پوشی کے بھی ہمیں دیکھتی ہے، حوض کوثر کو دیکھتی ہے، سلب علم والے زمانے کو دیکھتی ہے، آنے والے فتنوں کو دیکھتی ہے۔

آیئے اب وسعت نظر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ایک جامع حدیث پڑھئے۔

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید الرسل، عالم کل، ناظر کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان اللہ تعالٰی قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذه۔ رواہ نعیم بن حماد (المتوفی ۲۲۸ھ) اول من جمع المسند الرسالة المستطرفة صفحہ ۴۳ فی کتاب الفتن والملاحم۔ جمع الجوامع للسیوطی۔ مواہب لدنیہ امام قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ و شرح للزرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۴ کنزالعمال لعلی المتقی طبع قدیم دکن جلد ۶ صفحہ ۹۵ و طبع جدید جلد ۱۲ صفحہ ۱۴ نمبر ۵۰ شرح دیوان ابن الفارض للنابلسی دمشقی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا ہے۔ تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں"۔

(تنبیہ) خیال رہے کہ اصحاب تخریج والے ائمہ محدثین اس حدیث پاک کو حضرت ابن عمر سے اپنے اپنے طریق سے روایت کرنے والے تین (۱) مخرجین محدثین ہیں۔ ایک امام نعیم بن حماد (متوفی ۲۲۸ھ) ہیں جن کی روایت ابھی گذر چکی، دوسرے امام طبرانی (متوفی ۳۶۰) ہیں اور تیسرے امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ (متوفی ۴۳۰ھ) ہیں۔ طبرانی اور ابو نعیم کی روایت یوں ہے:۔

ان اللہ تعالٰی قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمه کانما انظر الی کفی هذه جلیان من اللہ تعالٰی

1۔ فقیر اپنی معلومات کے مطابق کہہ رہا ہے (کذا قال محمد البریلوی فی الانباء) ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ محدثین نے اس کو روایت کیا ہو۔ ۱۲ منہ

جلاہ لنبیہ کما جلاہ النبیین من قبلہ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر
وابو نعیم فی الحلیہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما ۔زیارات
جامع صغیر للسیوطی صفحہ ۱، الفتح الکبیر للنبہانی جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ کنز العمال لعلی المتقی
طبع قدیم دکن جلد ۶ صفحہ ۱۰۵، انباء المصطفےٰ لسیدنا اعلیٰ حضرت صفحہ ۸
کنز العمال لعلی المتقی طبع جدید جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۔ ۵۴)

"بے شک اللہ عزوجل نے ساری دنیا میرے سامنے کردی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس
میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اس
روشنی کے سبب جو اللہ نے اپنی نبی کے لئے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے
روشن کی تھی"۔

علامہ زرقانی نے اس حدیث پاک کی یوں شرح کی ہے:۔

(ان اللّٰہ قدرفع) اَے اظہر وکشف (لی الدنیا) بحیث احطت بجمیع
مافیھا (فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما
انظر الی کفی ھذہ) اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ
ارید بالنظر العلم زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ قال
المناوی" وقد تجلی لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الکون کلہ وزویت
لہ الارض باسرھا فاری مشارقھا ومغاربھا۔

(فیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۵۲۱)

حضور تو سید الانام ہوئے، آپ کے غلام یعنی اولیاء کرام، ان کی وسعت نظری کے چند حوالے
ملاحظہ ہوں۔ غوث الثقلین حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا
کخردلۃ علی حکم اتصال

(قصیدہ غوثیہ)

بعض نام کے نقشبندیوں کے لئے لمحہ فکریہ عارف صمدانی مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی
نقشبندی (متوفی ۸۹۸ھ) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ
حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والغفران مے گفتند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرۂ ایست وما میگوئیم

چوں روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست۔ (نفحات الانس شریف فارسی، حالات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۲۸، مطبع نولکشور لکھنؤ)

"حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والغفران فرماتے ہیں کہ اس گروہ (اولیاء) کے نزدیک (ساری) زمین ایک دستر خوان ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ایک ناخن کے برابر ہے، ان کی نظر سے کوئی چیز غائب نہیں۔ نفحات الانس اردو صفحہ ۴۱۸ مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان لاہور)

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناظر کل اور عالم کل ہونے پر قطعی الدلالۃ ہے جس کو فریق مخالف کا عیار مؤول بھی تسلیم کرتا ہے ہاں فریق مخالف تھانوی صاحب سے لے کر عیار مؤول تک) اس حدیث شریف کو رد کرنے کے لئے ایک حربہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

سوال۔ یہ حدیث ضعیف[1] ہے کیونکہ اس حدیث کے بعد کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ میں ہے کہ سندہ ضعیف حدیث ضعیف سے تو عمل بھی نہیں ثابت ہو سکتا چہ جائیکہ تم لوگ اس سے علم کلی اور حاضر و ناظر کا عقیدہ ثابت کرتے ہو۔

جواب۔ مسئلہ علم کلی و حاضر و ناظر سید عالم ﷺ (جس کو عقائد ظنیہ میں بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور ان کے اثبات کے لئے دلیل ظنی کافی ووافی ہوتی ہے (کمافی النبراس) تو نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ صحیحہ سے ثابت ہے۔ یہ حدیث تو بطور مزید تائید پیش کی جاتی ہے نہ یہ کہ سب سے اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے واحد اور صرف یہی حدیث ہے۔ اس حدیث پاک سے کوئی نیا مسئلہ نہیں ثابت کیا گیا بلکہ اس حدیث سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے جو آیات قرآنی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اور اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اور وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا، عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ، عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وغیرہا سے ثابت ہے۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ جو مسئلہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو اس کی تائید میں حدیث ضعیف نہیں پیش کی جا سکتی بلکہ ایسی جگہ کوئی تائیدی حدیث ضعیف بھی آ جائے تو اصل مسئلہ جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت تھا وہ بھی قابل رد ہو گا اور باطل ہو جائے گا۔ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ۔

جواب نمبر ۲۔ فقیر ابتداء میں کہہ آیا ہے کہ تین محدثوں نے اس حدیث کا اخراج کیا۔ نعیم بن حماد،

---

[1] تسکین الخواطر جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ پر حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ ظفر محمود صاحب تھانوی نے انجم الرحمن کے صفحہ ۵۸ پر فرمایا یہ حدیث مسند صحیح سے مروی ہے ۱۲ منہ

طبرانی، ابونعیم (کذا قال المجدد البریلوی فی الانباء) "سندہ ضعیف" والا جملہ نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے جو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ پر ہے یہ فتویٰ "سندہ ضعیف" والا طبرانی اور ابونعیم کی روایت مندرجہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ کے بعد نہیں۔

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو یہی جملہ (سندہ ضعیف) کنز العمال میں طبرانی اور ابونعیم کی روایت کے بعد دکھا دے جو جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ پر ہے۔ یہ قیامت تک کوئی نہیں دکھا سکتا تو جب یہ معلوم ہوا کہ سندہ ضعیف نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے نہ کہ طبرانی اور ابونعیم کی روایت سے۔ تو ایک حدیث کا ایک سند سے ضعیف ہونا اس بات کو کب مستلزم ہے کہ اس کی سب سندیں ضعیف ہیں۔ مزید معلومات کے لئے الهاد الکاف الی حکم الضعاف کا افادہ یازدہم ملاحظہ ہو۔

جواب نمبر ۳۔ کسی حدیث کے متعلق ایک محدث کا فتویٰ ضعف اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہو۔ بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ایک سند کے اعتبار سے ضعیف کہتا ہے۔ پھر وہی محدث اسی حدیث کو دوسری سند کے اعتبار سے صحیح کہتا ہے (چنانچہ اس حدیث کے متعلق نعیم کی روایت کے بعد امام علی متقی کا سندہ ضعیف کہنا اور طبرانی اور ابونعیم کی روایت کو یہاں جمع نہ کرنا اور پھر وہاں علیحدہ ذکر کر کے ان کی روایت کے بعد فتویٰ ضعف نہ دینا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ طبرانی اور ابونعیم کی روایت ضعیف نہیں بلکہ ان روایتوں سے یہ حدیث صحیح ہے۔ ھکذا قالوا وفیہ وماقیہ اور بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ضعیف یا موضوع کہتا ہے اور دوسرا محدث اسی حدیث کو صحیح کہتا ہے۔ امام دارقطنی صحیح بخاری کی بہت سی حدیثوں کو ضعیف کہتے ہیں اور بہت سے محدثین صحیح بخاری کی سب حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں (دیکھو مقدمہ فتح الباری) ابن جوزی نے بہت سی حدیثوں کو موضوع کہا اور امام سیوطی نے ان کا تعاقب کیا۔ ملاحظہ ہوں "تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی" اور ملاحظہ ہو حدیث "انا مدینۃ العلم وعلی بابہا" کے متعلق بخاری کہتے ہیں۔ "لیس له وجه صحیح" ترمذی کہتے ہیں۔ "منکر" ابن معین کہتے ہیں "کذب" ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا۔ ذہبی اس کا متبع ہوا۔ ابن حجر مکی اور ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی اور حافظ ابوسعید علائی کہتے ہیں کہ "حسن" ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں کہ "صحیح" ہے (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۳۰ والدرر المنتثرہ صفحہ ۴۹، ۵۱، ۵۲) تو اب آپ اندازہ کریں کہ صرف علی متقی یا امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کے فتویٰ ضعف اور وہ بھی صرف در بارہ

روایت تمیم سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ وصل حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف و قابل رد ہے۔ حالانکہ امام قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) شارح بخاری کا مواہب میں اور علامہ زرقانی کا اس کی شرح میں اور امام عارف عبدالغنی نابلسی کا شرح دیوان ابن الفارض میں اور علامہ نبہانی کا جواہر البحار میں اس حدیث سے حضور کی وسعت علمی پر استناد کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ حدیث قوی ہے اور مقبول و مسلم ہے لائق حجت و قابل استناد ہے نہ یہ کہ قابل رد ہے کیونکہ اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث قوت پاتی ہے اگرچہ سند ضعیف ہو۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

جواب نمبر ۳۔ اور اگر بالفرض تینوں روایتوں کے اعتبار سے اس حدیث کو سب محدثین کے نزدیک ضعیف مان لیا جائے پھر بھی ہم سنیوں کا کام چلتا ہے وہ اس طرح کہ یہ حدیث موضوع تو ہرگز نہیں کیونکہ کنز العمال امام سیوطی کی تین کتابوں جامع کبیر، جامع صغیر، زیادت جامع صغیر کا مجموعہ ہے۔ دیکھو مقدمہ کنز العمال، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ پر جو روایت درج ہے وہ امام سیوطی کی جمع الجوامع سے منقول ہے اور امام سیوطی کی جمع الجوامع (جامع کبیر) کی کوئی حدیث موضوع نہیں جعلی نہیں۔ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں جن کتب حدیث سے حدیثیں نقل فرما دیں، ان کتب کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا

۱۔ ایک وہ کہ جن کتب حدیث کی ہر حدیث صحیح ہے۔

۲۔ دوسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن اور بعض ضعیف طبرانی اور ابو نعیم کی روایات کو اسی قسم میں شمار فرمایا اور ایسی کتب سے جو ضعیف حدیثیں نقل ہوئیں غالباً اکثر و بیشتر ان کا ضعیف ہونا بیان فرمایا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حدیث زیر بحث کو جب طبرانی اور ابو نعیم سے نقل فرمایا۔ اس کے بعد اس کا ضعف نہ بتایا۔

۳۔ تیسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں ضعیف ہیں ان سے احادیث نقل کرنے کے بعد ان کے ضعف بتانے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ان کتب کی طرف نسبت ہی ضعف کی واضح علامت ہے۔ اس تقسیم سے جمع الجوامع یعنی جامع کبیر کی احادیث کی صحت اور ضعف کا آسانی پتہ چل سکتا ہے۔ دیکھو مقدمہ جمع الجوامع و مقدمہ کنز العمال و مقدمہ الفتح الکبیر)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

"وسیوطی در جمع الجوامع احادیث از کتب کثیرہ آوردہ از پنجاہ متجاوز است مشتمل بر صحاح وحسان وضعاف وگفتہ کہ دروے حدیثے نیاوردم کہ موسوم بوضع باشد"۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۸ والمقدمہ للشیخ فی اول المشکوۃ صفحہ ۷)

اور کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ طبع قدیم دکن پر جو طبرانی اور ابونعیم کی روایت درج ہے وہ زیادت جامع صغیر سے منقول ہے (دیکھو الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۰) جامع صغیر کی احادیث اور زیادت کی ترتیب جامع صغیر کی طرح ہے اور زیادت کی احادیث کے حکم میں ہیں۔ (دیکھو مقدمہ زیادۃ وکنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲ طبع جدید دکن والفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۔ ۴ مطبوعہ مصر اور جامع صغیر کی کوئی حدیث موضوع نہیں۔ وصفته عما تفرد به وضاع او كذاب (جامع صغیر صفحہ ۳ مطبوعہ مصر)

علامہ نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولايخفاك ان انتخابه (اى انتخاب السيوطى) الجامع الصغير منه (اى من جمع الجوامع) ثم انتخابة الزيادة يقتضى انه لم يذكر فيه شيئاً من الاحاديث الواهية فاذن جل احاديثهما هى ما بين صحيح وحسن والضعيف قليل بالنسبة اليهما مع ان الحديث الضعيف يعمل به فى فضائل الاعمال كما هو مقرر.

(الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ د)

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ حدیث مذکور "ان الله قد رفع لی الدنیا" ہرگز ہرگز موضوع نہیں نہ بروایت نعیم اور نہ بروایت طبرانی وابونعیم۔ باقی رہا ہمارا بر سبیل تنزل فریق مخالف کو عیاذ بساد یا کہ بالفرض بروایت طبرانی وابونعیم حدیث مذکورہ روایت نعیم کی طرح باتفاق جمیع محدثین ضعیف ہو تو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت وہ یوں کہ اصول حدیث کا یہ مسلم قانون ہے کہ حدیث ضعیف تعدد طرق سے قوت پاتی ہے بلکہ حسن بن جاتی ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

وتعدد الطرق يبلغ الحديث الضعيف الى حد الحسن وقال ابن الهمام وقول من يقول فى حديث انه لم يصح ان سلم لم يقدح لان الحجة لاتتوقف على الصحة بل الحسن كاف"۔ مرقات جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ آخر فصل الثانى باب ما لا يجوز من العمل فى الصلوة ونحوه فى آخر الموضوعات للقارى ونحوه فى فتح القدير جلد ۱ صفحہ ۲۱۵، جلد ۱ صفحہ ۳۱۸ وكتاب الميزان للشعرانى الفصل الثالث من فصول فى الاجوبة عن الامام ابى حنيفة ۔ وصواعق محرقه لابن حجر، تعقبات للسيوطى باب المناقب حديث النظر الى على عبادة، واشعة اللمعات للشيخ جلد ۱ صفحہ ۳ وصفحہ ۷ ومقدمہ شیخ صفحہ ۵۔ ۶ حدیث ضعیف کے قوت پانے کے لئے بہت طرق کی ضرورت نہیں بلکہ صرف دو روایتوں

اور طریقوں سے مل کر قوت پا جاتی ہے۔ دیکھو یحلی للسبع ملی زیر حدیث من ولد له ثلثة اولاد تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی تحت حدیث مذکور۔ نیز تیسیر میں ایک حدیث کے متعلق ہے۔ ضعیف لضعف عمر وبن واقد لکنه یقوی بوروده من طریقین اور یہاں تو یہ حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا دو نہیں بلکہ تین طرق اور تین روایتوں سے ثابت ہے لہٰذا یہ حدیث قوت پا کر مقبول و مسلم ہو کر حسن بن گئی اور حدیث حسن فضائل و مناقب درکنار وہ تو اس سے بڑھ کر احکام میں حلت و حرمت میں بھی قابل احتجاج ولائق استناد ہوا کرتی ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے:

ان الحسن یجوز العمل به عند الجمهور"۔ (نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۲۳ ونحوه فی مقدمه الشیخ واشعة اللمعات وغیرهم)

جواب نمبر ۵۔ نیز بر سبیل تنزل کہتا ہوں کہ بالفرض والمحال مشاہدہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورؤیته جمیع العالم کے ثبوت کے لئے اور کوئی آیت وحدیث وحجت شرعی نہ ہوتی اور طبرانی اور ابو نعیم کی روایت بھی نہ ہوتی اور صرف اور فقط وہی روایت نعیم ہوتی کہ جس کے متعلق امام سیوطی یا امام علی متقی کا یہ فتویٰ مذکور ہوا کہ "سنده ضعیف" اور یہی فتویٰ صرف انہیں کا نہ سمجھیں بلکہ سب محدثین کا بھی سمجھ لیں تو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تمام دنیا و مافیہا کی رؤیت والی فضیلت ثابت، کیونکہ حضور کا تمام دنیا و مافیہا کو دیکھنا یہ ایک منقبت اور فضیلت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور فضیلت ومنقبت ثابت کرنے کے لئے حدیث ضعیف مفرد کافی ووافی ہوا کرتی ہے۔ حدیث ضعیف فضائل ومناقب میں باتفاق محدثین حجت ہے۔ جن کو اصول حدیث سے مس ہے وہ اس بات سے باخبر ہیں۔ لکن الوهابیة قوم جاهلون۔ اس قانون کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔ "وما اشتهر ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرها المراد مفرداته لا مجموعها لانه داخل فی الحسن لا فی الضعیف (مقدمہ شیخ صفحہ ۶) ونحوه قال فی مقدمة اشعة اللمعات صفحہ ۷۔ امام زکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر مکی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقات صفحہ ۵۰۔۸۹۔ صفحہ ۱۳۰ جلد ۲)

وحرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ولفظ الحرز جواز العمل

به في فضائل الاعمال بالاتفاق۔

"یعنی بے شک حفاظ حدیث وعلماء دین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔"

امام ابو طالب محمد بن علی کمی فرماتے ہیں:

الاحادیث في فضائل الاعمال وتفضیل الاصحاب متقبلة محتملة علی کل حال مقاطیعها ومراسیلها لا تعارض ولا ترد کذلک کان السلف یفعلون

(قوت القلوب فصل ۳۱ تفضیل الاخبار ملخصاً جلد ا صفحہ ۱۷۷)

"فضائل اعمال وتفضیل صحابہ کی حدیثیں کیسی ہی ہوں، ہر حال میں مقبول وماخوذ ہیں، مقطوع ہوں خواہ مرسل، نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں۔ ائمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔"

مقدمہ امام ابوعمرو ابن صلاح ومقدمہ جرجانیہ وشرح الالفیہ وتقریب النووی اور اس کی شرح تدریب الراوی میں ہے واللفظ لهما۔

یجوز عند اهل الحدیث وغیرهم التساهل في الاسناد الضعیفة وروایة ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل به من غیر بیان ضعفه في فضائل الاعمال وغیرها مما لا تعلق له بالعقائد والاحکام وممن نقل عنه ذلک ابن حنبل وابن مهدی وابن المبارک قالوا اذا روینا في الحلال والحرام شددنا واذ روینا في الفضائل ونحوها تساهلنا اه ملخصاً۔

"محدثین وغیرہ علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف وموضوع کے سوا ہر قسم کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے جنہیں عقائد واحکام سے تعلق نہیں۔ امام احمد بن حنبل وامام عبدالرحمن بن مہدی وامام عبداللہ بن مبارک وغیرہم ائمہ سے اس کی تصریح منقول ہے وہ فرماتے ہیں۔ جب ہم حلال وحرام میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل اور اس کی مثل میں روایت کریں تو نرمی کرتے ہیں۔"

شیخ الاسلام زکریا انصاری کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں:۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز و يستحب العمل فی الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف مالم يكن موضوعا۔

"محدثین وفقہاء وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ومستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو۔"

اس کے علاوہ اس قسم کی بہت عبارات ہیں جن کا حصر کریں تو ایک ضخیم مجلد تیار ہو، صرف بعض مزید حوالوں کی نشان دہی کردیتا ہوں۔ (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۶ و ۳۶۷۔ موضوعات کبیر لقاری صفحہ ۶۳) آخر میں ایک حوالہ غیر مقلد کا بھی ملاحظہ کریں:

احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہاست" (مسک الختام جلد ۱ صفحہ ۶۷) تو محدثین کے ان بیانات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا اگرچہ بالفرض بالاتفاق ضعیف بھی ہو تو پھر بھی اس سے حضور کی فضیلت اور منقبت ثابت ہوکے رہے گی۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

جواب نمبر ۲۔ مزید بر سبیل تنزل کہتا ہوں۔ اگر بالفرض والمحال اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کی کوئی ایک سند ضعیف سے ضعیف بھی نہ ہوتی تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام کے لئے رؤیت دنیا و مافیہا کا ثابت کرنا بجا تھا کیونکہ خداداد قوت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام دنیا و مافیہا کو دیکھنا امر ممکن ہے نہ کہ امر محال وممتنع اور ہر رتبہ وکمال ممکن حضور کے لیے ثابت ہے جیسا کہ اسی کتاب کے باب اول میں ائمہ وعلماء کرام کے اقوال کثیرہ گذرے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ نورانی شعر پیچھے گذرا ہے۔

ہر رتبہ کہ بود بر امکاں بر دست ختم　　　ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر و تمام

نیز امام شعرانی کی یہ عبارت نورانی پیچھے گذری ہے۔ ثم اعلم ان كل ما مال الی تعظيم رسول الله صلی الله عليه وسلّم لا ينبغی لاحد البحث فيه و لا المطالبة بدليل خاص فيه فان ذلک سوء ادب فقل ماشئت فی رسول الله صلی الله عليه وسلّم علی سبيل المدح لاحرج"۔ اور اس قسم کی بیسیوں عبارتیں آئمہ کرام وعلماء عظام گذر چکی ہیں تو ثابت ہوا کہ بالفرض اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کا زمین وآسمان میں کہیں نشان نہ ہوتا تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ رتبہ وکمال یعنی رؤیت جمیع دنیا و مافیہا پھر بھی ثابت تھا۔ اگر کوئی کہے کہ

آئمہ کے اس قول کا کیا اعتبار کہ ہر ممکن کمال حضور کے لئے ثابت ہے؟ اس کے ثبوت کے لئے قرآن حدیث سے سند لاؤ تو اس کا

جواب نمبر ۱۔ یہ ہے کہ علماء کرام وائمہ اعلام نے جو کچھ فرمایا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہم تم سے وہ قرآن وحدیث زیادہ سمجھتے تھے اور جو کچھ انہوں نے اس قسم کی مخلصانہ عبارتیں در بارۂ سید عالم تحریر کی ہیں یہ کتاب وسنت کی تائید میں لکھی ہیں اور وہ آیات واحادیث وآثار اس کتاب کے باب اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ جس طرح معترض نے یہ کہا کہ ائمہ کا یہ قول کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر ممکن کمال ثابت ہے"۔ نا قابل قبول ہے۔ قرآن وحدیث سے دلیل مطلوب ہے حالانکہ اس کا ثبوت کتاب وسنت سے گذرا تو ہم بھی معترض سے پوچھتے ہیں کہ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۹۵، اس حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا۔ کے بعد یہ جملہ "سندہ ضعیف" یہ قرآن شریف کی کون سی آیت ہے؟ کس پارہ اور کس سورہ کی آیت ہے؟ مکی ہے یا مدنی؟ اور اگر یہ قرآن کی آیت نہیں اور یقیناً نہیں تو آتا بیان فرما دیں کہ یہ ارشاد رسول ہے؟ صحیح بخاری میں ہے یا صحیح مسلم میں کہ حضور نے فرمایا ہو کہ حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا کی سند ضعیف ہے۔ ایک لاکھ روپیہ انعام اس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کر دے کہ "سندہ ضعیف" والا جملہ فرمان خدا ہے یا ارشاد مصطفےٰ ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ضعف نہ آیت ہے اور نہ حدیث بلکہ ایک محدث کا قول ہے۔ ناظرین یہ وہابی منطق سمجھ سے وراء الوریٰ ہے کہ شان مصطفےٰ کے متعلق تو محدثین کے اقوال غیر معتبر قرآن وحدیث سے سند لاؤ اور فرمان مصطفےٰ کی صحت وضعف محدث کی تصحیح وتضعیف پر بھی جب تک محدثین اور آئمہ دین کی بات نہ مانیں اس وقت تک کسی ایک حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یہ کون سی آیت میں آیا کہ امام علی متقی بلکہ حافظ ابن حجر بلکہ ترمذی بلکہ ابوداؤد بلکہ مسلم بلکہ بخاری بلکہ امام احمد حنبل بلکہ یحییٰ بن معین بلکہ دارقطنی جس حدیث کو صحیح کہہ دیں وہ صحیح ہے اور جس کو ضعیف کہہ دیں وہ ضعیف ہے۔ ماننا پڑے گا کہ ارشاد آئمہ کے بغیر دین کی گاڑی چل نہیں سکتی۔ اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ۔

جواب نمبر ۳۔ جو ضرب کاری ہے۔ بلکہ جان وہابیت پر کوکب شہابی ہے وہ یہ کہ "سندہ ضعیف" یہ جرح مبہم ہے جس میں اس کی تفصیل نہیں کہ نعیم کی روایت کیوں ضعیف ہے۔ اس میں کونسا راوی ضعیف ہے اور اس راوی کی وجہ ضعف کیا ہے۔ کیا اس میں ایسا طعن تو نہیں جو بعض محدثین کے نزدیک

طعن فی سند ہو۔ اور جرح و طعن مبہم سے حدیث مجروح نہیں ہوتی بلکہ وہ قابل عمل رہتی ہے۔ دیکھو منار لابی البرکات نسفی صاحب تفسیر مدارک پھر اس کی شرح نور الانوار میں ہے:

"والطعن المبهم من ائمة الحديث لايجرح الراوى عندنا بان يقول هذا الحديث مجروح او منكر او نحوهما فيعمل به الا اذا وقع مفسرًا بما هو جرح متفق عليه الكل لا مختلف فيه بحيث يكون جرحًا عند بعض دون بعض ومع ذلك يكون الجرح صادرًا ممن اشتهر بالنصيحة دون التعصب"۔ (نور الانوار صفحہ ۱۹۶ مبحث طعن يلحق الحديث وکوثر النبی صفحہ ۱۰۱) انشاء المولیٰ یہ جوابات معترض کے عذر لنگ کو ایسا ختم کر دیں گے کہ اس کے لئے میدان فرار تنگ ہو جائے گا۔

فریق مخالف

مولوی سرفراز دیوبندی

یہ حدیث (ان الله قد رفع لی الدنیا) طبقہ رابعہ کی ہے جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب" (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۶۰ (۱) میں) اور شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں۔ ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآں یا تمسک کردہ شود۔ (عجالہ نافعہ صفحہ ۷) تبرید النواظر صفحہ ۱۸۴ طبع چہارم ملتقطہ۔

خویدم علماء اہلسنت منظور احمد فیضی

قول (اس کا قول) یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہے۔ اقول۔ (میں کہتا ہوں) یہ سفید جھوٹ ہے۔ یہ دن دہاڑے علمی ڈاکہ ہے۔ یہ خیانت اور کذب کی بدترین مثال ہے۔ یہ جھوٹ کیوں بولا گیا۔ محض اس لئے کہ ان لوگوں کو احادیث نبویہ کا باغی بنا کر ان کے ایمان کی صفائی کی جائے کہ جن کے پاس مجال نافہ نہیں۔ آخر وہ جھوٹ بول کر وہ اپنے رب کی سنت کیوں نہ ادا کریں کہ جن کے نزدیک ان کے اللہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہو (دیکھو فتاوی رشیدیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۹، براہین قاطعہ صفحہ ۲) بلکہ جن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حق میں وقوع کذب کا قائل بھی سنی مسلمان ہو (عکسی فتوی مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

1۔ فقیر کے پاس جو حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ منیریہ دمشق ہے اس طبع کے اعتبار سے طبقات کتب حدیث کی جو بحث ہے وہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۵ تک ہے۔ طبقہ رابعہ کا ذکر صفحہ ۱۳۴ سے ۱۳۵ پر ہے۔ ۱۲ فیضی

ارے شانِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک کو جھوٹ سے رد کرنے والوسنو اور ایسی سنو کہ سن کے سن ہو جاؤ! شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز صاحب ہی کے قول کے مطابق اور انہیں "حجۃ اللہ البالغہ" اور "عجالہ نافعہ" ہی کی رو سے یہ حدیث (ان اللہ قد رفع لی الدنیا) طبقہ رابعہ کی نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ کی ہے کیونکہ اس حدیث شریف کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جیسے کہ حوالے گذرے ملاحظہ ہو (زیادت جامع صغیر للسیوطی الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۰۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ اور زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۴)(1) اور تصانیف طبرانی کو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے نہ کہ طبقہ رابعہ میں۔ آنکھوں کے ناخن اُتار کر بغور ملاحظہ ہو۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیر یہ دمشق طبع اول ۵۴ ۱۳ھ۔ عجالہ نافعہ صفحہ ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی و صفحہ ۵ دراول فوائد جامعہ مطبوعہ نور محمد)

مسلمانو! جن کتابوں کے نام لے کر عیار مؤول و محرف و خائن شان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو رد کرنا چاہتا تھا انہیں کتابوں نے اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دیا۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں   جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

پانچ سو روپیہ نقد انعام اُس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کر دے کہ الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۰ مطبوعہ مصر کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ طبع قدیم دکن۔ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۴ میں یہ حدیث (ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا) طبرانی کے حوالہ سے منقول نہیں اور شاہ ولی اللہ نے (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیر یہ دمشق میں) اور شاہ عبد العزیز صاحب نے (عجالہ نافعہ صفحہ ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں) تصانیف طبرانی کو طبقہ ثالثہ سے نہیں گنا بلکہ طبقہ رابعہ سے گنا ہے ھل من مبارز۔ ہمیں میداں ہمیں گوئے۔!

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اور اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ اس حدیث کو ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے اور تصانیف ابونعیم بقول شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ ولی اللہ طبقہ رابعہ میں شمار ہیں (2) لہٰذا یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہوئی تو میں کہوں گا

1۔ کاش کہ فریق مخالف کا عیار محرف، مؤول و خائن مواہب اور زرقانی سے حدیث مذکور نقل کرتے وقت اخرج الطبرانی کے الفاظ کو دیکھ لیتا۔ ۱۲ ف

2۔ اگرچہ یہ تصریح خصم شاہ صاحبان کے اس قول میں نظر ہے یعنی ابونعیم کی جمیع تصانیف کو طبقہ رابعہ سے شمار کرنا پھر طبقہ رابعہ کی ہر حدیث کو نا قابل اعتبار بتانا اور یہ کہنا کہ ان کتب کی سب حدیثیں یا موضوع ہیں یا ضعیف لا غیر) کیونکہ حلیہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جہالت اس شخص کی حماقت سے کم نہ ہوگی جو محققین کی ان احادیث کو جن کو ترمذی نے جامع میں یا ابوداؤد نے سنن میں یا نسائی نے سنن میں روایت کیا، طبقہ ثانیہ میں شمار کرے اور محققین کی ان احادیث کو جو کتب بیہقی و طحاوی و طبرانی و سنن ابن ماجہ میں پائی جائیں طبقہ ثالثہ میں شمار کرے اور محققین کی ان روایات کو تصانیف ابی نعیم میں مروی ہونے کی وجہ سے طبقہ رابعہ میں شمار کرے افلا تعقلون۔

ع ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است

قولہ جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں۔ اقول تمام محدثین کا اتفاق ہے" اتنا بڑا دعویٰ اور بلا دلیل۔ ایسے بے سند اور بلا دلیل دعوے کرکے فاسق (1) غیر طیب کو اخوروں اور چوہڑے چمار کی روٹی کھانے والوں (ان کے گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے کہ زاغ معروف (دیسی کوا) کھانا ثواب ہے اور اسی صفحہ پر لکھا، چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں) اور ہندو تہوار ہولی، دیوالی کے کھانا تناول فرمانے والوں (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳) اور سودی روپیہ سے ہندوؤں کی سبیل سے پانی پینے والوں (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۴) کو تو خوش کیا جا سکتا ہے لیکن اہل سنت کے سامنے ایسے بے سند دعوے نا قابل قبول ہیں بلکہ وہ رد کرنے کے لائق ہیں۔ کیا والد صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ" میں طبقات کتب حدیث کی بدعتی تقسیم فرمانے اور اس کی سب کتب کو موضوع یا ضعیف کہنے اور لائق و فاضل بیٹے مرحوم کے اس کو "عجالہ نافعہ" میں نقل کر دینے سے تمام محدثین کا اتفاق ثابت ہو گیا؟ گویا کہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ کا فرمان تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قولہ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۰ میں) اور شاہ عبد العزیز صاحب (2)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کو ابی نعیم کو خاتم الحفاظ حاضر بارگاہ رسول اللہ۔ شیخ الحدیث بزبان نبی اللہ (مقدمہ الفتح الکبیر ترجمہ سیوطی) امام جلال الملت والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتب سے گنا ہے کہ جن میں صحیح حدیثیں بھی ہیں اور حسن بھی اور ضعیف بھی (نہ کہ موضوع کما مر عن الشیخ المحقق الدهلوی من تصنيفه اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۸۔ والمقدمة في اصول الحديث صفحہ ۷) ملاحظہ ہو مقدمہ جمع الجوامع للسیوطی و کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۷۔ ۸ طبع حیدرآباد دکن و الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر۔ ۱۲ فیضی

1. عن ابن عمر قال من يأكل الغراب وقد سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسقا والله ما هو من الطيبات۔ سنن ابن ماجة صفحہ ۲۳۲ باب الغراب ۱۲ ۔ الفيضي

2. صلی اللہ علیہ وسلم کو حذف کر کے صلعم وغیرہ لکھنا اور رضی اللہ عنہ کو حذف کر کے "ؓ" لکھنا رحمۃ اللہ علیہ کا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لکھتے ہیں"۔ ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ دراثبات عقیدہ یا عملے بآں باتمسک کردہ شود (عجالہ نافعہ صفحہ ۷) اقول۔

نمبرا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس تقسیم طبقات اور دعوی عدم اعتماد میں اپنے والد مرحوم کے متبع ہیں اور ان کے والد اس بدعتی تقسیم و دعویٰ کے موجد ہوئے اور بڑے شاہ صاحب کی کتب (خصوصاً وہ جو ابن عبدالوہاب نجدی کی تاثرات لے کر حرمین شریفین سے واپس آ کے لکھیں) کیا وزن ہے۔ یہ فقیر کی مطبوعہ کتاب "تعارف" میں شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ میں مسطور ہے۔ من شاء فلینظر ثم۔

نمبر ۲۔ شاہ صاحبان کی عبارات کا جواب ہمارے فریق مخالف کے عیار سوؤں کی زبانی سنئے جو ہم اہل سنت کو بزرگان دین وائمہ محدثین کی عبارات کے جواب میں جگہ جگہ پیش کرتا رہتا ہے۔ بزرگان کی عبارات میں اگر مناسب تاویل کی گنجائش ہوئی تو تاویل کر دی جائے گی ورنہ اقبال کی اصلاح میں

ع اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

پر عمل کیا جائے گا۔ اھ بلفظہ تبرید النواظر صفحہ ۱۸۲) اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۴ پر اس نے لکھا ہے۔ "بزرگان دین اور صوفیہ کرام کی باتیں حجت نہیں کتاب و سنت سے استدلال ہو"۔ بھلا تو لہٰذا اب ہم فریق مخالف سے پوچھتے ہیں کہ کتب حدیث کے یہ چار طبقات تصانیف ابی نعیم اور تصانیف حاکم وتصانیف خطیب وغیرہ کو چوتھے طبقہ میں شمار کر کے ان کتب کی احادیث کو نا قابل اعتماد بتانا۔ (جیسا کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے علی قولکم) کون سی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ فَاْتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ کیا ہم شاہ صاحب کے قول کو تمہاری تفسیر کے مطابق تسلیم کر کے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان صحیح وحسن حدیثوں کو پس پشت ڈال دیں جو طبقہ رابعہ کی کتب حدیث میں موجود ہیں اور ان کتب کی ضعیف حدیثوں کا باب فضائل اور مناقب میں رد کر کے جمہور محدثین کی مخالفت کریں؟ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بفضل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی اندھی تقلید تمہیں مبارک ہو کہ سیکڑوں صحیح وحسن حدیثیں رد ہوتی ہیں تو ہونے دو، پر اپنے بڑے مولوی کی بات کو چھوتے نہ ہو۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ... اللہ تعالیٰ کو مخفف کر کے رض لکھنا نادرست ہے۔ ... مقدمہ نووی شرح مسلم صفحہ ... فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۹۶۔ کوثر الخیر صفحہ ۷۵۔ فتاویٰ ۶۲ تا رخانیہ۔ طحطاوی علی الدر۔ فتاویٰ افریقہ صفحہ ۵۔ ۴۶۔ حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۸۳۔ بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۸۷۔ اس پر دیدہ ہیں اور ترکی و اقعات۔ سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۳۰ مطبوعہ مصر۔ ۱۲ فیضی

نمبر ۳۔ شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والغفران کی زبان اور طبقہ رابعہ کا بیان۔

"کسی حدیث کا کتب طبقہ رابعہ سے ہونا موضوعیت بالائے طاق، ضعف شدید درکنار مطلق ضعف کو بھی مستلزم نہیں۔ ان میں حسن، صحیح، صالح، ضعیف، باطل ہر قسم کی حدیثیں ہیں ہاں بوجہ اختلاط وعدم بیان کہ عادت جمہور محدثین ہے ہر حدیث میں احتمال ضعف قائم۔ لہٰذا غیر ناقد کو بے مطالعہ کلمات ناقدین ان سے عقائد واحکام میں احتجاج نہیں پہنچتا۔ قول شاہ عبدالعزیز صاحب "ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود" کے یہی معنے ہیں نہ یہ کہ ان کتابوں میں جتنی حدیثیں ہیں سب واہی ساقط ہیں یا موضوع وباطل اور اصلاً در بارہ فضائل بھی ایراد واستناد کے نا قابل کوئی ادنیٰ ذی فہم وتمیز بھی ایسا ادعا نہ کرے گا۔ نہ کہ شاہ صاحب سا فاضل نہاں متکلمان طائفہ وہابیہ اپنی جہالتیں جس کے سر چاہیں دھریں۔

اولاً۔ خود شاہ صاحب اثبات عقیدہ وعمل کا انکار فرما رہے ہیں اور وہ فضائل اعمال میں تمسک کے منافی نہیں۔ ہم افادہ بائیس (۲۲) میں روشن کر آئے کہ در بارہ فضائل کسی حدیث سے استناد کسی عقیدہ یا عمل کا اثبات نہیں تو اس بات کو ہمارے مسئلہ سے کیا تعلق؟(1)

ثانیاً: تصانیف خطیب ابونعیم بھی طبقہ رابعہ میں ہیں اور شاہ صاحب بستان المحدثین میں امام ابونعیم کی نسبت فرماتے ہیں۔ "از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء(2) است کہ نظیر آں در اسلام تصنیف نشدہ" (ان کی نادر وعجیب کتابوں میں سے کتاب حلیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب یا "تصنیف" نہیں ہوئی۔) یقول الفیضی وایضا فیہ۔ کتاب حلیۃ الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کیا تھا کہ نیشا پور میں اس کا نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا۔ (بستان المحدثین اردو صفحہ ۹۷ مطبوعہ نور محمد) اسی میں ہے(3)۔ کتاب اقتضاء العلم والعمل از تصانیف خطیب است بسیار خوب کتابے است در باب خود۔ اسی(4) میں تصانیف امام خطیب کو لکھا: التصانیف المفیدۃ التی ھی بضاعۃ المحدثین وعروتھم فی فنھم۔ (فائدہ بخش تصنیفیں

1۔ اسی طرح حدیث ان اللہ کتب رفعہ لی الدنیا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت ثابت کی جاتی ہے ... وغیرہ بالمیعاد کہا گیا ہے۔ بالفرض حدیث ضعیف ہی ہو تو اس سے استناد واستدلال پر کوئی رنجیدہ ... ۱۲ فیضی

2۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا جس کی مدح میں شاہ صاحب رطب اللسان ہیں۔ ۱۲ فیضی

3۔ بستان صفحہ ۱۰۵۔ ۱۲ 4۔ بستان اردو صفحہ ۱۸۹۔ ۱۲

کہ فن حدیث میں محدثین کے بضاعت کل تمسک ہیں) پھر امام حافظ ابو طاہر سلفی سے ان تصانیف کی مدح جلیل نقل کی۔ سبحان اللہ کہاں شاہ صاحب کا یہ حسن اعتقاد اور کہاں ان کے کلام وہ بیہودہ مراد کہ کتب سراسر مہمل و نا قابل استناد۔

ثالثاً۔ جناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجۃ اللہ البالغہ میں اس تقریر طبقات کے موجد اسی حجت بالغہ میں اسی طبقہ رابعہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ **اصلح هذه الطبقة ما كان ضعيفا محتملا**(1) یعنی اس طبقہ کی احادیث میں صالح تر وہ حدیثیں ہیں جن میں ضعیف قلیل قابل تحمل ہے۔ ظاہر ہے کہ ضعیف محتمل ادنی انجبار خود احکام میں حجت ہو جاتی ہے اور فضائل میں تو بالاجماع تنہا ہی مقبول و کافی ہے پھر یہ حکم بھی بلحاظ افراد ہوگا، ورنہ ان میں بہت احادیث منجبر و حسان ملیں گی اور عند التحقیق یہ بھی باعتبار غالب ہو ورنہ فی الواقع ان میں صحاح حسان سب کچھ ہیں۔ **کما ستسمع بعونہ تعالی**

رابعاً۔ یہی شاہ صاحب **قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین**(2) میں لکھتے ہیں: "چوں نوبت علم حدیث بطبقہ دیلمی و خطیب و ابن عساکر رسید ایں عزیزان دیدند کہ احادیث صحاح و حسان را متقدمین مضبوط کردہ اند پس مائل شدند بجمع احادیث ضعیفہ و مقلوبہ کہ سلف آں را دیدہ و دانستہ گذاشتہ بودند و غرض ایشاں ازیں جمع آں بود کہ بعد جمع حفاظ محدثین دراں احادیث تامل کنند و موضوعات را از حسان بغیرہا(3) ممتاز نمایند چنانچہ اصحاب مسانید طرق احادیث جمع کردند کہ حفاظ صحاح و حسان و ضعیف از یک دیگر ممتاز سازند۔ ظن ہر دو فریق را خدا تعالی محقق ساخت۔ بخاری و مسلم و ترمذی و حاکم تمیز احادیث و حکم بصحت و حسن و متاخراں در احادیث خطیب و طبقہ او تصرف نمودند، ابن جوزی موضوعات را مجرد ساخت و سخاوی در مقاصد حسنہ حسان لغیرہا از ضعاف و مناکیر تمیز نمود خطیب و طبقہ او در مقدمات کتب خود بایں مقاصد تصریح نمودہ اند۔ **جزاهم الله تعالى عن امة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم خيرا**

1۔ حجۃ اللہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ منیریہ دمشق۔ ۱۲ فیضی

2۔ قسم دوم از فصل دوم در شبہات واردہ (کاتبان) صفحہ ۲۸۲۔ ۲۸۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲۔ منہ

3۔ حافظ ابن حجر ایک روایت ابن عساکر (جو طبقہ رابعہ سے ہے) کے متعلق فرماتے ہیں۔ "سندہ حسن" مرقات جلد ۲ صفحہ ۱۔ **قال القاری تحت حدیث صلوۃ قال السخاوی ورواہ ابن زنجویہ فی ترغیبہ باسناد حسن۔ مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۱۰ ونحوہ فی المرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱ وهامش جلاء الافہام صفحہ ۵۶ لابن القیم الجوزیہ** مفسر ابن کثیر۔ ابن جریر (جو بقول شاہ صاحب طبقہ رابعہ سے ہے) کی ایک روایت کے متعلق کہا "حسن" تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۵ نیز اسی صفحہ پر ابن عساکر کی روایت بھی منقول ہے **وغیر ذلک لا تعد ولا تحصی العاقل تکفیہ الاشارۃ**۔ ۱۲ فیضی غفی عنہ۔

اھ ملتقطاً۔ دیکھو کیسی صریح تصریح ہے کہ کتب طبقہ رابعہ میں نہ صرف ضعیف محتمل بلکہ حسان بھی موجود ہیں اگرچہ بہ نظیر ہا کہ وہ بھی بلاشبہ خود احکام میں حجت نہ کہ فضائل۔

خامساً۔ انہیں شاہ صاحب نے اسی حجت میں سنن ابی داؤد و ترمذی و نسائی کو طبقہ ثانیہ اور مصنف عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و تصانیف ابی داؤد طیالسی و بیہقی و طبرانی کو طبقہ ثالثہ اور کتب ابونعیم (1) کو طبقہ رابعہ میں گنا۔ امام جلیل جلال الدین سیوطی خطبہ جمع الجوامع میں فرماتے ہیں:

(ومزت للبخاری (خ) والمسلم (م) ولابن حبان (حب) وللحاکم فی المستدرک (ک)(2) وللضیا فی المختارہ (ض) وجمیع مافی ھذہ الکتب الخمسۃ صحیح... سوی مافی المستدرک من المتعقب فانہ ینبہ علیہ (وکذا مافی موطا مالک وصحیح ابن خزیمۃ وابی عوانۃ وابن السکن والمنتقیٰ لابن الجارود والمستخرجات فا لعز والیھا معلم بالصحۃ ایضاً) ورمزت لابی داؤد (د) وللترمذی (ت) .....وللنسائی (ن) ولابن ماجہ (ہ) ولابی داؤد الطیالسی (ط) ولا حمد(حم) ولزیادات ابنہ ......(عم) و لعبد الرزاق (عب) ولسعید بن منصور (ص) ولابن ابی شیبۃ(ش) ولابی یعلیٰ(ع) وللطبرانی فی الکبیر (طب) وفی الاوسط (طس) وفی الصغیر (طص) وللدارقطنی (قط) - ولابی نعیم فی الحلیۃ (حل)وللبیہقی (ق) ولہ فی شعب الایمان (ھب) وھذہ فیھا الصحیح والحسن والضعیف فابینہ غالباً(3) اھ مختصراً۔

دیکھو امام خاتم الحفاظ نے طبقات ثانیہ و ثالثہ و رابعہ سب کو ایک ہی نسق میں گنا اور سب پر یہی حکم فرمایا کہ اس میں صحیح، حسن، ضعیف سب کچھ ہے۔

سادساً۔ خود جناب شاہ صاحب کی تصانیف تفسیر عزیزی و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہما میں جا بجا طبقہ رابعہ سے بلکہ ان سے بھی اتر کر استناد (4) موجود۔ اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود کلام اپنا ت بھگتے۔ یا یہ

1۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو تصانیف حاکم کو بھی طبقہ رابعہ میں گنا ہے۔ (عجالہ نافعہ صفحہ ۶) ۱۲ منہ

2۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کو بھی طبقہ ثالثہ سے ٹھہرایا۔ حالانکہ ان کی سب حدیثیں صحیح ہیں عندھما و عند بعض المحدثین اور ابن تیمیہ متشدد کے شاگرد ذہبی نے مستدرک کی بعض حدیثوں کا تعاقب کیا اور باقی ان کے مسلم ہوئے وقال بعض العلماء کل ما فی المستدرک اما صحیحہ واما حسن ولا ینزل عن درجۃ الحسن "کوثر النبی" صفحہ ۱۰۸۔ ۱۲ منہ

3۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳ ۔ والفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳ ۔ ۱۲ منہ

4۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب "عجالہ نافعہ" ... الفردوس الدیلمی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سلیماء ناحق تحریف معنوی کر کے احادیث طبقہ رابعہ کو مہمل و معطل ٹھہرا تا ان کے سر کیئے دیتے ہیں (فقیر فیضی کہتا ہے کہ پھر آگے اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر عزیزی اور تحفہ سے تمثیلاً چند نقلیں پیش کی ہیں کہ جن سے واضح کہ شاہ صاحب نے ابن عساکر، ابو الشیخ، ابن مردویہ، دیلمی، ثعلبی، ابن النجار، ابن جریر، خطیب بغدادی، مدارج نبوت، کتاب الوفا، بیہقی، شروح مشکوٰۃ، شرح مشکوٰۃ للشیخ المحقق، ریاض النضرۃ، بیہقی، ابن السمان سے روایتیں نقل کر کے ان سے استناد کیا جو اس کی تفصیل دیکھنا چاہے وہاں دیکھ لے)...... اس (1) طبقہ والوں کی احادیث متروکہ سلف کو جمع کرنے کے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) صفحہ ۳ کتاب مذکور۔ رواہ ابو نعیم صفحہ ۳ رواہ ابو نعیم صفحہ ۷ رواہ الحکیم الترمذی صفحہ ۷ رواہ ابن عساکر صفحہ ۱۵ رواہ ابن عساکر صفحہ ۱۸۔ اس روایت کے ماتحت فرماتے ہیں ازیں حدیث مستفاد گشت کہ دوستی چہار یار ایمان است و ترک محبت ایشان علامت صریح نفاق صفحہ ۱۸۔ ابن عساکر صفحہ ۲۱۔ ابن عدی فردوس صفحہ ۲۲۔ فللہ الحمد۔ کتبہ الفیضی عفی عنہ ۱۲

1۔ اعلیٰ حضرت کا یہ کلام شاہ عبدالعزیز صاحب کے اس کلام کو نقل کر رہا ہے شاہ صاحب طبقہ رابعہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ "طبقہ رابعہ احادیثے کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخراں آنرا روایت کردہ اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست (فیہ ما فیہ) یا سلف تفحص کردند و آنہا را اصلے نیافتند تا مشغول بروایت آنہا مے شدند یا یافتند و دراں قدحے و علتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہارا برترک روایت آنہا اھ (عجالہ نافعہ صفحہ ۷) پھر آگے شاہ صاحب عدم اعتماد والا دعویٰ اسی بنیاد پر متفرع کرتے ہیں محققین ناظرین شاہ صاحب کے اس کلام کے ساتھ اگلے حوالے بغور ملاحظہ فرمائیں اور خود انصاف فرمائیں۔ قال الشیخ عبدالقادر الشاذلی تلمیذ المصنف (یعنی السیوطی) فی دیباجۃ کتابہ حلاوۃ المجامع انہ سمع المصنف (السیوطی) یقول اکثر ما یوجد علی وجہ الارض من الاحادیث النبویۃ القولیۃ والفعلیۃ مائتا الف حدیث ونیف فجمع المصنف منها مائۃ الف حدیث فی هذا الکتاب یعنی الجامع الکبیر واخترمتہ المنیۃ ولم یکملہ اھ (الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۶ مطبوعہ مصر) وقال النبهانی واخبر (السیوطی) عن نفسہ انہ یحفظ مائتی الف حدیث قال ولو وجدت اکثر لحفظتہ قال ولعلہ لا یوجد علی وجہ الارض الآن اکثر من ذلک اھ (الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۷ مطبوعہ مصر) وقال الامام عبدالرؤف المناوی (المتوفی ۱۰۳۱ھ) تحت قول السیوطی لانہ رای ان الجامع الصغیر) مقتضب من الکتاب الکبیر الذی سمیتہ بجمع الجوامع وقصدت فیہ جمع الاحادیث النبویۃ باسرها (انتهی قول السیوطی) وهذا بحسب ما اطلع علیہ المؤلف (السیوطی) اعتبار ما فی نفس الامر لتعذر الاحاطۃ بها وانافتها علی ما جمعہ الجامع المذکور لو تم وقد اخترمتہ المنیۃ قبل اتمامہ. وفی تاریخ ابن عساکر عن احمد. صح من الحدیث سبعمائۃ الف (بات الخ) و کسر (الکسر هو العدد الذی یکون اقل من واحد کالثلث والربع ونحوه الصحیح) وقال ابو زرعۃ کان احمد یحفظ الف الف (دس لاکھ) حدیث صلی اللہ علیہ وسلم فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۴ (مرقات جلد ۱ صفحہ ۲۰ مقدمہ الترغیب للمنذری جلد ۱ صفحہ ۷۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۰۔ الرسالۃ المستطرفہ صفحہ ۵۵) یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ایسے حافظہ والے امام نے اپنی مسند میں [illegible]۔ قال السخاوی قال ابن المدینی مسندہ وهو محو [illegible] الفاضل من اصول الاسلام اھ فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر۔ قال القاری (المتوفی ۱۰۱۴) فی ثنائہ ابن مسند احمد) اکثر المسانید واحسنها فانہ لم یدخل فیہ الا ما یحتج بہ مع کونہ انتخبہ من اکثر من سبعمائۃ الف حدیث وخمسین الفا اھ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۱ مطبوعہ مصر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

معنی اسی قدر ہیں کہ جن احادیث کے ایراد سے انہوں نے احتراز کیا انہوں نے درج کیں تو یہ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: "در اں مسند زیادہ از سی ہزار حدیث جمع کردہ گفتہ ایں مسند را انتخاب کردہ ام زیادہ از ہفت صد و پنجاہ ہزار حدیث" اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۷۔ وفی مقدمۃ الترغیب والترہیب للمنذری جلد ۱ صفحہ ۱۷۔ تحت عنوان ترجمۃ الامام احمد رضی اللہ عنہ حفظ الف الف حدیث تحمل منها اربعین الفا ونیفا۔ فدونها فی کتابه المسند اه وقال الکتانی فی الرسالۃ المستطرفۃ صفحہ ۱۷۔ وقال اشتهر عند کثیر من الناس انه اربعون الف حدیث ، وکذا صرح بذلك الحافظ شمس الدین محمد بن علی الحسینی فی التذکرۃ فقال عدۃ احادیثه اربعون الفا بالمکرر، وقال ابن المنادی انه ثلاثون الفا والاعتماد علی قوله دون غیره وقال القطان (ای المسند) من اکثر من سبعمائة الف و خمسین الف حدیث، ولم یدخل فیه الا ما یحتج به عنده ۔ اه خود شاہ عبدالعزیز کی زبانی بھی مشہور ہے کہ مسند میں اصل سے تیس ہزار حدیثیں ہیں اور جب ان کے بیٹے عبداللہ کی زیادات کو ملا لیا جائے تو چالیس ہزار حدیثیں ہوتی ہیں۔ لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے کہ کل تیس ہزار حدیثیں ہیں ...... واللہ اعلم ...... امام احمد جب اس مسند کے مسودہ سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور ان کو یہ مسند سنا کر فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنائیں۔ اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں تو فبہا ورنہ اس کو غیر حجت خیال کریں۔ راقم الحروف (شاہ صاحب) کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں ورنہ ایسی احادیث صحیحہ بہت ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔ اھ بستان المحدثین صفحہ ۵۲، ۵۳

الآن نشرع فی نقل کلام المناوی فاقم السلسل) وقال البخاری احفظ مائة الف حدیث صحیح ومائتی الف حدیث غیر صحیح وقال مسلم صنفت الصحیح من ثلاثمائة الف حدیث الی غیر ذلک۔ انتہی کلام المناوی۔ فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۳۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) کی بات تو تھی اب شاہ عبدالعزیز صاحب پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نبراس کی بات بھی سنئے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ قال ابن الجوزی حصر الاحادیث بعید عن الامکان وقال الامام احمد صح من الاحادیث سبع مائة الف وکسر وقال جمعت المسند من اکثر من سبعمائة الف وخمسین الف وقال البخاری احفظ من الصحاح مائة الف ومن غیرها مائتی الف ولعله اراد ما صح علی شرطه وقال اخرجت الصحیح من نحو ست مائة الف حدیث لکنها لم تکتب فضاعت بموت العلماء وقال ابو المکارم المتون الموجودة الیوم تبلغ مائة الف۔ اه ملتقطا۔ نبراس صفحہ ۳۰۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الاحادیث الصحیحة لم تنحصر فی صحیحی البخاری ومسلم ولم یستوعبا الصحاح کلها بل هما منحصران فی الصحاح والصحاح التی عندهما وعلی شرطهما ایضا لم یوردا هما فی کتابیهما فضلا عما عند غیرهما قال البخاری ما اوردت فی کتابی هذا الا ما صح ولقد ترکت کثیرا من الصحاح وقال مسلم الذی اوردت فی هذا الکتاب من الاحادیث صحیح ولا اقول ان ما ترکت ضعیف۔ مقدمه للشیخ المحقق فی اصول الحدیث صفحہ ۳ مع اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۸ ونحوه فی مقدمة صحیح البخاری لمولانا احمد علی سہارنپوری جلد ۱ صفحہ ۲۔ سات لاکھ سے بھی زیادہ صحیح حدیث امام احمد کی نظر میں تھی اور ایک لاکھ صحیح حدیث امام بخاری اور بخاری کی نظر میں تھی اور جلد اول وغیرہ وغیرہ کی سب حدیثوں کو جمع کرو جن میں صحیح و حسن و ضعیف کو بھی بے شک ان سے جمع کر کے آؤ تو پھر بھی ایک لاکھ حدیث مشکل ہوں گی۔ تو اب یہ کیا کس حد تک درست ہوگا کہ [illegible] (بقیہ اگلے صفحہ پر)

انہوں نے جو کچھ لکھا سب متروک سلف ہے۔ مجرد عدم ذکر کو اس معنی پر حمل کرنا کہ ناقص سمجھ کر بالقصد ترک کیا ہے، محض جہالت ہے ورنہ افراد بخاری متروکات مسلم ہوں، اور افراد مسلم متروکات بخاری اور ہر کتاب متاخر کی وہ حدیث کہ تصانیف سابقہ میں نہ پائی گئی تمام سلف کی متروک مانی جائے۔ مصنفین میں کسی کو دعوئی استیعاب نہ تھا۔ امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث صحیح حفظ تھیں۔ صحیح بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اس سے بھی کم ہیں (فتح الباری)

ثامناً۔ شاہ صاحب (بستان المحدثین میں) فرماتے ہیں۔ لہٰذا علمائے حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نباید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی۔ اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ وجہ بے اعتمادی یہی اختلاط صحیح وضعیف ہے اگر چہ اکثر صحیح ہی ہوں جیسے مستدرک جس میں تین ربع کتاب کی قدر احادیث صحیحہ ہیں نہ کہ سب کا ضعیف ہونا چہ جائے ضعف شدید یا بطلان محض کے کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کرے گا اور اس بے اعتمادی کے بھی معنی اگر خود لیاقت نقد رکھتا ہو آپ پرکھے ورنہ کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے۔۔۔۔۔ اب انصافاً یہ حکم نہ صرف کتب طبقہ رابعہ بلکہ ثانیہ ثالثہ سب پر ہے کہ جب بعینہ اختلاط صحیح وضعیف ہے اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم۔۔۔۔۔ بالجملہ حق یہ کہ مدار اسناد نظر وانتقاد یا تحقیق نقاد پر ہے نہ فلاں کتاب میں ہونے فلاں میں نہ ہونے پر۔ انتهى كلام الامام المجدد البريلوى ملخصاً منير العين فى حكم تقبيل الابهامين. متضمن رسالہ الهاد الكاف فى حكم الضعاف افادہ نمبر ۲۳ از صفحہ ۷۸ تا صفحہ ۸۳

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ماسعيى فى هذه الاجوبة الا لحفظ عرض و منقبة سيدنا وشفيعنا
محمد صلى الله عليه وسلم لانال شفاعتهٔ عليه الصلوٰة والسّلام
ولنعم ماقال حسان عليه الرضوان من الرحمن

هجوت محمدا فاجبت عنه وعند الله فى ذاك الجزاء
فان ابى ووالدتى وعرضى لعرض محمّد منكم وقاء

اب آخر میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری (کما یقولون) کی ایک حدیث دیکھیں جس سے مسئلہ قدرت وتصرف اور مسئلہ رؤیت اور مسئلہ سمع پر خاص روشنی پڑتی ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) حدیثوں کا ذکر نہ ہونا ان محدثین سابقین کے عدم علم یا جود قدح پر مبنی ہے۔ قد ر۔ ۱۲۔ بالتلخیص غفرلہ

؎ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

ان اللّٰہ تعالٰی قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وما ترددت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس المومن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بدلہ منہ (رواہ البخاری فی صحیحہ جلد ۲ صفحہ ۹۶۳)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اُس کو اعلان جنگ فرمادیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (جو) کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور پناہ دیتا ہوں جس چیز کو میں کرنے والا ہوتا ہوں اس میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ نفس مومن کے قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں وہ مومن بحکم طبیعت موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کی تکلیف کو ناخوش سمجھتا ہوں حالانکہ موت سے اس کو چارہ نہیں۔"

(مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اول صفحہ ۱۹۷۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ا صفحہ ۷۱ مطبوعہ مطبعۃ مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر ۱۳۵۸ھ۔ وقال السیوطی فی التوشیح وقع فی روایۃ "بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی" زاد احمد من حدیث عائشۃ و فؤادہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ"۔ انتھی۔ (حاشیہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اس حدیث شریف کی یوں تشریح فرماتے ہیں:

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللّٰہ کنت لہ سمعا و بصرا فاذا صار نور جلال اللّٰہ سمعا لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذلک النور بصرا لہ رای القریب والبعید واذا صار ذلک النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسہل والبعید والقریب اھ

"جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت لہ سمعا و بصرا فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس (ولی) کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس (ولی) کی آنکھیں ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس (ولی) کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۸۸۔۶۸۹ مطبوعہ مصر تحت آیت اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام اولیاء کرام کی یہ شان ہے تو حضور سید الانام امام الانبیاء سید المرسلین محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف وقدرت اور آپ کے کان مبارک کی قوت سمع اور آپ کی مبارک آنکھوں کی طاقت کا کیا کہنا کونسی آواز ان کے کانوں سے پوشیدہ ہے اور کونسی چیز ان کی نظر مبارک سے مخفی ہے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰحضرت)

ناظر خلق و خالق پہ لاکھوں درود ایسی بصر وبصارت پہ لاکھوں سلام
(فقیر فیضی)

اقوال ائمہ کرام وعبارات علماء عظام دربارۂ حاضر وناظر سید عالم ﷺ

۱۔ شیخ المحدثین سند المحققین حضرت شاہ محمد عبد الحق محدث محقق دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء اُمت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے (۱) نیست

1۔ الفرق بین الخلاف والاختلاف الاختلاف یکون من الجانبین والخلاف یکون من (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم و تاویل دائم و باقی ست و بر اعمال (1) امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی ست (مکاتیب و رسائل شیخ محقق علی ہامش اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

"علماء امت میں اتنے اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود کسی ایک کو اس مسئلہ میں خلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا شائبہ مجاز اور توہم و تاویل حقیقی حیات سے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت کے لئے ان کے لئے جو حضور کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں فیض دینے والے اور تربیت فرمانے والے ہیں۔"

۲۔ نیز شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اور علامہ نبہانی شیخ عمر فوتی سے ناقل اور وہ قطب محمد بن عبدالکریم السمان سے ناقل:۔

ففی حال ذکرک لہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تصور کانک بین یدیہ متادبا بالاجلال والتعظیم والھیبۃ والحیاء فانہ یراک ویسمعک کلما ذکرتہ لانہ متصف بصفات اللّٰہ وھو سبحانہ جلیس من ذکرہ (سعادت دارین صفحہ ۴۵۳ مطبوعہ مصر)

ذکر کن او را و درود بفرست بروے صلی اللہ علیہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش در حالت حیات وے بینی تو او را متادب باجلال و تعظیم و ہیبت و حیا بداں کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف ست بصفات اللہ و یکے از صفات الٰہی آن ست کہ انا جلیس من ذکرنی" (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۲۱)

"یعنی اے مخاطب تو حضور ﷺ کا ذکر کر اور آپ پر درود شریف بھیج اور آپ کے ذکر کے وقت یہ تصور باندھ کہ حضور ﷺ حالت حیات سے تیرے سامنے حاضر ہیں اور تو انہیں دیکھ رہا ہے اور آپ کے ذکر کے وقت اجلال تعظیم اور ہیبت و حیا سے متادب بیٹھنا اور جاننا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اور صفات الٰہیہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الجانب الواحد وقد یکون الخلاف بمعنی الاختلاف وقیل الاختلاف تباین الطریق والمقاصد کلیھما والخلاف تباین الطریق مع اتحاد المقاصد واللّٰہ اعلم، فائدہ جلیلۃ صفحہ ۱۲۸ وقال السید الشریف الجرجانی فی التعریفات صفحہ ۹۰، الخلاف منازعۃ تجری بین المتعارضین لتحقیق حق او لابطال باطل۔ ۱۲۔ الفیضی غفرلہٗ

1۔ ونیز ایں شیخ در مجمع البرکات گفتہ است۔" وے علیہ السلام بر احوال اعمال امت مطلع است بر مقربان و خاصان درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است"۔ ۱۲

میں سے ایک صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہم نشین ہوں۔"

۳۔ نیز شیخ محقق پیاری نصیحت فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ

وصیت ے کنم ترا اے برادر بدوام ملاحظہ صورت ومعنی او صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ باشی متکلف ومستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیرد روح تو بوے پس حاضر آید ترا وے صلی اللہ علیہ وسلم عیانا ویابی او را وحدیث گوئی باوے وجواب دہد ترا اوے وچوں حدیث گوید باتو وخطاب کند ترا فائز شوی بدرجہ صحابہ عظام ولاحق شوی بایشاں ان شاء اللہ تعالیٰ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۲۳)

۴۔ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

پس باید کہ بندہ ہمچناں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہر او باطنا واقف ومطلع بیند رسول صلی اللہ علیہ وسلم را نیز (بر) ظاہر وباطن خود مطلع وحاضر داند (مصباح الہدایت ترجمہ عوارف صفحہ ۱۶۵)

"پس چاہئے کہ بندہ جس طرح حق تعالیٰ کو ہر حال میں ظاہر وباطن پر واقف جانتا ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے ظاہر وباطن پر مطلع اور حاضر جانے"۔(1)

۵۔ شفا شریف قسم ثانی باب رابع فصل ۲ جلد ۲ صفحہ ۵۷ مطبوعہ مصر یہ ہے:۔

ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"جب گھر میں کوئی نہ ہو تو تم کہو نبی پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔"

اس کے ماتحت علامہ علی قاری حنفی شرح شفا میں فرماتے ہیں:۔

لان روحہ(2) علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام

1۔ ولنعم ماقیل۔ سر فراز حقیقت میں سر فساد ہے کہ اس کے سر میں تکبر استاد ہے

2۔ بعض یہودی صفت محرفین زمانہ کا یہ کہنا کہ یہاں "لا" چھوٹ گیا یہ بالکل باطل اور غلط ہے (۱) یہ دعوی بلا دلیل ہے صنف اور مطبع کا حوالہ نہیں بخلاف اس کے کہ ہم نے طبع اولی کا حوالہ پیش کیا ہے۔ باقی رہا گنگوہی کا دعوی تو وہ بھی بلا دلیل ہے اور بے بنیاد ہے اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں۔ ملا جیون متوزن گر لو ہو رہے واہ۔ ۱۲ ف (۲) بالفرض کہیں ایسا محرف نسخہ ہو بھی تو وہ یقینا محرف ہے کیونکہ دشمنان محبوب خدا کا ہمیشہ یہی دستور رہا ہے کہ وہ عبارات میں تحریف کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ تھانوی صاحب نے لفظ حدیث موضوعہ کو بلا سند صرف بزعم خویش موضوعہ کہا۔ شرح عقائد اخبار الاخیار تفسیر مظہری تفسیر روح المعانی وغیرہا کتب کثیرہ کی طباعت میں ان لوگوں نے تحریفیں کی ہیں۔ مزید معلومات کے لئے دیکھو "سیف المصطفیٰ" ترجمہ قرآن کنز الایمان وتفسیر خزائن العرفان مطبوعہ تاج کمپنی اس زمانہ میں تحریف کی زندہ مثال ہے۔(۳) ذوق سلیم والا عربی دان جانتا ہے کہ اس لا سے قبل یا بعد میں قل سے علت وجہ سلام نہ ملنا اس لا کے غلط ہونے پر روشن دلیل ہے۔ فافہم۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ ۱۲ فیضی غفی عنہ

"کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔"

شرح شفا للقاری علی هامش نسیم الریاض الباب الرابع من القسم الثانی فصل فی المواطن التی یستحب الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام جلد ۳ صفحہ ۴۶۴ الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ الازہریۃ المصریۃ ۱۳۲۶ھ۔

۲۔ امام محمد ابن الحاج مکی اور امام قسطلانی متنا اور علامہ زرقانی شرحاً فرماتے ہیں:۔

لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مشاهدته لامتہ(۱) ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں اس بارے میں کہ آپ امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں یہ سب چیزیں آپ پر ظاہر ہیں ان میں پوشیدگی نہیں۔"

فان قلت هذہ الصفات مختصة باللہ تعالٰی فالجواب ان من انتقل الیٰ عالم البرزخ من المؤمنین الکاملین یعلم احوال الاحیاء غالباً الخ۔ (مدخل مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷، زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۰۵)

حدیثوں میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں داخل ہوتے اپنے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں داخل ہوا کرو یا مسجدوں سے گزرا کرو تو مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو نیز صحابہ و تابعین جب مساجد میں داخل ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے۔ ان حدیثوں کے رواۃ یہ ہیں سیدہ فاطمہ، مولیٰ علی، ابوحمید، ابوسعید، ابن عمر، انس، ابوہریرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس حکم پر عامل اور اس کے قائل یہ ہیں: عبداللہ بن سلام، ابودرداء، کعب احبار، علقمہ بن قیس، محمد بن سیرین قال کان الناس یقولون) ابراہیم وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان احادیث کے مخرجین یہ ہیں: (اسماعیل القاضی، احمد، الترمذی، ابن بشکوال، الطبرانی، البیہقی فی الدعا، ابوعوانہ فی صحیحہ، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ، ابن السنی، ابن خزیمہ، وابن حبان فی صحیحہ، الحاکم فی مستدرکہ وقال صحیح علی شرط الشیخین، الحارث ابن ابی اسامۃ العدنی فی مسندہ، النمیری، ابن ابی عاصم،

۱۔ لانه علیه الصلوٰۃ والسلام "ارسلت الی الخلق کافة"۔ رواہ مسلم ۱۲ منه

ابن المبارک فی الاسلید ان (وغیرہ) سنن ابی داؤد جلدا صفحہ ۶۷ وسنن ابن ماجہ صفحہ ۵۶، مشکوۃ صفحہ ۷۰، مرقاۃ جلدا صفحہ ۳۵۳۔ ۲۶۷، شفا شریف جلد ۲۔ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

۷۔ وقال الغزالي سلم عليه اذا دخلت في المسجد فانه عليه السلام يحضر في المسجد. (ماخوذ)

''امام غزالی نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو سلام عرض کرو کیونکہ آپ مسجدوں میں موجود ہوتے ہیں۔''

۸۔ ۹۔ خاتم الحفاظ امام سیوطی اور علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی فرماتے ہیں:۔

سئل بعضهم كيف يراه الراؤن المعددون في اقطار متباعدة (في زمان واحد كذا في الروح) فانشد هم

''بعض علماء کرام سے سوال کیا گیا کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے دیکھتے ہیں تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:۔

كالشمس في كبد السماء وضوء ها يغشى البلاد مشارقا ومغاربا

''یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

(الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۴ والفتاوی تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵)

۱۰۔ مجمع البحرین امام الطریقین سیدی وسندی وشیخی ومرشدی حضرت قبلہ مولانا خواجہ فیض محمد شاہ جمالی (متوفی ۱۳۶۴ھ) رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

نورت محيط عالم كالشمس في الضحى
من وجهك المنير لقد زين السماء

''یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم چاشت کے سورج کی طرح آپ کا نور سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہے اور آپ کے روشن چہرے سے آسمان مزین ہے۔''

ایک ہی آن میں ایک جسم کا متعدد مقامات پر ہونا

۱۱۔ امام وعارف ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی فوائد حدیث معراج کی تفصیل فرماتے ہوئے رقم طراز

ہے:۔

ومنها شهود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد کما رای محمد صلی الله علیه وسلم نفسه فی اشخاص بنی آدم السعداء حین اجتمع به فی السماء الاولی کما مر و کذالک آدم و موسیٰ و غیرهما فانهم فی قبورهم فی الارض حال کونهم ساکنین فی السماء فانه قال رایت آدم رایت موسیٰ رایت ابراهیم واطلق وما قال رایت روح آدم ولا روح موسیٰ فراجع صلی الله علیه وسلم موسیٰ فی السماء وهو بعینه فی قبره فی الارض قائما یصلی کما ورد فیا من یقول ان الجسم الواحد لا یکون فی مکانین کیف یکون ایمانک بهذا الحدیث فان کنت مومنا فقلد وان کنت عالماً فلا تعترض فان العلم یمنعک ولیس لک الاخبار فانه لا یعتبر الا الله ولیس لک ان تأول ان الذی فی الارض غیر الذی فی السماء لقوله علیه الصلوٰة والسلام رأیت موسیٰ واطلق و کذالک سائر من راه من الانبیاء هناک فالمسمیٰ موسیٰ ان لم یکن عینه فالاخبار عنه کذب انه موسیٰ هذا۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲_صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصر)

"اور فوائد معراج میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک جسم آن واحد میں دو مکانوں میں حاضر ہو گیا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بخت اولاد آدم کے افراد میں خود اپنی ذات کریمہ کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ پہلے آسمان پر جمع ہوئے تھے جیسا کہ گزرا اور اسی طرح آدم اور موسیٰ علیہما السلام اور ان کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہیں بے شک وہ انبیاء علیہم السلام زمین میں اپنی قبروں کے اندر ہیں درآں حالیکہ وہ آسمانوں میں بھی سکونت رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً اسی طرح فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا، موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ روح کی قید کے ساتھ مقید فرما کر اس طرح نہیں فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کی روح کو دیکھا اور نہ یہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی روح کو دیکھا (جس سے

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعینہ ان انبیاء علیہم السلام ہی کو دیکھا نہ کہ ان کی ارواح یا امثال کو) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گفتگو اور مراجعت فرمائی حالاں کہ موسیٰ علیہ السلام بعینہ اپنی قبر شریف کے اندر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جیسا کہ (مسلم شریف کی) حدیث میں وارد ہوا ہے پس انتہائی افسوس ہے اور تعجب اس کہنے والے پر جو یہ کہتا ہے کہ ایک جسم بیک وقت دو مکانوں میں نہیں ہو سکتا (اے قائل) ذرا یہ تو بتا دے کہ اس قول کے ہوتے ہوئے تیرا ایمان اس حدیث مذکور پر کیونکر ہو سکتا ہے اگر تو مومن ہے تو تجھے مان لینا چاہیے، اگر تو عالم ہے تو اعتراض نہ کر، اس لئے کہ علم تجھے رو کتا ہے اور تجھے حقیقت حال کا علم ہے نہیں اس لئے کہ یہ علم حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور تیرے لئے یہ بات بھی جائز نہیں کہ تو اس حدیث میں یہ تاویل کرے کہ جو انبیاء زمین میں ہیں وہ ان کے غیر ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمان میں دیکھا اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روایت موسیٰ مطلقاً فرمایا اور اسی طرح باقی انبیاء علیہم السلام کے متعلق جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں میں دیکھا (یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آسمان میں ان کے غیر کو دیکھا جو زمین میں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو موسیٰ فرمایا اگر وہ بعینہ موسیٰ علیہ السلام نہ ہوں تو ان کے متعلق یہ خبر دینا کہ وہ موسیٰ ہیں کذب ہوگا۔ العیاذ باللہ۔"

۱۲۔ کچھ آگے یہی امام شعرانی شیخ اکبر سے ناقل:

ثم ان المعترض ینکر علی الاولیاء مثل هذا فی تطوراتهم وقد کان قضیب البان یتطور فیما شاء من الصور فی اماکن متعددة وکل صورة خوطب فیها اجاب اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

(الیواقیت والجواہر، جلد ۲۔ صفحہ ۳۶)

"فرماتے ہیں پھر معترض اولیاء اللہ کے متعدد صورتوں میں ظاہر ہونے کا منکر ہے حالانکہ حضرت قضیب البان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن صورتوں میں چاہتے تھے مختلف مقامات میں متصور ہو کر ظاہر ہو جاتے تھے اور جس صورت میں بھی آپ کو پکارا جاتا تھا آپ ضرور جواب دیتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے"۔

۱۳۔ والانفس الناطقة الانسانية اذا کانت قدسية قد تنسلخ من

الابدان وتذهب متمثلة ظاهرة بصور ابدان او بصور اخرى......

حيث يشاء الله تعالیٰ مع بقاء نوع تعلق لها بالابدان الاصلية

يعالي معه صدور الافعال منها كما يحكى عن بعض الاولياء

قدست اسرارهم انهم يرون في وقت واحد في عدة مواضع.....

وهذا امر مقرر عند السادة الصوفية مشهورفيما بينهم وهو غير

على المسافة وانكار من ينكر كلا منها عليهم مكابرة لاتصدر الا

عن جاهل او معاند وقد الف غير واحد تمثل النفس وتطورها

لنبينا صلى الله عليه وسلم بعد الوفاة وادعى انه عليه الصلوٰة

والسلام قد يرى في عدة مواضع في وقت واحد مع كونه في

قبره الشريف يصلی اھ ملتقطا۔

(تفسیر روح المعانی ۲۲ صفحہ ۱۳ تا ۱۴) و فتح الملہم جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

۱۴۔ ۱۵۔ امام ابن حجر مکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاگتے ہوئے دیکھنا ثابت کرتے ہوئے رقم طراز

ہیں:۔

ولا ینکر ذلک الا معاند او محروم۔

"اس کا منکر نہ ہوگا مگر معاند یا محروم۔"

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۵۷، سعادۃ الدارین مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۲)

۱۶۔ فریق مخالف کے پیشوا کشمیری صاحب رویت یقظۃ ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فالرؤیة یقظة متحققة وانکارها جهل۔ (فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۲۰۴)

" جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے۔"

۱۷۔ نیز امام ابن حجر مکی رقمطراز ہیں:۔

ثم رایت ابن العربی صرح بما ذکرناه من انه لا یمتنع رؤیة ذات

النبی صلی الله علیه وسلم بروحه وجسده لانه وسائر الانبیاء

احیاء ردّت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فی الخروج

من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی(۱) ولا

۱۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۸ عن تنویر الحلک والحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ سعادت دارین صفحہ ۴۲۲۔ ۱۲ نعیم

مانع من ان يراه كثيرون في وقت واحد لانه كالشمس واذا كان القطب يملاء الكون كما قال التاج ابن عطاء الله فما مالك بالنبي صلى الله عليه وسلم.

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۵۶۔ سعادت دارین صفحہ ۲۲ علامہ نبہانی مطبوعہ مصر)

"یعنی پھر میں نے ابن العربی کے کلام میں قوم مذکور کی تصریح دیکھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات روح مع جسد کا دیکھنا ممتنع نہیں کیونکہ حضور ﷺ اور باقی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں ان کی ارواح کو قبض کرنے کے بعد ان کے اجسام میں واپس لوٹایا گیا اور مزاروں سے ان کو باہر تشریف لے جانے کی اجازت ہے اور علوی و سفلی ملکوت میں ان کو تصرف کرنے کی اجازت ہے اور اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے لوگ ایک ہی وقت میں دیکھیں اس لئے کہ حضور ﷺ سورج کی طرح ہیں۔ (جو ایک ہے سب پر روشنی ڈالتا ہے اور ہر جگہ ہے بہت دور دور والے اس کو ایک ہی وقت میں دیکھتے ہیں) جب ایک قطب ہر جگہ کو پر کر لیتا ہے جب کہ امام تاج نے فرمایا تو حضور تو بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہوئے۔"

شیخ تاج الدین کا واقعہ امام سیوطی نے یوں نقل فرمایا ہے:۔

وفي مناقب الشيخ تاج الدين بن عطاء الله عن بعض تلامذته، قال حججت فلما كنت في الطواف رأيت الشيخ تاج الدين في الطواف(1) فنويت ان اسلّم عليه اذا فرغ من طوافه، فلما فرغ من الطواف جئت فلم اره ثم رايته في عرفة كذالک، وفي سائر المشاهد كذالک،فلما رجعت الى القاهرة سئلت عن الشيخ، فقيل لي طيب فقلت هل سافر قالوا لا فجئت الى الشيخ وسلمت عليه فقال لي من رأيت فقلت يا سيدي رايتک ،فقال يا فلان الرجل الكبير يملاء الكون لودعي القطب من جحر لاجاب

---

1. كماري ء القطب الشاه جمالي في اقطار بعيدة يقظة في حياته وبعد مماته واستفيدت منه ومن الناظرين لمرشدي المذكور مولانا محمد قاسم الخير فوري وسيدي والدي يقظة في بيته وفي بلدة ديره ورحيم بخش النجار في مضافات لوج راه مرارا في اليقظة وايضا راه قادر بخش الجبلي يقظة فطلع سيدي مرشدي عنه فاتليه وغير ذالک من الواقعات الكبيرة المروية عنه ۱۲. الفيضي غفرلۂ

فاذا كان القطب يملاء الكون فسيد المرسلين صلى الله عليه
وسلم من باب اولىٰ ا ھ (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۵۴)۔

"یعنی شیخ تاج الدین کے مناقب میں ان کے کسی شاگرد سے منقول ہے، اس نے کہا کہ میں نے حج کیا، جب میں طواف میں تھا میں نے اپنے مرشد شیخ تاج الدین کو طواف کرتے دیکھا تو میں نے یہ نیت کی کہ جب شیخ طواف سے فارغ ہو جائیں گے تو میں ان کو سلام کروں گا جب آپ طواف سے فارغ ہوئے میں وہاں گیا تو آپ کو نہ دیکھا پھر میں نے ان کو عرفہ میں بھی اسی طرح دیکھا اور ہر مشہد میں ان کو دیکھتا رہا پھر جب میں قاہرہ گیا تو میں نے لوگوں سے حضرت شیخ کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت اچھے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ حضرت سفر پر گئے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں تو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو حضرت نے فرمایا تو نے کس کو دیکھا تھا میں نے عرض کیا یا سیدی میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ فرمایا اے فلانے ایک قطب سارے جہان دنیا کو پر کر لیتا ہے، اگر اس قطب کو سوراخ سے پکارا جائے تو وہاں سے بھی جواب دے گا، جب ایک قطب ساری دنیا کو پر کر لیتا ہے (ہر جگہ وہی ہوتا ہے) تو حضور سید المرسلین تو بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔"

فقیر منظور احمد فیضی مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ میرے والد مکرم استاذ العلماء العارف الکامل حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی مدظلہ العالی نے اپنے پیر و مرشد قطب العارفین سید الفقہاء والمحدثین حضرت قبلہ خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کو دو مرتبہ دور دراز مقامات پر جاتے ہوئے دیکھا۔ ایک دفعہ شہر ڈیرہ غازیخان میں جب کہ حضرت صاحب اسی وقت بستی سندیلہ شریف میں زندہ موجود تھے اور دوسری دفعہ اپنے گھر فیض آباد نزد اوچ شریف ضلع بہاولپور میں، حالانکہ اس وقت حضرت قبلہ شاہ جمالی قدس سرہ العالی اس دنیا سے پردہ پوش ہو چکے تھے۔ اسی طرح حضرت کے بہت سے واقعات ہیں۔"

عارف جہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وبهذا علم جواز رؤية جماعة له صلى الله عليه وسلم في آن
واحد من اقطار متباعدة اوصاف مختلفة. واجاب عن هذا ايضا
الزركشي بانه صلى الله عليه وسلم سراج ونور والشمس في

هذا العالم مثال نوره في العوالم كلها فكما ان الشمس يرلها كل من في المشرق والمغرب في ساعة واحدة بصفات مختلفة كذالک هو صلى الله عليه وسلم.

(سعادت دارین مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۸)

خلاصہ کلام یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء حاضر و ناظر ہیں، حضور ﷺ تو بطریق اولیٰ حاضر و ناظر ہیں۔

علامہ مولانا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

قال القاضي وذلک ان النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملاء الاعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد.

"قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب نفوس زکیہ قدسیہ علائق بدنیہ سے مجرد ہو جاتے ہیں تو عروج حاصل کرکے ملأ اعلیٰ سے متصل ہو جاتے ہیں تو ان پاک نفسوں کے آگے کوئی حجاب و پردہ نہیں رہتا۔ اسی لئے وہ ہر چیز کو مشاہدہ کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں۔"

مرقات باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل ۲ صفحہ ۷ ۔ جلد ۲ و شرح جامع صغیر للمناوی جلد ۳ صفحہ ۱۹۹۔

شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی حنفی (متوفی ۷۵۸ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

مرید صادق آں را گویند کہ آنچہ پیر فرماید آں کند و آں چہ نماید آں بیند و ہمہ اوقات پیر را بر احوال خود حاضر و ناظر بیند و داند۔ (مفتاح العاشقین صفحہ ۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ)

" سچا مرید اسے کہتے ہیں کہ جو پیر فرمائے وہی کرے اور جو پیر دکھائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو اپنے تمام حالات پر حاضر و ناظر دیکھے اور جانے۔"

(نوٹ) یہ وہی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ہیں۔ جن کی طرف گکھڑوی صاحب نے "راہ سنت" میں بوجہ نادانی یا برائے خداع تحفہ نصائح منسوب کرکے اس کے ایک شعر سے استدلال کیا ہے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک ہے:۔

بعزت پروردگار کہ نیک بختاں وبد بختاں ہمہ عرض کردہ سے شوند برمن و نظر من در لوح محفوظ

است۔(اخبار الاخیار صفحہ ۱۵)

"یعنی خدا کی قسم نیک بخت اور بد بخت سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری نظر لوح محفوظ میں ہے۔"

عارف صمدانی عالم ربانی امام شعرانی قدس سرہ النورانی کی زبانی قول لاثانی:۔

ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون في مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سوال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم في موقف من المواقف ولما مات شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصر الدين اللقاني راه بعض الصالحين في المنام فقال له مافعل الله بک فقال لما اجلسني الملكان في القبر يسالاني اتاهم الامام مالک فقال مثل هذا يحتاج الى سوال في ايمانه بالله و رسوله تنحيا عنه فتحيا عني انتهى و اذا كان مشائخ الصوفية يلاحظون اتباعهم و مريديهم في جميع الاحوال والشدائد في الدنيا والآخرة فكيف بائمة المذاهب الذين هم اوتاد الارض واركان الدين و امناء الشارع على امته رضي الله عنهم اجمعين۔ (کتاب المیزان للشعرانی جلد ا صفحہ ۵۰ مطبوعہ حجازی قاہرہ و جلد ا صفحہ ۵۳ مطابق مطبع مصطفی البابی الحلبی بمصر۔)

"بے شک ائمہ فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے اپنے تابعداروں کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور کریں گے، بوقت نشر و حشر اور بوقت حساب و میزان اور پل سے گذرتے وقت فقہا اور اولیاء اپنے مقلدین کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ کسی حالت میں بھی وہ اپنے غلاموں سے غافل نہیں ہوتے، جب شیخ ناصر الدین لقانی فوت ہوئے تو ان کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب قبر میں دو فرشتوں نے مجھ سے سوال کرنے کی غرض سے مجھے اٹھایا، بس اٹھا کے بٹھایا ہی تھا کہ میرے امام امام مالک وہاں پہنچے اور ان سے کہا کہ ایسے شخص سے بھی ایمان باللہ والرسول کے سوال کی ضرورت ہے اس سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ وہ مجھ سے دور ہو گئے تو جب

مشائخ صوفیہ بزرگان دین اپنے تابعداروں اور مریدوں کو زیادہ آ خرت کی ہر تنگی میں اور ہر حالت میں ملاحظہ فرماتے ہیں تو ائمہ مذاہب (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد حنبل) کا کیا کہنا جو زمین کے اوتاد ہیں اور دین کے رکن ہیں اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان کی امت پر امین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔"

فقیر فیضی کہتا ہے جب ائمہ کی یہ شان ہوئی تو امام الانبیاء والمرسلین کے حاضر و ناظر اور تعاون و نصرت اور ملاحظہ کا کیا کہنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

معتمد و مستند علماء اہل سنت و علماء دیوبند (۱) عارف ربانی امام عبد الوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) قدس سرہ النورانی اپنے شیخ حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل، انہوں نے فرمایا:۔

لا يكمل الرجل (2) عندنا حتى يعلم حركات مريده في انتقاله في الاصلاب و هو نطفة من يوم الست بربكم الى استقراره في الجنة او النار۔ والله اعلم۔

۱۔ امام شعرانی نے عالم بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بخاری پڑھی ہے فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ کشمیری دیوبندی (۲) امام شعرانی کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ "شیخ عبد الوہاب شعرانی کر اجلہ محققین سے ہیں۔" التنبیہ الطربی للتھانوی صفحہ ۲۷، نیز تھانوی کی اسی کتاب میں صفحہ ۵، ۳۱ پر امام شعرانی سے استناد موجود ہے (۳) محرر مذہب دیوبندیہ مولوی سرفراز گکھڑوی نے اپنی کتاب تسکین الصدور کے صفحہ ۲۸۰ صفحہ ۲۹۱ پر امام عبد الوہاب شعرانی کو امام لکھ کر ان سے سند پکڑی ہے۔ ۱۲ منہ

2۔ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں (امداد السلوک گنگوہی صفحہ ۲۴) کیا مریدین گنگوہی یہ بتائیں گے کہ ان کے قطب الاقطاب گنگوہی کی روحانیت بوقت مجامعت ان کے قریب تھی۔

(۲) مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کو حاضر و غائب یکساں تصور کرے (السنۃ الجلیہ للتھانوی صفحہ ۲۲) کیا مریدین گنگوہی و تھانوی بوقت ہمبستری ان کو یکساں تصور کرتے ہیں۔

(۳) اس (ہندو) نے قبل اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک نظر پہنچتی تھی (امداد المشتاق ملفوظات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مرشد تھانوی صفحہ ۷۰)

مرشد تو نظر ہندو کی وسعت کا اقرار کر رہے ہیں۔ مریدین اولیاء و انبیاء کی وسعت نظری و علمی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ فیا للعجب

(۴) شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ عارفاں را مرتبہ ایست چوں بداں مرتبہ رسند جملگی دنیا و آنچہ در عالم است میان دو انگشت خود بہ بینند۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۲۳)

ہے کسی منکر نظر و لایت میں ہمت کہ اس عبارت کی تفصیل و ترجمہ لکھ کر خواجہ اجمیری اور شیخ محقق پر فتویٰ کفر و شرک دے کر اور طعن کرے اپنی عاقبت برباد کرے۔ ۱۲ منہ

(کبریت احمر صفحہ ۱۶۵ علی ہامش الیواقیت والجواہر جلد الطبعۃ ثالثہ مطبعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۱ھ)

''یعنی ہمارے نزدیک اس وقت تک مرد کمال تک نہیں پہنچتا جب تک وہ الست والے دن سے لے کر دخول جنت یا دوزخ تک اپنے مرید کی ہر ہر حرکت اور ہر ہر حالت کو نہ جانے۔''

ایک شبہ کا ازالہ

بعض کج فہم اس قسم کے حوالے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کتنی خوش گپیاں اڑاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نبی، ولی ہم بستری کے وقت حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور سب واقعہ چشم خود دیکھتے ہیں، مادہ کی شرمگاہ میں نطفہ پڑتے دیکھتے ہیں حالانکہ یہ قابل شرم بات ہے اور وہاں دیکھنا ناجائز ہے۔

(تجریہ از صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۷)

جواب ۱۔ اس قسم کی عبارات ائمہ میں مقام ولایت کی وسعت نظری اور وسعت علمی کا بیان ہے؟ فریق مخالف جو رنگ ان کو دیتا پھرے دیتا پھرے، پر یہ خیال رہے کہ یہ صرف بریلوی علماء کا نظریہ نہیں بلکہ فریقین کے پیشواؤں اور اماموں کی عبارتیں ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت کی جو عبارت الملفوظ جلد ۴ صفحہ ۹۴ یا صفحہ ۲۲ سے منقول ہوئی وہ در حقیقت غوث دباغ رحمۃ اللہ علیہ (ممدوح و مستند تمام علماء دیوبند خصوصاً تھانوی صاحب و کشمیری صاحب دیکھو کلام الحسن و فیض الباری) کی بات ہے اعلیٰ حضرت صرف ناقل ہیں، اگر ناقل مجرم ہے تو اصل قائل بطریق اولیٰ مجرم ہے۔ باقی رہا اعلیٰ حضرت کا نتیجہ تو اس سے کوئی کج فہم لاکھ مرتبہ اختلاف کرتا رہے علماء و عرفاء ائمہ کی عبارات سے اس نتیجہ کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ کچھ عبارتیں مذکور ہوئیں اسی طرح میرے مرشد کریم امام المعقول والمنقول قطب عالم حضرت خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل شاگرد مولانا خان محمود صاحب جھنڈا نوی نے جو ''مجم الرحمٰن'' کے صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴، پر لکھا ہے وہ بھی امام شعرانی سے ناقل ہیں اور میں بھی امام شعرانی سے ناقل ہوں۔ اگر ناقلین مجرم ہیں تو اصل قائلین بطریق اولیٰ مجرم ہیں حالانکہ وہ ان کے بھی مسلم پیشوا ہیں۔ یہ وہی امام شعرانی ہیں جو بقول کشمیری دیوبندی صاحب عالم بیداری میں حضور ﷺ سے بخاری پڑھنے والے ہیں۔ (فیض الباری) مجم الرحمٰن میں تو علامہ جھنڈا نوی نے اس نقل شعرانی کے بعد اس پر اعتراض کی دھجیاں اڑائی ہیں کاش کہ معترض اس کو دیکھ لیتا۔

جواب نمبر ۲۔ احکام شرع ظاہری دیکھنے پر لگتے ہیں نہ کہ باطنی رؤیت پر۔

جواب نمبر ۳۔ کیا معترض کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے تو اس میں کوئی بھی معترض والی تفصیل بیان کرے؟ کیا اس میں الوہیت کی توہین تو نہ ہوگی؟ کیا جس چیز کا دیکھنا اس کے شریف

بندوں کو زیب کیسے دیتا؟ اور اس کے معصوم فرشتے دور بھاگتے ہیں؟ وہ سبحان دیکھتا رہے؟ ماجوابکم فھو جوابنا۔

جواب نمبر ۴۔ اگر مذکورہ بالا عبارات ائمہ میں اولیاء کی توہین ہے اور شرمگاہ اور نطفہ اور رحم کی رؤیت اور علم ثابت کر کے ان کو مجرم قرار دیا جاتا ہے تو کیا یہی الزام ملائکہ معصومین پر بھی عائد کرو گے اور اللہ تعالیٰ پر بھی کرو گے؟ بطور نمونہ درج ذیل احادیث بغور ملاحظہ ہوں:۔

اللہ تعالیٰ دکھانے والا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھنے والے تھے، اس نے کیا دکھایا اور آپ نے کیا دیکھا؟ ملاحظہ ہو قرآن شریف کی یہ آیت اور اس کے تحت احادیث وتفاسیر۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (انعام)

''اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔'' (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ آیات سے سموات وارض مراد ہیں یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لئے سموات مکشوف کئے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش وکرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب اور جنت میں اپنے مقام کا معائنہ فرمایا آپ کے لئے زمین کشف فرمائی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب دیکھے مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ رؤیت چشم باطن تھی یا چشم سر (درمنثور وخازن وغیرہ) ہر ظاہر ومخفی چیز ان (ابراہیم علیہ السلام) کے سامنے کر دی گئی اور خلق کے اعمال میں سے کچھ بھی ان سے چھپا نہ رہا۔ (تفسیر خزائن العرفان) ترجمہ آیت مذکورہ از تھانوی صاحب۔ ''اور ہم نے ایسے طور پر ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ عارف ہو جائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جائیں۔ امام سیوطی مذکورہ آیت کی تفسیر میں درج ذیل احادیث وآثار نقل کرتے ہیں۔ کیا معترضین مقام رسول ونظر وہم ولایت ومعاندین ائمہ اہل سنت ان کا ترجمہ کریں گے اور ہم بستری کی تفصیل بتائیں گے؟

۱۔ اخرج آدم بن ایاس وابن منذر و ابن ابی حاتم وابو الشیخ والبیهقی فی الاسماء والصفات عن مجاهد فی قوله وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قال آیات فرجت له السموت السبع فنظر الی ما فیهن حتی انتهی بصره الی العرش وفرجت له

الارضون السبع فنظر الیٰ مافیھن۔

۲۔واخرج ابن مردویہ عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم لمّا رای ابراھیم ملکوت السموت والارض اشرف علی رجل علی معصیۃ من معاصی اللہ فدعا علیہ فھلک ثم اشرف علی اخر علی معصیۃ من معاصی اللہ فدعا علیہ فھلک ثم اشرف علی اخر فذھب یدعو علیہ فاوحی اللہ الیہ ان یا ابراھیم انک رجل مستجاب الدعوۃ فلا تدع علی عبادی فانھم منی علیٰ ثلاث اما ان یتوب فاتوب علیہ واما ان اخرج من صلبہ نسمۃ تملأ الارض بالتسبیح واما ان اقبضہ الیّ فان شئت عفوت وان شئت عاقبت۔

۳۔ واخرج عبد بن حمید وابو الشیخ عن عطاء قال لما رفع ابراھیم الی ملکوت السموت اشرف علی عبد یزنی فدعا علیہ فاھلک ثم رفع ایضاً فاشرف علی عبد یزنی فدعا علیہ فاھلک ثم رفع ایضاً فاشرف علی عبد یزنی فاراد ان یدعو علیہ فقال لہ ربہ علی رسلک یا ابراھیم فانک عبد مستجاب لک وانی من عبدی علی احدی ثلاث۔الخ

۴۔ واخرج عبد بن حمید وابن ابی حاتم عن شھر بن حوشب فی قولہ وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبۡرٰهِيۡمَ مَلَكُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ قال رفع ابراھیم الی السماء فنظر اسفل منہ فرای رجلا علی فاحشۃ فدعا فخسف بہ حتی دعا علی سبعۃ کلھم یخسف بہ فنودی یا ابراھیم۔الخ

۵۔ واخرج ابو الشیخ وابن مردویہ والبیھقی فی الشعب من طریق شھر بن حوشب عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما رای ابراھیم ملکوت السموات والارض ابصر عبدا علی خطیئۃ فدعا علیہ ثم ابصر عبدا علی خطیئۃ فدعا علیہ فاوحی اللہ الیہ یا ابراھیم انک عبد مستجاب الدعوۃ فلا تدع

علی احد قابی من عبدی علی ثلاث۔الخ

٦۔ واخرج سعید بن منصور و ابن شیبۃ وابن المنذر و ابو الشیخ عن سلمان الفارسی قال لما رأی ابراھیم ملکوت السموات والارض رأی رجلا علی فاحشۃ فدعا علیہ فھلک ثم رأی اخر علی فاحشۃ فدعا علیہ فھلک ثم رأی اخر علی فاحشۃ فدعا علیہ فاوحی اللہ الیہ ان یا ابراھیم مھلا فانک رجل مستجاب لک۔الخ

٧۔ واخرج البیھقی فی الشعب عن عطاء قال لما رفع ابراھیم فی ملکوت السموات رأی رجلا یزنی فدعا علیہ فھلک ثم رفع فرأی رجلا یزنی فدعا علیہ فھلک ثم رفع فرأی رجلا یزنی فدعا علیہ فھلک ثم رأی رجلا یزنی فدعا علیہ فھلک فقیل علی رسلک یا ابراھیم انک عبد مستجاب لک الخ

(تفسیر درمنثور طبع مصر جلد ٣ صفحہ ٢٤_٢٥) ونحوہ عن

٨۔مجاھد والسدی وسعید بن جبیر فی سعۃ نظرہ الی جمیع الخلق (تفسیر ابن جریر جلد ٧ صفحہ ١٦٠)

٩۔ عن سلمان قال رأی عبداعلی فاحشۃ وعن عطا فرأی عبدا یزنی عن اسامۃ فلما راھم یعملون بالمعاصی واولی الاقوال فی تاویل ذلک بالصواب قول من قال عنی اللہ تعالی بقولہ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ انہ اراہ ملک السموات والارض و ذلک ماخلق فیھما من الشمس والقمر والنجوم والشجر والدواب وغیر ذلک من عظیم سلطانہ فیھما وجلی لہ بواطن الامور وظواھرھا

(تفسیر ابن جریر طبری جلد ٧ صفحہ ١٦١)

١٠۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلمت ما فی السموات والارض ثم تلاھذہ الایۃ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ

السموات والارض (رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ وابن جریر وابن مردویہ والبیھقی فی الاسماء والصفات عن عبد الرحمن بن عائش الحضرمی عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۴ تفسیر ابن جریر جلد ۷ صفحہ ۶۲) و رواہ الدارمی مرسلاً وللترمذی نحوہ عنہ وعن ابن عباس ومعاذ بن جبل (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۰) وفی روایۃ الترمذی فتجلی لی کل شیٔ وعرفت (مشکوٰۃ صفحہ ۷۲ وابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

۱۱۔ وروی عن سلمان ورفعہ بعضھم عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما رأی ابراھیم ملکوت السموات والارض ابصر رجلا علی فاحشۃ الخ (تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۸۸ عن علی مرفوعا) اشرف علی رجل علی معصیۃ وروی نحوہ موقوفًا و مرفوعا من طرق شتی ولا خلاف فیھا للدلائل المعقول خلافا لمن توھمہ (تفسیر روح المعانی جلد ۷۔ صفحہ ۱۹۷ ونحوہ فی تفسیر القرطبی جلد ۷ صفحہ ۲۳) قال البغوی وروی عن سلمان ورفعہ بعضھم عن علی قال۔ ابصر رجلا علی فاحشۃ۔ (خازن جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ و تفسیر معالم التنزیل لبغوی علی ھامشہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳) حتی رأی الی العرش والی اسفل الارضین۔ (تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ للشوکانی وھو منھم)

سانوں اور زمینوں کو اور ان کے اندر جو کچھ اسرار و حکمت تھے ان (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) کے دل منکشف کردیئے تھے۔ (تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۸۸)

عن ابن مسعود مرفوعا "ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک مضغۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا(والمراد بالارسال امرہ بھا والتصرف فیھا لانہ ثبت فی الصحیحین انہ مؤکل بالرحم حین کان نطفۃ ۔۔ انہ اذا مر بالنطفۃ ثنتان واربعون لیلۃ بعث اللہ ملکا فصورھا وخلق

سمعها وبصرها وجلدها وعظامها۔(مرقاۃ القاری)

اب مخالف صاحب تمہید یہ جملہ اپنا یہاں بھی لاگو کرے کہ ماں نہ ماں میں تیرا مہمان باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح۔الحدیث (صحیح بخاری وصحیح مسلم مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰ جلد ۱)

وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ۔(لقمان: ۳۴) یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ (قرآن پاک) العاقل تکفیہ الاشارہ۔ہم سنیوں کے آقا ومولیٰ نقشبندیوں کے بڑے پیشوا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (متوفی ۴۲۸ھ) فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

زینہار تا آسمان نگوئی کہ من مردے ام تا ہفتاد سال معاملہ خود چناں نہ بینی کہ
تکبیر اول بخراسان پیوندی وسلام بکعبہ بازدہی واز بالا تا عرش بہ بینی واز زیر تا
ثرائے بہ بینی آں وقت بدانی کہ ہمچناں بے نمازی ومرد نیستی۔(تذکرۃ الاولیاء
شیخ فریدالدین عطار متوفی ۶۲۷ھ صفحہ ۳۵۴ مطبوعہ پشاور)

"خبردار آسمان بجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ میں مرد کامل ہوں جب تک ستر برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ تکبیر اولیٰ خراسان میں کہے۔سلام کعبۃ اللہ میں ادا کرے،اوپر سے عرش تک دیکھے نیچے سے تحت الثریٰ تک دیکھے اور اس وقت بھی یہ سمجھے کہ بے نماز ہوں تو میں ہی ہوں نامرد ہوں تو میں ہی ہوں۔"

اس ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ کامل مرد کی نظر عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھتی ہے تو سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر کی وسعت کا کیا کہنا۔بہت ہی اختصار سے مسئلہ حاضر وناظر پر قدم چلا پھر بھی اتنا لمبا ہوگیا ابھی سیکڑوں دلائل وشواہد اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے سامنے ہیں بوجہ خوف طوالت ترک کرتا ہوں۔

امام شیخ علامہ علی حلبی صاحب السیرۃ (متوفی ۱۰۴۴ھ) کا اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ مسمّٰی بنام "تعریف اھل الاسلام والایمان بان سیدنا محمد الا یخلو منہ مکان ولا زمان"۔ جو جواہر البحار جلد دوم میں مکمل سامنے موجود ہے،ابھی اس سے ایک حرف بھی نقل نہ ہوا۔اسی طرح استاذ العلماء رازی دوراں شیخ الحدیث قبلہ سیدی واستاذی حضرت علامہ کاظمی صاحب مدظلہ العالی کا مستقل رسالہ اس موضوع پر موجود ہے جس کا نام ہے تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔

آخر میں فریق مخالف کے گھر کے دو حوالے پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں"۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۹۳ مصدقہ تھانوی صاحب)

ان کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:۔

ہم مرید بایقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکاں نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست۔

(امداد السلوک گنگوہی صفحہ ۱۰)

"مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں"۔

(امداد السلوک اردو۔ صفحہ ۴۴ مولوی رشید احمد گنگوہی)

سچ فرمایا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے۔ ان اللہ لیؤید ھذا الدین کیا صرف ہم ہی روحانیت مرشد کو قریب جاننے کی وجہ سے مشرک ہیں یا آپ کے گنگوہی صاحب بھی؟ یا حاضر و ناظر کے متعلق وہ فتوی کفر شرک غلط ہے

من نہ گویم کہ ایں بکن آں کن
مصلحت بیں وکار آساں کن

نیز بوقت قیام حضور کی تشریف آوری کا بیان کس نے کیا مجدد بریلوی نے یا تمام علماء دیوبند کے مرشد نے۔

یوں نظر دوڑا نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

اللھم ارزقنا زیارۃ حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم ونور قلوبنا بقرب اولیائک سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خصوصیت نمبر ۷۱

نمازی پر ضروری ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے بلائیں جواب دے اور حاضر ہو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۸۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲، صفحہ ۱۲۶۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ والتوضیح ذکر قول فیہ وعلی ہامش بخاری ج جلد ۱ صفحہ ۱۶۱، تفسیر صاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ فلم یذکر الاقوال الآخر۔ جواہر البحار شریف جلد ۱ صفحہ ۲۷۷، از جواہر و امام شریف الدین بن مقری و شیخ الاسلام زکریا انصاری۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ عن الامام النووی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۲۹ از سیوطی، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ از قسطلانی۔ امام مالک و امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۵۰۔ ہامش مشکوۃ از مرقاۃ و بیضاوی ہے صفحہ ۱۸۳۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۷۹۔ از طیبی و بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۸۰۔ مطبوعہ مصر و صفحہ ۱۸۶۔ مطبوعہ مجتبائی۔ ہامش بخاری ۲۔ جلد ۲ صفحہ ۶۶۹۔ از قسطلانی۔ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۱۵۲۔ ۱۵۳ الہم۔ حاشیہ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۶۔ ایجیدی کانپور۔ وحید الزمان غیر مقلد ابوداؤد مترجم سعیدی جلد ۱ صفحہ ۵۴۴۔ تفسیر ابی سعود علی ہامش الکبیر جلد ۴ صفحہ ۵۳۲۔ تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۴۲۔

خصوصیت نمبر ۷۲

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باقی سب انبیاء کرام علیہم السلام ہر گناہ (چھوٹا ہو یا بڑا) سے اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں۔

(شفا شریف مستقل باب جلد ۲ صفحہ ۸۷)

امام قسطلانی صاحب ارشاد الساری شارح صحیح بخاری اور علامہ زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انہ علیہ الصلوۃ والسلام معصوم من الذنوب بعد النبوۃ وقبلہا کبیرہا وصغیرہا عمدہا و سہوہا فی ظاہرہ و باطنہ وسرہ وجہرہ وجدہ ومزحہ رضاہ وغضبہ و کذلک الانبیاء۔

(مواہب لدنیہ وشرحہ للزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۱۴)

"بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم ہیں بعد از اعلان نبوت بھی اور قبل از اعلان نبوت بھی بڑے گناہوں سے بھی اور چھوٹے گناہوں سے بھی قصداً بھی اور سہواً بھی، ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی سنجیدگی میں بھی اور ہنسی مذاق میں بھی رضا میں بھی اور غضب میں بھی اور اسی طرح تمام انبیاء ہمیشہ ہر گناہ سے معصوم ہیں۔"

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متولد ۹۰۹ھ، متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:۔

الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم معصومون عن الذنوب کبیرھا وصغیرھا عمدھا وسھوھا قبل النبوۃ وبعدھا علی الصحیح المختار فی الاصول۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد ا مطبوعہ مصر)

"یعنی عقائد میں صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہر کبیرہ اور ہر صغیرہ گناہ سے عمداً اور سہواً قبل از اعلان نبوت اور بعد از اعلان نبوت معصوم ہیں"۔

بطور اجمال عصمت انبیاء کے دلائل قرآن شریف اور حدیث شریف سے

۱۔ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا عہد نبوت (خازن و مدارک جلد ا صفحہ ۸۰) ظالموں فاسقوں کو نہیں پہنچتا۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ فاسق (گنہگار) نبی نہیں ہو سکتا اور نبی فاسق نہیں ہو سکتا۔

۲۔ كُلًّا هَدَيْنَا ...... كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ... وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ۔ (انعام: ۸۴ تا ۸۷) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا ذکر فرما کر یہ کلمات طیبات ان کے حق میں ارشاد فرمائے کہ سب کو ہم نے ہدایت دی یعنی ان کو مطلوب تک پہنچایا سب نیکوکار ہیں، ہم نے ان سب کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی اور ہم نے انہیں چن لیا۔ انصاف سے کہنا کیا ان کلمات کو ذہن میں رکھنے کے ساتھ ان کے حق میں گناہ کا تصور قائم ہو سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لہٰذا انبیاء معصوم ہیں۔

۳۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا:۔

وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ (الانبیاء: ۷۲)

"اور ہم نے ان سب کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا۔"

اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ انبیاء کرام نیکوکار ہیں اور کتنا ظلم عظیم ہے کہ ان کو گنہگار کہا جائے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

۴۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ (الانبیاء)

"بے شک وہ انبیاء نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور امید وخوف سے ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے۔"

امام علامہ مفسر خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں:

ولفظه للعموم فيتناول الكل ويدل على فعل ماينبغي فعله وترك ما ينبغي تركه فثبت ان الانبياء كانوا فاعلين لكل خير و تاركين لكل منهي و ذلك ينافي صدور الذنب عنهم

"یعنی اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ کا لفظ عموم کے لئے ہے لہذا یہ کل کو شامل ہوگا اور یہ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ہر اس کام کے کرنے پر دلالت کرتا ہے جس کا کرنا لائق ہے اور ہر اس کام کے ترک پر دلالت کرتا ہے کہ جس کا ترک کرنا لائق ہے تو ثابت ہوا کہ انبیاء ہر نیکی اور بھلائی کے کرنے والے اور ہر منہی کے ترک کرنے والے تھے۔ اور یہ بات اس کے منافی ہے کہ ان سے گناہ ظاہر ہوں۔"

تفسیر لباب التاویل جلد ۳ صفحہ ۲۵۱۔ فصل فی بیان عصمة الانبیاء تحت آیت عَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى

نیز گناہ یا تو شیطان کے وسوسے سے ہوتا ہے یا نفس کے وسوسے سے، شیطان، انبیاء کرام کا کچھ نہیں کر سکتا۔ اور ان کے نفوس مطمئنہ و مرحومہ ہیں، وہ ایسے پاک نفوس ہیں کہ ان کو اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں۔ سو شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

۵-۶۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (بنی اسرائیل: ۶۵)

"(اے شیطان) بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔"

۷-۸۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝ (النحل)

خود شیطان نے اقرار کیا:

"بیشک اس (شیطان) کا قابو ان پر نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اس کا قابو تو صرف انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔"

۹۔ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (الحجر)

"اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے شکر گزار بندے ہیں"۔

(شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا)

۱۰۔ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (۱۱/۱)

"اگر تو نے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس (آدم علیہ السلام) کی اولاد کو پیس ڈالوں گا مگر قلیل لوگوں کو (وہ انبیاء کرام اور خواص اولیاء کرام ہیں) وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔

شیطان کو تو انبیاء کرام پر کچھ قبضہ و قابو نہیں ہاں انبیاء کرام کو شیطان پر قبضہ و قدرت حاصل ہے۔

۱۔ ان عفريتا من الجن تفلت (ایک بڑا دیو گھر بخت) البارحة ليقطع على صلوتي فامكنني (فاقدرنی) الله منه فاخذته فاردت ان اربطه على سارية من سواری المسجد حتى تنظروا اليه كلكم فذكرت دعوة اخي سليمان رب هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ فرددته خاسئا (رواہ البخاری و مسلم والنسائی (مرقات جلد ۲ صفحہ ۳۳) عن ابی هريرة مرفوعا۔ مشكوة باب ما لا يجوز من العمل في الصلوة وما يباح منه فصل اول صفحہ ۹۰۔۹۱ ولفظ البخاری "ان الشيطان عرض على الحديث. جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۸۱۔۸۲۔

۲۔ ان عدو الله ابليس جد بشهاب من نار ليجعله في وجهي فقلت اعوذ بالله منک ثلث مرات ثم قلت العنک بلعنة الله التامة فلم يستاخر ثلث مرات ثم اردت ان اخذه والله لولا دعوة اخينا سليمن لاصبح موثقا يلعب به ولدان اهل المدينه.

(رواہ مسلم عن ابی الدرداء مرفوعاً۔ مشکوۃ باب مذکور فصل ۳ صفحہ ۹۲)

۳۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے قرین من الشیاطین کو مسلمان کیا تو وہ حضور کو خیر کا امر کرتا تھا۔ (رواہ مسلم عن ابن مسعود۔ مشکوۃ باب فی الوسوسہ صفحہ ۱۸)

نبوت کی طاقت کا تو کیا کہنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض غلاموں کو بھی شیطان پر قبضہ، قدرت حاصل تھی اور شیطان ان سے ڈرتا تھا اور بھاگتا تھا۔

۴۔ مسلسل تین راتوں میں حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو قید کیا اور وہ حضرت ابو ہریرہ سے بغیر منت سماجت کے نہ جا سکا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ و جلد ۲ صفحہ ۷۴۹) مشکوٰۃ فضائل قرآن فصل اول صفحہ ۱۸۵)

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ زمین کا شیطان عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے لرزتا ہے۔

(ابن عساکر، سوانح صفحہ ۲۸)

۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے عمر جس راستہ پر تو ہوتا ہے شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتا ہے۔ (بخاری و مسلم عن سعد مشکوٰۃ جلد ۲۔ صفحہ ۵۵۷ باب مناقب عمر)

۷۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شیاطین جن اور انس کو دیکھا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔

(رواہ الترمذی عن عائشہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸)

۱۰۲۸۔ ان الشیطان لیخاف منک یا عمر (رواہ الترمذی عن بریدۃ مرفوعاً۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸) ان الشیطان لیفرق منک یا عمر (رواہ احمد و الترمذی وابن حبان فی صحیحہ عن بریدۃ مرفوعاً۔ جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۸۲) الشیطان یفیر من حس (آہٹ) عمر، الدیلمی عن انس، کنز العمال جلد ۱۲، ۱۰۰۵۔

اب نفس کے متعلق بھی سنو۔

۱۱۔ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي (یوسف: ۵۳)

”بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے“

نفوس انبیاء کرام یقیناً ما رحم ربی والے استثناء میں داخل ہیں (مدارک جلد ۳ صفحہ ۲۳ پر ہے ”إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي“ الا البعض الذی رحمہ ربی بالعصمۃ (۱) ان کل النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي الا انفسا رحمہا اللہ بالعصمۃ اور روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۶۷ پر ہے ”إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي“ من النفوس التی یعصمہا من الوقوع فی المہالک ومن جملتہا نفسی (ای نفس یوسف علیہ السلام) ونفوس سائر الانبیاء ونفوس الملائکۃ..... إِنَّ النَّفْسَ

1۔ کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۰۰، ابو السعود جلد ۵ صفحہ ۲۲۳، جمل جلد ۲ صفحہ ۴۶۰، جلالین صفحہ ۱۹۲، بیضاوی صفحہ ۳۴۴، صاوی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، تفسیر المظہری جلد ۵ صفحہ ۱۶۹۔ ۱۷۰، خازن جلد ۳ صفحہ ۲۳، ۱۲۔

وَإِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ﴾ بِالسُّوْٓءِ الاَّ مَا رَحِمَ رَبِّیْ فانها لا تامر بالسوء ۱ھ انبیاء تو انبیاء، انبیاء کے سچے غلاموں کے نفوس بھی مطمئنہ ہیں۔ گناہگاروں کے نفوس مطمئنہ نہیں ہوا کرتے۔

۱۲۔ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ(۱) ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

(فجر)

۱۳۔ عارف باللہ علامہ صاوی زیر آیت وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ فرماتے ہیں:

واعلم ان الصوفية قسموا النفس الى سبعة اقسام الأول الامارة وهي نفوس الكفار و من حذا حذوهم الثاني اللوامة وهي التي تلوم صاحبها ولو كان مجتهداً في الطاعة وهذا مبدا الخير واصل الترقي الثالث الملهمة وهي التي الهمت فجورها وتقواها. الرابع المطمئنة وهي التي اطمانت بالله الخامس الراضية وهي التي رضيت عن الله في جميع حالاتها. السادس المرضية وهي التي جوزيت بالرضا من الله السابع الكاملة وهي في غاية المراتب وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وماخذ الجميع من القرآن فالامارة من قوله اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ واللوامة من هذه الآية والملهمة من قوله تعالى فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا والمطمئنة وما بعد ها من قوله تعالى يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ الآية. اھ مختصرا۔ تفسیر صاوی جلد ۴۔ صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸

خلاصہ کلام انبیاء کرام کے نفوس امارہ نہیں بلکہ وہ مطمئنہ بلکہ راضیہ مرضیہ بلکہ وہ کاملہ ہیں۔ جو اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں نہ کہ برائی کا وہ حضرات سعید طیب طاہر بلکہ ذی حدود الطیب والطہر (2) ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں۔

یہ آیات تو عام ہیں کہ سب انبیاء کی عصمت ان سے ثابت ہوتی ہے۔ اب خاص حضور علیہ السلام

1۔ قال ابن كيسان المطمئنة هنا المخلصة وقال ابن عطاء العارفة التي لا تصبر عنه طرفة عين جمل جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ صاوی جلد ۴ صفحہ ۲۶۹۔ ۱۲ منہ

2۔ قال الامام القاضی عیاض ظواهرهم وبواطنهم (اى ظواهر الانبياء) متصفة بالعلى من اوصاف البشر متعلقة بالملأ الاعلى متشبهة بصفات الملائكة تحفظوا من جهة الاجسام والظواهر مع البشر ومن جهة الارواح والبواطن مع الملائكة۔ شفا قسم ثالث باب اول جلد ۲ صفحہ ۹۰۔ ۱۲ منہ

والسلام کی عصمت کی بعض آیات ملاحظہ ہوں:۔

کفار و مشرکین کو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اظہار نبوت سے قبل والی زندگی میں بھی کوئی اعتراض نظر نہ آیا نام کے مسلمانوں کو قبل تو قبل بعد از نبوت والی زندگی میں بھی اعتراض و گناہ نظر آتے ہیں۔ ع

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

سنو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ چالیس سالہ زندگی بھی ایسی پاک، صاف اور بے عیب تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے اس زندگی کو مشرکین کے سامنے بطور دلیل پیش کرایا۔

۱۴۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (یونس)

"تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر (چالیس سال) گذار چکا ہوں (کیا اس میں تمہیں کوئی عیب نظر آتا ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر قول بھی وحی ہے اور ہر فعل بھی وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

۱۵۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ (1) عَنِ

1۔ اقول معناه وَمَا يَنطِقُ ای فی حال من الاحوال وفی وقت من الاوقات هذا العموم مستفاد من حذف المعلق كما بين اصحاب الاصول واصحاب التفسير فی عدة مواضع عَنِ الْهَوَىٰ ان (ما) ای نطقه عليه الصلوٰة والسلام بالقرآن وغيره إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ كما قال الامام القسطلانی. ثم نزه تعالی نطق رسوله صلی الله عليه وسلم عن ان يصدر عن هوی فقال تعالی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ولم يقل وما ينطق بالهوی لان نفی نطقه عن الهوی ابلغ (من نفی نطقه به) فانه يتضمن ان نطقه لايصدر عن هوی واذا لم يصدر عن هوی فكيف ينطق به فيتضمن هو الامرين نفی الهوی عن مصدر النطق ونفيه عن النطق نفسه فنطقه بالحق ومصدره الهدی والرشاد لا الغی والضلال ثم قال تعالی إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ فاعاد الضمير علی المصدر المفهوم من الفعل ای ماينطقه الاوحی يوحی هذا احسن من جعل الضمير عائدا علی القرآن فان نطقه بالقرآن والسنة وان كليهما وحی يوحی اه المواهب اللدنيه. وشرحه للزرقانی جلد۲ صفحه ۲۱۷، ۲۱۸ ونحوه فی نسيم الرياض جلد۲ صفحه ۱۸۱ خصائص كبری للسيوطی جلد۲ صفحه ۲۷. وفی تفسير ابن كثير جلد۴ صفحه ۲۴۷، وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ای ما يقول قولا عن هوی وغرض إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ اه فی الجمل جلد۴ صفحه ۲۲۳ (وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ) ای الذی يتكلم به من القرآن وكل اقواله وافعاله واحواله وفی حاشية الصاوی جلد۴ صفحه ۱۱۵ والمعنی وما يصدر نطقه عن هوی نفسه ومثله الفعل بل وجميع احواله (إِنْ هُوَ) الضمير عائد علی النطق الماخوذ من ينطق والمعنی ما يتكلم به من القرآن وغيره ومثل النطق الفعل وجميع احواله فهو صلی الله عليه وسلم لاينطق ولا يفعل الا بوحی من الله تعالی لا عن هوی نفسه اه وفی تفسير المظهری جلد۹ صفحه ۱۰۳ (وَمَا يَنطِقُ) بالقرآن ولا بغيره (عَنِ الْهَوَىٰ) يعنی لم يتقول القرآن من تلقاء نفسه وكذا كل ما يتكلم ليس منشاء الهوی النفسانية بل مستنده الی الوحی جلی او خفی اه وفی الاكليل للسيوطی صفحه ۲۰۰ يحتج به فی جواز نسخ القرآن وتخصيصه بالسنة اه ومثله فی "تاویل" صفحہ ۱۳۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝ (النجم)

"اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ ان کا ہر ارشاد وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔"

فعل محبوب رحمان اور رب کا فرمان صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلالہ

۱۶۔۱۷۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ (یونس:۱۵)

"میں کوئی کام نہیں کرتا مگر جو بھی کرتا ہوں وہ اس وحی سے کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔"

۱۸۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ (اعراف:۲۰۳)

"تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے۔"

(ف) حذف متعلق سے عموم پیدا ہوا۔ آیات کا معنی اسی طرح ہوا ان اتبع فی شیء من الاشیاء وفی فعل من الافعال الا مایوحی الی قرآن آیات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کام وحی سے ہے بولنا بھی ایک کام ہے تو جن کا قول وفعل وحی سے ہو وہاں گناہ کا کیا تصور ثابت ہوا کہ حضور معصوم ہیں۔

حدیث شریف

۱۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارید حفظہ فنھتنی قریش وقالوا اتکتب کل شیء تسمعہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر یتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتابۃ فذکرت ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاومأ باصبعہ الی فیہ فقال اکتب فو الذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا حق۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۵۷۔۱۵۸۔ کتاب العلم باب کتابۃ العلم طبع مجیدی کانپور وجلد

(بقیہ صفحہ گزشتہ) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں فرمایا کرتے۔ منہ تفتی کی جی دار تعمیر ہی ہے فرمانے ہیں۔ عام اس سے کہ ازقسم فعل ہو یا کچھ۔" وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى "۔ وتحوہ فی صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۸۔۱۴۲ ھ

۲۔صفحہ ۷۷ طبع نور محمد)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا میں جو بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنتا تھا بارادہ حفظ لکھ لیتا تھا تو قریش نے مجھے منع کیا اور کہنے لگے کہ کیا تو حضور ﷺ کی جو بات سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انسان ہیں کبھی غضب میں کلام کرتے ہیں اور کبھی رضا میں تو میں لکھنے سے رک گیا اور یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا (ہر بات) لکھو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اس (منہ) سے جو بات نکلتی ہے حق ہی ہوتی ہے۔''

نوٹ:۔اس حدیث سے امام ابوداؤد نے سکوت فرمایا یعنی اس پر جرح وقدح نہ کی۔ معلوم ہوا یہ حدیث صحیح ہے ورنہ حسن تو ضرور ہے۔'' کیونکہ جس حدیث پر امام ابوداؤد جرح نہ کریں وہ صحیح ہوتی ہے یا حسن''۔

شاہ عبدالعزیز صاحب پارودی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ وھو (ای ابوداؤد) یتکلم الاحادیث ویسکت علی بعضھا وقال المنذری ما سکت علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن وقال النووی صحیح اوحسن وقال ابن عبدالبر صحیح واطلق ابن مندۃ وابن السکن وحاکم الصحۃ علی جمیع ما فیہ۔کوثر النبی صفحہ ۱۳)

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ از ابوداؤد منقول است کہ گفت در سنن خود حدیثے ایراد نکردہ ام کہ علمائے حدیث اجماع کردہ باشند بر ترک آں اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۸۔ ونحوہا فی الکوثر واشعۃ اللمعات فی المرقات جلد ۱ صفحہ ۲۲ ونحوہ فی مقدمۃ جمع الجوامع للسیوطی وفی نیل الاوطار للشوکانی وبو منہم جلد ۱ صفحہ ۲۱۔ یہی حدیث شریف مسند امام احمد حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ میں بھی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارید حفظہ فنھتنی قریش فقالوا انک تکتب کل شیء تسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ''اکتب فوالذی نفسی بیدہ ماخرج منی الا الحق''۔

آیت وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کے عموم کے ماتحت ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۴۷) یہ بھی خیال رہے کہ مسند امام احمد کی حدیثوں کا کیا وزن ہے۔ قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے: "ولم یدخل (الامام احمد) فیہ (ای فی مسندہ) الاما یحتج بہ (نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۱۹)۔

امام طحاوی حنفی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا۔ ولفظہ۔

عن عبد اللہ بن عمرو قلت یا رسول اللہ اکتب ما سمعت منک قال نعم قلت عند الغضب والرضا قال انہ لا ینبغی ان اقول الا حقا۔ شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب کتابۃ العلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند جلد ۳۔ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ لاہور۔ شفا شریف جلد ۲ قسم۔ باب ا۔ فصل واما اقوالہ وقال السیوطی فی زیادۃ جامعۃ الصغیر"۔ رواہ احمد فی مسندہ وابوداؤد فی سننہ والحاکم فی المستدرک عن ابن عمرو"۔ الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۲۲۱۔ مطبوعہ مصر رواہ الامام احمد وابو داؤد والحاکم و صححوہ ھذا لفظ الخفاجی وقال القاری رواہ احمد وابو داؤد والحاکم صححہ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۸۰۔ قسم ۳۔ باب ا۔ فصل واما اقوالہ و رواہ الحاکم وصححہ من طریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔

(خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا اقول الا حقا۔(1)

"یعنی میں ہمیشہ حق ہی حق فرماتا ہوں۔"

(رواہ احمد۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ وزین مسا... الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جو بات کہیں حق ہے (سچی ہوتی ہے)

۳۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے غلطی سے

1۔ قال ابن تیمیۃ وھو سیوہ ومنہ علیہ الصلوۃ والسلام لایقول الا الحق ولا یحکم الا بالعدل ۲۰ الصارم المسلول لہ صفحہ ۳۔ ۲۰۱۲

متعلق پوچھا گیا۔

تو ام المومنین نے فرمایا:۔

کان خلقه القرآن.(1)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن ہے"۔

(یعنی پیدائشی طور پر بلا تکلف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ادا احکام قرآنیہ کے مطابق تھی۔ حضور فطرۃً قبل از نزول قرآن مامورات قرآنیہ کے پابند تھے اور منہیات قرآنیہ سے باز تھے۔ یا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں تھیں ویسے قرآن شریف اترا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قالته حين سئل عنها سعد بن هشام عن خلقه عليه الصلوة والسلام .رواه ابن ابي شيبة وعبد بن حميد ومسلم وابن المنذر والحاكم وابن مردويه

۴۔ وقالته حين سئل عنها ابوالدرداء. رواه ابن المنذر وابن مردويه والبيهقي في الدلائل۔

۵۔ وقالته حين سأل عنها عبد الله بن شقيق العقيلي.رواه ابن مردويه۔

۶۔ وقالته حين سألن عنها نساء اهل الشام.رواه ابن مردويه۔

۷۔ وعن عطية العوفي في قوله وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ قال على ادب القرآن.اخرجه ابن المبارك وعبد بن حميد وابن المنذر والبيهقي في الدلائل۔

۸۔ وعن ابن عباس وَ إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ قال القرآن.اخرجه ابن المنذر۔

۹۔ وعن ابن عباس في قوله وَ إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ قال الدين اخرجه ابن جرير وابن المنذر و ابن ابي حاتم وابن مردوية.

۱۰۔ وعن ابی مالک وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ قال الاسلام۔

۱۱۔ عن ابن ابزی وسعيد بن جبير قالا على دين عظيم اخرجه

1.الخلق هو ملكة يصدر عنها الافعال بسهولة يعني ان العمل بالقرآن كان جبلة له من غير تكلف . نور الانوار مصححه. ۱۲ غفر عنه

عبد بن حمید (تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۲۵۰-۲۵۱) و نحوہ فی تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۲۔

جس ذات پاک کا خلق خود قرآن ہو، دین ہو، اسلام ہو۔ کیا اس کے معصوم ہونے میں بھی شک ہو سکتا ہے۔ اور ان کے حلق بھی گناہ کا تصور کیا جا سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ ولکن الوھابیۃ قوم لا یبصرون

ع "کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدار سے نہ شد"

یہ دلائل بطور اجمال پیش خدمت ہیں عصمت انبیاء پر ایک مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ ہے تقدیرے اس میں تفصیل ہوگی۔ وما توفیقی الا باللہ

اقوال علماء عظام اور عصمت انبیاء کرام

۱۔ امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) شرح صحیح مسلم میں امام قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) سے ناقل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ذهب جماعة من اهل التحقيق والنظر من الفقهاء المتكلمين من ائمتنا الى عصمتهم من الصغائر كعصمتهم من الكبائر وان منصب النبوة يجل عن مواقعتها. (نووی شرح صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸)

"یعنی ہمارے اماموں سے فقہا اور متکلمین کی ایک جماعت اہل تحقیق ونظر والی اس بات کی قائل ہے کہ انبیاء کرام صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں جس طرح کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ اور بے شک منصب نبوت اس سے بلند و بالا ہے کہ صغیرہ سے ملوث ہوں"

فائدہ جلیلہ متعلق سہو ونسیان

اسی میں ہے:

ان السهو والنسيان لا يجوز عليهم فيه (اى فى الفعل) وهذا مذهب الاستاذ ابى المظفر الاسفرائنى من ائمتنا الخراسانيين المتكلمين وغيره من المشائخ المتصوفة.

(نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸)

"بے شک فعل میں بھی انبیاء پر سہو ونسیان ناجائز ہے یہی مذہب ہے استاذ ابو المظفر اسفرائنی کا جو ہمارے خراسانی متکلمین ائمہ سے ایک امام ہیں اور یہی مذہب ہے مشائخ صوفیہ کا"

سہو ونسیان سے منزہ ومبرا ہونے کے مزید حوالے۔ احکام شریعت جلد ۳ صفحہ ۲۷۳۔ اعلیٰ حضرت سہو ونسیان کے عیب لگانے پر کفر۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۹۱ تحت آیت فَقَاتِلُوٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ۔ شفاء قاضی عیاض قسم ثالث باب ا۔ فصل فی حکم عقد قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۹۸۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۴۰۔ وایضاً شرح للقاری صفحہ مذکور۔ وشفا جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۔۱۱۶ وشرح للقاری والخفاجی جلد ۴ صفحہ ۱۰۷۔۸۱ شفا جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔۱۳۰ وصفحہ ۱۳۱۔ شرح شفاء للخفاجی وللقاری جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ وصفحہ ۱۲۱۔۱۲۲ ضرور۔ سہو ونسیان کا فرق اور نسیان سے منزہ صفحہ ۱۳۲۔۱۳۳۔ شفا شریف جلد ۲۔

الحديث الصحيح انى لا انسى او انسى لاسن(1)۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ و شرح للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۱۲۴۔۱۲۵۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ قسم ۳ باب ۱۔ فصل هذا حكم ما تكون المخالفة الخ و ذهبت طائفة الى منع السهو والنسيان... فى حقه عليه الصلوٰة والسلام جملة ومذهب جماعة المتصوفة واصحاب علم القلوب والمقامات وشرحه للخفاجي والقاري جلد ۳ صفحہ ۱۵۰۔ ۱۶۱۔(ومواہب زرقانی۔ مدارج النبوت للشیخ المحقق، جواہر البحار وغیرہم)

۲۔ الادلة القطعية قائمة على عصمته عن الكذب وسائر الذنوب۔ (نور الانوار صفحہ ۱۸۸)

"یعنی جھوٹ اور باقی تمام گناہوں سے حضور ﷺ کے معصوم ہونے پر قطعی دلائل قائم ہیں۔"

۳۔ لعصمة الانبياء من الكبائر والصغائر قبل النبوة وبعدها۔

(مرقات القاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۳)

"یعنی انبیاء کرام صغائر و کبائر سے قبل از نبوت و بعد از نبوت معصوم ہیں۔"

۴۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستقل رسالہ ہے جس کا نام ہے۔ "القول المحرر(2) على قوله تعالى لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ" اس میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مفسرین کے کئی قول ہیں بعض مقبول ہیں اور بعض مردود ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔ کیونکہ

للدليل القاطع على عصمة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر الانبياء من الذنوب قبل النبوة وبعدها۔

(جواہر البحار ۳ صفحہ ۱۱۴۔ ۲۱۴ مطبوعہ مصر)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور باقی تمام انبیاء کرام کے قبل از اعلان نبوت و بعد از اعلان نبوت گناہوں سے معصوم ہونے پر قطعی دلیل قائم ہے۔"

1۔ الله روی لست انسی ولکن انسی لاسن (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ و شرح للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ میں انسی لاسن۔ رواہ محمد فی الموطا صفحہ ۵۵ و قال الخفاجی والقاری رواہ مالک فی موطا ... جلد ۳ صفحہ ۲۰۰، ۲۰۵ میں حاشیہ فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۲ و جمع ... وغیرہ

2۔ اس رسالہ کا حوالہ الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ مصر ... پر موجود ہے۔

۵۔ قال السیوطی فیہ قال السبکی انہ معصوم قبل النبوۃ وبعدھا۔

(جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۲۱۲)

امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ امام سبکی نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل از اعلان نبوت بھی معصوم ہیں اور بعد از اعلان نبوت بھی معصوم ہیں۔

۶۔ قال السیوطی فیہ قال السبکی... قد اجتمعت الامۃ علی عصمتھم فیما یقع بالتبلیغ وفی غیر ذلک من الکبائر ومن الصغائر الرذیلۃ التی تحط مرتبتھم ومن المداومۃ علی الصغائر التی لا تحط مرتبتھم

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۱۲۔ الخصائص الکبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۵۶)

''امام سیوطی نے فرمایا کہ امام سبکی نے فرمایا کہ انبیاء کی عصمت پر اجماع امت ہے تبلیغی اور غیر تبلیغی امور میں کبائر اور ان صغائر رذیلہ جو موجب انحطاط رتبہ ہیں اور ان صغائر کی مداومت سے بھی معصوم ہیں جو موجب انحطاط رتبہ نہیں۔''

۷۔ ان الانبیاء معصومون۔

(شرح عقائد صفحہ ۲۰۲۔ نبراس صفحہ ۲۵۱ و فیھا تفصیل)

''بے شک تمام انبیاء معصوم ہیں''۔

۸۔ شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن عثمان رحمہ المنان حنفی فرماتے ہیں:

وان الانبیاء لفی امان عن العصیان عمداً والعزال(1)

(قصیدہ بدء الامالی صفحہ ۲ الف۔ در اول تمہید ابی شکور)

۹۔ امام ابو شکور سالمی المتوفی ۴۶۰ھ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

قال اھل السنۃ والجماعۃ ان الانبیاء صلوات اللہ علیھم قبل الوحی کانوا انبیاء معصومین واجب العصمۃ والرسول قبل الوحی کان رسولاً نبیاً مامونا وکذلک بعد الوفاۃ ...ان العصمۃ للانبیاء قبل الوحی من موجبات الضرورۃ وبعد الوحی اولی۔

(تمہید شریف لابی شکور سالمی صفحہ ۶۶)

1۔ عورتوں سے عشق بازی کرنے۔ ۱۲ منہ

"اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے کہ بے شک انبیاء علیہم السلام قبل از وحی بھی واجب العصمۃ معصوم انبیاء تھے اور رسول بھی قبل از وحی رسول نبی اور گناہوں سے معصوم تھے اور اسی طرح بعد از وفات بھی وہ نبی و رسول ہیں بے شک عصمت انبیاء کرام کے لئے قبل از وحی موجبات ضرورت سے ہے اور بعد از وحی تو بطریق اولی ان کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

۱۰۔ نیز یہی امام فرماتے ہیں:۔

فلھذا قلنا انہ لایجوز فی الحکمۃ انزال الوحی علی شخص کاذب فاسق فوجب ان یکون معصوما قبل الوحی من طریق الوجوب لا من طریق الجواز فعصمۃ الانبیاء انما یثبت من طریق الوجوب لا من طریق الجواز فاذا ثبت ان العصمۃ واجبۃ فی حق الانبیاء صلوات اللہ علیھم وجب ان یکونوا معصومین عن الصغائر والکبائر۔ (تمہید شریف لابی شکور صفحہ ۲۸)

"اسی لئے تو ہم نے کہا کہ وحی کا ایسے شخص پر اتارنا حکمت حکیم میں جائز نہیں جو جھوٹا یا گنہگار ہو تو ضروری ہے کہ نبی قبل از وحی بھی معصوم ہو بطریق وجوب نہ کہ بطریق جواز۔ عصمت انبیاء بطریق وجوب ثابت ہوا کرتی ہے نہ کہ بطریق جواز۔ تو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ بے شک عصمت انبیاء کے حق میں واجب ہے تو واجب ہوا کہ وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوں۔

۱۱۔ ان الانبیاء خلقوا معصومین مامومین عن خوف الخاتمۃ

(تمہید لابی شکور صفحہ ۷۶، والفظ لہ و شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۹)

"بے شک انبیاء کرام معصوم پیدا کیے گئے (اور) خاتمہ کے خوف سے مامون پیدا ہوئے۔"

۱۲۔ والنبی لا یجوز منہ المعصیۃ لا صغیرۃ ولا کبیرۃ

(تمہید ابی شکور صفحہ ۷۷)

"اور نبی سے نہ صغیرہ گناہ کا ظاہر ہونا جائز ہے اور نہ کبیرہ کا"۔

۱۳۔ ان الانبیاء خلقوا معصومین مؤیدین کاملین فی العقل والعبادۃ۔ (تمہید ابی شکور سالمی صفحہ ۱۱۳)

"بے شک انبیاء کرام معصوم اور مؤید پیدا کیے گئے۔ عقل اور عبادت میں کامل پیدا کئے

گئے۔"

۱۴۔ امام ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) مسایرہ میں پھر امام ابن ابی شریف قدسی شافعی متوفی ۹۰۶ھ اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں رحمہا اللہ تعالیٰ۔

والمختار لجمهور اهل السنة والجماعة اى وجوب عصمتهم عنهما اى عن الكبائر والصغائر مسامرہ شرح مسایرۃ صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ بمصر۔

"جمہور اہل سنت کا مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی کبائر اور صغائر سے عصمت واجب ہے۔"

۱۵۔ نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

شرط النبوة، الذكورة، وكونه اكمل اهل زمانه عقلا و خلقا و فطنة وقوة رأى والسلامة من دناءة الآ باء وغمز (طعن) الامهات والقسوة والسلامة من العيوب المنفرة كالبرص والجزام و من قلة المروة كالاكل على الطريق ومن دناءة الصناعة كالحجامة والعصمة من الكفر قبل النبوة وبعدها بالاجماع واما العصمة من غيره مما سنذكره من المعاصى فهومن موجبات النبوة متأخر عنها وهذا ما عليه الجمهور واما على القول بعصمتهم من الصغائر والكبائر قبل النبوة وبعدها فلا يمتنع الاشتراط۔ (مسامرۃ شرح مسایرۃ صفحہ ۲۲۶۔۲۲۷)

"یعنی نبوت کی شرائط یہ ہیں مذکر ہونا اور اپنے زمانہ والوں سے عقل اور پیدائش اور سمجھداری اور قوت رائے میں اکمل ہونا اباء کے خسیس ہونے سے سالم ہونا اور ماؤں کے طعن سے سلامتی (یعنی پدری اور مادری اعتبار سے نسب میں طعن وعیب نہ ہو) قساوت قلبی سے سالم ہونا نفرت دینے والے عیبوں سے سالم ہونا جیسے برص اور جذام کا مرض۔ کم مروتی سے سالم ہونا جیسے راستہ پر کھانا، خسیس پیشے سے سالم ہونا جیسے حجامت (خون نکالنا) قبل از اعلان نبوت وبعد از اعلان نبوت کفر سے بالاجماع معصوم ہونا اور کفر کے علاوہ باقی گناہوں سے معصوم ہونا وہ موجبات ولوازمات نبوت سے ہے جو اس سے متاخر ہے یہی جمہور کا مذہب ہے اور قبل از اعلان نبوت وبعد از اعلان نبوت صغائر وکبائر سے انبیاء کا معصوم

ہونے کا قول تو وہ اشتراط کے منافی نہیں۔"

۱۶۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی فرماتے ہیں:

کلھم کانوا مبلغین من اللہ صادقین معصومین غیر معزولین.....
واز گناہاں معصوم باشند۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۴۲)

"سب انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ تھے، سچے تھے، گناہوں سے معصوم تھے، معزول ہونے والے نہ تھے، تمام انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔"

۱۷۔ خواجہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث و متکلم چشتی حنفی پہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نبراس مرام الکلام میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

المختار عندی انھم معصومون عن وساوس الشیطان ومن الکذب والکبائر والصغائر عمدا وسھوا قبل البعثة و بعدھا الخ فانظر ثمہ فانہ جید۔ (مرام الکلام فی عقائد الاسلام صفحہ ۳۲)

"میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم السلام شیطان کے وسوسوں اور جھوٹ اور کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے قصداً و سہواً قبل از بعثت و بعد از بعثت معصوم ہیں۔"

۱۸۔ امام ربانی عارف شعرانی قدس سرہ النورانی نے الیواقیت والجواہر جلد ۲ کے اول میں عصمت انبیاء کا ایک مستقل بحث ۳۰ مقرر کیا۔ تفصیل وہاں دیکھو۔ اس سے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

قال ائمة الاصول الانبیاء علیھم الصلوٰة والسلام کلھم معصومون لا یصدر عنھم ذنب ولو صغیرة سھواً ولا یجوز علیھم الخطأ فی دین اللہ قطعًا وفاقًا للاستاذ ابی اسحٰق الاسفرائنی وابی الفتح الشھرستانی والقاضی عیاض والشیخ تقی الدین سبکی وغیرھم وقال جماعة لا ینبغی اجراء الخلاف فی الانبیاء والمرسلین ابدا۔ (الیواقیت والجواہر۔ جلد ۲ صفحہ ۲)۔

"یعنی عقائد کے اماموں نے فرمایا کہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں کوئی گناہ ان سے ظاہر نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ صغیرہ گناہ بھی سہواً ان سے ظاہر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے دین میں قطعاً ان پر خطا جائز نہیں اس بات پر امام اسفرائنی اور امام شہرستانی اور امام قاضی عیاض اور امام تقی الدین سبکی وغیرہم ائمہ کا اتفاق ہے اور اماموں کی ایک جماعت نے فرمایا کہ انبیاء

اور رسولوں کے درمیان خلاف کا جاری ہونا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لائق نہیں۔"

۱۹۔ کانوا (الانبیاء علیهم الصلوة والسلام) معصومین من الکبائر والصغائر والعمد والسهو قبل النبوة و بعدها کما نحققه۔

"یعنی ہم (اہلسنت) اس بات کے معتقد ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر صغیرہ اور ہر کبیرہ گناہ سے عمداً اور سہواً اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں۔"

القول الحق فی ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم افضل الخلق" للشیخ الجلیل نور الدین علی بن زین الدین الشهیر بابن الجزار و نقل عنه النبهانی فی جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۹۳۔

اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے گھر کے حوالے

۱۔ غیر مقلدوں کے پیشوا قاضی شوکانی نے لکھا ہے:۔

ان الانبیاء کلهم معصومون عن الکبائر والصغائر

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ مصر)۔

"بے شک سب انبیاء کرام کبائر اور صغائر سے معصوم ہیں۔"

۲۔ لمکان عصمته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۷)

۳۔ وہابیوں کے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا ہے:۔

"سوائے پیغمبر کے کوئی معصوم نہیں"۔

(تذکیر الاخوان ترجمہ باب ثانی تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ فاروقی دہلی)

اس کے علاوہ عصمت انبیاء کے متعلق حوالوں کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ یہ حوالے ان سے ایک لمحہ ہیں۔ اور درج ذیل حوالے تو مع صفحات سامنے ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

۱۔ شفا شریف مستقل باب جلد ۲ صفحہ ۸۷ (۲) نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض للخفاجی الحنفی و شرحہ للقاری الحنفی جلد ۴ صفحہ ۱۳۰۔ (۳) کتاب الاربعین فی اصول الدین للفخر الرازی مستقل عنوان چھتیسواں مسئلہ عصمت انبیاء میں از صفحہ ۳۲۹ تا صفحہ ۳۹۸۔ (۴) الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ا صفحہ ۳۹۸ (۵) تکمیل الایمان للشیخ المحقق المحدث الدہلوی صفحہ ۳۱، ۳۲، ۳۳ (۶) مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴ و صفحہ ۸۳۔ ۱۳۶ (۷) مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۷۹ و جلد ۶ صفحہ ۲۵۶۔

۲۵۷ و صفحہ ۲۵۹، ۲۶۱ (۸) جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ از نابلسی (۹) جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰ (۱۰) مکمل رسالہ عصمت، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ و جلد ۱ صفحہ ۲۹۸ (۱۱) باجوری علی البردۃ صفحہ ۲۵۔ ۵۳ و صفحہ ۵۴ (۱۲) حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۰۲ (۱۳) جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ از ابریز شریف (۱۴) احکام شریعت لسیدنا اعلیٰ حضرت جلد ۳ صفحہ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ (۱۵) سیرت رسول عربی صفحہ ۲۲۳۔ ۲۲۷ (۱۶) تفسیر کبیر جلد ۱۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹ (۱۷) جامع العلوم فی ملفوظ المخدوم جلد ۲ صفحہ ۸۱۲۔ ۸۲۱ از حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸) ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ۲۰ (۱۹) خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مکمل باب (۲۰) فیض الباری لکشمیری وھو منھم صفحہ ۹۵۔ ۹۶ جلد ۱

ازالۂ شبہات

کم فہموں کو عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جن امور سے خدشہ پیدا ہوتا ہے۔ان سب کے اجمالی جامع جوابات۔

ا۔اکثر و بیشتر یہودیوں کے اختراعی واقعات ہیں جو کتب تواریخ اور بعض تفسیروں میں گھس آئے۔لہٰذا ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۔ قرآن واحادیث میں جو ایسے الفاظ وارد ہیں جن سے کم فہم عصمت انبیاء پر حملہ کرتے ہیں۔ان سے مراد ترک افضل ہے یعنی افضل کو چھوڑ کر فاضل کرنا۔احسن کو چھوڑ کر حسن کرنا۔اصوب کو چھوڑ کر صواب کرنا یہ بھی کسی وجہ ورنہ وہی فاضل وحسن وصواب کسی وجہ آخر (یعنی من حیث التبلیغ(1)) افضل واحسن واصوب ہوتا ہے۔حقیقۃً ان الفاظ سے مراد گناہ نہیں۔

علامہ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

> لایجوز اسم الزلة علی الانبیاء علیهم السلام کما قال مشائخ بخاری...... وقال مشائخ سمرقند لا یطلق اسم الزلة علی افعالهم(2) کما لا تطلق المعصیة وانما یقال فعلوا الفاضل وترکوا الافضل اھ (تفسیر مدارک جلد ا صفحہ ۴۲ علی ہامش الخازن مطبوعہ مصر)

"یعنی لفظ زل (بمعنی لغزش بغیر قصد کے پھسلنا) کا اطلاق انبیاء کرام پر جائز ہے جیسا کہ مشائخ بخارا نے فرمایا ہے اور مشائخ سمرقند نے فرمایا کہ انبیاء کے کاموں پر لفظ زلہ کا اطلاق نہ کیا جائے گا۔جیسا کہ معصیت کا اطلاق نہیں ہوتا،سوائے اس کے نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء نے فاضل کیا اور افضل کو چھوڑا۔"

۳۔ انبیاء کرام نے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کرتے ہوئے ترک افضل پر اپنی طرف جن الفاظ کی نسبت کی اور ان کے مولیٰ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ترک افضل پر جو الفاظ استعمال کئے اسے اس

---

1. قال السیوطی قال ابن السبکی فی جمع الجوامع وفعله علیه الصلوٰۃ والسلام غیر محرم للعصمة وغیر مکروهة للندرة وما فعله مما هو مکروه فی حقنا فانما فعله لبیان الجواز فهو فی حقه واجب للتبلیغ او فضیلة یثاب علیه ثواب واجب او فاضل اھ خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ ومجمع البحار جلد ا صفحہ ۳۵۳ ۱۲ منہ

2. اقول الافعال شاملة للاقوال لان کل قول فعل یقول الفعل اعم مطلقا والقول اخص مطلقا فبینهما عموم وخصوص مطلقا ۱۲ الفیضی غفرلہ

بات کا حق پہنچتا ہے، کیونکہ وہ ان کا خالق و مالک ہے اور انبیاء کرام اس کے مملوک بندے ہیں ہم غلاموں خادموں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم بھی وہی الفاظ اپنے سرداروں کے حق میں استعمال کریں۔ یہی جواب شیخ محمد عبد الحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سماعت فرمائیں جو حدیث جبریل کے اس جملہ "قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ و کتبہ ورسلہ" کی تشریح میں ارقام فرمایا۔

وایمان آوردن بہ پیغمبران وے تعالیٰ و واجب است احترام و تنزیہ ساحت (صحن) عزت ایشان از وصمت (عیب) نقص و عصمت ایشان از جمیع گناہان خرد و بزرگ پیش از نبوت و پس از وے بر سکن ست قول مختار و ہرچہ بعضے از مفسران و اہل قصص و اخبار از بعضے ایشان مثل یوسف و داؤد علیہم السلام نقل کردہ اند صحیح نیست و آنچہ در قرآن مجید با ایشان نسبت عصیان کردہ و عتاب نمودہ حق بر علو شان قرب دوست و مالک را می رسد کہ بر ترک اولیٰ و افضل اگرچہ بحد معصیت نرسد بر بندہ خود ہرچہ خواہد بگوید و عتاب نماید و دیگرے را مجال نہ کہ تواند گفت و ایں جا ادبی است کہ لازم است رعایت آں و آں ایں ست کہ اگر از جانب حضرت حق بر بعض انبیاء کہ مقربان درگاہ اند عتابے و خطابے رود یا از جانب ایشان کہ بندگان خاص اویند تواضع و ذلت و انکسارے صادر شود کہ موہم نقص بود ما را باید کہ در آں محل چیزے تکلم نمائیم۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۴۰)

۴۔ کتاب و سنت کے وہ الفاظ کہ جن سے بظاہر خلاف عصمت کا وہم گزرتا ہے وہ متشابہات میں سے ہیں۔ ان کا معنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بہتر جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ (1) وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

1. وان سب عليه الصلوة والسلام بعد تنزيل المتشابهات [illegible] ... الفهم ... [illegible] ... الرحمن ... مولانا ... [illegible] ... يوم القيمة ... [illegible] ... في حق النبي عليه الصلوة والسلام ... [illegible] ... المعتزلة ... [illegible]

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(آل عمران)

"(اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب (قرآن) اتاری اس سے کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ کہ جن کے معنی میں اشتباہ ہے کہ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔"

یعنی متشابہات کا حقیقی اور ذاتی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہاں اس کی عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض کاملین کو بھی متشابہات کے معنی و مفہوم کا علم ہے۔ باقی سب علماء اور عوام ان متشابہات کی تاویل سے ناواقف ہیں اور متشابہات کے معنی و مفہوم و تاویل کے درپے ہو کر کھوٹے دل والے فساد پھیلانا چاہتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) وقال العلام مولانا محمد عبدالحليم الحنفي والد المولوى عبدالحى اللكهنوى۔ ان المعنى (اى معنى الآية) وما يعلم تاويله بدون الوحى الا الله فالنبى صلى الله عليه وسلم كان عالما بتاويله بالوحى لا غيره ثم اعلم ان الكلام فى العلم الكسبى واما العلم الكشفى الغير الاختيارى فلو حصل لبعض الاولياء الكرام فلا امتناع فيه كذا قال بحر العلوم (اى مولانا عبد العلى اللكهنوى) ا ه قمر الاقمار على هامش نور الانوار ۹۰ صفحه ۹۳۔ وقال القاضى محمد ثناء الله العثمانى الحنفى النقشبندى المتوفى ۱۲۲۵ ه فى تفسير القرآن " والحق عندى انها (اى ان المقطعات) من المتشابهات وهى اسرار بين الله تعالى وبين رسوله صلى الله تعالى عليه وسلّم لم يقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول صلى الله تعالى عليه وسلّم ومن شاء افهامه من كمل اتباعه قال السمرقندى المروى عن الصدر الاول فى الحروف التهجى انها سر بين الله وبين نبيه صلى الله عليه وسلم وقد يجرى بين المحرمين كلمات معميات يشير الى اسرار بين هما فانظر الى آخره فانه نعم ما مرر) التفسير المظهرى جلد ۱ صفحه ۱۳ وايضا قال فى تفسير قوله تعالى وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ " اى لايجوز ان يعلمه غيره تعالى الا بتوقيف منه ولا يكفى لمعرفته العلم بلغة العرب فالحصر اضافى نظيره قوله تعالى لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ يعنى لا يعلم الغيب غيره تعالى الا بتوقيف منه فهذه الآية لاتدل على نفى النبى صلى الله تعالى عليه وسلّم وبعض الكمل من اتباعه لى يكونوا عالمين بمعانى المتشابهات بل اثبت القاضى علم المتشابهات للنبى عليه الصلوة والسلام ولبعض الكمل المصطفى) تفسير المظهرى جلد ۲ صفحه ۱۱. وقال المولوى عبدالحق فى النامى شرح الحسامى صفحه ۱۰۳" ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلّم كان يعلم المتشابهات كما صرح به فخر الاسلام فى اصوله الخ وكتب القوم مملوة منه مملوءة وما انا بصدد استيعاب القول فهذا القدر كاف لطالب الحق ۱۲ كتبه منظور احمد الحنفى الفيضى عفى عنه

عارف باللہ تعالیٰ امام عبدالغنی نابلسی حنفی دمشقی (متوفی ۱۱۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الفتح الربانی والفیض الرحمانی" کے باب اول میں ان الفاظ کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ جن سے بظاہر خلاف عصمت کا وہم ہوتا ہے۔

ان الذی هو مذهبی فی هذه المسئلة ان النصوص القرآنية والاحاديث النبوية منقسمة الی نوعين منها المحكم ومنها المتشابه والمتشابه علی قسمين متشابه وارد فی حق الله تعالیٰ ومتشابه وارد فی حق الانبياء عليهم السلام ولا شک ان حقيقة الله مجهولة للانبياء عليهم السلام ومعرفتهم به تعالیٰ انما هی معرفة عجز عنه وتنزيه تام والا لزم ان يكون شیء منه قديما اوشیء منه حادثا وهذا محال. وكذلک معرفتنا بحقيقة الانبياء عليهم السلام معرفة عجز و تنزيه تام والا لكان فينا من نبوتهم شیء اوفيهم من عدم نبوتنا شیء فيلزم ثبوت النبوة فی غيرهم عليهم السلام اوعدم ثبوتها لهم وذلک محال فالحقيقتان مجهولتان لنا حقيقة الله تعالیٰ وحقيقة الانبياء عليهم السلام ولكل من الحقيقتين صفات ثابتة فی النصوص يجب الايمان بها كلها علی حسب ما هی عليه فی نفس الامر لا علی حسب ما نعقله نحن منها والمتشابه وارد فی وصف كلتا الحقيقتين والصواب فی كيفية الايمان به مذهب السلف رضی الله عنهم وهو تسليم معنی ذلک الی الله ورسوله. جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ مصر۔

"یعنی بے شک عصمت انبیاء کے مسئلہ میں میرا مذہب یہ ہے بے شک نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ دو قسم ہیں بعض محکم اور بعض متشابہ۔ پھر متشابہ دو قسم کی وہ متشابہ جو اللہ تعالیٰ کے حق میں وارد ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت انبیاء کو نامعلوم ہے اور ان کو جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے وہ عاجزی اور تنزیہ تام والی معرفت ہے ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ ان کی کوئی چیز قدیم ہو یا اس مولیٰ کی کوئی چیز حادث اور یہ دونوں محال ہیں اور اسی طرح جو انبیاء کرام کی حقیقت کی معرفت ہے وہ بھی عجز اور تنزیہ تام والی معرفت ہے

ورنہ ہم میں ان کی نبوت والی کوئی چیز ہو یا ان میں ہماری عدم نبوت سے کوئی چیز ہو اور اس پر تو غیر نبی میں ثبوت نبوت یا انبیاء کے لئے عدم ثبوت نبی لازم آئے گا اور یہ دونوں چیزیں محال ہیں۔ تو ہمارے لئے دونوں حقیقتیں مجہول ہیں نہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت ہمیں معلوم ہے اور نہ انبیاء کرام کی حقیقت ہمیں معلوم ہے اور ان دونوں حقیقتوں میں سے ہر ایک حقیقت کے لئے نصوص میں صفات ثابت ہیں، جن سب پر ان کی حقیقی مراد کے مطابق ایمان واجب ہے نہ اپنی سمجھ کے مطابق، اور دونوں حقیقتوں کے حق میں متشابہات وارد ہیں اور متشابہات کے حق میں ایمان کی صحیح وصواب والی کیفیت وہی ہے جو مذہب سلف ہے کہ ان متشابہات کے معنی کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرو۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

یعنی ان متشابہات کے الفاظ واطلاق پر ایمان رکھو اور عند اللہ وعند الرسول ان کا جو معنی ومفہوم ہے اس پر بھی ایمان رکھو لیکن وہ ظاہری عام فہم مفہوم ومعنے جو ہمارے لئے ظاہر ہوتا ہے اس پر ایمان نہ ہو۔ مزید تفصیل رسالہ عصمت میں دیکھنا ان شاء المولیٰ تعالیٰ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

۷۳۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنون اور بے ہوشی جائز نہیں اور ایسے ہی سب انبیاء پر اور کوئی نبی نابینا نہیں ہوا اور نہ بہرا۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۶۷۔ اتفق النووی فی الاول جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۰۲ وجلد ۱ صفحہ ۲۷۹۔ از ابن مقری وزکریا انصاری جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۵۳ تا ۳۵۴۔ از خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ وجواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸)

۷۴۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والا، حضور کی توہین وبے ادبی کرنے والا کافر ہے قتل کیا جائے گا۔

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۴۵ تا ۳۵۰ وجلد ۲ صفحہ ۱۸۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۱۵۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۷۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ تا ۲۲۳ وشرح شریف للقاری والخفاجی جلد ۴ صفحہ ۳۳۵ تا ۳۹۹ جواہر البحار از نووی جلد ۱ صفحہ ۳۰۲۔ از ابن مقری جلد ۱ صفحہ ۲۷۸۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۴۔ الصارم المسلول لابن تیمیہ وہو مبہم مستقل کتاب نیز اس موضوع پر مستقل باب آ رہا ہے۔

۷۵۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پردہ پوشی کے وقت اندھیرا چھا گیا تھا۔ (مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۷۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسد مطہر مزاروں میں تغیر و تبدل و ریزہ ریزہ ہونے سے محفوظ ہے اور ان کی حیات دنیاوی حقیقی جسمانی ہے یعنی روح بدن شریف میں ہے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰۔ ۳۳۲۔ اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۔ تلخیص الحدیث المشہور جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ از نووی۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۶۔ ۱۳۸ و ۱۳۹۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۹۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۱۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۷ عنہ و خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ و عنہ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۴۴۔ شرح شمائل للقاری جلد ۱ و عنہ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۶۸۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۲۔ ۱۹ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ از کشف الغمہ)

۱۔ قرآن شریف پارہ ۲۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۱۹۔ آیت ۱۵۴ میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو زندہ فرمایا اور ان کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ قرآن شریف پارہ ۴۔ آل عمران۔ رکوع ۱۷۔ آیت ۱۶۹ میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے حق میں فرمایا کہ وہ زندہ ہیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔

۱۔ اور پارہ ۵۔ النساء۔ رکوع ۹۔ آیت ۶۹ میں چار گروہ ایسے بیان کئے گئے جن پر اللہ تعالیٰ نے کا انعام ہے (۱) انبیاء (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین جب تیسرے نمبر والے یعنی شہداء زندہ ہیں ان کو مردہ کہنا و گمان کرنا نا جائز ہے تو صدیق بطریق اولیٰ زندہ ہیں پھر انبیاء تو بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور حضور تو بطریق اولیٰ زندہ کیونکہ ہر نعمت بطور اصالت حضور کے لئے ثابت ہے۔

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شہادت نصیب ہوئی۔ حضور بھی شہید ہیں، بلکہ ہر نبی شہید ہے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں نو دفعہ اس بات کی قسم اٹھاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتول و شہید فی سبیل اللہ ہیں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ ایک دفعہ قسم اٹھاؤں کہ حضور شہید فی سبیل اللہ نہیں، کیونکہ حضور نبی بھی ہیں اور شہید بھی ہیں۔ رواہ احمد والحاکم وغیرہما۔ زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۱۳۔ الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ للسیوطی۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۲۔ نسیم الریاض و شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۹۳۔ ۹۴ و شفا شریف وابن سعد وابو یعلیٰ والطبرانی والبیہقی۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۷۰) اور شہید بحکم قرآنی زندہ ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر سب انبیاء مزاروں میں زندہ ہوئے۔

۳۔ قرآن شریف پارہ ۱۴۔ نحل۔ رکوع ۱۳۔ آیت ۹۷ میں مومن صالح کے لئے قبر میں (تفسیر خازن)

حیات طیبہ ثابت کی گئی ہے تو جب انبیاء کرام کے غلاموں (نیک مومنوں) کو انبیاء کی تابعداری میں مزاروں میں پاک زندگی نصیب ہے تو انبیاء تو بطریق اولیٰ پاک زندگی سے مزاروں میں زندہ ہوئے۔ نیز انبیاء بھی مومنین صالحین ہیں اور ان کے لیے مزار میں زندگی ثابت لہٰذا انبیاء کرام مزاروں میں زندہ موجود ہیں۔

۴۔حضرت انس سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

الانبياء احياء في قبورهم يصلون.

''انبیاء کرام مزاروں میں زندہ ہیں۔نمازیں پڑھتے ہیں۔''

(حدیث حسن بل صحیح فیض القدیر جلد ۳۔صفحہ ۱۸۴، وفیض الباری جلد ۲ صفحہ ۶۴، رواہ البیہقی فی حیوۃ الانبیاء صفحہ ۳۔۴، وابو یعلیٰ جامع صغیر للسیوطی جلد ا صفحہ ۱۲۳۔خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

۵۔حضرت ابو درداء سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبي الله حي يرزق.

رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ (باسناد جید۔مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲۔مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۱۲۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔اللہ تعالیٰ کا (ہر) نبی (مزار میں) زندہ ہوتا ہے۔رزق دیا جاتا ہے''

۶۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان الانبياء لايموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم وانهم احياء[1] فیوض الحرمین لشاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۲۸ مطبوعہ رحیمیہ دیو بند

''بے شک انبیاء فوت نہیں ہوتے اور بے شک انبیاء نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں مزاروں میں اور بے شک زندہ ہیں۔''

۷۔شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین حیات حقیقی دنیاوی حی وباقی ومتصرف

1۔دیو بندیوں کے مولوی کشمیری صاحب نے کہا کہ ''(اہل مزارات کے لئے) مزاروں میں بہت سے عمل ثابت ہو سکتے ہیں۔ جیسے اذان اور اقامت (دارمی) قرآن شریف کا پڑھنا (ترمذی) اور حج (بخاری) فیض الباری جلد ا صفحہ ۱۸۳ نیز اسی میں ہے نبی''مردوں کے سننے کے ثبوت میں حدیثیں حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں''۔فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶۷ وجلد ۲ صفحہ ۶۴۔۲۱وغیرہ

اندر یں جا سخن نیست۔

"انبیاء کرام حقیقی دنیاوی زندگی سے زندہ اور باقی اور متصرف ہیں۔اس میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔"

شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۸۰ زندہ است بحیاۃ جسمانی دنیاوی بدنی (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۹)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے   مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات   مثل سابق وہی جسمانی ہے

یہ بطور اختصار اس مسئلہ کے بعض دلائل ہیں فقیر فیضی کی اس موضوع پر ایک مستقل تالیف موجود ہے جس کا نام ہے "الہام الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء والاولیاء" جو تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جو چاہے مزید دلائل اس میں دیکھے نیز حیوۃ الانبیاء للبیہقی اور انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء للسیوطی ملاحظہ ہو۔

۷۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کا ورثہ (مالی، مادی) تقسیم نہیں ہوتا۔(بخاری۔مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

۷۸۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور ان کے لیے استغفار کرتے ہیں، بروں کو چھپا لیتے ہیں اور اچھوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ (مدارج النبوت۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۷۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۰۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۹۔ تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔ اخرجہ البزار بسند جید[1] عن ابن مسعود مرفوعا وزرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۰۵-۲۵۱ و اخرج الحارث وابن سعد والقاضی عن بکر بن عبداللہ المزنی مرفوعا مثلہ۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱۔ ابی مع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ وفیہ اذ حسن۔ والفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۔ فیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۴۰۱)

۷۹۔ سب سے پہلے مزار سے حضور اکرم نور مجسم تشریف لائیں گے صلی اللہ علیہ وسلم (مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۹۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۰۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۴۲۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)

۸۰۔ پہلے پل (صراط) سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گزریں گے (مواہب وزرقانی جلد ۵

---

1 ۔ وقال السیوطی بسند صحیح۔ خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۸۱۔ فیض

صفحہ ۴۰۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۸۱۔ حضرت جبریل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبع پرسی کے لئے تین دن آتے رہے۔ (مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۹۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۱۔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۳۸)

۸۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ خلاف طریقہ مشہور بغیر امام کے ہوئی۔ فوجیں فوجیں آتیں اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتی تھیں۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۹۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۱۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

وفي حديث ابن عباس عند ابن ماجة لما فرغوا من جهازه صلى الله عليه وسلم يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته ثم دخل الناس عليه صلى الله عليه وسلم ارسالاً (جماعات متتابعين يصلون عليه حتى اذا فرغوا دخل النساء حتى اذا فرغن دخل الصبيان ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم احدٌ. مواهب. قال ابن كثير هذا امرمجمع عليه. زرقاني. وفي رواية ان اول من صلى عليه الملائكة افواجا ثم اهل بيته ثم الناس فوجًا فوجًا ثم نسائه آخرا. مواهب على ما روى عند الطبراني. زرقاني. وروى انه لما صلى اهل بيته لم يدر الناس ما يصلون فسألوا ابن مسعود فامرهم ان يسألوا عليا فقال لهم قولوا إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الاية الخ لبيك اللهم ربنا وسعديك صلوة الله البر الرحيم والملائكة المقربين والنبيين والصديقين والشهداء والصالحين وما سبح لك من شيء يا رب العالمين على محمد بن عبدالله خاتم النبيين وسيد المرسلين وامام المتقين ورسول رب العالمين(الى الخلق اجمعين. زرقاني) الشاهد البشير الداعي اليك ـ باذنك السراج المنير وعليه السلام. (صلوة الحنيفيه مختلف فيه) مواہب وزرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۹۱۔۲۹۲)۔

۸۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر حوض کوثر پر ہے (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۷۔ بخاری جلد ۱ صفحہ

۱۵۹۔ مدارج جلد ا صفحہ ۱۴۰)

۸۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف اور منبر کے درمیان والا ٹکڑا جنت کا ٹکڑا ہے۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۸۔ بخاری جلد ا صفحہ ۱۵۹۔ مدارج جلد ا صفحہ ۱۴۱)

۸۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام محمود عطا ہوگا۔ جہاں سب کے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کریں گے (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ بخاری جلد ا صفحہ ۱۹۹۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۸۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت عظمیٰ کے مالک ہیں۔ شفاعت کا اذن مل چکا ہے، دنیا میں بھی شفاعت کرتے رہے اور اب بھی شفاعت وسفارش فرماتے ہیں اور قیامت میں بھی شفاعت فرمائیں گے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۰۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔

آیات قرآنی واحادیث نبوی کہ شفاعت کا اذن مل چکا اور آپ ابھی سے شفاعت فرماتے ہیں۔

۱۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ(۱) وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (محمد:۱۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ اور شفاعت کا یہی کام ہے یہ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (نساء)

"اس حکم کے مطابق ایک اعرابی گناہ کی معافی کی سفارش کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ اندر سے جواب آیا تیری معافی ہوگئی۔"

(تفسیر مدارک وابن کثیر وغیرہما کتب کثیرہ مبین فی تالیفی افہام الاغبیاء)

۳۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ (منافقون:۵)

۴۔ لَا يَمْلِكُوْنَ (الشَّفَاعَةَ) اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ (النبا)

۵۔ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا (طہ)

۶۔ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الانبیاء:۲۸)

۷۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سبا)

۸۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (مریم)

۱۔ یعنی لذنب خواصک ۱۲ منہ

۹۔ وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ (زخرف)

۱۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اعطیت الشفاعۃ "یعنی مجھے شفاعت کا اذن واختیار مل چکا ہے"۔

(رواہ البخاری جلد ا۔ صفحہ ۶۲ ومسلم جلد ا۔ صفحہ ۱۹۹ والنسائی عن جابر بن عبداللہ)

۱۱۔ واحمد بسند حسن والبخاری فی التاریخ والبزار والطبرانی والبیھقی وابونعیم عن ابن عباس۔

۱۲۔ واحمد بسند حسن والبزار بسند جید والدارمی وابن شیبہ وابویعلی وابو نعیم والبیھقی عن ابی ذر

۱۳۔ والطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری۔

۱۴۔ وفی الکبیر عن سائب بن یزید۔

۱۵۔ واحمد باسناد حسن وابن شیبہ والطبرانی عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنھم

۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

حیاتی خیرلکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ وما کان من سیء استغفرت اللہ لکم

"میری دنیاوی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور بعد از پردہ پوشی والی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تو ان میں جو اچھے ہوتے ہیں۔ میں ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور ان میں جو برے ہوتے ہیں میں ان پر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں"۔

(معلوم ہوا کہ مزار میں بھی اس وقت ہمارے لئے شفاعت وسفارش فرمارہے ہیں)

"رواہ البزار بسند جید، بسند صحیح رجالہ رجال الصحاح صحیح۔" عن ابن مسعود زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۳۵۱ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ وفیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۴۰۱)

۱۷۔ واخرج الحارث وابن سعد والقاضی عن بکر بن عبداللہ المزنی مرفوعا معلہ بسند حسن خصائص جلد ۲۔ صفحہ ۲۸۱۔ الجامع الصغیر جلد ا صفحہ ۱۵۰۔

۸۷۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب لواء الحمد ہیں، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و ماسوائے آدم سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۴۳ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۸۸۔ پہلے جنت کا دروازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھٹکھٹائیں گے۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۸)

۸۹۔ پہلے جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوں گے۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۵۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۔۸۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۹۰۔ ہر وقت فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہیں (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳)

۹۱۔ عہد آدم اور ملکوت اعلیٰ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا ذکر اذان میں ہوتا

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۲۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد شیطان آسمانوں سے روک دیا گیا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیٹھ پر مہر نبوت دل کے مقابل تھی (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزار نام ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اس کی شانیں غیر محدود ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسمیٰ سے ناشی ہے آٹھ سو سے زیادہ مواہب و شرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریباً چودہ ۱۴۰۰ سو پائے اور حصر نا ممکن۔ (احکام شریعت اعلیٰحضرت جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ النجوم الثاقبہ فی السلوٰۃ اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ و صفحہ ۳۰۵)

۹۵۔ تقریباً ہر نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳)

امام عبدالکریم جیلی نے اپنی کتاب الکمالات الالٰہیہ فی الصفات المحمدیہ کا باب ثالث یہ منعقد کیا ہے۔ اتصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاسماء و الصفات الالٰہیۃ' جس میں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالدلیل ثابت کیا ہے۔ علامہ نبہانی رحمۃ

اللہ علیہ نے اس سے صرف ۹۹ نام اللہ تعالیٰ کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالدلیل نقل کئے ہیں (ملاحظہ ہو جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ تا صفحہ ۲۷۰ از جواہر امام محقق جبلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

۹۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی کا نام احمد (محمد) نہیں تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۷)

۹۷۔ ملائکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بحالت سفر سایہ کرتے تھے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے زیادہ ثقیل ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳) باب اول میں شیخ محقق سے اس کے متعلق بہترین حوالہ گزرا۔

۹۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل حسن دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بعض حسن ملا تھا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳) بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن غیر منقسم ہے۔

حضور کے حسن کا کروڑواں حصہ بھی کسی کو نہ ملا۔ امام بوصیری فرماتے ہیں:۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

(قصیدہ بردہ شریف)

"حضور اپنے محاسن میں شریک سے منزہ ہیں، حضور میں جو حسن کا جوہر ہے وہ غیر منقسم ہے صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہ وجمالہ وجودہ ونوالہ واصحابہ وآلہ۔

۱۰۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبریل کو اصلی صورت پر دیکھا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے وقت سے کہانت ختم ہوگئی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

۱۰۲۔ جن وشیاطین کے چوری سننے سے آسمان کی حفاظت ہوگئی (جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے) اور شعلوں سے رجم کئے جانے لگے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

۱۰۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والدین کو زندہ کیا، یہاں تک کہ وہ حضرت پر ایمان لائے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ و جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ عنہ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۰ از ابن حجر مکی و صفحہ ۳۷۹، ۳۰ از حمل وتسہ، رسائل سیوطی۔ تذکرہ امام قرطبی مختصر تذکرہ قرطبی للشعرانی، اخبار الاخیار صفحہ ۱۳۵۔ شمول الاسلام لاعلیٰ حضرت صفحہ و رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ تحت آیت اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ جلد ۴۔ صفحہ ۲۷۳)

۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ حضور ﷺ کو لوگوں کے حملے سے محفوظ رکھے گا۔ (قرآن)
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۵۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر جو کتاب نازل ہوئی یعنی قرآن شریف ہر شے کا جامع ہے تغیر وتبدل سے محفوظ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لی ہے قرآن ہر شے کا جامع اور ہر شے کی تفصیل ہے اپنے غیر سے بے پروا کرنے والا ہے اور یاد کرنے کے لئے آسان ہے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ مدارج النبوت جلد صفحہ ۱۱۹)

۱۰۶۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دشمنوں کو خود جواب دیا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۰۷۔ قرآن میں بہت جگہ اسم نبی اسم خدا سے ملا ہوا ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۰۸۔ مولیٰ کریم نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی تابعداری کو عالم پر لازم قرار دیا۔
(کشف الغمہ۔ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۰۹۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام امام القبلتین وصاحب ہجرتین ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۰۔ آپ ظاہر وباطن پر حکم کرنے کے جامع ہیں (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے وحی کی تمام قسموں سے کلام فرمایا۔
(کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۴۴۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۲۶۱)

۱۱۲۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نبوت اور سلطانی کے جامع ہیں۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

قال علیه الصلوة والسلام وآتانی السلطان والملک۔
اخرجه ابونعیم عن عبادة ابن الصامت .. قال الغزالی فی الاحیاء لاجل اجتماع النبوة والملک والسلطنة لنبینا صلی الله علیه وسلم کان افضل من سائر الانبیاء فانه اکمل به صلاح الدین والدنیا۔" (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ ونحوہ فی غیرہا)

۱۱۳۔ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شے کا علم دیا گیا حتیٰ کہ روح اور ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا ہوا جن کا ذکر اس آیت میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ کشف الغمہ للشعرانی عن السیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ وعنہ فی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۶۔ سیرت رسول عربی نقشبندی صفحہ ۲۵۰۔ تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۹۷، وجلد ۳ صفحہ ۲۱۵، ۲۰ وجلد ۴ صفحہ ۲۴۔ ابریز شریف

مطبوعہ مصر و ۱۵۲، ۱۵۷ و صفحہ ۲۹۹، ۵۰۳ و ۲۰۶۔ باجوری علی البردۃ صفحہ ۹۲ مطبوعہ مصر۔ خصائص کبریٰ للسیوطی مطبوعہ دکن جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، ۱۹۳۔ جواہر البحار شریف جلد ۱ صفحہ ۲۹۱۔ ۲۸۹۔ حاشیہ شیخ الاسلام محمد بن سالم الحفنی علی الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۷۹۔ علی ہامش السراج المنیر۔ مدارج النبوت شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰ للشیخ المحقق محمد عبدالحق محدث دہلوی۔ زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۸۔ ۲۹۵۔ جواہر البحار عن الابریز جلد ۲ صفحہ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ وایضاً عنہ صفحہ ۳۰۱۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۷۔ ۳۴۸ عن العیدروس۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ ازمیر غنی خواص کو علوم خمسہ پر اطلاع، معتزلہ کا انکار مکابرہ ہے۔ فیض القدیر للمناوی جلد ۳ صفحہ ۳۵۸۔ تفسیر روح البیان للامام اسماعیل حقی حنفی جلد ۳ صفحہ ۵۴۲۔ تحت آیت قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ و جلد ۲ صفحہ ۳۸۹ تحت آیت وَ لَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ و جلد ۶ صفحہ ۲۲۲۔ تحت آیت اَلۡحَآقَّۃُ مَا الۡحَآقَّۃُ۔ الاربعین اربعین صفحہ ۶۱۳ مطبوعہ مصر للنبہانی۔ فتح المبین لامام ابن حجر کی شرح لعلامہ مغنی الامین صفحہ ۳۱ فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ صفحہ ۹۳۔ شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۵۰، ۱۵۱۔ تفسیر کبیر تحت عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ جلد ۸۔ صفحہ ۳۳۰۔ ہامش تفسیر جلالین صفحہ ۲۳، ۲۴، صفحہ ۴۷۷۔ جلالین صفحہ ۴۹۰ فِیۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِکۡرٰىهَا۔ تفسیر احمدی صفحہ ۴۰۵ تحت آیت اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۴۴ لمعات للشیخ جلد ۱ صفحہ ۷۳ تحت حدیث جبریل۔ امام قرطبی۔ امام عسقلانی۔ امام عینی، امام قسطلانی۔ ملا علی قاری پانچوں حدیث جبریل کی شرح[1] میں۔ ارشاد الساری شرح بخاری کتاب التفسیر سورۂ رعد جلد ۷ صفحہ ۱۷۸ و عنہ ہامش بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۸۱۔ روض النظیر شرح جامع صغیر، جمع النہایہ لعلامہ شنوانی، تاویلات اہل سنت لامام ابی منصور تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۷۴ زیر آیت عِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۳۱۹ زیر آیت عٰلِمُ الۡغَیۡبِ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۱۔ صفحہ ۱۰۱۔ المواہب اللدنیہ، زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۹۵۔

یہ حوالے علوم خمسہ اور علم روح کے ثبوت کے متعلق ہیں، باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کل کے متعلق بھی سنیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر شی کا علم ہے، ہر شی حضور پر روشن ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب جانتے ہیں، آپ ہر غیب پہ امین ہیں۔ ما کان (جو ہو چکا)

1۔ ولفظهم "فمن ادعى علم شيء منها (اى من الخمسة)، الخ فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ بہیہ مصریہ ۱۳۴۸ھ کتاب الایمان باب سوال جبریل الخ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی جلد ۱ صفحہ ۲۹۰ مطبوعہ منیریہ مصر مرقات شرح مشکوٰۃ للقاری جلد ۱ صفحہ ۷۵ مطبوعہ مصر مدعی کاذب اس وقت ہوگا جب کہ ان کا استناد حضور کی طرف نہ کرے اور اگر حضور کی طرف اسناد کرکے کہے (جیسے غوث دباغ ابریز شریف میں) تو وہ اس دعویٰ میں سچا ہے فللہ الحمد ۱۲ منہ

ما یکون (جو ہو رہا ہے اور جو ہوتا رہے گا) یہ سب کچھ باطلاع الٰہی باعلام ربانی و بلطف سبحانی و بتوفیق رحمانی جانتے ہیں، لوح و قلم کے جمیع علوم کے جامع ہیں بلکہ لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم والے سمندر سے چند قطرے ہیں، حضور کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے بعض ہے۔ کما علیہ جمہور اہل السنت خلافا لبعض العرفاء، کما قال الشیخ"۔

بعضے از عرفاء کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آں حضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند"۔

(مدارج النبوت)

اور مخلوق کی بہ نسبت کل ہے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلی بھی ہے اور جزئی بھی ہے من جہۃ الخالق جزئی ہے اور من جہۃ المخلوق کلی ہے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہیں اور حضور کا علم بھی مخلوق ہے علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء، وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو۔

(بطور اجمال آپ کے علم کلی کے بعض دلائل صرف قرآن شریف اور احادیث سے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شے جانتے ہیں۔

۱۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (حدید: ۳)

"اور وہی (یعنی حضور ﷺ(1) علیہ الصلوٰۃ والسلام) سب کچھ جانتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے اللہ تعالیٰ کے بعض علم کا احاطہ کرتے ہیں۔

۲۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرہ: ۲۵۵)

"وہ نہیں احاطہ کرتے (گھیرتے) اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے مخصوص علم غیب پر مطلع کرتا ہے"۔

۳۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا(2) مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ(3) (جن)

1۔ مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۲۔ الفتوحات المکیہ للشیخ محی الدین ابن عربی باب ۰۰۔ صفحہ ۴۰۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۰۳۔ درر الغواص علی فتاوی سیدی علی الخواص للشعرانی علی ہامش کتاب الابریز صفحہ ۹۵۔ ۹۳۔ المعجم المفہرس

2۔ یہ استثناء متصل ہے جمل جلد ۴ صفحہ ۵۵۔ روح المعانی جلد ۲۹ صفحہ ۹۰۔ خازن جلد ۴ صفحہ ۳۱۹۔ ۳۱۸ تحت

زیر آیت مذکورہ۔ تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ صفحہ ۱۵۵، ۱۵۶ ۔ اطلاع علی الغیب خاص (نبی کے لئے) اور اظہار غیب پر مخصوص (ولی کے لئے) الحق المبین ۔ صفحہ ۲۴

''(اللہ تعالیٰ) غیب کے جاننے والا (ہے) تو اپنے (خاص) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔''

۴۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ(1) مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران:۱۷۹)

''اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔''

لوح محفوظ میں ہر شے کا بیان ہے:

۵۔ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (یونس:۶۱)

۶۔ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (ہود:۶)

''اور اس (ذرہ سے) چھوٹی اور نہ اس (ذرہ) سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن (بیان کرنے والی) کتاب (لوح محفوظ(2)) میں نہ ہو۔''

''سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب (لوح محفوظ(3)) میں ہے۔''

امام بوصیری (متوفی ۶۹۵۔ ۶۹۴ھ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے ہیں:

فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

''تو بے شک (یارسول اللہ) دنیا اور آخرت (کی ہر نعمت) آپ کے (خوان) سخاوت سے کچھ حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم سے بعض ہے۔''

(قرآن شریف لوح محفوظ کی تفصیل ہے)

۷۔ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ(4) لَا رَيْبَ فِيْهِ (یونس:۳۷)

1۔ بعض لوگ لفظ ''نبی'' کو تو مانتے ہیں اور لفظ نبی کے معنی کے منکر ہیں۔ لفظ نبی کے معنی ہیں غیب کی خبریں بتانے والا'' امام قاضی عیاض فرماتے ہیں ''فالنبوة فی لغة من همز ماخوذة من النباء والمعنى ان الله تعالى اطلعه على غيبه النبوة التي هي الاطلاع على الغيب شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۹۔ ۲۱۰ باب مفصل او شرحه للقاری والخفاجی جلد ۲ صفحہ ۵۱۲۔ ۵۱۳ و مثله فی المواهب اللدنیه للقسطلانی جلد ۱ و شرحه للزرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۷۹۔ ۱۸۰ پیج کہا گیا کہ لفظوں سے تو خوش ہیں لیکن معنی سے خفا ہیں۔ ۱۲ منہ

2۔ خزائن العرفان۔ صفحہ ۳۱۲۔ ۵ ۱۳ تفسیر خازن و مدارک جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

3۔ خزائن صفحہ ۳۲۱ خازن و جمل جلد ۲ صفحہ ۳۱۷۔ ۱۲ منہ

4۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ۔ جمل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹۔ صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱۔ ۱۲ منہ

"اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے (قرآن شریف(1) میں اس) سب کی تفصیل ہے۔"

قرآن شریف میں کل چیزوں کا بیان اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔

۸۔ مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (انعام:۳۸)

"ہم نے اس کتاب (قرآن شریف) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی" (سب کو لکھ دیا ہے)

۹۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (انعام:۵۹)

"اور نہ کوئی تر (ہے) اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب (قرآن شریف(2)) میں لکھا نہ ہو۔"

۱۰۔ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ (یوسف:۱۱۱)

"(قرآن) ہر چیز کا مفصل بیان (ہے)"۔

۱۱۔ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ (النحل:۸۹)

"اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔"

تنبیہات

۱۔ قرآن شریف کے متعلق جو قرآن شریف میں کل شی کے بیان و تفصیل کا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے وہ اپنے عموم پر ہے جو دین و دنیا کی ہر چیز پر بلکہ جمیع موجودات پر مشتمل ہے۔ اس میں امور دینیہ کی تخصیص والا دعویٰ بلا دلیل ہے جو قابل رد ہے۔ عمومات نصوص قطعیہ کسی ملا کے قول اور ظنی دلیل سے تخصیص نہیں پاتے اور مخصص نص قطعی میں موجود نہیں۔ اگر کسی میں ہے ہمت تو ان آیات کی تخصیص بامور دینیہ پر قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ نص پیش کرے ھل من مبارز ہمیں میدان ہمیں گوئے

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہاں ان آیات کے عموم کو تقویت دینے کے لئے ہمارے پاس دلائل کثیرہ ہیں۔ بعض پیش ہوتے ہیں:۔

۲۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان اللہ انزل فی ھذا الکتاب تبیانا لکل شیء، ولقد علمنا بعضا

مما بین لنا فی القرآن ثم تلا وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ

(اخرجہ ابن جریر و ابن ابی حاتم تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۱۲۷)

1۔ خازن و مدارک جلد ۲ صفحہ ۲ جمل جلد ۲ صفحہ ۳ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۵ تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۲ و نوع ۶۵ للسیوطی

2۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ من التاویلات النجمیہ ۱۲ ف

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف میں ہر چیز کا روشن بیان نازل فرمایا اور ہم نے اس قرآن سے بعض چیزوں کو جانا جو ہمارے لئے بیان کی گئیں پھر دلیل کے طور پر انہوں نے یہی آیت نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ پڑھی۔"

وہی حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

فان فيه علم الاولين والآخرين.

"بے شک اس قرآن شریف میں تمام اولین اور تمام آخرین کا علم ہے۔"

اخرجه سعيد بن منصور وابن ابي شيبه وابن احمد في زوائد الزهد وابن الفريس في فضائل القرآن ومحمد بن نصر في كتاب الله والطبراني والبيهقي في شعب الايمان (درمنثور جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا:۔

ما من شيء في العالم الا وهو في كتاب الله فقيل له اين ذكر الخانيات فيه فقال في قوله لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ فهي الخانيات. (تفسیر اتقان جلد صفحہ ۲۱۴)

"عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو۔ (یعنی جہان کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر قطرہ کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے) تو ان سے کہا گیا سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ میں سراؤں کا بیان ہے۔

امور دینیہ سے تخصیص کرنے والے کیا سرائے بھی امور دینیہ سے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

لو ضاع لي عقال بعير لوجدته في كتاب الله تعالىٰ (تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)

"اگر میرے اونٹ کے زانو باندھنے والی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن شریف میں پالوں گا کہ کہاں ہے"۔ کیا رسی بھی امور دینیہ سے ہے۔ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۔

۳۔ دیوبندیوں وہابیوں کے پیر حسین علی واں بھچراں والی کے پیر و مرشد خواجہ مولانا محمد عثمان نقشبندی مجددی نے لکھا ہے:۔

برائے خواندن مشکوٰۃ شریف و بخاری و مثنوی مولانا روم صاحب و دیگر کتب احادیث استعداد وافر و محکم شدہ است باید و اکثر علماء و فضلاء قرآن شریف می خوانند و تفسیر ہا می خوانند لیکن کما حقہ

نعیمی غفرلہ

پس ایں شعر خواندند:

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال

(مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۲۰۔۲۱)

"یعنی مشکوٰۃ شریف اور بخاری مثنوی مولانا روم اور باقی کتب احادیث پڑھنے کے لئے بہت استعداد کی ضرورت ہے بہت سے عالم وفاضل قرآن کریم اور تفسیریں پڑھتے ہیں لیکن کما حقہ نہیں سمجھتے۔ پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

"تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کے فہم ان سے قاصر ہیں۔"

نیز وسعت علوم قرآنی کے متعلق احیاء العلوم للغزالی جلد ۱ صفحہ ۲۶۰ باب رابع ملاحظہ ہو۔

۳۔ وشد ضروری تنبیہ

تبیاناً لکل شیء کا قرآنی دعویٰ مکمل قرآن کے متعلق ہے نہ جز اور بعض قرآن شریف کے متعلق۔ جب مکمل قرآن شریف کے نازل ہونے سے ایک اور صرف ایک حرف باقی تھا تو اس وقت تک بھی تبیاناً لکل شیء نہ ہوا تھا تبیاناً لکل شیء اس وقت ہوا جب کہ مکمل قرآن مجید نازل ہو چکا۔ ایک حرف بھی نازل ہونے سے نہ رہا کیونکہ تبیاناً لکل شیء مکمل "الکتاب" سے متعلق ہے۔ مکمل الکتاب سے حال ہے کل قرآن کی صفت ہے جب یہ آیت اتری تھی اس وقت بعض قرآن اترا تھا اور باقی بعض زمانہ مستقبل میں اترنے والا تھا(۱) لہٰذا اس آیت کے نزول کے بعد فریق مخالف کا نفی علم سید عالم والے دلائل (اگر چہ وہ عدم اطلاع میں قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ نہیں بخلاف ان آیات قرآنیہ کے جو اپنے مفہوم میں قطعی الدلالہ ہیں) پیش کرنا بے سود ہیں کیونکہ پہلے کی نفی بعد والے ثبوت کے منافی نہیں کیونکہ اس وقت کے تبیاناً لکل شیء کا قرآن مدعی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن شریف کا تبیاناً لکل شیء ہونا اس وقت ہوا، جب مکمل قرآن شریف اتر چکا۔ ایک حرف بھی باقی نہ رہا، اگر فریق مخالف میں ہمت ہے تو مکمل قرآن شریف کے نزول کے بعد کوئی قطعی الثبوت قطعی الدلالہ ایسی نص پیش کرے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ما کان وما یکون ما فی السموٰت والارض سے کسی چیز کی صراحۃً اطلاع کی نفی ہو، اس کا جواب آج تک کسی منکر علم سید عالم

۱۔ باقی رہا یہ شبہ کہ پھر اسے صیغہ ماضی سے بیان کیوں کیا۔ جواباً عرض ہے کہ قرآن پاک کا جو حصہ زمانہ آئندہ میں نازل ہونے والا تھا۔ اس کا نزول چونکہ یقینی تھا۔ لہٰذا صیغہ ماضی سے بیان کیا گیا۔ زمانہ مستقبل میں یقینی واقع ہونے والی چیز کو صیغہ ماضی سے تعبیر کرنا کتاب وسنت میں بکثرت واقع ہے۔ ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو سکا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے، ھل من مبارز "ہمیں میدان میں گوئے"۔ منکرین علم سید عالم چھوٹے بڑے، صغیر و کبیر۔ رطب و یابس مل کے اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے۔ یہ خیال رہے کہ اس صورت میں فریق مخالف قرآن شریف کی کوئی آیت نفی میں نہیں پیش کر سکتا کیونکہ جو آیت پیش ہو گی وہ مکمل قرآن کے نزول سے پہلے کی ہو گی۔ اس کے بعد بھی کچھ آیتیں کچھ الفاظ کچھ حروف اترے ہوں گے اور اس وقت تک تو تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کا دعویٰ نہیں دعویٰ تو مکمل قرآن کے نزول کے بعد کا ہے نیز مکمل قرآن شریف کے نزول کے بعد والی خبر واحد اگرچہ صحیح ہی ہو نفی علم عطائی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی نہیں پیش ہو سکتی کیونکہ وہ ظنی دلیل ہوگی اور کل شی کا بیان و علم نص قطعی آیت قرآنی سے ثابت ہے ظنی دلیل قطعی دلیل کی نہ ناسخ ہو سکتی ہے نہ مخصص۔ کل کی عمومیت یہاں قطعی ہے تخصیص عقلی کے بعد بھی عام افادہ میں قطعی ہوا کرتا ہے۔ سنو اس تحقیق کو خوب اچھی طرح سمجھو اور ذہن نشین کر لو۔ جزی اللہ المجد دالذی افاد لنا ھذا۔

۵۔ قرآن شریف میں غیرہ وغیرہ نحو خیر وملا، مولوی کو ہر ہر چیز کا بیان نظر نہ آئے تو نہ آئے لیکن نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کے کاف خطاب کے مخاطب یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر قرآن شریف اترا جن کو رب تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی ان کے لئے تو یقیناً تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرآن کی تعلیم دی اور قرآن شریف کے سب اسرار و رموز اور معانی و مطالب سے آگاہ فرمایا۔

۱۲۔ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝ (الرحمٰن)

"رحمٰن نے (حضرت محمد[1] رسول اللہ ﷺ کو) مکمل قرآن کی تعلیم دی۔ (حضرت) انسان (حضور) کو پیدا کیا اور ان کو (ما کان[2] وما یکون کا) بیان سکھایا۔"

۱۳۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ؕ (قیامہ)

"تو جب ہم اسے (قرآن کو) پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی آپ اتباع کریں پھر بے شک اس کی باریکیوں کا (بیان) تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔"

نمبر ۵ تا نمبر ۱۳ تک کی آیات کے مجموعہ سے صاف صاف یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکمل قرآن کے جمیع مطالب کے عالم ہیں، وہ قرآن جس میں جمیع مندرج مافی اللوح المحفوظ کی تفصیل ہے، وہ لوح جس میں جمیع ماکان و مایکون درج ہے اور وہ قرآن جس

1۔ تفسیر روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۷۵۔ تفسیر جمل جلد ۳ صفحہ ۲۵۳۔ ۱۲ منہ

2۔ خازن جلد ۳ صفحہ ۲۰۸، جمل جلد ۳ صفحہ ۲۵۳ تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۱۴۵۔ ۱۲ فیضی

میں ہر شے کی تفصیل اور کل چیزوں کا بیان ہے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر ہر چیز کا علم ہے فللہ الحمد۔

جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سکھا دیا۔

۴۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ (نساء)

"اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔"

احادیث نبویہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمیع احوال مخلوقات سے باخبر ہیں، اسی لئے حضور ﷺ نے ابتدائے خلق سے لے کر انتہائے مخلوق تک ہر ہر چیز کی خبر دی۔

۱۔ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۳۔ کتاب بدء الخلق پارہ ۱۳۔ مشکوٰۃ شریف، باب بدء الخلق فصل ۱ صفحہ ۵۰۶ جلد ۲)

"پس ہم کو ابتدائے خلق سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں۔ یعنی روز اول سے دخول جنت و دوزخ تک کے تمام تفصیلی حالات بیان فرما دیئے۔"

امام بدر الملة والدین محمود عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ اور امام کرمانی اور علامہ یعقوب البمبانی شارحین بخاری اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ شارح مشکوٰۃ سب بیک زبان اسی حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:۔

فیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائها الی انتهائها۔

"اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں ابتدائے مخلوقات سے لے کر انتہائے مخلوقات تک تمام مخلوقات کے سب حالات سے خبر دے دی۔"

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۱۰ واللفظ له۔ فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ صفحہ

۲۲۳۔ الکوکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی۔ الجاری شرح صحیح بخاری للشیبانی بامش بخاری ج ۱ ص ۴۵۳، مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۲۷)

۱۔ مخبر اور سامع حافظ کے علم میں نہ کما مساوات ہے نہ کیفا۔ کیفا اس لئے کہ مخبر استاذ ہے اور سامع شاگرد۔ وہ معطی نعمت ہے اور یہ آخذ نعمت۔ باقی رہا کما، تو سامع حافظ کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے سب کچھ یاد کرلیا ورنہ سامع ناسی کے متعلق بھی یہ کہنا ہوگا کہ اس کو مخبر صادق کا بیان کردہ ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، ولا یقول به عاقل مطلب یہ ہے کہ کسی کو کچھ یاد رہا اور کسی کو کچھ اور اگر بالفرض بعض سامع حافظ ایسے ہوں بھی کہ جمیع احوال مخلوقات کو انہوں نے یاد کرلیا ہو تو پھر بھی مخبر اور سامع حافظ کے علم میں کما مساوات نہیں کیونکہ مخبر صادق کا علم ما کان وما یکون اور جمیع احوال المخلوقات میں بند نہیں ہے بلکہ اس سے بہت افزوں ہے اور پھر بھی علم الٰہی سے دوں(1) ہے۔ بعض جہلا شان الوہیت سے ناآشنا، عقل وعلم کے پست، نام کے توحید پرست، اللہ تعالیٰ کے علم غیر متناہی وغیر محدود کو ما کان وما یکون کے تین زمانوں کی حدود میں محدود مانتے ہیں۔ تعٰلی عمّا یصفون۔ علامہ ملا علی قاری حنفی حل العقد و شرح قصیدہ بردہ میں امام بوصیری کے اس قول "ومن علومک علم اللوح والقلم" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> وکون علومهما من علومه علیه السلام ان علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما یکون نهرا من بحور علمه وحرفا من سطور علمه. اه

"اور لوح (وہ لوح کہ جس میں جمیع ما کان(2) و ما یکون درج ہے) و قلم کے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے بعض اس لئے ہیں کہ حضور ﷺ کے علوم منقسم ہیں جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان معرفتوں کی طرف کہ جن کا تعلق ذات اور صفات سے ہے۔ لہٰذا لوح و قلم کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے اور حضور ﷺ کے علم کی سطروں کا ایک حرف ہے۔

۲۔ باقی رہا یہ کہ جمیع احوال مخلوقات کو ایک مجلس میں بیان کر دینا یہ کی تو حضور کا کمال ہے کیا قدرت نبوی اور طاقت رسالت سے یہ بعید ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑوں پر زین رکھنے کا

1۔ دوں بمعنی تھوڑا نیچے (فیروز اللغات) "یقال للقاصر عن الشیء دون" مفردات راغب صفحہ ۱۷۱۔ ۱۲ منہ
2۔ خازن جلد ۴ صفحہ ۲۱۰۔ ۱۲ منہ

ختم ہو جاتے اور حضرت داؤد علیہ السلام زبور جیسی ضخیم کتاب کی تلاوت شروع کرتے ابھی وہ گھوڑوں پر زین رکھنے سے فارغ نہ ہوتے تھے کہ داؤد علیہ السلام مکمل زبور پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۸ باب ذکر الانبیاء عن ابی ہریرۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۱۳۱ حاجی امداد اللہ صدرق تھانوی)۔ شیخ ابو مدین مغربی حجر اسود سے قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے اور باب کعبہ تک ختم کر لیتے (ازھائی قدم کا فاصلہ ہے) جس کے الفاظ بھی مسموع ہوتے تھے اور معانی بھی مفہوم ہوتے تھے۔ (نحات الانس للعارف الجامی) بعض اولیاء نے نماز مغرب سے سرخی کے غائب ہونے تک پانچ دفعہ قرآن پاک ختم کر لیا اور حضرت علی المرتضیٰ نے ایک درجہ پر ہزار ختم کر لئے۔ (لطائف المنن للشعرانی۔ ماخوذ از نجم الرحمٰن) جن کے غلاموں کی یہ شان ہو ان کے سردار کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات سے خبر دے دینا نہیں ہو سکتا؟

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سب کچھ بتا دیا۔

۳۔ حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ہو کائن(1) الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا۔

(رواہ مسلم فی صحیحہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ مشکوٰۃ باب فی المعجزات فصل ۳ صفحہ ۵۴۳)

"یعنی ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں فجر کی نماز پڑھا کر منبر شریف پر چڑھ گئے، پس ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا، پس اترے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر اترے اور نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ گئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا تو ہم میں زیادہ علم والا وہ تھا جو حضور ﷺ کی ان بیان کردہ باتوں کو زیادہ یاد کرنے والا تھا۔"

---

(1) [illegible]

۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:۔

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ماترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ الحدیث۔ (بخاری مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰) مشکوٰۃ کتاب الفتن حدیث ۱ صفحہ ۴۶۱)

''ہم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیام فرمایا اس مقام میں قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہ چھوڑا مگر سب کو بیان فرما دیا''۔

۵. عن ابی سعید الخدری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوٰۃ العصر بنھار ثم قام خطیبا فلم یدع شیئا یکون الی قیام الساعۃ الا اخبرنا بہ ھذا حدیث حسن وفی الباب عن المغیرۃ بن شعبۃ وابی زید بن اخطب و حذیفۃ وابی مریم ذکروا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثھم بما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ''۔ (ترمذی شریف جلد ۲۔ صفحہ ۴۲)۔

ساری زمین حضور کی نظر میں

۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرأیت(1) مشارقھا ومغاربھا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰۔ قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح جلد ۲ صفحہ ۴۰۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل ۱ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

''بے شک اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔''

سید الرسل عالم کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو مرضی آئے مجھ سے پوچھو میں سب کچھ بتاؤں گا۔

۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

سلونی(2) عما شئتم فقال رجل من ابی قال ابوک حذافۃ فقام آخر فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک سالم مولی شیبۃ۔

(صحیح بخاری جلد ۱۔ صفحہ ۱۹۔ ۲۰)

1۔ حتی رأیت 2۔ فقال سلونی۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۳۔ ۱۲منہ

"جو چاہو مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ حضور نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے دوسرا کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ شیبہ کا مولیٰ سالم ہے"۔

۸۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من احب ان یسال عن شیء فلیسال فلا تسئلونی عن شیء الا اخبرتکم (۱) (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۷)

"جو شخص جو شے پوچھنا چاہتا ہے پوچھے تم مجھ سے جو کچھ پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا"۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر سعة علمہ دائما ابداً

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرد سے فرمایا:۔

سل عما بدا لک۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵)

"جو تیرے لئے ظاہر ہو (یعنی جو جی میں آئے مجھ سے) پوچھ (میں بتاؤں گا)"۔

۱۰۔ حضور نے بار بار فرمایا:

سلونی (بخاری عن انس ج ۱ ص ۲۰)

"جو چاہو) مجھ سے پوچھو"۔

ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں

۱۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما من شیء لم اکن اریتہ الا رایتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸)

"جو جو چیزیں مجھے نہیں دکھائی گئی تھیں وہ سب چیزیں میں نے یہاں دیکھ لیں۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو دیکھ لیا"۔

۱۔ لاتسئلونی الیوم عن شیء الا بینتہ لکم عن انس مرفوعا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۰) "لاتسئلوني عن شيء الا بينت له لكم"۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۰ وفی لفظ لاتسألونی عن شیء الا اخبرتکم بہ"۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۳۔ ورواہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق قتادہ عن انس۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۴ ورواہ ابن جریر وابن حاتم عن السدی۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ ورواہ ابن ابی شیبۃ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاہد۔ درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔ ۱۲۔

زمین وآسمان کی ہر ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے

۱۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمت ما فی السموات(1) والارض. الحدیث رواه الدارمی مرسلا (والمرسل حجة عند الحنفیة و جمهور المحدثین (والترمذی نحوه عنه وابن عباس جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۵۵ ومعاذ بن جبل مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۷۰ باب المساجد)

''اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے میں نے جان لیا''۔

کل شئی حضور کے لئے روشن ہے اور ہر چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچانتے ہیں۔

۱۳۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت. الحدیث.

(رواہ احمد فی مسند جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ والترمذی(2))

''اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کے قدرت کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے (ہر چیز) کو پہچان لیا''۔

امام ترمذی اور امام بخاری نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۷۲ باب المساجد۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ تفسیر سورۂ صافات)

1۔ قال السیوطی واخرجه عبدالرزاق واحمد وعبد بن حمید والترمذی وحسنه ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوٰة ولفظهم "فعلمت ما فی السموات وما فی الارض"۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۱۹۔ وقال السیوطی رواه احمد وابن جریر (جلد ۷ صفحہ ۱۴۳) وابن مردویه والبیهقی فی الاسماء والصفات تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۳۳۔۲۴۳

2۔ واخرجه محمد بن نصر والطبرانی والحاکم وابن مردویه "لفظه" فتجلی لی کل شیء وعرفته درمنثور، جلد ۵ صفحہ ۳۰۹

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر شے کا علم ہے

۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فوضع یدہ بین ثدیی وبین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمنی کل شیء۔ الحدیث۔ اخرجہ الطبرانی فی السنۃ والشیرازی فی الالقاب وابن مردویہ (درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۰)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے قدرت والا ہاتھ میرے سینہ اور میرے دو کندھوں کے درمیان میں رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک سینہ میں پائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا علم دے دیا۔"

زمین و آسمان کی ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے روشن ہو چکی۔

۱۵۔ یہی مضمون حضرت ثوبان سے مروی ہے جس میں یہ لفظ ہیں:۔

فتجلی لی ما بین السماء والارض

(اخرجہ ابن نصر والطبرانی فی السنۃ۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۱)

"جو کچھ آسمان و زمین میں ہے میرے لئے روشن ہو گیا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ما کان و ما یکون کا علم ہے۔

۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ علمت ما کان وما سیکون

(تفسیر روح البیان)

"شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور ہوگا۔"

نیز حضور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

علمت ما کان وما سیکون تفسیر روح البیان جلد ۵۔ صفحہ ۶۲۵۔۶۲۶ زیر آیت و تعزروہ وتوقروہ۔ بعض ضدی لوگ حضور کو عالم ما کان وما یکون نہیں مانتے حالانکہ بھیڑیا بھی اس کے قائل ہیں۔ منکر بھیڑیے سے بھی بدتر ہوئے سنو:۔

۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور ان بکریوں سے ایک بکری لے گیا، چرواہا اس بھیڑیے کے پیچھے گیا یہاں تک کہ بکری بھیڑیے سے

چھڑا لایا۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا پھر بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں نے روزی کا قصد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ روزی دی تھی، میں نے اسے لیا، پھر (اے چرواہے) تو وہ میرا رزق مجھ سے چھین کے لے گیا۔ تو اس چرواہے نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا دن نہ دیکھا۔ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا۔ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دو سنگستان کی کھجوروں میں (یعنی مدینہ میں) ایک مرد ہیں (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہ یخبر کم بما مضی وما ھو کائن بعد کم۔ "جو کچھ گزر چکا اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں اور جو کچھ تمہارے بعد ہوگا اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ وہ (چرواہا) مرد یہودی تھا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس نے حضور کو مذکورہ واقعہ سنایا اور مسلمان ہو گیا۔ حضور نے اس چرواہے کی (اس واقعہ میں) تصدیق کی پھر حضور نے فرمایا یہ باتیں علامات قیامت سے ہیں۔ قریب ہے کہ مرد اپنے گھر سے نکلے گا تو وہ نہ لوٹے گا اس کی جوتیاں اور اس کا کوڑا اس کو اس کے جانے کے بعد والے گھریلو واقعات بیان کر دیں گے۔ (رواہ البغوی فی شرح السنۃ) مشکوٰۃ باب المعجزات فصل ۲ صفحہ ۵۴۱۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم ہے

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے۔

فاورثنی علم الاولین والآخرین و علمنی علوما شتی فعلم اخذ علی کتمانہ اذ علم انہ لا یقدر علی حملہ غیری و علم خیرنی فیہ و علم امرنی بتبلیغہ الی العام والخاص۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۷۲ زیر آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ

"یعنی مجھے علم اولین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کر دو۔"

فعلمت علم الاولین والآخرین (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۷۵۳ زیر آیت قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ قال علیہ السلام۔ اوتیت علم الاولین والآخرین صحائف السلوک صحیفہ نمبر ۵۶ صفحہ ۱۱۸۔ الخواجہ نصیر الدین محمود

چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال علیہ الصلوۃ والسلام علمت علم الاولین والآخرین"۔

(تحذیر الناس النانوتوی دیوبندی صفحہ ۳۔۲۴)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابی حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا تھا اور حضور نے انکار نہ فرمایا۔

فاشهد ان الله لا رب غيره وانک مامون علیٰ کل غائب

"میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور بے شک (یا رسول اللہ) آپ ہر غیب پر امین ہیں"۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۷ صفحہ ۸) امام سیوطی نے فرمایا اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں بیہقی براء سے، ابن شاہین انس سے، ابن سفیان ابن عبدالرحمان سے بخاری تاریخ میں اور بغوی وطبرانی سعید بن جبیر سے۔ ابن سفیان اور ابو یعلیٰ اور حاکم اور بیہقی اور طبرانی محمد بن کعب قرظی سے۔ ابن ابی خیثمہ اور رویانی اور خرائطی ابو جعفر باقر سے اس حدیث کے مخرج ہیں۔ اھ ملخصا (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۱۰۲۔۱۰۳) یہ بطور اجمال قرآن شریف کی بعض آیتیں اور بعض حدیثیں وسعت علم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق پیش خدمت ہیں۔ علاوہ ازیں اور بہت سی آیتیں حضور کی فراخی علم کے متعلق موجود ہیں۔ (ان کو اگر دیکھنا ہو تو فقیر کی کتاب انوار القرآن ملاحظہ ہو جس میں اہلسنت کے عقائد ومسائل کا ثبوت صرف آیات قرآنی سے پیش کیا گیا ہے) اور حدیثیں تو اس بارہ میں آئی ہیں کہ جن کا شمار نہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی فراخی علم کے متعلق جو آیات واحادیث مذکور ہوئیں ان کے صرف ترجمہ ہی سے یہ صاف ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر شے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص علم غیب پر مطلع ہیں، اس کتاب (قرآن) کے مکمل عالم ہیں جس میں لوح محفوظ اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔ سب کچھ جانتے ہیں، ابتداء سے لے کر انتہا تک جمیع احوال مخلوقات سے باخبر اور مخبر ہیں، قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات وحالات کے عالم اور مخبر ہیں، ساری زمین کو دیکھنے والے ہیں، سب کچھ جان کر سب کچھ بتانے والے ہیں، ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں، زمین وآسمان کی ہر چیز کو جاننے والے ہیں، ماکان وما یکون کے جاننے والے ہیں علم اولین وآخرین کے جامع ہیں، ہر غیب پر مامون ہیں، یہ سب کچھ جو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہی جانتے ہیں، ایک ذرہ کا بھی آپ کو ذاتی علم نہیں۔

مسلمانو! یہ ہے علم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا قرآنی واحادیثی اسلامی عقیدہ وہ مسئلہ جس پر بعض لوگ ہمیں کافر ومشرک گردانتے ہیں۔ (تقویۃ۔ بہشتی زیور۔ بلغۃ کا تتمہ فتاویٰ رشیدیہ۔ ازالہ) وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

اب دو حوالے ان کے گھر کے پیش کر کے مزید اتمام حجت کرتا ہوں کہ اگر قرآن وحدیث سے انکار ہے تو اپنے بڑوں کی بات کو تسلیم کرلو۔ (چنانچہ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے مولویوں کی غلط سے غلط بات کو صاف قرآن وحدیث کے مخالف کلمات کو یہاں تک کہ ان کی کفریہ عبارات کو (جیسے کہ تھانوی نے حفظ الایمان صفحہ ۸ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کی طرح کہا۔ گنگوہی اور انبیٹھوی نے براہین قاطعہ۔ صفحہ ۵۱ پر شیطان کے علم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بڑھایا۔ نانوتوی نے تحذیر الناس صفحہ ۳ پر خاتم النبیین کے معنی "آخری نبی" کو عوام کا خیال بتایا۔ اور بھچروی نے بلغۃ صفحہ ۱۵۷۔ ۱۵۸ پر قبل از وقوع اشیاء ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے جاہل ہونے کی تصدیق وتوثیق کی") کو ماننا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ جب اپنے مولویوں کی بات کو ماننے پر آئیں تو بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل کفریات تک کا چھپانہ چھوڑیں، کیونکہ الوہیت اور رسالت سے ان کو دشمنی جو ہوئی اور اگر نہ ماننے پر آئیں تو اپنے پیر اور استاذ سے انا خیر منہ کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو ان سے اعلم بتائیں کیونکہ پیر اور استاذ نے عظمت وشان مصطفےٰ کی بات جو کہہ دی ہے (ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند) اور اگر تسلیم نہیں کرتے تو ان کو بھی کافر ومشرک کہو جیسا کہ اہلسنت کو کہتے ہو کیونکہ وہ بھی وہی بات کر رہے ہیں جو ہم کہتے ہیں ورنہ کیا یہ بھی وحی باطنی اسماعیلی میں اترا ہے کہ یجوز لآبائکم ما لا یجوز لاهل السنة ویکون لآبائکم توحید ما یکون لاهل السنة شرک

۱۔ علماء دیوبند (نانوتوی گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی صاحبان) کے مرکزی پیر روشن ضمیر مولانا حاجی امداد اللہ صاحب کی گواہی:۔

فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت وادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حدیبیہ وحضرت عائشہ (کے معاملات) سے خبر نہ تھی۔ اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے"۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱۵۔ مصدقہ تھانوی صاحب)

۲۔ پنجابی علماء دیوبند کے صوبائی پیر روشن ضمیر مولانا خواجہ محمد عثمان صاحب نقشبندی کی گواہی:۔

"مولوی حسین علی واں بھچروی کے دل میں خیال آیا کہ اولیاء کو بعض چیزوں کا علم ہوتا ہے یا اکثر کا

مولوی صاحب یہی خیال لے کر اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد عثمان صاحب کی مجلس میں آ گئے۔ اس وقت خواجہ محمد عثمان صاحب پٹھانوں سے پشتو میں باتیں کر رہے تھے۔ مولوی بچھڑوی صاحب ان پٹھانوں کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ خواجہ محمد عثمان صاحب نے مولوی بچھڑوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں یہ فرمایا کہ:۔

مولوی صاحب اولیاء ہمہ میدانند و لاکن ماسور نیکن باظہار نیستند "مولوی جی اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن ظاہر کرنے کا امر نہیں ہوتا۔"

بس یہی لفظ کہہ کر خواجہ صاحب پٹھانوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے (مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۹۸)

امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کجا رسل کجا انبیاء کجا۔ آپ کے خواجہ صاحب تو اولیاء کے لئے علم کلی کے قائل ہیں۔ الحمد للہ تقریب تام ہوئی۔

تنبیہات برائے دفعہ شبہات

شبہ نمبر ۱۔ جب حضور کو غیب پر مطلع کر دیا گیا تو وہ چیز غیب نہ رہی پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں لہٰذا غیب نہیں جانتے بلکہ صرف اللہ ہی غیب جانتا ہے۔"

جواب نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ "وہ غیب جانتا ہے"۔ کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب ہے؟ نہیں ہرگز نہیں کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے غیب نہیں تو وہاں بھی غیب کا اطلاق اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جو چیزیں ہماری بنسبت غیب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے(1) لہٰذا وہ عالم الغیب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب نہیں تو یہاں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہنا کہ حضور غیب جانتے ہیں یعنی جو چیزیں ہماری بنسبت غیب ہیں ان کو جانتے ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ اطلاقِ غیب کو غیب نہ کہنا یہ غیب کی تعریف سے ناواقفیت کی دلیل ہے(2)۔

جواب نمبر ۳۔ نقل سے بھی اطلاقِ غیب پر غیب کا اطلاق ملتا ہے۔

1۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (انعام: ۷۳) يعني هو تعالى يعلم ما غاب عن عباده وما يشاهدونه فلا يغيب عن علمه شيء (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۰ ونحوه في المفردات للراغب صفحہ ۳۶۷) یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بندوں سے غائب ہے اور جس کا بندے مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم سے تو کوئی شے غیب نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے عالم الشہادت بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ لہٰذا بعض الناس کو چاہئے کہ وہ علم غیب کی طرح علم شہادت بھی مخلوق میں سے کسی کے لئے نہ مانیں۔ ۱۲منہ

2۔ والغيب بمعنى الذي لا يدركه الحس و لا تقتضيه بديهة العقل (تفسیر بیضاوی صفحہ ۹۸) اور انبیاء و اولیاء جو غیب جانتے ہیں وہ باعلامِ الٰہی فضلِ خداوندی نورِ نبوت اور نورِ فراست سے جانتے ہیں۔ ۱۲منہ

اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی صفات سے ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (بقرہ: ۳)

''کہ (متقی) غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

ایمان بغیر تصدیق کے ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یصدقون بالغیب کو مستلزم ہوا اور جب چیز بالکل نامعلوم ہو تو تصدیق کیسے ہوگی اور کس کی؟ لہٰذا یصدقون بالغیب ہو نہیں سکتا جب تک یعلمون الغیب نہ ہو۔ نسیم الریاض میں ہے لم یکلفنا اللہ الایمان بالغیب الاوقد فتح لنا باب غیبہ۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔ تفسیر کبیر (جلد ا صفحہ ۲۵۱) میں ہے۔ لا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل۔ ''یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لئے دلیل ہے'' فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا۔ یہ ائمہ وعلماء جو اپنے لئے مان رہے ہیں، معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کونسا حکم جڑیں (ماخوذ از خالص الاعتقاد صفحہ ۲۲ اعلیٰ حضرت)

والغیب فی قولہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ما لا یقع تحت الحواس ولاتقتضیہ بداھۃ العقول وانما یعلم (الغیب) بخبر الانبیاء علیھم السلام۔ اھ (مفردات امام راغب صفحہ ۳۷۴)

۲۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

کان رجلاً یعلم علم الغیب۔ (تفسیر در منثور للسیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۳۱ تفسیر ابن جریر پارہ ۱۵ صفحہ ۱۷۲)

''خضر علیہ السلام ایسے مرد تھے کہ علم غیب جانتے تھے۔''

کیا خضر علیہ السلام کو ذاتی علم تھا کہ ان کے علم پر غیب کا اطلاق کیا جا رہا ہے؟ ذاتی نہیں تھا بلکہ ان کو عطائی علم تھا جس پر صحابی نے غیب کا لفظ بولا، معلوم ہوا کہ عطائی غیب پر بھی غیب کا لفظ بغیر صراحت عطا کے استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا مومن ہونا ہی اس بات پر روشن دلیل ہے کہ وہ مخلوق میں سے جس کے لئے جو علم مانے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا سے مانے گا۔ فافہم

۳۔ مولانا علی قاری کتاب المعتقد تالیف حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی سے نقل کرتے ہیں:۔

نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۵۴)

"ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے، اس وقت وہ غیب جانتا ہے۔"

یہاں بھی علم غیب عطائی پر لفظ غیب کا اطلاق ہے۔

شبہ نمبر ۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفی علم غیب کی آیات و احادیث موجود ہیں۔

جواب نمبر ۱: ان سے ذاتی علم غیب کی نفی ہے نہ عطائی کی۔ کما قال جمع من المفسرین والمحدثین۔ (تفسیر خازن و جمل، نسیم الریاض، فتاویٰ نووی، فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر مکی وغیرہ)

جواب نمبر ۲: ان آیات و احادیث سے قبل از اطلاع کی نفی ہے پھر بعد میں اطلاع دے دی گئی جیسا کہ ثبوت کی آیتیں اور حدیثیں گزریں۔

جواب نمبر ۳: ان سے عدم توجہ مراد ہے توجہ کا نہ ہونا علم کی نفی نہیں کرتا بسا اوقات علم ہوتا ہے اور توجہ نہیں ہوتی۔

جواب نمبر ۴: آیات نفی میں سے بعض آیات منسوخ ہیں۔

شبہ نمبر ۳: بعض احادیث و آثار و اقوال علماء میں تو بعض چیزوں کی صراحۃً اطلاع کی بھی نفی ہے۔

جواب نمبر ۱: ہم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلی کے ثبوت سے متعلق آیات قرآنیہ پیش کی ہیں وہ عام ہیں جن سے کسی چیز کو خاص و مستثنیٰ نہ کیا گیا اور عام افادۂ استغراق میں قطعی ہوا کرتا ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی[1] بے دلیل شرعی تخصیص تاویل کی اجازت نہیں اور قطعیات کی تخصیص ظنیات (قول تابعی یا صحابی، یہاں تک کہ خبر واحد کتنا اعلیٰ درجے کی صحیح کیوں نہ ہو) سے نہیں ہو سکتی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا منسوخ ہونا نہیں ہو سکتا لہٰذا ان بعض احادیث و آثار (ظنیات) کو دیکھتے ہوئے نصوص قرآنیہ مثبتِ علم کلی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ نہیں دی جا سکتی۔

جواب نمبر ۲: وہ احادیث و آثار جن میں صراحۃً بعض اشیاء کی اطلاع کی نفی ہے وہ قبل از اطلاع پر محمول ہوں گی۔ (کما قال بعض المحدثین) اور از روئے آیت وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر چیز کے علم کا ثبوت بعد از نزول مکمل قرآن ہو رہا ہے اور مکمل قرآن شریف کے نازل ہونے کے بعد کوئی قطعی دلیل ایسی نہیں کہ جس میں ما کان وما یکون سے بعض چیزوں کی اطلاع کی نفی مذکور ہو۔ باقی رہیں ظنیات وہ بھی بعد ثبوت بعدیت قطعی آیت کی تخصیص نہیں کر سکتیں اور نہ اخبار کا نسخ ہوا کرتا ہے (کما فی الاصول)

1۔ النصوص علی ظواهرها والعدول عنها الی معان [illegible]۔ مجمع الانہر، جلد ۲، [illegible]

جواب نمبر ۳: باقی رہے بعض علماء کے اقوال (فریق مخالف کے نزدیک تو کسی پیر اور عالم و مفسر و محدث کی بات حجت نہیں تو پھر وہ ان سے دلیل کیسے پکڑتا ہے) نہ ان سے یہ لازم کہ حضور ﷺ کے لئے علم کلی کا مثبت مشرک ہے (جیسے فریق مخالف کہتا ہے) اور نہ ان سے یہ ثابت کہ ساری امت محمدیہ ان بعض چیزوں کی عدم اطلاع کی قائل، بلکہ اکثر اہل باطن عرفاء کرام اور بعض علماء ظاہر کا خاص انہیں چیزوں کے متعلق صاف ثبوت کہ ان پہ بھی حضور مطلع ہیں۔ جن کے صرف حوالے اسی خصوصیت کے اول میں مذکور ہوئے۔

شبہ نمبر ۴: تم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق علم کلی استغراقی ثابت کیا ہے۔ وہ لفظ ما اور لفظ کل اور نکرہ تحت نفی وغیرہ کے عموم کی وجہ سے ثابت کیا ہے: حالانکہ ہر جگہ ان سے استغراق حقیقی مراد نہیں ہوتا چنانچہ آیات قرآنیہ اور اہل لغت و اصول کے کلمات شاہد ہیں تم بھی ان آیات میں استغراق حقیقی نہیں مانتے تو تم ان آیات میں عموم و استغراق کیوں مانتے ہو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے متعلق ہیں؟

جواب نمبر ۱: کیا بعض جگہ لفظ ما اور لفظ کل وغیرہ میں استغراق کا نہ ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ کسی جگہ بھی ان میں استغراق نہیں ہوتا۔ سلب جزئی سے سلب کلی نہیں ہوا کرتا ورنہ تمہیں کہنا ہوگا کہ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وغیرہ آیات عمومیہ متعلقہ بالالوہیت میں بھی عموم و استغراق نہیں۔

جواب نمبر ۲: الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان نبوت کو ان الفاظ عمومیہ پر قیاس کر کے جو غیر نبی کے حق میں وارد ہیں، عموم و استغراق کو توڑنا، یہ حماقت اس شخص کی حماقت سے کم نہیں جو الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان الوہیت کو ان الفاظ عمومیہ (جو عوام الناس کے حق میں وارد ہیں) پر قیاس کر کے ان کا عموم و استغراق توڑے۔

جواب نمبر ۳: بات در اصل یہ ہے کہ ان (ما، کل وغیرہ) الفاظ عمومیہ میں بعض جگہ بوجہ دلیل تخصیص موجود ہے۔ وہاں استغراق حقیقی مراد نہیں۔ بلکہ وہاں یہ عام عام مخصوص عنہ البعض کیا گیا اور بعض جگہ یہی الفاظ عمومیہ اپنے اصلی حقیقی معنی کی رو سے مفید عموم و استغراق ہیں چونکہ وہاں اس نوعیت کی دلیل تخصیص موجود نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علمی کے بارہ میں جو کتاب و سنت میں لفظ ما، کل وغیرہ الفاظ و کلمات عمومیہ موجود ہیں یہ اپنے اصلی و حقیقی معنی عموم اور استغراق پر ہیں اور جب تک معنی حقیقی متعذر نہ ہو مجاز کی طرف آنا مشکل اور جب تک اسی نوعیت کا مخصص متصل نہ ہو تخصیص

ناقابل قبول ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان کلمات عمومیہ کا معنی نہ مشکل نہ محال بلکہ ممکن۔ چنانچہ تخصیص والا معنی مجازی رد ہے اور یہاں اسی نوعیت کا تخصص متصل (جس میں عدم اطلاع کی تصریح ہو کیونکہ علم ذاتی کا دعویٰ نہیں بلکہ عطائی کا ہے) مفقود تو اس وجہ سے بھی تخصیص کا قول باطل و مردود قطعی آیت کی تخصیص حدیث، خبر واحد ظنی دلیل سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اسی نوعیت کا تخصص نہیں اور تخصص متراخی ناسخ ہوگا اور اخبار کا نسخ ناممکن تو آیت قرآنیہ قصصہ متراخیہ سے بھی تخصیص نہ ہو سکے گی نیز ان آیات سے بھی تخصیص نہیں ہو سکتی جن میں مطلقاً علم کی نفی ہے کیونکہ ان میں نفی ذاتی علم کی ہے نہ کہ عطائی کی اور آیات عمومیہ مثبتہ میں علم کلی عطائی کا ثبوت ہے۔ ان چند صفحات کو خوب ذہن نشین کرنے سے تھم کے سیکڑوں صفحات پر مشتمل کتب ھباءً منثوراً ہو جاتی ہیں۔

وله الحمد وعلى حبيبه الصلوة والسلام اللهم ارنا الحق حقا

وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔

۱۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بے خوف نہ کیا(1) سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۱۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیا ہے۔ جب بھی اذان، خطبہ، التحیات میں ذکر خدا ہوتا ہے تو ذکر مصطفےٰ بھی ساتھ ہوتا ہے عزوجل و ﷺ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو — پس ذکر حق ذکر ہے مصطفےٰ کا

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے

تو پھر نام لے وہ حبیب خدا کا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب! جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ (درمنثور، جلد ۲، صفحہ ۳۰۱)

۱۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تمام امت پیش کی گئی۔ حضور نے اس کو دیکھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۷۔ قیامت تک جو بھی حضور کی امت میں ہونے والا تھا سب کچھ حضور پر پیش کیا گیا بلکہ تمام امتیں حضور پر پیش ہوئیں جیسے حضرت آدم کو تمام ناموں کا علم سکھایا گیا تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۹۰۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۴۵۷)

1۔ اس خوف سے خاص خوف مراد ہے ورنہ عام خوف کی نفی تو اولیاء سے بھی ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۱۲ منہ

۱۱۸۔ چار وزیروں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید کی گئی، جبریل، میکائیل علیہما السلام ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرین (مصاحب شیطان) مسلمان ہے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸ و ج ۲ ص ۲۶۹)

۱۲۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج آپ کی معاون تھیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بیویاں اور بیٹیاں تمام جہانوں کی عورتوں سے افضل ہیں۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ تمام جہان والوں سے افضل ہیں سوائے انبیاء و رسل کے
(کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴)

۱۲۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی تعداد انبیاء کی تعداد کے قریب ہے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

صحابہ کرام بوقت وفات سید کائنات مطابق تعداد انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار موجود تھے۔
(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۴۵۵ و شرح شفا القاری جلد ۲ صفحہ ۴۵۵)

۱۲۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صحابہ مجتہد مصیب ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۵۔ مدینہ منورہ کی مٹی عذاب سے مامون ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۶۔ مدینہ منورہ کی غبار مرض جذام کے لئے شفا ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۷۔ ملک الموت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب کی۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس بقعہ شریف میں دفن ہیں وہ کعبہ اور عرش سے افضل ہے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۹۔ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزار سے تشریف لائیں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷ و تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میدان حشر میں براق پر تشریف لے جائیں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۱۔ موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا اعلان ہوگا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۲۔موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت کی اعلیٰ پوشاکوں میں سے اعلیٰ پوشاک پہنائی جائے گی۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۳۳۔(قیامت میں)حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش کی دائیں طرف قیام فرمائیں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷ ۴۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۴۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت میں نبیوں کے امام،قائد اور خطیب ہوں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷،تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۵۔قیامت کے دن پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کی اجازت ملے گی اور پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر سجدہ سے اٹھائیں گے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۶۔اس دن پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھیں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷،تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۷۔اس دن ہر شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے متعلق سوال کرے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر (امت) کے متعلق سوال کریں گے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۸۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سی قوم بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگی۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷،مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

۱۳۹۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سے دوزخ کے مستحق دوزخ میں نہ جائیں گے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۰۔۱۴۱۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنتیوں کے مرتبے بلند ہوں گے۔اور کوئی امتی دوزخ میں نہ رہے گا۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۲۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی وجہ سے صالحین سے قصور طاعات میں درگزر کیا جائے گا۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۳۔موقف میں آپ کی شفاعت کی وجہ سے حساب میں تخفیف ہوگی۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۴۔(بعض) کفار خالدین فی النار کو آپ کی شفاعت کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷ حاشیہ باجوری علی البردۃ صفحہ ۲۸)

۱۴۵۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور آل اطہار سے کوئی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

(فتوحات مکیہ باب ۲۹ صفحہ ۲۵۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۲،۱۱۵۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور اور سر اقدس کے ہر بال میں نور کا ظہور ہوگا۔

(کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷)

۱۴۷۔ تمام اہل محشر کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھیں بند کرلیں تا کہ آپ کی بیٹی ملکہ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پل سے گزریں، چنانچہ آپ گزریں گی اور آپ کے کندھے پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون آلودہ کپڑا ہوگا یہاں تک کہ رب کے سامنے حاضر ہوں گی پھر رب فیصلہ فرمائے گا جو چاہے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔۴۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ الا الا خبیر۔ خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ وعنہ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۲۱)

۱۴۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں داخل ہوں گی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۸، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۲۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

۱۴۹۔ جنت میں سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان بولیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۸ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۲۹، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

۱۵۰۔ آپ کو اجازت تھی کہ بحالت جنب مسجد میں رہیں (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹)

۱۵۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جائز تھا کہ وتر سواری پر پڑھیں اور بیٹھ کے پڑھیں اور اس میں قراءت بلند آواز سے کریں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

۱۵۲۔ اور یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے کہ ایک رکعت کے بعض حصہ کو کھڑے ہو کے پڑھیں اور ایک حصہ کو بیٹھ کے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹)

۱۵۳۔ صوم الوصال (مسلسل روزہ بے سحری بے افطار) بھی آپ کا خاصہ تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)

۱۵۴۔ اور بیک وقت چار عورتوں سے زائد کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے حلال تھا اور اسی طرح باقی انبیاء کو بھی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹، مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)

خصوصیت ۱۵۵:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْھِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِھِمْ

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

"اور ایمان والی عورت اگر (بلا عوض) اپنے آپ کو نبی کے لیے دے دے اگر نبی اسے اپنے نکاح میں لینا چاہیں۔ یہ حکم آپ کے لیے خاص ہے بغیر دوسرے مسلمانوں کے بے شک ہم جانتے ہیں۔ جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا ان کی بیویوں اور کنیزوں کے (بارہ) میں (آپ کی یہ خصوصیت) اس لئے (ہے) کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (احزاب)" (البیان)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں۔

فاما هو عليه الصلوة والسلام فانه لا يجب عليه للمفوضة شيئ ولو دخل بها لان له ان يتزوج بغير صداق ولا ولي ولا شهود كما في قصة زينب بنت جحش رضي الله تعالى عنها ولهذا قال قتادة في قوله تعالى قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ الى من حصرهم في اربع نسوة حرائر وما شاء وا من الاماء واشتراط الولي والمهر والشهود عليهم وهم الامة وقد اخصنا لك في ذالك فلم توجب عليك شيئ منه لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (تفسیر ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۵۰۰ طبع عیسیٰ البابی الحلبی)

امام مفسر خازن متوفی ۷۴۱ھ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وكان من خصائصه صلى الله عليه وسلم ان النكاح ينعقد في حقه بمعنى الهبة من غير ولي ولا شهود ولا مهر لقوله خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ والزيادة على اربع ووجوب تخيير النساء

(تفسیر خازن ج ۳ صفحہ ۴۷۳ طبع مصر)

خصوصیت ۱۵۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ (احزاب: ۵۱)

"پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو" (کنز الایمان)

اے محبوب آپ کو اختیار ہے اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں پیچھے رکھیں اور جسے چاہیں (پہلے اپنے) پاس جگہ دیں۔ (البیان)

اور اس کی ایک تفسیر یہ بھی جو معتبر مفسرین سے منسوب ہے ملاحظہ ہو۔

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَتُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وقال الحسن معناه تترک نکاح من شئت وتنکح من تشآء من نساء امتک (تفسیر مظہری، ج ۷، صفحہ ۴۰۰)

۲۔ مفسر قرآن امام ابوالبرکات نسفی حنفی لکھتے ہیں یوں عن عائشة وام سلمة ما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى احل له ان يتزوج من النساء ما شاء

(تفسیر مدارک علی الخازن ج ۳، صفحہ ۵۷۵، تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۶۷۸)

۳۔ مفسر قرآن علامہ خازن تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها ما مات رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم حتى احل الله له النساء اخرجه الترمذي وقال حديث حسن صحيح والنسائي عنها حتى احل له ان يتزوج من النساء ما شاء (تفسیر خازن ج ۳، ۵۷۵)

۴۔ مفسر قرآن علامہ آلوسی بغدادی نے لکھا:۔

اخرج ابوداؤد في ناسخه والترمذي وصححه والنسائي والحاكم صححه ايضا وابن المنذر وغيرهم عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لم يمت رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم حتى احل الله تعالى له ان يتزوج من النساء ما شاء الله الا ذات محرم لقوله سبحانه" تُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ بعموم من تشاء وقوله سبحانه تُؤْوِیْ اِلَیْکَ ليس مفيدا بمهر كذا قال الخفاجي (تفسیر روح المعانی ج ۲۲، صفحہ ۶۲-۶۲)

اسی طرح نور الانوار صفحہ ۱۵ قدیم طبع وصفحہ ۲۱۱ نئی طبع میں ہے اور اسی طرح ائمہ تفاسیر سے تفسیر درمنثور للسیوطی ج ۶، صفحہ ۲۱۳،۲۱۱ میں ہے اور تفسیر ابن جریر ج ۲۲، صفحہ ۲۳،۲۳ میں ہے۔

اور اسی طرح غیر مقلدین کی تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۴، صفحہ ۲۹۶ میں ہے اور تفسیر قرطبی ج ۴، صفحہ ۲۱۹ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی قرآن پاک کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: واخرج عبدالرزاق و سعيد بن منصور و عبد بن حميد وابو داؤد في ناسخه والترمذي، صححه

والنسائي وابن جرير وابن المنذر والحاكم و صححه وابن مردويه والبيهقي من طريق عطا عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لم يمت رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وآله وسلم حتی احل الله له ان یتزوج من النسآء ماشا الاذات محرم لقوله ترجي من تشاء منهن وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ و اخرج ابن سعد عن ابن عباس مثله (تفسیر درمنثور ج ۵ صفحہ ۲۱۲)

مفسر قرآن قاضی شوکانی نے لکھا

> اخرج عبدالرزاق وسعید بن منصور وابن سعد واحمد وعبدبن حمید وابوداؤد في ناسخه والترمذی و صححه والنسائي وابن جرير وابن المنذر والحاكم وصححه وابن مردويه والبيهقي من طريق عطا عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت لم يمت رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وآله وسلم حتی احل الله له ان یتزوج من النساء ماشاء الله الا ذات محرم لقوله تعالیٰ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ واخرج ابن سعد عن ابن عباس (تفسیر فتح القدیر ج ۴ صفحہ ۲۹۶)

خصوصیت ۱۵۷۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

> وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (احزاب: ۳۶)

> ''اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ (یہ نام بطور تمہید ذکر ہوا اصل مقصود حکم رسول ہے۔ جو درحقیقت حکم خدا ہے) اور اس کے رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے''۔ (روح المعانی ج ۲۲ صفحہ ۲۲)

مفسرین نے اس آیت کا شان نزول لکھا کہ یہ آیت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی امیمہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور پاک ہی کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضور پاک نے زینب کے لیے ان کا پیام دیا اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور حضرت زینب اور ان کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کا نکاح ان

کے ساتھ کر دیا۔

مسئلہ:۔ اس (آیت و واقعہ) سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں (اگر چہ رشتہ کے بارہ میں بھی ہو) واجب ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا خود مختار نہیں۔

تفسیر خزائن العرفان، صفحہ ۶۷۴، تفسیر روح المعانی ج ۲۲، صفحہ ۲۳، تفسیر امام بغوی وخازن ج ۵ ص ۲۱۴، ۲۱۵ تفسیر ابن عباس علی ہامش درمنثور ج ۴ ص، ۲۴۷، درمنثور ج ۵، صفحہ ۲۰۰ تفسیر مظہری ج ۷، ص ۳۷۷۔ تفسیر ابن جریر ج ۲۲ صفحہ ۹ تفسیر عثمانی صفحہ ۵۴۸ حاشیہ نمبر ۲

۱۵۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کی زمین اور تمام جنت کی زمین کے مالک ہیں جس زمین سے جتنا چاہیں جس کے لئے چاہیں عطا فرماتے ہیں (کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۰ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹۳۔ عنہ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۔ ۲۰۸ وجلد ۳، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳۔ ۲۴۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۳۸ عنہ۔ بالدلائل اس مسئلہ کا ثبوت گذر چکا ہے۔ وہاں دیکھو۔

۱۵۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک اور بنات طاہرات کو چادروں اور برقعوں میں بھی دیکھنا حرام ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

۱۶۰۔ آپ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (قرآن احزاب، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۰)

۱۶۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک بیویوں(1) اور اپنی آل اطہار کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ بحالت حیض و جنابت مسجد میں بیٹھیں(2)۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

حضور و حضرت علی کے لئے بھی مباح کہ بحالت جنب مسجد میں رہیں۔ (جواہر البحار نقلاً عن النووی جلد ۱ صفحہ ۲۰۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۳۹۔ عن الخصائص جلد ۲ صفحہ ۲۴۳۔ ۲۴۴)

1۔ (تضاد متعلق سیدہ ورفتہ واطلاق ح ی ض)

۱. عن عائشة ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلّم افرد الحج   افراد الحج

۲. عن عمران بن حصين جمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلّم بين حج و عمره (نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۰)

۳. عن علی قال لعثمان "الم تسمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلّم تمتع قال (عثمان) بلى" (نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

2۔ ۱. عن عائشة   كلاكنا حسب   انا حائض   انا حائض (متفق عليه)

۲. عنها   انا حائض   انا حائض. رواه مسلم   ۳. عنها   انا حائض متفق عليه

۴. عنها فقلت اني حائض فقال ان حيضتك ليست في يدك. رواه مسلم

۵. ميمونه و انا حائض . متفق عليه

۶. عائشة اذا حضت ابو داؤد كلهم من مشكوة باب الحيض صفحه ۵۲.

۱۶۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر عذر کے بیٹھ کے پڑھنا کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کے برابر ہے (ثواب میں کمی نہیں) (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۴، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۴۸)

۱۶۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک، پیشاب مبارک پاک، تمام فضلات شریف (طیب ہیں) طاہر ہیں، پاک ہیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشاب مبارک پینا شفا ہے۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مکمل باب) کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۳ عنہ)

یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، المواہب اللدنیہ وشرحہ للزرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ وجلد ۱ صفحہ ۱۷۰ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۸،۱۷۔ صححه بعض ائمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائر فضلاته وبه قال ابو حنيفة رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۱۳۳۔ شرح الاشباہ للبیری جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۲ صفحہ ۲۔ ۳، مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۰، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۲۲۳۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۲۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براز شریف (پاخانہ مبارک) کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے مشک کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳۔ ۵۴ فصل واما نظافة جسمه تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹۔ خصائص کبریٰ، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۳۔ بعض نے سب انبیاء کے فضلات شریفہ کو پاک بتایا۔ بول ودم سے تبرک وطہارت فضلات شریفہ۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ عنہ۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۵ عن البجیلی۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۸ عن ابن المقری وشیخ الاسلام زکریا انصاری۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۴۷ عن الخصائص۔ حضرور۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۸۵۔ ۹۳ عن ابن حجر المکی جلد ۲ صفحہ ۶۳ عن البجمل۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۰ عن الصاوی۔ کبیری معروف غنیۃ المستملی یعنی حلبی کبیر صفحہ ۱۸۰۔ تکملہ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری صفحہ ۷۔ ۸۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۸۔ شرح شفا القاری والخفاجی جلد ۱ صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۴ وجلد ۲ صفحہ ۳۰۰۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ فیض الباری للکشمیری دیوبندیم جلد ۱ صفحہ ۲۸۹ وجلد ۱ صفحہ ۲۵۰۔ ۲۵۱ وصفحہ ۲۷۲)

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وممہ شرب مالک بن سنان دمه یوم احد ومصه اياه تسويغه

صلی اللہ علیہ وسلم ذلک لہ وقولہ لن تصیبہ النار ومثلہ شرب عبد اللہ بن زبیر دم حجامتہ فقال علیہ السلام ویل(1) لک من الناس وویل لھم منک ولم ینکر علیہ. وقد روی نحو من ھذا عنہ فی امرأۃ شربت بولہ فقال لن تشتکی وجع بطنک ابدا ولم یامر واحدا منھم بغسل فم ولا نھی عن عودہ وحدیث ھذہ المرأۃ التی شربت بولہ صحیح الزم الدارقطنی مسلما والبخاری اخراجہ فی الصحیح واسم ھذہ المرأۃ برکۃ واختلف فی نسبھا وقیل ھی ام ایمن وکانت تخدم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قالت وکان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدح من عیدان یوضع تحت سریرہ یبول فیہ من اللیل فبال فیہ لیلۃ ثم افتقدہ فلم یجد فیہ شیئا فسئل برکۃ عنہ فقالت قمت وانا عطشانۃ فشربتہ. (شفاء شریف جلد۱ صفحہ ۵۴۔ شرح للقاری والخفاجی جلد ا صفحہ ۳۵۶، ۳۵۷۔ مواہب وزرقانی، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۵۔ جمع الوسائل للقاری جلد ۲ صفحہ ۳)

''یعنی حضور کے خون اور بول و براز کے پاک ہونے کے دلائل سے بعض دلائل یہ ہیں۔ مالک بن سنان کا حضور کے خون کو احد کے دن پینا اور چوسنا اور حضور کا اس کو جائز رکھنا اور یہ فرمانا کہ اس کو دوزخ کی آگ نہ پہنچے گی۔ (طبرانی بیہقی) اور اس کی مثل ہے عبداللہ بن زبیر کا حضور کے پچھنے والا خون پینا تو حضور نے ان کے لئے فرمایا حسرت ہے تیرے لئے لوگوں سے اور ان کے لئے تجھ سے اور ان پر انکار نہ فرمایا، اور اس کی مثال ان سے ایک عورت کے بارہ میں منقول ہے جس نے آپ کا پیشاب پیا تھا تو حضور نے اس کے لئے فرمایا تجھے ہمیشہ پیٹ کا درد نہ ہوگا۔ ان میں سے کسی کو بھی حضور نے منہ دھونے کا حکم نہ دیا اور نہ دوبارہ اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور اس عورت کے پیشاب پینے والی حدیث صحیح ہے۔ امام دارقطنی نے امام مسلم و بخاری پر الزام دیا کہ یہ حدیث ان کے شرائط کے مطابق تھی انہوں

1۔ وویل لتحسر والتالم من الامر وھو اشارۃ الی قتلہ وتعذیبہ وتحقیرہ لقتل الحجاج لہ وویل للناس منہ لما اصاب الناس من خروجہ لطلب الخلافۃ وانما حظہ ناشیا عن شرب دمہ فانہ مضغۃ من السیوبۃ مروانیۃ قوت قلبہ حتی زادت شجاعتہ وعلت ھمتہ ان ینقاد لغیرہ ممن لایستحق الامارۃ فضلا عن الخلافۃ اہ ملخصاً نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۵۹، ۱۲ منہ

نے اس کی تخریج کیوں نہ کی۔ اس عورت کا نام برکت ہے (اور اس کے نسب میں اختلاف ہے) بعض نے کہا یہ ام ایمن ہے جو حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس (عورت) نے کہا کہ حضور کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو حضور کی چارپائی کے نیچے رکھا تھا۔ اس میں آپ رات کو پیشاب کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کیا۔ پھر اس کو طلب کیا۔ اس میں کچھ نہ پایا تو برکت سے اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے جواب دیا، میں اٹھی، مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی تو میں اسے پی گئی"۔

شیخ محقق ام ایمن کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وبارے دیگر زنے بود کہ نام وے برکت بود، او نیز خدمت مے کرد آنحضرت را۔ پس بخورد بول را او فرمود صحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز پس بیمار نگی شد آں زن ہرگز مگر ہماں بیماری کہ دراں روز از عالم رفت (1) و در بعضی روایات آمدہ است کہ مردے بول آں حضرت را خوردہ بود پس بوئے خوش مے دمید از وے و از اولاد وے تا چند پشت (2) و در مواہب و شفا ایں دو روایت مذکور نیست و روایت است کہ مردم تبرک مے کردند بول آں حضرت و دم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اما بول مذکور شد احادیث آں و اما شرب دم نیز مکرر واقع شدہ است از صحابہ خوردن آں یکی آنکہ حجامی حجامت کرد آنحضرت را پس بیرون برد خون را و فرو برد او را در شکم خود پرسید آں حضرت چہ کار کردی خون را گفت بیرون بردم تا پنہاں کنم آنرا نخواستم کہ خون ترا بر زمین ریزم پس پنہاں بردم آنرا در شکم خود فرمود تحقیق عذر کردی و نگاہ داشتی نفس خود را یعنی از امراض و بلا آمدہ است کہ چوں مجروح شد آں حضرت روز احد بمکید جراحت او را مالک بن سنان پدر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تا آنکہ مفید ساخت آنرا گفتند بیند از خون را از دہن گفت لا واللہ ہرگز نریزم خون آں حضرت را بر خاک پس فرو برد آنرا پس فرمود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ خواہد کہ بنگرد بمردے از اہل بہشت بنگرد بسوئے ایں مرد و از عبداللہ بن زبیر آمدہ کہ حجامت کرد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے پس داد مرا خون را و گفت غائب کن ایں را در جائے کہ کس نہ بیند و در نیابد پس نوشیدم آں را کہ پوشیدہ تر از آں مکانے نیافتم پس گفت آں

1۔ جمع الوسائل شرح شمائل لملا امام علی القاری الحنفی جلد ۲ صفحہ ۳۔ ۱۲ منہ

2۔ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۶۰۔ ۱۲ منہ

حضرت داد کہ تر ااز مردم دوای مردم راازتو کفایت کرد از قوت مردانگی و شجاعت و شہامت کہ او را ازاں حاصل شدا نتج (مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۲۲۵،۲۲۶)

"یعنی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت تھی جس کا نام برکت تھا وہ حضور کی خدمت کرتی تھی تو اس نے بھی حضور کا پیشاب مبارک پیا۔ حضور نے اس سے فرمایا (خدا کرے) تو ہرگز بیمار نہ ہو چنانچہ وہ عورت ہرگز بیمار نہ ہوئی۔ مگر وہی بیماری کہ جس دن اس عالم سے چل بسی اور بعض روایت میں آیا ہے کہ وہ مرد جس نے حضور کا پیشاب مبارک پیا ہوا تھا اس سے اور چند پشتوں تک اس کی اولاد سے خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ مواہب اور شفاء میں یہ مذکورہ بالا دو روایتیں مذکور نہیں اور یہ روایت ہے کہ لوگ حضور کے پیشاب مبارک اور خون مبارک سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔ پیشاب مبارک کی حدیثیں تو مذکور ہوئیں۔ باقی رہا آپ کا خون مبارک پینا تو وہ بھی صحابہ سے بار بار واقع ہوا ایک یہ کہ ایک پچھنے لگانے والے نے حضور کو پچھنے لگائے۔ خون مبارک جسم پاک سے چوسا اور اس کو پیتا رہا، حضور نے فرمایا خون کہاں ہے؟ عرض کی میں پی گیا۔ میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں اسی لئے میں نے اس کو پیٹ میں ڈالا۔ حضور نے فرمایا بلاشک تو نے اپنے نفس کو مرضوں اور مصیبتوں سے محفوظ کر لیا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام احد کے دن زخمی ہوئے تو حضرت ابو سعید خدری کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کے زخم کو چوسا، یہاں تک کہ زخم کو ٹھیک کر دیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ منہ سے خون نکالو۔ مالک بن سنان نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے خون کو ہرگز زمین پر نہ ڈالوں گا پھر اس کو پی گئے۔ اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو جنتی مرد کو دیکھنا چاہے وہ اس (مالک بن سنان) کو دیکھ لے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نے خون نکلوایا اور مجھے فرمایا کہ اس خون کو ایسی جگہ غائب کرو کہ جہاں کوئی نہ دیکھے اور کوئی نہ پائے حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں اس خون مبارک کو پی گیا۔ کیونکہ پیٹ سے بڑھ کر پوشیدہ مکان میں نے نہ پایا اس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا حسرت ہے تیرے لئے لوگوں سے اور حسرت ہے لوگوں کے لئے تجھ سے۔ اس کلام میں ان کی قوت مردانگی اور شجاعت اور شہامت کی طرف اشارہ فرمایا جو ان کو اس خون کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

۱۶۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت و صحابہ کی محبت فرض ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۰)

۱۶۵۔ کسی نبی کی عورت باغی (یعنی بدچلن، بدکار) نہیں ہوتی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۶۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں پر سوکن ڈالنا ناجائز۔

(کشف الغمہ، جلد ۲ صفحہ ۵۰ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

۱۶۷۔ بعض علماء نے آپ کی بیٹیوں کی قیامت تک ہونے والی اولاد پر دوسرے نکاح کو ناجائز قرار دیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۶۸۔ آپ غضب و رضا میں حق ہی فرمایا کرتے تھے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ حدیث بحث عصمت میں گذری)

۱۶۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب وحی ہے۔ ایسے ہی دیگر انبیاء کے خواب (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵، ۱۱۹، مر ۶۲ ۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ رواہ ابن عباس مرفوعاً وموقوفاً۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۸۰۔ عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۵۴ و رواہ ابن عمیر۔ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ و شرح للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

۱۷۰۔ یہ ضروری ہے کہ ہر نبی ہر نقص و عیب و قابل نفرت چیز سے بری ہو۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۷۱۔ حضور نے اپنے اہل بیت کے دودھ پینے والے بچوں سے روزہ رکھایا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۷۲۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور تب پیشاب کرتا نہ لید کرتا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۷۳۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تو آپ کا کندھا مبارک تمام بیٹھنے والوں سے بلند ہوتا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۴۔ جب آپ چلتے تو زمین آپ کے لئے لپیٹ دی جاتی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۵۔ جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پاکانہ مبارک خارج ہوتا زمین نگل جاتی اور اس جگہ مشک (کستوری) کی خوشبو آتی اور اسی طرح سب انبیاء کرام (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳، ۵۴ و شرح للخفاجی والقاری جلد ۱ صفحہ ۵۳، ۳۵۴)

۱۷۶۔ آپ کی پردہ پوشی کے وقت لوگوں نے ملک الموت کے رونے کی آواز سنی اور یہ کہتا سنا وامحمداہ۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۷۔ جیسے قرآن شریف کا پڑھنا عبادت ہے ایسے ہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنا عبادت اور باعث ثواب ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۸۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنے کیلئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۹۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہانہ سے پاک تھیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) رواہ الخطیب عن ابن عباس مرفوعاً الامن والعلی الاجلی حضرت صفحہ ۱۶۶۔۱۶۷) جلاء العیون مجلسی واخفی جلد ۱ صفحہ ۱۲۷) ۱۲ف۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۵۔ الملاقی والمصنوعہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۵ و ۴۰۰۔ لمولانا محمد علی حسین صدیقی مدنی حیض نفاس سے پاک رواہ صفحہ ۳۔۷ بہشت پنجم مجموعہ بہشت بہشت جلد ۵ صفحہ ۹۷ علی المسند احمد ومنتخب کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۹۳ قال علیہ الصلوۃ والسلام ابنتی فاطمۃ حوراء آدمیۃ لم تحض و لم تطمث (ان ص) (میل کچیل۔فساد۔خون حیض۔تہمت) وانما سماھا اللہ فاطمۃ لان اللہ تعالٰی فطمھا (فطام الصبی فصالہ عن امہ، آزاد کیا۔ مختار) ومحبیھا من النار۔ ومنتخب کنز العمال علی المسند احمد جلد ۵ صفحہ ۹۷۔ مجموعہ بہشت بہشت، بہشت پنجم صفحہ ۳۰۷ لمولانا محمد علی حسین صدیقی مدنی وایضاً بسند معتبر روایت کردہ است از رسول خدا کہ سید کہ بچہ سبب فاطمہ را بتول می نامی فرمود کہ برائے آنکہ خونے کہ زنان دیگر مے بینند دیدن خون در دختران پیغمبران ناخوش است و در روایت دیگر از حضرت رسول منقولست در فاطمہ علیہا ونکاحہا زنان دیگر نمے باشد۔ (جلاء العیون ملا باقر مجلسی صفحہ ۹۲ طبع ایران)

"اور ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے رسول خدا سے پوچھا کہ آپ نے جناب فاطمہ کا نام بتول کس وجہ سے رکھا؟ آں حضرت نے فرمایا اس لئے کہ وہ خون جو دوسری عورتیں دیکھتی ہیں اس کا دیکھنا دختران پیغمبران میں نازیبا ہے اور دوسری روایت میں حضرت رسول خدا سے منقول ہے کہ فاطمہ میں مثل دوسری عورتوں کے طمثیں اور کثافتیں نہیں ہیں۔" (جلاء العیون اردو مترجم جلد ۱ صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷ مطبوعہ لاہور مجلسی کتب خانہ محلہ اکال گڑھ شیخوپورہ)

۱۸۰۔ جب سیدہ طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وضع حمل ہوتا تو فوراً نفاس کا خون بند ہو جاتا یہاں تک کہ کوئی نماز بی بی پاک سے فوت نہ ہوتی۔ اسی لئے آپ کا نام زہرا[1] ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

1۔ زہرا کا معنی صاف رنگ والی روشن چہرہ والی۔ ۱۲ منہ

۱۸۱۔ ایک دفعہ خاتون جنت کو بھوک لگی۔ حضور نے اپنا دست کرم بی بی کے سینہ پر رکھا۔ پھر اس کے بعد بی بی کبھی بھوکی نہ ہوئی۔ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱)

۱۸۲۔ جب حضرت زہرا کے پردہ پوشی کا وقت قریب ہوا تو بی بی نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ مجھے کوئی نہ کھولے (اور نہ غسل دے) تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اسی غسل سے دفن کیا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۸۳۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گنجے پر ہاتھ پھیرتے فوراً بال اگ آتے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) شفا شریف جلد ۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

۱۸۴۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور (یا جو درخت) لگاتے تو وہ اسی سال ثمردار ہوتا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ شفا شریف جلد ۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

۱۸۵۔ جب حضور پرنور تبسم فرماتے تو اندھیرا گھر روشن ہو جاتا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۸۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبریل امین کے پروں کی سرسراہٹ سنتے۔ حالانکہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر ہوتے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان　　　کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دور سے سننا پھر درود کا سننا

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

"یہاں تک کہ جب حضرت سلیمان مع لشکر چیونٹیوں کی وادی پر آئے، ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں، تو سلیمان (علیہ السلام) اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے۔" (النمل)

۱۔ ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے صحابہ ظلم نہیں کرتے، دیدہ دانستہ کسی کو نہیں کچلتے چیونٹیوں تک کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ (تفسیر کبیر، تحفہ اثنا عشریہ۔ صفحہ ۳۰۲، تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

۲۔ چیونٹی نے بھی لا یشعرون کہہ کر عصمت انبیاء کا قول کیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۵۸، ابو سعود جلد ۲ صفحہ ۵۸۳۔ ۵۸۲، روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

۳۔ نبی دور سے سنتے ہیں، چنانچہ سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ خفیف سے خفیف آوازیں تین میل سے

فاصلے سے سن کر ہنسنے لگے۔ (جلالین صفحہ ۳۱۸ جمل جلد ۳ صفحہ ۳۰۶ نحو فی الکبیر جلد ۶ صفحہ ۵۵۰۔ مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۸۰ تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۱۰۳۔ روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

۴۔ نبی جانوروں کی زبان بھی جانتے ہیں۔ (کبیر۔ خازن۔ جمل۔ صاوی)

۲۔ حضرت وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا(1) کو یہ حکم دیا ہوا تھا کہ مخلوق خدا جہاں کہیں باتیں کرے وہ ان کی آواز کو سلیمان علیہ السلام کے کانوں تک پہنچا دے۔ (اخرجہ ابن المنذر۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۰۴) جب سلیمان علیہ السلام کے لئے عالم کے ذرہ ذرہ کی آواز کا سننا ثابت ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تو بوجہ اصالت(2) بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

۳۔ ایک راجز نے مکہ شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کے وقت امداد کے لئے پکارا۔ حضور نے مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے اس کی آواز سن کے (لبیک لبیک نصرت نصرت نصرت فرما کر اور اپنی اس مدنی آواز کو وہاں مکہ میں پہنچا کر) اس کی امداد فرمائی۔ (طبرانی صغیر صفحہ ۲۰۱ طبرانی کبیر، مواہب لدنیہ للقسطلانی جلد ۱، زرقانی شرح مواہب جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، مدارج النبوۃ للشیخ المحقق جلد ۲ صفحہ ۲۸۲۔ تواریخ حبیب(3) الٰہ صفحہ ۱۰۰)

فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

۴۔ امام اہل الظاہر والباطن حضرت سیدی شیخ احمد زروق(4) فاسی متوفی ۸۹۹ھ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انا لمریدی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جور الزمان بنکبتہ

1۔ ہم جب آپس میں بحالت قرب ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں تو وہ بھی ہوا کے ذریعے سے سنتے ہیں ۱۲ منہ

2. قال العارف الشعرانی الامام الربانی "ان جمیع الکرامات والخصائص الواقعۃ فی ھذا العالم من حین خلق اللہ تعالی الدنیا ثابتۃ لنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الاصالۃ و ان وقع شیء منھا لخواص الخلق فذالک بحکم التبعیۃ فی الارث لہ صلی اللہ علیہ وسلم" اہ کشف الغمۃ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۰۱ھ

3۔ مؤید تھانوی صاحب بہشتی زیور حصہ ۱۰ صفحہ ۹ ۔۔۔ ۱۲ منہ

4۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کا تعارف یوں کراتے ہیں۔ الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ عالی کو قلم تحریر بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین صوفیٔ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے شیخ شہاب الدین قسطلانی (صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری) اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے۔ (بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۰)

وان کنت فی ضیق وکرب و وحشة فناد بیازروق آت بسرعته

(بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۲۰۶)

"میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ نکبت و ادبار سے اس پر حملہ آور ہو اگر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو یازروق کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا۔"

جن کے غلام دور دراز سے بعد از پردہ پوشی پریشان حال کی استمداد اند پکار کو سن کر اس کی امداد کر سکیں، ان کے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا کہنا۔ کیا فرماتے ہیں فریق آخر کے مفتیان کہ سیدی شیخ امام زروق اتنا دعویٰ کرنے والے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جو ان کے ان جیتوں کو نقل کرنے والے اور ساتھ میں انکی مدح بلیغ کرنے والے، مشرک ہیں یا مومن موحد؟

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہد (گہوارہ) میں چاند کی باتیں سنتے تھے(1)۔ اور فرمایا اسمع وجبته حین یسجد تحت العرش۔ "میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا ہوں جب کہ وہ چاند عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔" اور آپ سیدہ والدہ آمنہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتے تھے نیز اپنی والدہ مطہرہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر قلم کی آواز سنتے تھے جب کہ وہ لوح محفوظ پہ چلتی تھی۔ (حوالے اسی باب کے اول میں مذکور ہوئے) جو محبوب بچپن میں اور والدہ کے بطن مقدس میں رہ کر اتنی دور دراز کی باتیں سنتے رہے وہ اب زمین والوں کا درود خود نہیں سن سکتے؟ فیاللعجب۔

۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

انی اری ما لا ترون واسمع ما لاتسمعون اطت السماء(2) وحق لها ان تئط لیس فیها موضع اربع اصابع الاوملک واضع جبهته

1۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۳، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، [illegible]

2۔ قال القسطلانی والزرقانی وکان علیه الصلوة والسلام یبلغ صوته وسمعه ما لا یبلغه صوت غیره ولا سمعه من الاصوات والاسماع المعتادین فقد کان یسمع سمعه العوالق فی الیوم ویسمع اطیط السماء کما مر سمعه ذلک فی شمائله ھ (شرح المواہب للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹) [illegible] سمعه الشریف [illegible] انه قد قال صلی الله علیه وسلم انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون [illegible] صریح فی قوة سمعه وقوی ذلک بقوله اطت السماء [illegible] ای لا اسمع اطیط السماء فالظاهر حمله علی الحقیقة فانه امر ممکن ولا یحتاج للتاویل الا به والعاطه صلی الله علیه وسلم بحسب [illegible] ظاهرها الا لمانع ولا مانع هنا فیکون اذ کان الصرف علی الظاهر یجوب للمقصود [illegible] ملخصا [illegible]
[illegible] فی المرقاة جلد ۵ صفحہ [illegible] محمد بن جعفر الرازی [illegible]

ساجدا للّٰہ۔ (اخرجہ الترمذی (1) وابن (2) ماجہ وابو نعیم۔ خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۵۔۶۶۔ و رواہ احمد فی مسندہ والحاکم فی مستدرک، الفتح الکبیر جلد ۱، صفحہ ۴۵۰ مطبوعہ مصر۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۷ باب البکاء الخ۔ زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۸۹ پر ہے۔ رواہ الترمذی واحمد وابن ماجہ والحاکم وصححہ کلہم احمد ورواہ البغوی فی شرح السنۃ مرقات جلد ۵ صفحہ ۱۱۳، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۷ شفاء شریف صفحہ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ فصل واما خوفہ۔ شرح القاری والخفاجی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

''بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آواز نکالتا ہے اور چرچر کرتا ہے آسمان اور لائق ہے اسے کہ آواز کرے کیونکہ اس میں چار انگل کی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ پیشانی رکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔''

۷۔ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے فرمایا:۔

تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شئی قال انی لاسمع اطیط السماء (3)۔ الحدیث۔ اخرجہ ابو نعیم خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۲ مواہب وزرقانی جلد ۴۔ صفحہ ۹۰

''کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا ہم تو کچھ نہیں سن رہے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں۔''

جو محبوب آسمانوں کے رونے کی آواز سنتے رہے وہ زمین والوں کا درود کیونکر نہیں سن سکتے؟ وہ فاصلہ بھی ذہن نشین رہے اور یہ فاصلہ بھی۔

۸۔ صحیح بخاری کی حدیث قدسی کہ اللہ تعالیٰ ولی کے کان بن جاتا ہے اور امام رازی کی یہ تشریح حاضر و ناظر کی بحث میں گذر چکی کہ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور ولی کے کانوں میں آ جاتا ہے تو وہ ولی دور و

1۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۵ ابواب الزہد باب ما جاء فی قول النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ۱۲ منہ

2۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۰۹ ابواب الزہد باب الحزن والبکاء ۱۲ منہ

3۔ قال الزرقانی فی شرح قولہ سماء ای حسہا فالمراد ... فان قیل کیف یکون صوت مسموعا ... سمع من معنی لا یسمعہ غیرہ وھو مثلہ سلبہ الحاسۃ عن اللہ سمع الادراک ... ان الادراک معنی یخلقہ اللہ تعالیٰ فی الحی لیس بشرط ... ویسمعہ من یشاء ولیس مطلقۃ ولا وتیرۃ واحدۃ۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۹۰۔

نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے جن کے غلام اولیاء کرام دور و نزدیک سے سنتے ہیں ان کے آقا و مولیٰ دور سے نہیں سنتے؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ بلکہ وہ بطریق اولیٰ سارا تا اولیاء صحابہ کرام سے بھی بڑھ کر سنتے ہیں۔ اور عالم کے ہر گوشے سے آواز سنتے ہیں۔"

۹۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

(الکوثر) ھو نھر فی الجنۃ لیس احد یدخل اصبعیہ فی اذنیہ الاسمع خریر ذلک النھر۔ (تفسیر در منثور للسیوطی جلد ۶ صفحہ ۴۰۲)

"کہ کوثر بہشت میں ایک نہر ہے کوئی نہیں کہ اپنے دونوں کانوں میں دو انگلیاں دے مگر وہ شخص اس نہر کوثر کے پانی کے اوپر سے گرنے اور چلنے کی آواز سن لے گا۔"

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ خدا داد قوت سے بھی حبیب خدا دور سے نہیں سن سکتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے لیکن کیا اب ام المومنین پر فتویٰ لگائیں گے؟ کیا ان سے یہی کہیں گے کہ والدہ صاحبہ آپ نے تو کمال ہی کر دیا، ہم تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زمین والوں کا درود سننا نہیں مان رہے تھے۔ آپ نے تو ہر ایک کے لئے اتنا دور کا سننا فرما دیا اور پھر وہ بھی کان بند کر کے۔ کوئی بڑی بات نہیں کہ یہ لوگ ام المومنین پر فتویٰ لگا دیں، کفر و شرک کی مشین جو ہر وقت چلتی ہے اور ان کے نزدیک شرک امور عامہ سے جو ہوا کہ نبی ان کے فتویٰ شرک کی زد میں، اولیاء ان کے فتویٰ شرک کی زد میں، نبی ان کے فتویٰ شرک کی زد میں بلکہ خود خدا ان کے فتویٰ شرک کی زد میں بلکہ وہ خود بھی اپنے فتویٰ شرک و کفر کی زد میں، چنانچہ ان کے اسمٰعیل دہلوی صاحب نے کہا کہ وہ ہوا جس کا ذکر حدیث میں آیا کہ جس کے چلنے کے بعد تمام روئے زمین پر کوئی مومن نہ رہے گا ۔۔۔ وہ ہوا چل چکی ہے۔ (محصلہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۶)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج: ۲۷)

"اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔"

چنانچہ اس حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابوقبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ تعالیٰ کے بندو اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۲ و خزائن العرفان، رواہ ابن شیبۃ فی المصنف و ابن منیع و ابن جریر و ابن ابی حاتم والحاکم و صححہ والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس) علاوہ ازیں اور بہت سی تخریجیں ہیں۔

من شاء فلينظر ثمہ۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۵۴ ۳، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۹ ۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۲ ۲۲ مطبوعہ مصر علی القرآن تفسیر مدارک وخازن جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ ۔ تفسیر کبیر جلد ۶ ۔ صفحہ ۲۲۷، تفسیر ابو سعود جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ ۔ تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۲۷۵، جلالین صفحہ ۲۸۱ صاوی جلد ۳ صفحہ ۸۳ جمل جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ دور سے غیر اللہ کو پکارنا اور دوسرا یہ کہ غیر اللہ کا دور سے سننا اور وہ بھی عالم ارواح میں، کوئی ماں کے پیٹ میں تھا اور کوئی باپ کی پیٹھ میں یہ دونوں چیزیں شرک نہیں، اگر کوئی صاحب کہے کہ روحوں کو تو اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم کی پکار سنادی۔ تو میں کہوں گا کہ حضور کو بھی ہماری آوازیں اللہ تعالیٰ ہی سناتا ہے۔ ہم جو آپس میں ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ سناتا ہے کوئی غیر اللہ ذاتی قوت سے نہیں سنتا بلکہ جو بھی سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے سنتا ہے روحیں دور سے سنیں اور محبوب خدا دور سے نہ سنیں۔ وہ جائز یہ شرک توبہ استغفر اللہ تعالیٰ۔ یہ بھی کوئی شرک ہے کہ ایک جگہ ایمان دوسری جگہ بعینہٖ وہ شرک ہو شرک مقید بافراد واز مان وامکنہ نہیں ہوا کرتا۔ شرک ہر وقت ہر ایک کے لئے ہر جگہ شرک ہی ہوتا ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۙ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۛؕ فِىْ جَنّٰتٍ ۛؕ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ (مدثر)

"ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر داہنی طرف والے (یعنی صالحین) باغوں میں پوچھتے ہیں مجرمین سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں رہ کر اتنا دور دراز تک دیکھیں گے کہ دوزخ میں دوزخ والوں تک ان کی نظریں پہنچ جائیں گی اور ان کا حال معلوم کر کے ان سے سوال کریں گے کہ تم دوزخ میں کیوں گئے؟ دوزخی دوزخ میں رہ کر اتنا دور سے جنتیوں کی آواز سن لیں گے اور جواب دیں گے تو ان کا جواب اتنی دور سے جنتی سن لیں گے۔

فریق مخالف کے قول کے مطابق یوں سمجھئے کہ جو چیز (یعنی دور سے سننا) آج دنیا میں توحید (واجب لذاتہ) کی ضد و نقیض ہے یعنی شرک (جو ممتنع لذاتہ ومحال لذاتہ ہے) وہ کل آخرت میں ممتنع تو ممتنع بلکہ ممکن ہو کے وقوع پذیر ہو جائے گا۔ شاباش شرک اسے کہتے ہیں۔ محال لذاتہ اسے کہتے ہیں۔ بریں

عقل و دانش بباید گریست۔ حقیقت یہ ہے کہ دور سے سننا نہ آج شرک ہے نہ کل اگر یہ شرک ہوتا تو ہر وقت شرک ہوتا۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من سال الله الجنة ثلث مرات قالت الجنة اللهم ادخله الجنة ومن استجار من النار ثلث مرات قالت النار اللهم اجره من النار۔ (رواہ الترمذی والنسائی جلد ۲ صفحہ ۲۷۷، کتاب الاستعاذۃ باب من حر النار۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ باب الاستعاذۃ ورواہ ابن ماجہ وابن حبان (۱) والحاکم۔ مرقات جلد ۳ صفحہ ۱۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ مصر۔ حدیث صحیح۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

"جو اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ جنت مانگے تو جنت (اس سائل کی آواز سن کر) کہتی ہے اے اللہ اسے بہشت میں داخل کر اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگے تو دوزخ (اس کی آواز سن کر) کہتی ہے اے اللہ اس کو دوزخ سے پناہ دے۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت بھی دور سے سنتی ہے اور دوزخ بھی دور سے سنتی ہے۔ کیوں صاحب شرک کہاں گیا؟

۱۳۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں ایذا نہیں دیتی مگر اس مرد کی بیوی حور (جنت سے) کہتی ہے (او دنیا والی سوکن) تو اسے تکلیف نہ پہنچا اللہ تجھے ہلاک کرے وہ تیرے پاس مہمان و مسافر ہے قریب ہے کہ تجھے چھوڑ کر ہماری طرف آ جائے گا۔ (ترمذی (2)، ابن (3) ماجہ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ باب عشرۃ النساء۔ وایضاً رواہ احمد فی مسندہ الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۳۱۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حور اتنے فاصلے (جنت) سے دنیا والے مرد کی فعلی تکلیف سے باخبر ہے اور اس کو دیکھتی ہے اور قولی ایذا کو سنتی ہے۔ افسوس صد افسوس اس نظریہ پر کہ جنت، دوزخ، حور تو دور سے سنیں مگر حضور محبوب خدا امام الانبیاء دور سے نہیں سنتے۔

۱۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمار (بن یاسر)

ان لله تعالى ملكا اعطاه اسماع الخلائق كلها وهو قائم على

1۔ فی مجمع ... موارد الظمآن مطبوعہ مکہ شریف ۱۲ منہ　　2۔ جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۲۰۔ ۱۲ منہ

3۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۳۔ ۱۲ منہ

قبری اذا مت الی یوم القیامۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوٰۃ الا سماہ باسمہ واسم ابیہ قال یامحمد صلی علیک فلان کذاوکذا فیصلی الرب عزوجل علی ذلک الرجل بکل واحدۃ عشرا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر واللفظ لہ۔ اس حدیث کے سب رواۃ ثقہ ہیں وورواہ ابو الشیخ ابن حبان الاصبہانی واحمد بن داود المکی وابو القاسم التیمی فی ترغیبہ والحارث فی فی مسندہ وابن ابی عاصم وابن الجراح فی امالیہ وابویعلی الحسن بن ظہر العلوی فی احکامہ والبزار فی مسندہ ورواہ الرویانی۔ جلاء الافہام صفحہ ۶۰۔۶۱ وبلفظہ۔ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۱۲ الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۳۱۱۔ جامع صغیر جلد ا صفحہ ۹۳۔ قال الشیخ (حذا) حدیث حسن السراج المنیر جلد ا صفحہ ۵۲۰ مطبوعہ مصر۔ سعادت دارین صفحہ ۶۲ مطبوعہ مصر۔ الترغیب والترہیب للمنذری جلد ۲ صفحہ ۴۹۹۔ ۵۰۰ مطبوعہ مصر۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے کان دیئے ہیں (یعنی تمام مخلوق کی آوازوں کے سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے) جب میں پردہ پوش ہوں گا تو وہ فرشتہ قیامت تک میرے مزار پر کھڑا رہے گا۔ میری امت سے کوئی نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر وہ فرشتہ اس درود پڑھنے والے کا اور اس کے باپ کا نام لیتا ہے اور عرض کرتا ہے اے محمد ﷺ فلاں نے آپ پر اتنا درود شریف پڑھا ہے پس اللہ تعالیٰ اس درود شریف بھیجنے والے پر ایک ایک درود شریف کے عوض دس دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

۱۵۔ ورواہ الدیلمی عن ابی بکر الصدیق نحوہ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۵۵۔ الجوہر المنظم لابن حجر صفحہ ۲۰۔ سعادت دارین صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر۔ الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۲۲۳۔ مطبوعہ مصر)

۱۶۔ ورواہ عبدالرحمن بن واقد العطار عن یزید الرقاشی نحوہ۔ جلاء الافہام صفحہ ۸۲۔ ۸۳۔

ان حدیثوں میں اس فرشتہ کے لئے بیک وقت ہزاروں لاکھوں کے درود سننا اور پھر مدینہ منورہ میں کھڑے ہو کر دنیا کے کونے کونے سے درودوں کی آوازیں سننا ثابت ہو رہا ہے جن کے غلاموں کی یہ شان ہو اس مرکز نعم سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سمع کا کیا کہنا وہ تو بطریق اولیٰ سب کی سننے کی طاقت ان میں موجود ہے۔ اگر کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود دور و نزدیک والوں کا

درود سنتے ہیں تو فرشتہ کی تقرری سیاحین ملائکہ سامعین درود کے منافی نہیں (1)۔ یہ خود بھی سنتا ہے اور فرشتے بھی زمین میں چکر لگا کر حضور پر لوگوں کے درود پیش کرتے ہیں۔ جیسے سیاحین ملائکہ کی تقرری اس ملک کے سننے کے منافی نہیں، اسی طرح سیاحین ملائکہ اور اس ملک کی تقرری خود حضور کے سننے کے منافی نہیں، نیز جس طرح ان ملائکہ کی تقرری جو بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علیم وسمیع بکل شئی ہونے کے منافی نہیں بلکہ وہ ملائکہ کی ملازمت ہے تو یہاں بھی ملائکہ کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف پیش کرنا خود ان کے سننے کے منافی نہیں۔

سوال۔ حدیث ۱۳ کی سند اور اس کے تین راویوں ۱۔ اسماعیل بن ابراہیم ابو یحیٰ تیمی۔ نعیم بن ضمضم۔ ابن حمیری پر بعض لوگوں نے جرح وقدح کی ہے (تحریر صفحہ ۱۸۲ گکھڑوی)

جواب ۱: یہ سند اور رواۃ دیکھتے رہیں۔ الشیخ المحدث علامہ عزیزی متوفی ۱۰۷۰ھ کا اسی حدیث کی شرح میں اسی حدیث کے متعلق (جو بروایت طبرانی ہے) یہ کلام نقل ہو چکا کہ قال الشیخ حدیث حسن (السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۰) شیخ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ جو فضائل در کنار اعمال میں بھی باتفاق جمہور محدثین حجت ہوا کرتی ہے (نیل الاوطار) اب اس فتویٰ حسن کے سامنے ان کی کون سنے؟

جواب ۲۔ اس (المعترض کلا عضی) کا یہ کہنا کہ اس حدیث کا ایک راوی اسماعیل بن ابراہیم ابو یحیٰ تیمی ہے یہ معتزلی وجعلی راوی اس حدیث کا بیان کر کے پھر باتفاق محدثین اس کی تضعیف نقل کرنا یہ معترض کی ناواقفیت اور بے علمی کی دلیل ہے۔ ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

گر ہمیں مفتی و ہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

فقیر نے اس معترض کی اکثر و بیشتر کتابوں کو خوب بہ نظر انصاف دیکھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص حوالوں میں خیانت کرتا ہے کذب بیانی سے کام لیتا ہے اور عیار مولوی ہے میں اس وقت اس کی مستقل تردید کے درپے نہیں جو اس کے تمام اکاذیب کی نشاندہی کروں اور اس کی قلعی کھول کر اس کے دلائل کا وزن بتاؤں اور اس کے اعتراضوں کا بے وزن ہونا ظاہر کروں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو ایسا ہوگا۔ یہ تو ضمنی طور پر اس کتاب میں کہیں دو دو چار چار باتیں ہوگئی ہیں (تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ ہے اس محرر مذہب کی علمی لیاقت) چہ نسبت معترض کو اس حدیث کی کون سی سند ہاتھ لگی جس میں اسے اسماعیل ابو یحیٰ تیمی نظر آیا اور باقی وہ سندیں نظر نہ آئیں جس میں راوی کا نام و نشان بھی نہیں بہت

1۔ علامہ حفنی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ (قوله۔ ملكا) اى واقفا على قبرى يبلغنى صلاة كل احد باسمه واسم ابيه وهذا لاينافى ان غيره يبلغه ذالك كالملائكة السائحين اه (حاشیہ السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۳۲۰ ۔ ۱۲ منہ

سے محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی ہے، کچھ نمونہ مذکور ہوا اور اس وقت تین روایتیں بمع سند تو اس فقیر کے سامنے ہیں۔ ان میں تو کہیں بھی اس راوی کا نام ونشان نہیں وہ تین روایتیں یہ ہیں۔ ابوالشیخ اصبہانی کی روایت، معجم کبیر للطبرانی کی روایت، احمد بن داؤد مکی کی روایت۔ اگر بالفرض وہ راوی اس حدیث کی کسی سند میں ہو بھی تب بھی منصف معترض کو اس راوی کا نام لے کر اس پر جرح نقل کر کے اصل حدیث کی تضعیف کرنا زیب نہیں دیتا کیوں کہ بہت سی سندوں میں اس تمیمی کا نام ونشان نہیں۔ لیکن کیا کریں تمیمیوں کو تمیمیوں سے انس جو ہوا بار بار ان کا نام نہ چھیں تو اور کیا کریں؟ ذوالخویصرہ (معترض سید عالم جس نے حضور سے کہا اعدل یامحمد اور حضور نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس کی نسل سے قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن گلے سے نیچے نہ اترے گا تمہاری نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر نظر آئیں گے، وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور اہل اوثان کو ترک کریں گے، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری مشکوٰۃ۔ وہ ذوالخویصرہ بھی تمیمی تھی اور ابن تیمیہ بھی تمیمی اور ابن عبدالوہاب نجدی بھی تمیمی ہے) امام محدث سخاوی اور امام ابن حجر کو تو اس حدیث کی سند میں یہ تمیمی راوی نظر نہ آیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ نعیم اور ابن الحمیری کے علاوہ باقی سب رجال اس حدیث کے صحیح رجال ہیں۔ مذکور ہے) اور " وبقیة رجاله رجال الصحیح (فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۸۳ ۴) باقی رہا "ابن حمیری" اس کے متعلق اس نے کہا کہ یہ مجہول ہے میں کہتا ہوں کہ علامہ سخاوی نے کہا۔ هو معروف یعنی یہ معروف ومعلوم ہے۔ نیز لکھا) ذکرہ ابن حبان فی ثقات التابعین "(القول البدیع صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ للسخاوی مطبوعہ مکہ وحاشی جلاء الافہام صفحہ ۶۱) یعنی محدث امام ابن حبان نے ابن حمیری راوی کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے، باقی رہا نعیم بن ضمضم تو گذارش یہ ہے کہ نعیم اس حدیث کا کوئی راوی نہیں ہاں نعیم بن ضمضم ہے اس کو اگر بعض نے ضعیف کہا ہے تو بعض محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ ودلیل وہی عبارت کہ ذہبی شاگرد ابن تیمیہ نے کہا۔ ضعفه بعضهم (میزان جلد ۳ صفحہ ۲۴۱۔ القول البدیع صفحہ ۱۱۳۔ حاشی جلاء الافہام صفحہ ۶۱) اور جب تضعیف توثیق سے اور جرح تعدیل سے ٹکرائے تو امام نسائی کے مذہب کے مطابق ترجیح توثیق وتعدیل کی ہوا کرتی ہے کیونکہ وہ اصل ہے (کوثر ذہبی صفحہ ۱۰۳) اسی لئے تو علامہ عزیزی نے اس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا ہے۔

جواب ۳۔ اسی مضمون کی تین حدیثیں مذکور ہوئیں دیکھئے نمبر ۱۴ عمار بن یاسر والی۔ نمبر ۱۵ حضرت ابوبکر صدیق والی رضی اللہ عنہما نمبر ۱۶ یزید رقاشی والی رحمہ اللہ تعالی، اور تینوں حدیثوں کو انفرادی طور پر

ضعیف مان لیا جائے مگر بھی یہ مل کر قوت پا کے حسن ہو کے قابل احتجاج ہوں گی (جیسا کہ اس کی تفصیل اصول حدیث میں مذکور ہے اور اس کا کچھ بیان اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں مذکور ہوا۔

جواب نمبر ۴ بالفرض یہ حدیث ضعیف ہی رہے قوت نہ پائے، حسن نہ کہلائے تو پھر بھی یہ حدیث ضعیف جو غیر موضوع ہے حجت ہے کیونکہ باب فضائل (درود) میں وارد ہے۔ محدثین نے ان حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد یہی تنبیہ فرمائی۔

(ملاحظہ ہو۔ سعادت دارین صفحہ ۸۵ مطبوعہ مطبع بیروت۔ القول البدیع للسخاوی مطبوعہ مکہ صفحہ ۲۵۸)

سوال حدیث ۱۳ کے رواۃ اور رجال میں سے دو راویوں عبدالوہاب بن ضحاک اور اسماعیل بن عیاش پر بعض لوگوں نے (گکھڑوی صاحب نے تنقید المتین صفحہ ۱۸۳) جرح وقدح نقل کی ہے۔

جواب نمبر ۱: معترض کی نظر صرف ابن ماجہ پر رہی، اسی لئے اس کو اعتراض کی سوجھی فقیر کی معلومات کے مطابق اس حدیث کا تین محدثین نے اپنے اپنے طور پر اخراج کیا۔ امام احمد نے اپنی مسند میں۔ امام ترمذی نے جامع ترمذی میں۔ امام ابن ماجہ نے سنن میں حوالے پیچھے گذرے۔ جب یہ حدیث مسند امام احمد بن حنبل کی ہوئی تو اب مسند احمد کی حدیثوں کا وزن ملاحظہ ہو۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ مسند احمد کی ہر حدیث مقبول[1] ہے۔" نیز محدثین نے فرمایا کہ مسند احمد کی ہر حدیث قابل احتجاج ہے اور بعض محدثین نے اس کی ہر حدیث کو صحیح کہا بقول عسقلانی مسند احمد کی کوئی حدیث موضوع نہیں۔ (مرقات شرح مشکوۃ للقاری صفحہ ۲۱۔ نیل الاوطار للشوکانی وہو غیر مقلد جلد ا صفحہ ۱۹) لہٰذا حدیث ۱۳ موضوع نہیں بلکہ مقبول اور قابل احتجاج ہے۔

جواب نمبر ۲: عبدالوہاب بن ضحاک راوی سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے، جامع ترمذی کی روایت میں نہیں لہٰذا اس پر جرح وقدح نقل کرنا حدیث نمبر ۱۳ کے وزن گرانے کے لئے فضول ہے۔ اس میں نہ معترض کو فائدہ ہے اور نہ سنی کو نقصان ہے۔ باقی رہا اسماعیل بن عیاش تو اس کی روایت شامیوں سے اور اپنے شہر والوں سے مقبول ہوا کرتی ہے، چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں وروایۃ اسماعیل بن عیاش عن الشامیین اصح جامع ترمذی جلد ا صفحہ ۱۳۰۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ صدوق فی روایتہ عن اھل بلدہ۔ تقریب جلد ا صفحہ ۷۳۔ تو یہاں اسماعیل بن عیاش جو "الحمصی" ہے۔ تقریب جلد ا صفحہ ۷۳ اس حدیث کو بحیر بن سعد (جو حمصی) ہے تقریب جلد ا صفحہ ۹۳) روایت کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قابل احتجاج ہے۔

1۔ کل ما کان فی مسند احمد فھو مقبول۔ کنز العمال جلد ا صفحہ ۲ طبع جدید۔ الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۵ مطبوعہ مصر۔ کوثر النبی صفحہ ۲۸۔ ۱۲ منہ

جواب نمبر ۳: یہ حدیث نہ موضوع ہے نہ ضعیف بلکہ حسن ہے۔ چنانچہ امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (المتوفی ۶۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

رواہ ابن ماجه والترمذی وقال حدیث حسن۔ اھ۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ صفحہ ۵۸ للمنذری) ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق۔ اللّٰھم انصر الاسلام والمسلمین واعز الاسلام والمسلمین اللّٰھم انصر من نصر دین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین سیدنا محمد صلی اللہ علیه وسلم ولا تجعلنا منھم۔

۱۷۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا:۔

اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعة فانه یوم مشهود تشهده الملائکة لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ (رواہ الطبرانی (فی المعجم الکبیر) جلاء الافہام صفحہ ۷۳۔۷۴ لابن القیم وہو منہم۔ الجوہر المنظم لابن حجر صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر۔ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۷۱۳ مطبوعہ مصر۔ اربعین نبویہ صفحہ ۳۹۔ انوار احمدی صفحہ ۷۶)

"یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ بے شک جمعہ کا دن حاضری کا دن ہے اس میں (اللہ تعالیٰ کے رحمت کے) فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی بندہ نہیں جو مجھ پر درود شریف پڑھے مگر اس کے درود شریف کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ (یعنی اس کے درود کی آوازیں میں خود سنتا ہوں) درود بھیجنے والا جہاں بھی ہو۔ صحابہ نے عرض کی آپ کی پردہ پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا؟ فرمایا ہاں پردہ پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔"

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جہاں سے بھی کوئی درود شریف پڑھے چاہے مدینہ میں ہو یا مدینہ منورہ سے کتنا دور ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے درود کی آواز خود سنتے ہیں۔

سوال:۔ اس حدیث سے استدلال باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ یہ روایت منقطع ہے۔ ثانیاً اس روایت میں فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے تو بواسطہ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک درود پڑھنے والے کی آواز پہنچتی ہے۔ (تبرید صفحہ ۱۸۲ گکھڑوی صاحب)

جواب:۔ اقول وروی نحوروایۃ الطبرانی ابن ماجۃ فی سننہ وفی سندہ عن سعید بن ابی ہلال عن زید ابن ایمن عن عبادۃ بن نسی عن ابی الدرداء الخ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ آخر کتاب الجنائز) فذکر بین سعید وابی الدرداء الرجلین اللذین ھما غیر مذکور فی جلاء الافہام لسہو الکاتب فزعم الخصم انہ منقطع فلھذا علیک المعجم الکبیر۔ ۱۲۔ الفیضی عفی عنہ)

برتقدیر ثبوت انقطاع حنفی(1) کہلا کے حنفیوں کے سامنے حدیث منقطع سے استدلال کے بطلان کا قول باطل ہے کیونکہ ایسا معترض اصول حنفیہ سے جاہل ہے حدیث مرسل و منقطع حنفیوں کے نزدیک استدلال کے قابل ہے۔ منار اور پھر اس کی شرح نور الانوار کے صفحہ ۱۸۴، ۱۸۵ پر ہے۔

فالمرسل من الاخبار وھو ان کان من الصحابی فمقبول بالاجماع ومن القرن الثانی والثالث کذلک عندنا ای المقبول عند الحنفیۃ(2)......بل ھو فوق المسند اھ ملخصاً۔ حضرت شاہ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی مقدمہ اصول حدیث صفحہ ۴ میں فرماتے ہیں۔ قد یجئ عند المحدثین والمرسل والمنقطع بمعنی وحکم المرسل عند ابی حنیفۃ ومالک المرسل مقبول مطلقا عند الشافعی ان اعتضد وعن احمد قولان اھ ملخصاً۔ (کوثر النبی لمولانا پیراروی صفحہ ۴۴ پر ہے۔ المقبول مطلقا وھو قول ابی حنیفۃ ومالک رحمھما اللہ تعالی۔

فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے۔ بجا ہے جمعہ کے دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ فرشتے درود کی آواز پہنچانے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ کیا فرشتے ٹیپ ریکارڈر ہے کہ درود پڑھنے والوں کی آوازیں بند کرتے رہتے ہیں پھر وہ جا کے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو سنا دیتے ہیں؟ حدیث شریف کے الفاظ پر غور ہو۔ بلغنی صوتہ مجھ تک اس کی آواز پہنچتی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ مجھ تک اس کی آواز پہنچائی جاتی ہے فرشتوں کے توسط سے آواز کا سننا ہے اور نور نبوت سے آواز سننا تو ...

1۔ یعنی وہ قولاً حنفی ہیں اور عملاً و اعتقاداً در پردہ غیر مقلد ہیں۔
ع صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ ۱۲

2۔ مولانا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں: فلا موھل دھذا مرسل ای نوع مرسل و ھو المنقطع لکن المرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور۔ ۱۲ منہ

شرک شرک۔ یہ ہیں عداوت رسول کے کرشمے۔ ایک اور شوریدہ سرفقہا اور اس نے کہا (بے سند وبلا دلیل) کہ میرا دل کہتا ہے کہ صوتہ سے شاید لام چھوٹ گئی ہے دراصل صلوتہ ہوگا۔ (کیونکہ دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سننے کا انکار جو کرنا ہوا۔ آ خر اپنی خواہش اور جعلی اعتقاد کی حفاظت جو کرنی ہے۔ لہٰذا احادیث کو بدل دو۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں!
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

(ضرب کلیم اقبال صفحہ ۴۳)

ایسے لوگوں کو ان آیات واحادیث میں غور کرنا چاہیے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (مائدہ: ۴۳) وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـئِهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ (انعام: ۱۲۱) وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا (انعام: ۱۱۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لایؤمن احدکم حتی یکون هواہ تبعالماجئت بہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۔

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا:۔

اصحابی واخوانی صلوا علی فی کل یوم الاثنین والجمعة بعد وفاتی اسمع منکم بلاواسطة (انیس الجلیس للسیوطی صفحہ ۲۲۲)

"میرے اصحاب اور (تواضعاً فرمایا) میرے بھائیو مجھ پر ہر پیر اور جمعہ کے روز درود پڑھا کرو میری وفات کے بعد میں بلا واسطہ تم سے (تمہارا درود) سنتا ہوں۔"

۱۹۔ وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ارایت صلوة المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ماحالهما عندک فقال اسمع صلوة اهل محبتی و اعرفهم وتعرض علی صلوة غیرهم عرضاً۔ (دلائل الخیرات شریف صفحہ ۳۲)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی گئی کہ خبر دیجئے اُن لوگوں کے درود سے جو آپ سے غائب ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے، آپ کے نزدیک ان دونوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور غیر محبت والوں کے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔"

لاامام ہمام عالم ولی کامل عارف واصل محقق فاضل فرید عصر وحید دہر ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی چوبیس واسطوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں۔ آپ کے شاگرد بیس ہزار سے زیادہ تھے۔ جنہوں نے آپ سے حدیث کی نقل و روایت کی اور علم فقہ و تفسیر کی تحصیل کی، بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھوں گناہوں سے توبہ کی جو خالص عابد بنے۔ اور آپ سے بڑی کرامات اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بڑے پابند اور عامل تھے۔ آپ کی وفات یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ میں نماز صبح کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں ہوئی، ستتر سال کے بعد جب آپ کی نعش کو ایک مقام سے دوسرے مقام (قبرستان ریاض الفردوس واقع مراکش) میں تبدیل کیا گیا تو نعش بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی۔ بعض حاضرین نے انگلی سے چہرہ مبارک کو دبایا خون اپنے مقام سے سرک گیا اور جب انگلی کو ہٹایا تو اپنے مقام پر آ گیا۔ آپ کی قبر مبارک پر انوار عظیمہ کا ظہور ہوتا ہے۔ ہر وقت زائرین کا ازدحام رہتا ہے، کثرت سے وہاں قرآن شریف اور دلائل الخیرات پڑھتے ہیں ان کے وردو وظائف تمام عالم اسلام میں پڑھے جاتے ہیں اور خصوصاً حرمین شریفین اور مصر میں اس کتاب کو خدا نے مقبول خاص و عام بنایا ہے۔

(ماخوذ از مطالع المسرات و شرح زروق مغربی و مقدمہ دلائل مطبوعہ نور محمد)

تمام عالی مقام بزرگان دین اس کتاب کا ورد کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کے عامل تھے۔ (مقدمہ صفحہ ۳) بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم پیر و مرشد علماء دیوبند اور خواجہ محمد عثمان صاحب مرحوم پیر و مرشد مولوی حسین علی واں بھچراں والی دیوبندیاں پنجاب اور بعض علماء دیوبند اس دلائل الخیرات کے عامل رہے۔ بھچروی صاحب کو بھی مرشد نے اس کی اجازت عطا کی۔ (مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۱۲۰) اس بیان سے دلائل الخیرات کے وردوں اور حدیثوں کی مقبولیت اور تلقی امت کا اندازہ لگائیں۔ حدیث نمبر ۱۸ اور ۱۹ سے بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا واسطہ خود بھی درود شریف سنتے ہیں۔ اگرچہ پڑھنے والا کتنا دور ہو۔

سوال: یہ بالکل بے سند اور بے اصل اور بے سروپا اور بے حقیقت اور جعلی اور من گھڑت روایات ہیں۔ سند اور پھر روات کی توثیق اور سند کا اتصال ثابت کرو۔ (تحریر صفحہ ۱۸۴۔۱۸۵ گکھڑوی کھسلا)

جواب۔ اقول وباللہ التوفیق۔ (۱) معترض کا ان روایتوں کے متعلق جعلی ہونے کا فتویٰ یہ ایجاد بندہ ہے یا کسی ثقہ محدث یا عارف کامل کا قول ہے؟ اگر کسی محدث اور عارف نے کہا ہے تو هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ورنہ یہ فتویٰ اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں اور اگر یہ فتویٰ ثقہ روات کی

انتہائی سند منقول نہ ہونے کی وجہ سے ہے تو گوش ہوش سے سن لو کہ عدم نقل عدم وجود کو مستلزم نہیں نیز عدم وجود سند بلکہ وجود سند مجروحہ بھی اس بات کو مستلزم نہیں کہ حدیث فی الواقع جعلی ہے۔ کیونکہ اہل باطن حضرات خارجیوں، رافضیوں، قدریوں، جبریوں کے واسطوں سے قطع نظر براہ راست بلاواسطہ خود حضور سے حدیثوں کی تصدیق وتصحیح کرالیتے ہیں اور جاگتے ہوئے حضور سے پوچھ کر حدیث کا ہونا نہ ہونا معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ فریق مخالف کے مولوی کشمیری صاحب نے امام سیوطی کے متعلق لکھا ہے

انه راه صلى الله عليه وسلم اثنين وعشرين مرة وساله عن احاديث ثم صححها بعد تصحيحه صلى الله عليه وسلم۔ (فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۰۴) یہ بھی خیال رہے کہ حدیث ۱۸ انہیں امام سیوطی سے منقول ہوئی ہے۔

۲۔ کسی ثقہ محدث اور عارف کا بغیر ذکر سند کے یہ فرمانا کہ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیث ہے یا حضور نے یہ فرمایا وہ حدیث قابل قبول ہے۔ منار اور نور الانوار صفحہ ۱۸۵ پر ہے۔ "وارسال من دون هؤلاء بان يقول من بعد القرن الثاني والثالث قال النبي عليه الصلوة والسلام كذا مقبول كذالك عند الكرخي اه اس پر مولوی عبدالحی لکھنوی کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں۔

> قوله مقبول لان العلة التي توجب قبول مراسيل القرون الثلثة وهي العدالة والضبط تشمل سائر القرون. اه نیز لکھا وقيل ان الارسال من بعد القرون الثلثة لوكان من علماء الحديث المميزين بين الصحيح والضعف فيقبل والا فلا. (قمر الاقمار صفحہ ۱۵، ۱۹) معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث ۱۸ کے ناقل خاتم الحفاظ امام سیوطی ہیں جو ظاہر و باطن کے جامع ہیں اور حدیث کے بھی امام ہیں اور اہل باطن کے بھی پیشوا ہیں کما مر لہذا ان ثقہ محدثین عارفین کاملین کی بلاذکر سند والی حدیثیں مقبول ہیں۔

۳۔ ایسے محدثین کاملین واصلین کا مذکورہ روایات کو ذکر کرکے ان کی موضوعیت نہ بتانا ان روایتوں کے موضوع نہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ محدثین نے اصول حدیث میں اس بات کی تصریح کی ہے جعلی حدیث کا بغیر ذکر موضوعیت روایت کرنا اور نقل کرنا ناجائز ہے۔ (عامہ کتب اصول حدیث۔ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۲۵۹)۔ اگر یہ روایتیں درحقیقت من گھڑت ہیں تو اولاً اس کی تصریح کس نے کی؟ ثانیاً ایسے محدثین عاملین کا ان کو بلاذکر وضع نقل کرنا ان کے علم کو مجروح کرے گا یا عمل کو حالانکہ ان

دونوں باتوں میں وہ دونوں سیوطی و جزولی اکمل ہیں۔ اہنا زمانہ ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے۔

۴۔ محدثین محققین کا حدیث کو بلا سند ذکر کرنا اس کے مقبول ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس محدث کامل عامل کا علم و عمل اس حدیث کو موضوع نہیں کہنے دے گا اور اگرچہ اس کی سند متصل ضبط کتابت میں نہیں آئی لیکن سینہ بسینہ کڑی ملی ہوئی ہوگی۔ عقل و نقل و قیاس کا تقاضا یہی ہے کیونکہ صرف امام احمد حنبل کے علم میں سات لاکھ صحیح حدیثیں تھیں۔ (فیض القدیر للمناوی جلد ۱) حسن اس کے علاوہ ہوئیں اور ضعیف اس کے علاوہ ہوئیں اور آج تمام روئے زمین پر ضبط کتابت بمع ضبط سند کی کل حدیثیں صحیح و حسن وضعیف تقریباً ایک لاکھ ہیں۔ (الفتح الکبیر جلد اول و کوثر النبی) اور باقی چھ لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد صحیح امام احمد والی جو ضبط تحریر میں نہ آ سکیں اور ان کے علاوہ حفاظ محدثین کو جو صحیح حدیثیں انہیں یاد تھیں۔ اور ضبط تحریر میں نہ آ سکیں۔ کیا ان کو وہ محدثین زبانی نہ بیان کیا کرتے تھے۔ ضرور بالضرور ان کو زبانی بیان کیا کرتے تھے، اور اسی طرح یہ سلسلہ زبانی اور سینہ بسینہ چلتا آیا۔ یہاں تک کہ کسی معتمد محدث نے بعض مصدری حدیثوں کو کہیں تحریر کر دیا۔ یہ احتمال تو محققین علماء ظاہر کی حدیثوں میں تھا۔ باقی رہے اہل باطن عرفاء، کاملین و اولیاء، واصلین تو ان کی بے سند حدیثوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثبوت دو طرح ہو سکتا ہے۔ ایک یہی طریقہ جو مذکور ہوا کہ سینہ بسینہ زبانی غیر تحریری کڑی کا ملنا۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کا خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سننا اور پوچھ لینا۔ لہٰذا عرفاء کی حدیثوں کا بڑا وزن ہے درج ذیل عبارات پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی واضح و روشن ہو جاتی ہے۔ خاتم الحفاظ مشاہد رسول اللہ ﷺ مرارا" وشیخ الحدیث بزبان نبی اللہ ﷺ مصحح احادیث نبویہ بعد تصحیح حبیب اللہ (کتاب المیزان۔ فتح الکبیر۔ فیض الباری، امام جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدیث " اختلاف امتی رحمۃ " کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ " ذكر المقدسي في الحجة والبيهقي في الرسالة الاشعرية بغير سند واورده الحليمي والقاضي حسين وامام الحرمين وغيرهم ولعله خرج في بعض الكتب الحفاظ التي لم تصل الينا "۔ (الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر) (خیال رہے کہ یہ وہی جامع صغیر ہے جس کے متعلق امام سیوطی خود اسی کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ " وصنته عما تفرد به وضاع او كذاب " (صفحہ ۲) ثابت ہوا کہ بعض حدیثیں بے سند ہونے کے باوجود بھی جعلی نہیں ہوا کرتیں تو عدم ذکر سند موضوعیت کو مستلزم نہ ہوا) الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵۱ مطبوعہ مصر۔ جمع الجوامع للسیوطی (یہ وہی جمع الجوامع ہے جس کے متعلق شیخ محقق مقدمہ میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی حدیث جعلی و موضوع نہیں سبحان اللہ

ادھر بے سند اور پھر غیر موضوع) کنز العمال جلد ۱۰، صفحہ ۸۷ طبع جدید دکن۔ یہی امام سیوطی رحمہ الباری" تعقبات صفحہ ۱۳ پر رقم طراز ہیں۔ قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ۔ اھ باب الصلوۃ۔"

تقریباً نو سو سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پردہ پوشی کے بعد خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاگتے ہوئے صحیح بخاری شریف پڑھنے والے (فیض الباری) اور مصر میں بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پرانوار پر ہاتھ پہنچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر لینے والے (لطائف المنن) سیدی عارف ربانی، واصل صمدانی، امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی درود شریف کے متعلق دو حدیثیں نقل کرنے کے بعد اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں۔ ھذا الحدیث والذی قبلہ رویناھما عن بعض العارفین عن الخضر علیہ السلام عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھما عندنا صحیحان فی اعلی درجات الصحۃ وان لم یثبتھما المحدثون علی مقتضی اصطلاحھم۔ (کشف الغمہ للشعرانی جلد ۱ صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ مصر) ثابت ہوا کہ عرفاء کی حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوا کرتی ہیں۔ اگرچہ محدثین علماء ظاہر نے ان کا اخراج نہ کیا اگر اس قسم کی مزید تحقیق دیکھنی ہو تو شیخ الاسلام الامام مولانا احمد رضا خان کی کتاب الهاد الکاف ملاحظہ ہو۔

۵۔ دلائل الخیرات شریف والی حدیث تلقی امت اور تداول صالحین اور عمل علماء سے بھی تقویت حاصل کر چکی ہے۔ امام سیوطی تعقبات میں امام بیہقی سے ناقل۔ تداولھا الصالحون بعضھم عن بعض وفی ذلک تقویۃ للحدیث المرفوع۔

۶۔ کسی محقق محدث نقاد کا کسی حدیث کو موضوع وضعیف یا صحیح کہنا بنظر ظاہر ہے اور در حقیقت یہ ممکن کہ موضوع وضعیف صحیح ہو اور صحیح موضوع وضعیف ہو۔ (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۱۸) میں ہے۔ ان وصف الحسن والصحیح والضعیف انما ھو باعتبار السند ظنا اما فی الواقع فیجوز غلط الصحیح وصحۃ الضعیف موضوعات کبیر لقاری میں ہے۔ المحققون علی الصحۃ والحسن والضعف انما ھی من حیث الظاھر فقط مع احتمال کون الصحیح موضوعا وعکسہ مقدمہ شیخ محقق میں ہے: فالمراد بالحدیث الموضوع فی اصطلاح المحدثین ھذا لانہ ثبت کذبہ وعلم ذلک فی ھذا الحدیث بخصوصہ والمسئلۃ ظنیۃ والحکم بالوضع والافتراء بحکم الظن الغالب ولیس الی القطع والیقین بذلک سبیل فان الکذوب قد یصدق اھ۔ اب اگر کسی میں ہمت ہے تو حدیث ۱۸۔۱۹ کا

قطعی اور یقینی طور پر جعلی و من گھڑت ہونا ثابت کر کے دکھائے۔ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

ے۔ محمد بن علی الظاہر (جو عرفاء اور اہل باطن کے منکر ہیں اور اُن کی احادیث سے روگردانی کرتے ہوئے ان پہ بے دھڑک موضوعیت کا فتویٰ لگاتے ہیں) سے دو چار باتیں۔ عمران بن حطان (رئیس الخوارج مداح ابن ملجم (جو قاتل مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے) الکامل المبرد صفحہ ۲۹۔۳۰ حیاۃ الحیوان جلد ا صفحہ ۳۲۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۲ صفحہ ۱۳ حاشی بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۹۷ حاشیہ ۱۲ راوی صحیح بخاری (ملاحظہ ہو بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۹۷، ۸۸۰) جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ کی بیان کردہ حدیث تو مقبول ہو اور مروان بن الحکم (جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وزغ اور ملعون فرمایا (رواہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد، حیوۃ الحیوان للدمیری صفحہ ۸۷ جلد ا و جلد ۲ صفحہ ۳۸۰۔ وحاشی صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۶ ج) تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۳۸) راوی صحیح بخاری (دیکھو بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰۸) کی نقل کردہ حدیث علی الراس والعین مقبول و منظور ہو اور ابی بن عباس بن سہل (اس کے متعلق دولابی اور نسائی نے کہا لیس بالقوی۔ ذہبی نے کہا ضعفہ ابن معین، امام احمد نے کہا منکر الحدیث۔ تہذیب اور میزان میں اس کے متعلق کسی سے توثیق نقل نہ ہوئی۔ آخر کار محافظ صحت بخاری ابن حجر عسقلانی کو تقریب میں کہنا پڑا۔ فیہ ضعف (تقریب جلد ا صفحہ ۴۸) راوی صحیح بخاری (بخاری جلد ا صفحہ ۴۰۰) کی نقل کردہ روایت بر سر و چشم مقبول و منظور ہو لیکن اس کے برعکس خاتم الحفاظ امام سیوطی مشاہد رسول اللہ اور امام جزولی عارف کامل اور باقی عرفاء اور احناف و امام اعظم کی روایتیں باطل و قابل رد ہیں ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ شاباش۔

اسی لئے امام ابن ہمام نے فرمایا۔ وما تقرر عند الناس من ترجیح ما فی الصحیحین علی ما فی غیرھما فلیس بموجہ نیز فرمایا ھذا الترتیب (کہ سب سے اصح۔ متفق علیہ پھر صرف صحیح بخاری کی پھر صحیح مسلم کی الخ) تحکم لایجوز التقلید فیہ اذ الاصحیۃ لیست الا بوجود الشرائط وان وجدت فی غیر الکتابین فالحکم بترجیحھما تحکم وفی الصحیحین رواۃ تکلم فیھم۔ (کوثر النبی صفحہ ۱۱۔۴۷) فریق مخالف کا بچہ بچہ گوش ہوش سن لے کہ وہ صرف خارجیوں، بدعتیوں بعثیوں کی روایات سے اپنے قلوب کو تسکین بخشتے رہیں مگر اہل سنت ان سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا صالح فی العقیدہ و افضل عرفاء کاملین حاضرین بارگاہ رسول اللہ کی احادیث کو ہرگز ہرگز

پہنچ نہیں دے سکتے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں　　جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں
کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار　　اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

اہل باطن کی حدیثوں پہ حملہ کرنے والوں کے مقابلہ میں ہمیں بھی صرف اہل ظاہر کے جمودی چہرہ کو بے نقاب کرنا پڑا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے　　نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

آمنت بکل ما جاء عن اللہ تعالیٰ علی مرادہ وبکل ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مرادہ وبکل ماجاء عن العارفین الکاملین علی مرادھم۔

نمبر ۱۸۷۔ جب جبریل امین وحی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اس کی خوشبو سونگھ لیتے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ۝

"جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں، اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے۔" (یوسف)

۱　حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
۲　فاق النبیین فی خلق وفی خلق　　ولم یدانوہ فی علم ولا کرم
۳　وکلھم من رسول اللہ ملتمس　　غرفا من البحر او رشفا من الدیم

نمبر ۱۸۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس راستہ سے گذر جاتے تو خوشبو رہتی اور اسی خوشبو کے ذریعہ سے آپ کی تلاش ہوتی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۱۴۸)

نمبر ۱۸۹۔ آپ کا نیند سے وضو نہ ٹوٹتا۔

(مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ تہذیب الاسماء واللغات نووی جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ وغیرہ)

نمبر ۱۹۰۔ نیند میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷۔ للشیخ المحقق المجدد لمائۃ الحادی عشر سیدنا وقائدنا وشیخنا وشیخ مشائخنا برکت رسول اللہ فی الہند سید المحققین وسند المحدثین مولانا

دانشاہ محمد عبدالحق المحدث الدہلوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ)

نوٹ:۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور و معروف و مستند آئمہ اہلسنت و سند المحدثین سید المحققین کا تعارف کرانا آفتاب کے سامنے چراغ رکھنے کے مانند ہے۔ کون ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ حضرت شیخ کا ہندوستان کے چپہ چپہ پر احسان ہے۔ ان کی تحقیق کے مقابلہ میں سب کی تحقیقیں ہیچ ہیں، آج تک اہل علم و تحقیق و انصاف کے نزدیک جن کا ایک قول ردنہ ہوا۔ پہلے پہلے آپ ہی نے اہل ہند کو احادیث نبویہ کی دولت بے بہا سے نوازا اور سیراب کیا۔ (حدائق حنفیہ صفحہ ۴۰۹) لیکن آج کل کے جہال کے جہل متعصبین کے تعصب اور حاسدین کے حسد اور بدمذہبوں و گمراہوں کی کور باطنی کو دیکھتے ہوئے چند حوالے اطمینان قلبی کے لئے سپرد قلم کرتا ہوں تاکہ حجاب جہل و حسد و بغض دور ہو۔

۱۔ شیخ محقق نے روایت حدیث کی اجازت خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لی۔ (در الثمین لشاہ ولی اللہ صفحہ ۱۳ مطبع مجتبائی)

۲۔ شیخ محقق جلیل القدر فن حدیث کے امام (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۵ مجتبائی)

۳۔ اور "شیخ اجل تھے"۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

۴۔ بہت سے مقامات پر شاہ عبدالعزیز دہلوی نے مدارج النبوۃ اور شرح مشکوٰۃ للشیخ و مرج البحرین للشیخ وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔

(تفسیر عزیزی۔ عجالہ نافعہ صفحہ ۱۸، تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۲۹، فتاویٰ عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

۵۔ و بعد ازاں در ملک ما ہند بعضے علماء مثل ملا علی قاری و شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ قدم در محدثین شدند مگر بمرتبہ اوشاں نے رسیدند و بعد ازاں تا الیٰ الآن کسے یافتہ نہ شد کہ تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقہ نماید فضلا عن المہارۃ فیہ الا ماشاء اللہ تعالیٰ

(فتاویٰ عبدالحئی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ کتاب التقلید۔ طبع سراج لاہور)

۶۔ حضرت شیخ اپنے زمانہ کے فقیہ، محقق، محدث، مدقق، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مورخ اضبط، فخر ہندوستان، جامع علوم ظاہری و باطنی، مستند موافق و مخالف تھے۔ الخ و لنعم ما حرر

(حدائق حنفیہ صفحہ ۴۰۹)

۷۔ داراشکوہ نے بجا طور پر ان کو امام محدثان وقت کہا ہے۔ خافی خان لکھتا ہے۔ در کمالات صوری و معنوی و تحصیل علوم عقلی و نقلی خصوص تفسیر و حدیث در تمام ہندوستان ثانی نداشت۔ (منتخب اللباب صفحہ ۵۵۱) نواب صدیق حسن خاں کا خیال ہے۔" در ترجمہ عربی بفارسی یکے از افراد ایں اُمت

است۔ مثل او در یں کار و بار خصوصاً در یں روزگار احدے معلوم نیست"

(حیات شیخ للندوی۔صفحہ ۲۸۳۔۲۸۴)

۸۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حضوری کو روز مرہ دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔"

(الافاضات الیومیہ للتھانوی، اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۴۱ء جلد ۷ صفحہ ۹ فوائد جامعہ صفحہ ۲۲ بعد از صفحہ ۲۲۰)

۹۔ فتویٰ دیوبند قلمی۔ جو شخص شیخ عبدالحق مرحوم کو گمراہ کرنے والا خیال کرے وہ خود بھی گمراہ ہے۔ اور گمراہ کن ہے"۔

والعیاذ باللہ فقط واللہ اعلم

مسعود احمد عفااللہ عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۔ ۱۱۔ ۹۳ھ

الجواب صحیح محمد اعزاز علی غفرلہ ۱۳۔ ذیقعد ۹۳ھ

فقیر کی کتاب تعارف جس میں ابن تیمیہ اور اس کے ہم نواؤں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس میں شیخ کی مدح و ثنا مرقوم ہے جو چھپ چکا ہے وہاں دیکھ لے اور مزید مستقل ترجمہ شیخ لکھا جائے گا۔ انشاء المولیٰ۔

نمبر ۱۹۱: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خطا جائز نہیں

(مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۵، شفا شریف جلد ۲ صفحہ)

نمبر ۱۹۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھولنے سے پاک ہیں۔ (عند البعض) مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۵۔ شفا شریف جلد ۲ و شرح القاری والخفاجی، مواہب و زرقانی۔

۱۹۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شک سے بری ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

۱۹۴۔ جو کچھ دنیا میں ہے حضرت آدم سے لے کر نفخہ اولیٰ تک وہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منکشف ہے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول سے آخر تک تمام حالات معلوم کر لئے؟ اور اپنے یاروں کو (غلاموں کو) بھی ان احوال میں سے بعض حالات سے مطلع کیا۔

(مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۴)

۱۹۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز قیامت رب کے بمنزلہ وزیر کے ہوں گے۔

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، شفاء السقام للسبکی صفحہ ۲۲۰)

۱۹۶۔ آپ جس سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھتے۔ آپ کے ہاتھ مبارک کی جگہ کے بال سیاہ رہتے بھی سفید نہ ہوتے۔ (شفاء شریف، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

علاوہ۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو خوارق (معجزات و کرامات) پر ایسے قدرت و اختیار حاصل ہے جیسے ہمیں امور عادیہ پر۔

۱۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:۔

ان النبوة عبارة عما يختص به النبي ويفارق به غيره وهو يختص بانواع من الخواص احدها انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله وصفاته والملائكة والدار الاخرة لا كما يعلمه غيره بل مخالفا له بكثرت المعلومات و بزيادة اليقين والتحقيق والكشف الثاني ان له في نفسه صفة بها تتم له الافعال الخارقة للعادات كما ان لنا صفة بها تتم الحركات المقرونة بارادتنا وباختيارنا وهي القدرة والمقدور جميعا من فعل الله تعالى۔ والثالث انّ له صفة بها يبصر الملائكة ويشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعمى حتى يدرك بها المبصرات. والرابع ان له صفة بها يدرك ماسيكون في الغيب اما في اليقظة اوفي المنام اذبها يطالع اللوح المحفوظ فيرى ما فيه من الغيب فهذه كمالات وصفات يعلم ثبوتها للانبياء۔ اھ

(احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ کتاب الفقر والزہد۔ زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۱۹۔۲۰ مطبوعہ مصر۔ کتاب الابریز۔ صفحہ ۹۷، مطبوعہ مصر)

"یعنی بے شک نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور ملائکہ وآخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادت معلومات وفزونی تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کے لیے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) تمام ہوتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ اختیاریہ پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں اور اگرچہ قدرت اور مقدور سب اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہے۔

سوم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے، جس طرح آنکھوں والے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے اور اس صفت سے بصرات کا ادراک کرتا ہے۔

چہارم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے بیداری میں یا نیند میں، اس لئے کہ نبی اس صفت کے باعث لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے تو جو کچھ اس میں غیب کی خبریں ہوتی ہیں اُن کو دیکھتا ہے تو یہ کمالات اور صفات ہیں۔ جن کا ثبوت انبیاء کے لئے معلوم ہونا چاہئے۔"

۲۔ حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہو کر عرض کیا:

ما ان رایت ولاسمعت بواحد　　فی الناس کلھم کمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل لمجتد　　ومتی تشاء یخبرک عما فی غد

"میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشنے والے اور جب چاہے تجھے آئندہ کل کی خبریں بتادیں صلی اللہ علیہ وسلم۔"

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمادیا۔

(ذکرہ الحافظ فی الاصابہ)

معلوم ہوا کہ خوارق ہر وقت قبضہ میں ہیں کیونکہ فرمایا جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتادیں۔

۳۔ شیخ الاسلام والمسلمین المجدد للمائۃ الرابع عشر الامام احمد رضا خان قدس سرہ المنان رقم طراز ہیں:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہار خوارق وادراک غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں۔ کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات وظاہری ادراک کے اختیارات حضرت واہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست وپا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر کوئی چیز دیکھ لیں۔ چاہے نہ دیکھیں، اگر چہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے اور وہ چاہیں اور خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیارات کے حضور کچھ نہیں چل سکتے، بعینہ یہی حالت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارۂ معجزات وادراک مغیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح سمع وبصر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادت فرمادیں۔ مغیبات کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمائیں اگر چہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادۂ الہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے۔ (الامن والعلی صفحہ ۱۴۴)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (ص)

"تو ہم نے ہوا اس (سلیمان علیہ السلام) کے تابع کردی کہ اس (سلیمان علیہ السلام) کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ (سلیمان علیہ السلام) چاہتے اور شیاطین (بھی تابع کردیئے) ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ ہماری عطا ہے۔ اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔"

اس آیت مبارکہ سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔

۱۔ امور خلاف عادت یعنی معجزات، نبوت کے تابع ہوتے ہیں اور نبوت کے حکم سے تکمیل پاتے ہیں اور معجزات میں نبوت کی چاہت کو دخل ہے یعنی نبوت کو معجزات پر قدرت حاصل ہے اور معجزات میں نبی کے ارادہ کو دخل ہے اور نبوت اظہار معجزات میں مختار ہے۔ اس سے لوگوں کا سالبہ کلیہ تو ٹوٹ گیا کہ کسی نبی کو کسی معجزہ پر قدرت واختیار حاصل نہیں

۲۔ ذاتی اور عطائی کی تقسیم جعلی نہیں بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ھذا عطاؤنا

۳۔ نبوت کو اتنا وسیع اختیار ہے کہ امور خرق للعادت والے کمالات وتصرفات وقدرت آگے جس کو چاہے بے حساب وکتاب دے چاہے نہ دے۔

۵۔ غوث پاک اور شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

فحینئذ یضاف الیک التکوین وخرق العادات یعنی چوں فانی شدی از خودی وفنا ند جز فعل وارادت در تو نسبت کردہ می شود بسوئے تو پیدا کردن کائنات وپارہ کردن عادات یعنی متصرف سے گرداند ترا در علم بخوارق وکرامات۔

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۰)

"یعنی جب تو فنائی اللہ کے مقام پر پہنچ گیا اور خودی سے فانی ہو گیا فعل اور ارادہ کے سوا تجھ میں کچھ نہ رہا تو کائنات کے پیدا کرنے اور خرق عادات کی تیری طرف نسبت کی جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ تجھے خوارق کے علم اور کرامات میں متصرف کردے گا۔

۶۔ مولانا روم فرماتے ہیں:۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ　　تیر جستہ باز آرندش براہ (گرداند)

اس میں ولی کے لئے کرامت پر قدرت کا ثبوت ہے۔

۷۔ ان کے گھر کی گواہی نانوتوی صاحب نے لکھا ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے، بمثل عنایات خاصہ گرد بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔" (تحذیر الناس صفحہ ۷)

اس مسئلہ پر مؤلف فیضی نے ایک مستقل کتاب کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے، جس کا نام ہے الحق الجلی فی بیان ان الخوارق مقدورۃ للنبی والولی۔" المعروف نشان ہدایت۔" اس میں آپ کو اس مسئلہ کا ثبوت آیات قرآنیہ کثیرہ اور احادیث نبویہ وفیرہ اور اقوال ائمہ کرام کے سمندروں سے روز روشن کی طرح ملے گا اور معترضین کے دندان شکن جوابات اس میں ملیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔

۱۹۸۔ اذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم پاک سن کر انگوٹھے اور شہادت کی انگلیوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر ملنا موجب شفاعت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور سبب دخول جنت ہے اور باعث کفارہ گناہاں ہے اور نور بصر کی حفاظت کا علاج ہے۔ (عن الصدیق والحسن والخضر علیہم السلام۔ مقاصد حسنہ للسخاوی۔ جامع الرموز۔ شرح نقایہ۔ مختصر الوقایہ۔ فتاوٰی صوفیہ۔ کنز العباد۔ قوت القلوب۔ مضمرات۔ ہامش جلالین شریف صفحہ ۳۵۷ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۴۸) طبع قدیم زیر آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ کتاب مسند الفردوس للدیلمی، حواشی البحر للرملی۔ رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۲۹۳۔ حاشیہ للطحاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ مصر۔ تکملہ مجمع بحار الانوار۔ فتاوٰی شیخ جمال بن عبداللہ مکی حنفی۔ موضوعات علی قاری صفحہ ۳۷۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی صفحہ ۳۴۔ منبیہ علی الرد للعطاری)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی اس مسئلہ پر دو بے نظیر کتابیں ہیں۔ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین"۔ "نہج السلامۃ فی حکم تقبیل الابھامین فی الاقامۃ" تفصیل ان میں دیکھو جن میں آسمان تحقیق کا سورج چمکتا نظر آتا ہے۔ مطلقاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک چومنا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۔ انیس الجلیس صفحہ ۲۲۱۔ کلاہما للسیوطی۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا　　جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ع　نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

ندانم کدامے سخن گوئمیت　　تو بالا تری زانچہ من گوئمیت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فی کل حین بعدد معلومات اللہ

باب سوم

نبی کی ادنیٰ توہین کفر ہے، بے ادب کافر ہے، مستحق قتل ہے، اس میں تین فصلیں ہیں۔ فصل اول آیات قرآنیہ۔ فصل دوم احادیث نبویہ۔ فصل سوم اقوال ائمہ۔

فصل اوّل

آیات قرآنیہ سے اس بات کا ثبوت کہ گستاخ و بے ادب و شاتم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کافر ہے اسے قتل کرو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(1) ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ(2) اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ (توبہ)

"اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں) تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں اُن کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اُس میں رہے گا۔ یہی بڑی رسوائی ہے"۔

ان آیات کے خط کشیدہ الفاظ سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے:۔

1۔ (عذاب اليم) في الدارين (احق ان يرضوه) انما وحد الضمير لانه لا تفاوت بين رضا الله ورضا رسول الله فكانا في حكم شيء واحد۔ مدارک جلد ۲ صفحہ ۲۳۸۔ تفسیر مظہری جلد ۴ [illegible]

2۔ (يُحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) اى يحارب الله ورسوله يعاند الله ورسوله۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ [illegible]

۱۔ نبی کا موذی جہنم میں داخل یعنی پکا منافق و کافر ہے۔

۲۔ جب کان کے کچے کہنے میں توہین وایذاء نبی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے شیطان کا علم بڑھانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کی طرح بتانا کتنی سخت ایذاء و بے ادبی ہے (جیسا کہ گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی نے اس کا ارتکاب کیا)

۳۔ رسول اللہ کے موذی اور بے ادب کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرے اور جو حضور کو راضی نہ کرے بلکہ سب و شتم اور بے ادبی کر کے ناراض کرے وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ پکا کافر ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے مخالفت و دشمنی کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ میں جلنا ہے۔

☆ مفسر قرآن علامہ ابو سعود حنفی فرماتے ہیں:۔

(رسول اللہ) وایراده علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان الرسالۃ مضافا الی الاسم الجلیل لغایۃ التعظیم والتنبیہ علی ان اذیتہ راجعۃ الی جنابہ عزوجل موجبۃ لکمال السخط والغضب

(تفسیر ابی سعود جلد ۳ صفحہ ۱۷۲)

''یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنوان رسالت سے اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف مضاف کر کے وارد کرنا انتہائی تعظیم کے لئے ہے اور اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذیت اللہ کی طرف راجع ہے جو سخت ناراضگی اور غضب خداوندی کا موجب ہے۔''

نیز ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا (توہین کرنا۔ گستاخی کرنا۔ بے ادبی کرنا، سب وشتم کرنا) اللہ اور اس کے رسول سے محادۃ (مخالفت۔ دشمنی۔ جنگ۔ عناد) ہے کیونکہ ذکر ایذاء نے محادۃ کے ذکر کا تقاضا کیا تو واجب ہوا کہ ایذاء رسول، اللہ و رسول کی محادۃ میں داخل ہو ورنہ کلام میں ربط نہ ہوگا کیونکہ یہ کہنا ممکن ہوگا کہ رسول اللہ کا موذی۔ اللہ و رسول کا دشمن نہیں اور ہمارے مولا کریم کے اس کلام پاک سے ثابت ہوا کہ حضور کو ایذا دینا اور حضور سے دشمنی کفر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ موذی رسول اور دشمن رسول ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ (ھی جزاؤہ) کہ جہنم اس کی جزا ہے حالانکہ دونوں کلاموں میں فرق ہے۔ بلکہ محادۃ، یہ دشمنی اور یکطرفی ہے تو محادۃ میں کفر بھی ہے اور جنگ بھی ہے تو محادۃ کفر محض

سے زیادہ غلیظ وبری چیز ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا موذی کافر ہے۔ اللہ ورسول کا دشمن ہے اور اللہ ورسول سے جنگ کرنے والا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو سب کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:۔

من یکفینی عدوی (الصارم لابن تیمیہ صفحہ ۲۷)

"میرے دشمن کو کون میری طرف سے کفایت کرتا ہے۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا بے ادب اور حضور کو سب وشتم کرنے والا حضور کا دشمن ہے اور اس کو قتل کرنا حلال ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝ (مجادلہ)

"بے شک وہ جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت (اور ان سے دشمنی) کرتے ہیں، وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔"

اگر گستاخ رسول، مخالف رسول، دشمن رسول، مومن محفوظ ومعصوم الدم ہوتا تو سب سے زیادہ ذلیلوں میں نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (المنافقون: ۲۰)

"اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔"

تو ثابت ہوا کہ دشمن (وساب) رسول کافر ہے۔

۵۔ نیز اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ (المجادلہ)

"بے شک وہ جو مخالفت (دشمنی) کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، وہ ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے۔"

اور مومن ہرگز ایسا ذلیل نہیں کیا جاتا جیسا کہ رسولوں کے جھٹلانے والے ذلیل کئے گئے۔ تو ثابت ہوا کہ گستاخ (دشمن وموذی رسول) مومن ہی نہیں نیز اس آیت کا اخیری جملہ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ بھی اسی طرف مشیر ہے کہ گستاخ رسول کافر ہے۔

۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ (المجادلہ: ۲۲)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روز قیامت پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت (دشمنی) کی اگر چہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔''

جب دشمن وموذی رسول سے دوستی کرنے والا مومن نہیں تو خود دشمن وموذی رسول کیسے مومن ہوگا اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابو قحافہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ یا یہ کہ ابن ابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص وبے ادبی کی تو اس کے بیٹے نے والد کو قتل کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی تو ثابت ہوا کہ موذی ودشمن رسول کافر ہے۔ اس کا خون بہانا، اسے قتل کرنا حلال ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے:۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر)

''اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑ نا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کے اور اس کے رسول کے مخالف رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول (۱) کے مخالف رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مخالفت اللہ اور مخالفت رسول کو دنیا میں ان کے مستحق عذاب ہونے اور آخرت میں عذاب دوزخ کا سبب بتایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا اللہ ورسول کا مخالف ہے۔ اللہ ورسول کا دشمن ہے۔ جیسا کہ گذرا۔

۸۔ ہمارے مولیٰ عزوجل کا ارشاد مبارک ہے:۔

1۔(وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) تفسیر مدارک علی ہامش لباب التاویل جلد ۴ صفحہ ۲۴۹۔ ۱۲ الشعبی منہ

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (انفال)

"جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔"

ان آیتوں میں اللہ تعالٰی نے کفار کے دلوں میں رعب ڈالنے اور ان کو قتل کرنے کے حکم کا سبب یہ بتایا کہ وہ چونکہ اللہ و رسول سے مخالفت اور دشمنی کرتے ہیں تو ثابت ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذی و مخالف و دشمن ہے وہ اس سزائے قتل کا مستحق ہے۔

۹۔ اللہ تعالٰی کا مقدس فرمان ہے:۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ(۱) إِيمَانِكُمْ (التوبہ: ۶۵)

"اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔"

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان) یہ آیات اس بات کے لیے نص ہیں کہ اللہ تعالٰی اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے استہزا (ہنسی کھیل، ٹھٹھا کرنا) کفر ہے۔ تو ارادے سے سب و شتم کرنا بطریق اولٰی کفر ہے۔

نیز اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرے چاہے محتمل طور پر یا یوں ہی ٹھٹھا مسخری کرتے ہوئے بہر صورت وہ کافر ہے۔ اس آیت کا ایک شان نزول

۱۔ قد کفرتم ای اظہر الکفر بایذاء الرسول والطعن فیہ۔ تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۲۶۱، تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۵۰۔ ۴۵۱

یہ بھی ہے کہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ (استاذ امام بخاری ومسلم وغیرہ آئمہ محدثین) اپنے مصنف و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوشیخ و ابن جریر اپنی تفاسیر میں امام مجاہد (شاگرد خاص حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:۔

فی قوله وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قال قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا و كذا فی يوم كذا و كذا وما يدريه بالغيب۔

''یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (ﷺ) غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو؟ بہانے نہ بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہو گئے۔''

تفسیر در منثور للامام السیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ تفسیر امام ابن جریر طبری جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵، ۱۲۰۔ الصارم المسلول لابن تیمیہ و ہو منہم صفحہ ۳۲ تفسیر حسینی صفحہ ۳۹۹، خالص الاعتقاد لسیدنا اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۸ وقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان لمولانا مصطفیٰ رضا خاں صفحہ ۲۹۔

اس مستند شان نزول کو ذہن میں رکھتے ہوئے آیت سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے۔ (۱) اس مرد کا طعن تو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت علمی پہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں بیان فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا پیار ہے کہ اپنے حبیب کے طعن وٹھٹھے و تنقیص و مسخرگی و تکمیل علمی کو اپنی اور اپنی آیات سے منسوب فرماتا ہے تو حضور کا موذی رب کا موذی، حضور سے استہزاء کرنے والا رب سے استہزاء کرنے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب اللہ تعالیٰ کا بے ادب، حضور کا مخالف و دشمن، رب عزوجل کا مخالف و دشمن ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ کو سب کرنے والا کافر ہے تو حضور کا بے ادب اور حضور کو سب کرنے والا بھی کافر ہے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا منکر کافر ہے۔ جب حضور کے علم شریف کا منکر کافر ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو شیطان کے علم سے کم بتانے والا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے متعلق یہ کہنے والا کہ ایسا علم تو زید، عمرو، پاگل، بچے اور جانوروں کو

بھی حاصل ہے، کتنا بڑا گستاخ و بے ادب اور کتنی بڑی سخت گالی دینے والا ہو کر کتنا بڑا کافر ہوا۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ (توبہ:۵۸)

"اور ان (کفار و منافقین) میں کوئی وہ ہے کہ صدقے تقسیم کرنے میں تم پر طعن کرتا ہے۔" (عیب لگاتا ہے)

یہ آیت رئیس الخوارج اصل (۱) الوہابیہ ذوالخویصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم پر طعن کیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس کی نسل سے ایک قوم ہوگی کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ بیضاوی صفحہ ۱۹۷ و ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ تفسیر فتح القدیر للشوکانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۳، ۳۷۴ تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰ تفسیر کبیر للرازی جلد ۴ صفحہ ۶۲۸ تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ تفسیر امام بغوی علی ہامش خازن جلد ۳ صفحہ ۸۸۔ تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۲۵۰۔ تفسیر روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۹۔ تفسیر قرطبی جلد ۸ صفحہ ۱۶۶۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان خارجیوں (وہابیوں) کو تمام مخلوق خدا سے شریر جانتے تھے اور فرماتے یہ (خارجی) ان آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں (2)۔

1۔ وہابی و خارجی متحد ہیں دیکھو فقیر کی کتاب "ابن تیمیہ اور اس کے ہم نواؤں کا تعارف" صفحہ ۱۱۲، ۱۲۰ تک

2۔ وكان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴۔ باب قتال الخوارج الخ کتاب استتابة المعاندین۔ اب خارجی و وہابی آیات و احادیث کے آئینہ میں۔ الآیات التی نزلت فی الخوارج

نمبر ۱ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ (توبہ:۵۸) خازن بخاری وغیرہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ بیضاوی صفحہ ۱۹۷، تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)

نمبر ۲ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا (فاطر:۸) تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۲۵۵

نمبر ۳۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ (آل عمران:۷) احمد، مسلم۔

نمبر ۴۔ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (آل عمران:۱۰۶) احمد، اتقان۔

عن ابی سعید بعث علی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذھیبۃ فقسمھا بین اربعۃ الاقرع بن حابس الحنظلی ثم المجاشعی وعیینۃ بن بدر الفزاری وزید الطائی ثم احد بنی نبھان وعلقمۃ بن علاثۃ العامری ثم احد بنی کلاب فغضبت قریش والانصار فقالوا یعطی (ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۱۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) صنادید اہل نجد (رؤساء ہم) ویدعنا قال (صلی اللّٰہ علیہ وسلّم) انما اتألفہم فقام رجل غائر العینین (ای داخلتین فی الراس) مشرف الوجنتین (ای غلیظتہما) ناتی الجبین (ای مرتفعہ) کث اللحیۃ محلوق (ای محلوق شعر الراس) فقال اتق اللّٰہ یا محمد فقال من یطع اللّٰہ اذا عصیت ایامننی اللّٰہ علی اہل الارض فلا تامنونی فسألہ رجل قتلہ احسبہ خالد بن الولید فمنعہ فلما ولی قال ان من ضئضئی ہذا (ای من نسلہ) وفی عقب ہذا قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیۃ یقتلون اہل الاسلام ویدعون اہل الاوثان لئن انا ادرکتہم لاقتلنہم قتل عاد (صحیح بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۷۲،۴۷۱ باب قول اللّٰہ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا الخ) کتاب الانبیاء وفی روایۃ عنہ اتاہ ذوالخویصرۃ وہو رجل من بنی تمیم فقال یارسول اللّٰہ اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر یارسول اللّٰہ ائذن لی فیہ اضرب عنقہ فقال لہ دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتہم وصیامہ مع صیامہم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ۔ الحدیث۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۹) وفی روایۃ عنہ فقال رجل غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبہۃ کث اللحیۃ محلوق الراس مشمر الازار فقال یا رسول اللّٰہ اتق اللّٰہ قال ویلک اولست احق اہل الارض ان یتقی اللّٰہ قال ثم ولی الرجل قال خالد بن الولید یارسول اللّٰہ الا اضرب عنقہ قال لا لعلہ ان یکون یصلی فقال خالد وکم من مصل یقول بلسانہ ما لیس فی قلبہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انی لم اومر ان انقب عن قلوب الناس ولا اشق بطونہم قال ثم نظر الیہ وہو مقفی (ای مول قفاہ) فقال انہ یخرج من ضئضئی ہذا قوم یتلون کتاب اللّٰہ رطبا لا یجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ واظنہ قال لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل ثمود۔ اھ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۲۳ باب بعث علی ابن ابی طالب الخ کتاب المغازی) وفی روایۃ عنہ۔ "انہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول یخرج فیکم قوم تحقرون صلاتکم مع صلاتہم وصیامکم مع صیامہم وعملکم مع عملہم ویقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ الحدیث. صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۵۶ باب من رایا بالقرآن الخ کتاب فضائل القرآن۔ وفی روایۃ عنہ وفیہ "فنزلت فیہ (ای فی ذی الخویصرۃ التمیمی الحروری) وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴ (واخرجہ النسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابوالشیخ وابن مردویہ عنہ. تفسیر در منثور للسیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۵۰، وفی التفسیر المظہری روی ابن اسحق عن ابن عمر والشیخان واحمد عن جابر والبیہقی عن ابی سعید نحوہ وفیہ نزلت الآیۃ فی ذی الخویصرۃ التمیمی واسمہ حرقوص بن زہیر اصل الخوارج، جلد ۴ صفحہ ۲۳۰،۲۲۹ وفی تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۳، قال قتادۃ فی قولہ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ثم قال نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم احذروا ہذا (ای ذا الخویصرۃ) واشباہہ فان فی امتی اشباہ ہذا یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیہم فاذا خرجوا فاقتلوہم ثم اذا خرجوا فاقتلوہم" وذکر لنا ان نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقول (والذی نفسی بیدہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ انما انا خازن اھ) واصلہ رواہ البخاری فی صحیحہ نحوہ عنہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۵، وعن ابی سعید الخدری نحوہ. رواہ الشیخان، مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۳۵،۵۳۴ باب فی المعجزات فصل اول (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) وعن ابی سعید الخدری وانس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیہم یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیۃ لا یرجعون (ای الی الدین لاصرار ہم علی بطلانہم۔ مرقات جلد ۴ صفحہ ۵۲)

قال المجدد البریلوی

بھاوی(۱) کہہ کے ہم کو شاہ نے	اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب	تو نہ ان کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا
لایعودون آگے ہوگا بھی نہیں	تو الگ ہے دائما پھر تجھ کو کیا

حتی یرتد السہم علی فوقہ (الفوق موضع الوتر من السہم) (تیر کا وہ سوراخ جو تیر میں (جس طرف سے کمان رکھتے ہیں) اس طرف سے ہوتا ہے) وھو من التعلیق بالمحال۔ مرقات جلد ۴ صفحہ ۵۲) ھم شر الخلق (الناس) والخلیقۃ (البھائم وقیل یرید بھما جمیع الخلائق) طوبی لمن قتلھم وقتلوہ یدعون الی کتاب اللہ (ای الی ظاھرہ وزاد علی القاری فیہ ھذہ الالفاظ "ویترکون سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ وقال ولقد قال علی کرم اللہ وجہہ عنہ(2) لابن عباس جادلھم بالحدیث۔ مرقات جلد ۴ صفحہ ۵۲(3)۔ واخرج ابن سعد من طریق عکرمۃ عن ابن عباس ان علیا بن ابی طالب ارسلہ الی الخوارج فقال اذھب الیھم فخاصمھم ولاتحاجھم بالقرآن فانہ ذو وجوہ ولکن خاصمھم بالسنۃ۔ واخرج من وجہ آخر ان ابن عباس قال لہ یا امیر المؤمنین فانا اعلم بکتاب اللہ منھم فی بیوتنا نزل قال صدقت ولکن القرآن حمال ذو وجوہ تقول ویقولون ولکن خاصمھم بالسنن فانھم لم یجدوا عنھا محیصا فخرج الیھم فخاصمھم بالسنن فلم تبق بایدیھم حجۃ لہ الاتقان فی علوم القرآن لخاتم الحفاظ الامام السیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ نوع ۳۹۔

نمبر ۱۲ (تھانوی نے) فرمایا کہ لوگوں نے حدیث وفقہ کو چھوڑ دیا۔ فقط ایک قرآن کو مانتے ہیں اس لئے کہ قرآن سے ان کے مطلب کے موافق کئی وجوہ اور احتمال نکل سکتے ہیں۔ میں اس لئے اپنے بعض احباب کو جو درس قرآن دینے کی اجازت مجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو قرآن پڑھانے کی اجازت نہیں دیتا ہوں گو وہ درسی کتابیں پڑھ چکے ہیں۔ (فیوض الرحمن ملفوظات تھانوی صفحہ ۱۹)

تھانوی نے کہا قرآن کا سمجھنا علوم وفنون پر موقوف ہے۔ "فصلہ" پھر فرمایا کہ لوا یوافقہ کمتبعا لا تعالیٰ فن پیش کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ اس کے ساتھ ابتغاء کیا آیا ہے۔ للاستبداد والتحقیق تو کہیں آیا ہی نہیں (فیوض الرحمن صفحہ ۱۳۔۱۵ ملفوظات تھانوی)

اخرج احمد وغیرہ عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ قال ھم الخوارج وفی قولہ تعالی يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ قال ھم الخوارج الاتقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ نوع ۸۰۔ اخرجہ عبدالرزاق واحمد و عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ تفسیر درمنثور للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۵ وتفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۶ تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۹ واخرج الدارمی جلد ۱ صفحہ ۵۰ عن عمر بن الخطاب قال انہ سیاتیکم ناس یجادلونکم بشبھات القرآن فخذوھم بالسنن فان (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اصحاب السنن اعلم بکتاب اللّٰہ۔ درمنثور للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۸ رواہ الدارمی ونصر المقدسی فی الحجۃ واللالکائی فی السنۃ وابن عبدالبر فی العلم وابن ابی زمنین فی اصول السنۃ والدارقطنی والاصبھانی فی الحجۃ وابن النجار کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۳۶ حدیث ۱۳۳۵۰۔ حاشیہ تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۱۰) ولیسوا منافی شیء من قاتلھم کان اولی باللّٰہ منھم (ای من باقی امتی) قالوا یارسول اللّٰہ ماسیماھم (ای علامتھم) قال التحلیق رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۷، ۳۰۸ باب قتل اھل الردۃ فصل ثانی۔ قال الامام الھمام مفتی الخاص والعام شیخ الاسلام بالمسجد الحرام السید احمد بن زینی دحلان جعل اللّٰہ مقرہ الجنان" وفی قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سیماھم التحلیق تنصیص علی ھؤلاً القوم الخارجین من المشرق التابعین لابن عبدالوھاب فیما ابتدعہ لانھم کانوا یامرون من تبعھم ان یحلق راسہ ولایترکونہ یفارق مجلسھم اذا تبعھم حتی یحلقوا راسہ ولم یقع مثل ذلک قط من احد من الفرق الضالۃ التی مضت قبلہ فالحدیث صریح فیھم و کان السید عبدالرحمٰن الاھدال مفتی زبید یقول لایحتاج او سیؤلف احد تالیفا للرد علی ابن عبدالوھاب بل یکفی فی الرد علیہ قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سیماھم التحلیق فانہ لم یفعلہ احد من المبتدعۃ غیرھم و کان ابن عبدالوھاب یامر ایضا بحلق رؤس النساء اللتی یتبعنہ اھ" الدرر السنیہ فی الرد علی الوھابیۃ للامام احمد بن زینی دحلان صفحہ ۵٦ وعن علی کرم اللّٰہ تعالٰی وجھہ قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول یاتی فی اخر الزمان قوم حدثاء الاسنان (کنایۃ عن الشباب واول العمر) سفھاء الاحلام (ای ضعفاء العقول) یقولون من خیر قول البریۃ (ای یقولون قولا ھو خیر من قول الخلق ای ھو بعض من کلام اللّٰہ وھو من کلام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کذا فی خیر البخاری قال ابن حجر یقولون من قول خیر البریۃ وھو من المقلوب والمراد من قول خیر البریۃ ای من قول اللّٰہ اھ حاشیہ صحیح بخاری) یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ لایجاوز ایمانھم حناجرھم فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان قتلھم اجر لمن قتلھم یوم القیمۃ۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۵۶ باب من رایا بقراء ۃ القرآن الخ کتاب فضائل القرآن الخ و صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج۔ رواہ الشیخان عن علی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۷ باب قتل اھل الردۃ فصل اول۔ وعن عبداللّٰہ بن عمر وذکر الحروریۃ (وھم الخوارج ومنھم الوھابیۃ بتصریح الائمۃ کالامام ابن زینی دحلان فی الدرر السنیۃ والعارف الصاوی فی تفسیرہ والشامی فی الرد والعارف الکامل سیدنا ومولانا عبداللّٰہ الملتانی فی کتبہ) فقال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ اھ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج۔ وعن ابی برزۃ الاسلمی نحو روایۃ ابی سعید التی فیہ ذکر طعن ذی الخویصرۃ علی تقسیمہ علیہ الصلوٰۃ وفیہ۔ "ثم قال علیہ الصلوٰۃ والسلام یخرج فی آخر الزمان قوم کان ھذا منھم یقرء ون لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق من الرمیۃ سیماھم التحلیق لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم فاقتلوھم اشر الخلق والخلیقۃ رواہ النسائی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۸، ۳۰۹ باب قتل اھل الردۃ فصل ۳۔ وعن ابی غالب رای ابوامامۃ رؤسا منصوبۃ علی درج دمشق روی عن ابی امامۃ ای المراد بھم الخوارج) فقال ابوامامۃ کلاب (؟) النار شر قتلی تحت ادیم السماء خیر قتلی من قتلوہ ثم قرء یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ الآیۃ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

آیت ۱۰ و ۱۱ سے ثابت ہوا کہ جس نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ عیب لگایا اور طعن کیا یا حضور کو ایذا دی کان منهم (الصارم لابن تیمیہ) تو وہ ان سے ہوگا یعنی منافقین اور کفار سے ہوگا کیونکہ الذین اور من دونوں اسم موصول ہیں اور یہ دونوں عموم کے صیغوں سے ہیں۔ اگرچہ شان نزول خاص ہے حکم عام رہے گا نیز ایسے شخص کا منهم سے ہوجانا حکم ہے جس کا تعلق لفظ مشتق "لمز" اور "اذی" سے ہے تو مادہ اشتقاق (یعنی طعن وایذا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس حکم (کہ وہ منافق وکافر ہے) کے لئے علت ہوگا تو جہاں علت (طعن وایذا) موجود حکم منهم فوراً موجود ہوگا یعنی طاعن وموذی رسول

(بقیہ صفحہ گزشتہ) قيل لابي امامة انت سمعت من رسول صلى الله عليه وسلم قال لولم اسمعه الا مرة او مرتين او ثلاثا حتى عد سبعا ما حدثتكموه رواه الترمذي وابن ماجة وقال الترمذي هذا حديث حسن. مشكوة صفحه ۳۰۹، عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اللهم بارك لنا في شامنا وفي يمننا قال قالوا وفي نجدنا قال قال اللهم بارك لنا في شامنا وفي يمننا قالوا و في نجدنا قال هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع(5) قرن الشيطان ١ه صحيح بخاری جلد ۱ صفحه ۱۴۱ باب ماقيل في الزلازل قبيل ابواب الكسوف وصحيح بخاری جلد ۲ صفحه ۱۰۵۱ باب قول النبي صلى الله عليه وسلم الفتنة من قبل المشرق. مشكوة شريف جلد ۲ صفحه ۵۸۲ باب ذكر اليمن والشام ونحوه في صحيح مسلم جلد ۲ صفحه ۳۹۳،۳۹۴ والمراد بقرن الشيطان ابن عبدالوهاب النجدي التميمي كما في الدرر السنية وغيره وفي رواية سيظهر من نجد شيطان تتزلزل جزيرة العرب من فتنه". الدرر السنية صفحه ۵۷ والتفصيل فيه وفي غيره هذا هذا قصير من كثير حفظنا وقومنا من فتنة الخوارج الوهابية القوى القدير بحرمة السراج المنير عليه صلوة السميع وسلام البصير. ۱۲ كتبه محمد شريف الشهير بمنظور احمد الفيضي عفي عنه.

(۱۸) وقوله صلى الله عليه وسلم يخرج ناس من قبل المشرق ويقرؤن القرآن لايجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية لايعودون فيه حتى يعود السهم الى فوقه سيماهم التحليق ١ه الدرر السنية في الرد على الوهابية لمفتي الشافعي والامام بالمسجد الحرام السيد احمد بن زيني دحلان صفحه ۵۵

(۱۸) هكذا في الاصل ۱۲ ف

(۱C) نحوه في فتح القدير في التفسير للشوكاني جلد ۱ صفحه ۱۲، واخرج الدارمي عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه الذي قال حسبنا كتاب الله قال انه سياتيكم ناس يجادلونكم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بكتاب الله تفسير درمنثور للسيوطي جلد ۲ صفحه ۸ هذا مطبوع على صفحة آخرى

(۱D) الخوارج كلاب النار (حم ه ک) عن ابن ابي اوفى (حم ک) عن ابي امامة (صح) الجامع الصغير، جلد ۳، صفحه ۱۳

(۱E) وفيه ايماء انه يخرج من المشرق لامن العراق وهو مصرح عند مسلم لفظ نحو المشرق ١ه فتح الباري جلد ۱۲ صفحه ۲۵۳ بل باب البخاري شاهد عليه فانظر الصحيح جلد ۲ صفحه ۱۰۵۰ مسلم جلد ۱ صفحه ۳۹۳ تا ۳۹۴

منافق ہے اور قرآن شریف کفر منافقین کا شاہد ہے اور قرآن کریم نے منافقین کا حال کفار سے بھی برا بتایا۔ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ (یعنی منافقین جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ وغیرہ ذلک)

۱۲۔ فرمان خداوندی:۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَیُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝ (النساء)

''تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے تعلق سے اپنی ذات کی قسم اٹھا کر یہ اعلان فرمایا کہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے خصومات میں حضور کو حاکم نہ مانیں یعنی دولت ایمان اس وقت ہاتھ آئے گی جب کہ حضور کو حاکم مانیں۔ پھر ظاہراً باطناً دل و جان سے حضور کے فیصلہ کو تسلیم کر لیں اور حضور کے فیصلہ کی وجہ سے دل میں تنگی نہ ہو۔ ورنہ ایمان نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ گستاخ نبی بطریق اولیٰ و اعلیٰ دولت ایمان سے فارغ ہے۔ اس آیت کے شان نزول میں درج ذیل واقعہ کئی وجوہ سے منقول ہے۔

''ضمرۃ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا حضور کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبطل کے خلاف حق والے کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ مبطل نے کہا کہ میں اس فیصلہ سے راضی نہیں تو اس کے ساتھی نے کہا کیا ارادہ ہے کہنے لگا کہ ابو بکر صدیق کے پاس چلتے ہیں تو وہ حضرت ابو بکر کے پاس چلے گئے۔ حق والے نے عرض کی ہم دونوں اپنا جھگڑا حضور کے پاس لے گئے۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تمہارا فیصلہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ باطل والے نے کہا میں اس سے بھی راضی نہیں اور کہنے لگا عمر بن خطاب کے پاس چلتے ہیں تو اُن کے پاس آئے۔ حق والے نے کہا کہ ہمارا جھگڑا حضور کے سامنے پیش ہوا۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ یہ اس فیصلہ سے منکر ہے۔ اس پر راضی نہیں ہوتا۔ تو حضرت عمر نے اس سے پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح بتایا۔ یہ سن کر حضرت عمر گھر چلے گئے باہر نکلے تو تلوار ان کے ہاتھ میں تھی تلوار کو میان سے نکالا اور منکر فیصلہ نبوی کی گردن اڑا دی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری۔

رواہ ابو اسحٰق وغیرہ۔ الصارم صفحہ ۳۸، ۳۹ لابن تیمیہ۔ اخرجہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ من طریق ابن

لہیعۃ عن ابی الاسود واخرجہ الحافظ دحیم فی تفسیرہ عن عتبۃ بن ضمرۃ عن ابیہ واخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن مکحول تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

۱۳۔ اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ (۱) وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ (النساء)

"کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلا نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔"

اس میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جس شخص کو فیصلہ کے لئے قرآن کریم اور رسول کریم کی طرف بلایا جائے تو وہ رسول کریم کے فیصلہ سے روگردانی کرے وہ منافق ہے۔ جب فیصلہ نبوی سے روگردانی کرنے والا منافق ہے تو گستاخ نبی کا کیا حشر ہوگا؟ بے ادبی تو روگردانی سے بدرجہا بدتر ہے۔

۱۴۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

"اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور وہ مسلمان نہیں اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ

۱۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم ماننا عین ایمان اور طاغوت کو حاکم ماننا خروج عن الایمان پھر کتنی ظلم بات ہے کہ انبیاء و اولیاء کو طاغوت بولا جاتا ہے۔ کمافی بلغۃ الحیران (نعوذ باللہ) ۱۲ ف

رسول ان کا فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو تو
اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں؟ یا یہ
ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔ مسلمانوں کی بات یہی
ہے جب اللہ و رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائیں کہ عرض کریں
ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔" (النور)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جو شخص حضور کی اطاعت سے منہ پھیرے اور حضور کے حکم سے اعراض کرے تو وہ منافقوں سے ہے۔ وہ مومن نہیں اور مومن وہی ہے جو کہے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہ ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔ جب محض حکم رسول سے اعراض اور غیر کی طرف تحاکم کرنے کا ارادہ کرنے سے ایمان زائل اور نفاق ثابت ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ترک محض ہے اور کبھی اس کا سبب قوت شہوت ہوتی ہے تو تنقیص رسول و سب نبی یا اس جیسی دوسری چیز کی وجہ سے کیسے ایمان رہے گا اور وہ کیسے منافق نہ ہوگا بلکہ موذی رسول بطریق اولیٰ منافق و دائرہ ایمان سے خارج ہوگا۔ (ھذا عن ابن تیمیه اتماما للحجة)

۱۵۔ نیز حاکم حقیقی مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (الاحزاب: ۵۳)

"اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو۔"

☆ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:۔

فیها تحریم اذاه صلی الله علیه وسلم بسائر وجوه الاذی

(الاکلیل صفحہ ۱۷۹ ۔ مطبوعہ مصر)

"یعنی اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا حرام ہے۔ جس قسم کی ایذا ہو سب حرام ہے۔"

۱۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (الاحزاب)

"بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو ایمان والے مردوں اور

عورتوں کو بے کہے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔"

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے لئے کیا گیا ہے اور آپ کے مرتبہ کے بتانے کے لئے کہ حضور کو ایذا دینا اللہ کو ایذا دینا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے موذی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دارین کا لعنتی بیان فرما کر یہ بیان فرمایا کہ وہ (گستاخ رسول) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے مطرود و محروم ہے۔ دنیا میں تو رحمت ایمان سے محروم رہ کر اور آخرت میں ہمیشہ عذاب دوزخ میں رہ کر، معذب فی النار اللہ تعالےٰ کی خیر کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن دارین کا لعنتی ایسا رحمت سے دور ہے کہ امید بھی نہیں رکھ سکتا۔

وذکر الله للتعظیم۔تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ مصر۔

وذکر اسم الله للتشریف (لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الخ) طردهم عن رحمته فی الدارین۔ مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۷۸) وذکر الله عزوجل لتعظیمه والایذان بجلالة مقداره عنده تعالیٰ وان ایذاءه علیه الصلوٰة والسلام ایذاء له سبحانه (لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الخ) طردهم وا بعدهم من رحمته بحیث لا یکادون ینالون فیهما شیئا عنها۔ تفسیر ابوسعود جلد ۶ صفحہ ۸۰۱ علی هامش الکبیر۔اللعن اشد المحذورات لان البعد من الله لا یرجی معه خیر بخلاف التعذیب بالنار وغیره و قوله فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ اشارة الی بعد لارجاء للقرب معه لان المبعد فی الدنیا یرجو القربة فی الآخرة فقد خاب وخسر لان الله اذا ابعده وطرده فمن الذی یقربه یوم القیمة ثم انه لم یحصر جزاءه فی الابعاد بل اوعده بالعذاب بقوله وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۷۹۷۔ وایذاء رسوله بعیب ونقص . . . والظاهر ان الآیة عامة فی کل من آذاه بشیء و من آذاه فقد آذی الله۔ تفسیر ابن کثیر۔ جلد ۳ صفحہ ۵۱۷۔ (لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا) ای حجبهم عن الطاعة والتوحید وقوله والآخرة ای بتخلیدهم فی العذاب الدائم۔ تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۲۳۹۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اسی آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:۔

وعند الجمهور معناه ان الذين يرتكبون ما يكرهه ورسوله و جاز ان يكون معنى الآية الذين يؤذون رسول الله وذكر الله لتعظيم الرسول كانّ من آذى الرسول فقد آذى الله عن انس وابى هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلّم انه قال قال الله تعالى من اهان ويروى من عادى وليّاً فقد بارزنى بالمحاربة رواه البخارى عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم ان الله تعالىٰ يقول يا ابن ادم مرضت فلم تعدنى قال يارب كيف اعودك وانت رب العلمين قال اما علمت ان عبدى فلان مرض فلم تعده اما علمت انك لو عدته لوجدتنى عنده يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمنى الحديث نحوه رواه مسلم قلت ولا شك ان معاداة الاولياء لما كان معاداة ومحاربة مع الله تعالىٰ واسند الله سبحانه مرض اوليائه الى نفسه تعالىٰ عن ذلك علوا كبيرا لاجل وصل غير متكيف فاسناد ايذاء الرسول صلى الله عليه وسلّم الى الله تعالىٰ اولىٰ۔۔۔ مسئلة من آذى رسول الله صلى الله عليه وسلّم بطعن فى شخصه او دينه او نسبه او صفة من صفاته او بوجه من وجوه الشين فيه صراحة اوكناية او تعريضا او اشارة كفر ولعنه الله فى الدنيا والآخرة واعدله عذاب جهنم و هل يقبل توبته قال ابن همام(1) كل من ابغض رسول الله صلى الله عليه وسلّم بقلبه كان مرتداً فالسّاب بالطريق الاولىٰ ويقتل عندنا حدًّا فلا تقبل توبته فى اسقاط القتل قالوا هذا مذهب اهل الكوفة ومالك ونقل عن ابى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه ولا فرق بين ان يجئ تائبا بنفسه اوشهدوا عليه بذلك غيره من موجبات الكفر فان الانكار فيها توبة ولاتعمل

---

(1) فى فتح القدير قبيل اختتام باب احكام المرتدين جلد ۴ صفحہ ۴۰۷ الى قوله فى اسقاط قتله ۱۲ منه

الشهادة معه حتى قالوا يقتل ان سبّ سكران ولا يعفى عنه ولا بد من تقييده بما اذا كان سكره بسبب محظور باشره باختياره بلا اكراه والا فهو كالمجنون وقال الخطابی[1] لا اعلم احدا خالف فی وجوب قتله واما قتله فی حق من حقوق الله تعالیٰ فتعمل توبته فی اسقاط قتله". ولا يحكم بارتداد من اتی بكلمة الكفر سكران فی غير سباب النبی صلی الله عليه وسلم الخ ملخصا بلفظه. (تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۱۵۔۳۱۶،۳۱۷)

"یعنی جمہور کے نزدیک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ" بے شک وہ لوگ جو اس چیز کا ارتکاب کرتے ہیں کہ جسے اللہ اور اس کا رسول مکروہ جانتے ہیں"۔ اور جائز ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہو کہ" وہ لوگ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں" اور ذکر اللہ تعظیم رسول کے لئے ہو گویا کہ جس نے رسول کو ایذا دی پس تحقیق اس نے اللہ کو ایذا دی، حضرت انس و ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ کی توہین (بے ادبی) کی اور یہ روایت بھی ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ سے دشمنی کی تو اس نے میرے ساتھ جنگ کی۔ (بخاری) اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری طبع پرسی نہ کی۔ انسان عرض کرے گا اے رب میں تیری طبع پرسی کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے علم نہ ہوا کہ بے شک میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تجھے خبر نہیں بے شک تو اگر اس کی طبع پرسی کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے طعام مانگا تو نے مجھے طعام نہ دیا۔ (الحدیث اسی طرح مسلم نے روایت کی) قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ جب اولیاء اللہ کی دشمنی خود اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے اور اس سے جنگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی مرض کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا (حالانکہ وہ مرض سے مبرا و منزہ ہے) بوجہ وصل غیر متکیف کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بطریق اولیٰ ثابت۔ مسئلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

1۔ قال الامام النووی فيه "الامام ابو سليمان احمد بن محمد بن ابراهيم الخطابی البستی الفقيه الاديب الشافعی المحقق" نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۲۰۔ ۱۲ القیصی عفی عنہ

ذات میں طعنہ کر کے یا آپ کے دین میں طعنہ کر کے یا آپ کے نسب پاک میں طعنہ کر کے یا آپ کی صفتوں میں سے کسی صفت میں طعنہ کر کے یا آپ کو عیوب کی قسموں میں سے کسی قسم کا عیب لگا کر صراحۃً (کھلم کھلا کہنا) یا کنایۃً (غیر صریح طور پر کہنا) یا تعریضاً (ذو معانی کے طور پر) یا اشارۃً ایذا دی وہ کافر ہو گیا، دنیا اور آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اس کے لئے عذاب جہنم تیار کیا، کیا اس موذی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول کی جائے گی۔ امام ابن ہمام نے فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے مبغوض جانا وہ مرتد ہے۔ تو آپ کو سب وشتم اور گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہوا (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ہمارے (ائمہ احناف کے) نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا۔" (اس کا قتل کرنا حاکم ووالی اسلام کے ذمہ ہے۔ الفیضی)

تو قتل کے ساقط کرنے میں اس کی توبہ نا مقبول ہو گی۔ علماء کرام نے فرمایا یہ اہل کوفہ اور امام مالک کا مذہب ہے۔ اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اس میں اس کا کوئی فرق نہیں کہ وہ گستاخ رسول خود بخود توبہ کرتا ہوا پیش ہو یا اس کی توبہ پہ گواہی دیں، بہر صورت وہ قتل کیا جائے گا اس کی توبہ اسے قتل ہونے سے نہ بچائے گی بخلاف اور موجبات کفر کے کہ اس میں اس کا انکار خود توبہ قرار پائے گا۔ اس کے ساتھ شہادت مفید نہ ہو گی۔ یہاں ائمہ کرام نے فرمایا کہ وہ بھی قتل کیا جائے گا جس نے سکر (مستی) بے ہوشی (نشہ) میں آپ کو سب بکا اور اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ قاضی صاحب نے کہا اس کو مقید کرنا چاہیے اس صورت سے جب کہ اس کا نشہ کسی ممنوع چیز کے اختیاری طور پر ارتکاب کی وجہ سے ہو اور بلا اجبار وہ ارتکاب ہوا ہو۔ ورنہ وہ مجنون (پاگل) کی طرح ہو گا۔ امام خطابی فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس گستاخ نبی کے وجوب قتل میں خلاف کیا ہو (بلکہ سب کے سب اس کے وجوب قتل پر متفق ہیں) اور کسی کا حقوق اللہ میں سے کسی حق میں قتل کیا جانا تو اس کی توبہ اسقاط قتل میں مفید ہو گی اور جس نے مستی کی حالت میں کلمۂ کفر کہا اس کے مرتد ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا سوائے شاتم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔"

علامہ عارف اسمٰعیل حقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

یجوز ان یکون المراد بایذاء اللہ ورسولہ ایذاء رسول اللہ خاصۃ بطریق الحقیقۃ وذکر اللہ لتعظیمہ والایذان بجلالۃ مقدارہ عندہ وان ایذاءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایذاء لہ تعالیٰ لانہ لما قال تعالیٰ

يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ فمن آذی رسوله فقد آذی الله ولا یجوز
القول فی الانبیاء علیهم السلام بشیء یؤدی الی العیب والنقصان
ولا فیما یتعلق بهم) ومن الاذیة ان لا یذکر اسمه الشریف
بالتعظیم(1) والصلوۃ والتسلیم (لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ)....
فلعنة الدنیا هی الطرد عن الحضرة والحرمان من الایمان ولعنة
الآخرة الخلود فی النیران والحرمان من الجنان ... یحرم اذی
النبی صلی الله علیه وسلّم بالقول والفعل بالاتفاق من سبه والعیاذ
بالله من المسلمین فقال ابو حنیفة والشافعی هو کفر.....وقال
مالک واحمد یقتل ولا تقبل توبته اھ .

”یعنی یہ جائز ہے کہ ایذاء اللہ اور ایذاء رسول سے مراد صرف ایذاء رسول ہو اور ذکر اللہ آپ
کی تعظیم کے لئے اور اللہ کے ہاں آپ کی جلالت مقدار کے اعلام کے لئے ہو اور بے شک
حضور کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جس نے
رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی“۔ تو جس نے اس کے رسول کو
ایذا دی بے شک اس نے اللہ کو ایذا دی۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے حق میں اور ان
کے حق میں کہ جن کا تعلق انبیاء سے ہو ایسا قول جائز نہیں جو عیب اور نقصان کی طرف مودی
ہو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم شریف کو تعظیم اور درود وسلام سے ذکر نہ کرنا بھی ایذا سے
ہے (موذیان رسول پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے) حاضری سے دور بھگانا
اور ایمان سے محروم رکھنا یہ دنیا کی لعنت ہے اور جہنم کی آگ میں ہمیشگی اور جنت سے محرومی یہ
آخرت کی لعنت ہے بالاتفاق قول وفعل سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ایذا دینا حرام

1۔ اقول و باللہ التوفیق حضور علیہ الصلوۃ والسلام یا کسی رسول، نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اسم شریف کے بعد مکمل درود
وسلام کے بجائے صلعم، صلسم، ؑ، ؐ وغیرہ الفاظ کا مختصر مہمل کو لکھنا علماء کرام نے ناجائز بتایا۔ کہ وہ لکھنا، جو جب حرمان فرمایا۔ اگر قصد
تخفیف شان ہو تو کفر کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ امام سیوطی پہلا وہ شخص کہ جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ طحطاوی
علی الدر میں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے: من کتب علیه السلام بالهمزة والمیم یکفر لانه تخفیف وتخفیف
الانبیاء کفر“۔ اسی طرح ”صلعم (ص ح) لکھنا بھی مکروہ اور باعث محرومی ہے۔ قال الطحطاوی یکره الرمز بالترضی
بالکتابة بل یکتب ذلک کله بکماله قال النووی فی مقدمة صحیح مسلم ومن اغفل هذا حرم خیرا
عظیما وفوت فضلا جسیما“۔ جلد ا صفحہ ۰ ۲ فتاوی افریقیہ صفحہ ۵ ۳۔ ۳۶، بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۸۶، سعادت
دارین الجہانی صفحہ ۲۰، صلوۃ الصفا فی النور المصطفیٰ صفحہ ۰ گوہر نایاب صفحہ ۷۵ وغیرہ ۱۲ منہ

ہے، مسلمانوں میں سے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کیا (اللہ کی پناہ) تو امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا یہ کفر ہے اور مالک و امام احمد نے فرمایا اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مقبول نہیں۔ (ملخصاً بلفظہٖ تفسیر روح البیان جلد ۳، صفحہ ۳۹۶۔۳۹۷)

نیز مفسر قرآن صاحب روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ زیر آیت فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ رقم طراز ہیں:۔

فالمختار ان من صدر منه ما يدل على تخفيفه عليه الصلوة والسلام بعمد وقصد من عامة المسلمين يجب قتله ولاتقبل توبته بمعنى الاخلاص من القتل وان اتى بكلمتى الشهادة والرجوع والتوبة ..... واعلم انه قد اجتمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا وباى نبى كان من الانبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالاً ام فعله معتقداً بحرمته ليس بين العلماء خلاف فى ذلك والقصد للسب وعلم القصد سواء اذ لا يعذر احد فى الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان اذا كان عقله فى فطرته سليما فمن قال ان النبى صلى الله عليه وسلم يتيم ابى طالب او زعم ان زهده لم يكن قصداً بل لكمال فقره لو قدر على الطيبات اكلها ونحو ذلك يكفر وكذا من عيره برعاية الغنم او السهو او النسيان..... او بالميل الى نسائه وحكى عن ابى يوسف انه كان جالسا مع هرون الرشيد على المائدة فروى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان يحب القرع فقال حاجب من حجابه انا لا احبه فقال لهرون انه كفر فان تاب واسلم فبها والا فاضرب عنقه فتاب واستغفر حتى امن من القتل ذكره فى الظهيرية والحاصل انه اذا استخف سنة اوحديثا من احاديثه عليه الصلوة والسلام يكفر. اهـ ملخصاً بلفظه.

(تفسیر روح البیان جلد ۳، صفحہ ۳۸۰۔۳۸۱)

"پس مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں سے وہ شخص جس سے ارادۃً وقصداً ایسی چیز ظاہر

ہوئی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخفیف پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور بایں معنی اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کہ وہ قتل سے بچ جائے۔ اگرچہ وہ کلمہ شہادت پڑھے اور رجوع و توبہ کرے (بہر حال اسے ضرور قتل کیا جائے گا۔) اور یقین کر کہ بے شک اجماع امت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیاء کرام میں سے جس نبی کی بھی تخفیف (بے ادبی) ہو، کفر ہے عام ازیں کہ تخفیف کا فاعل تخفیف نبی کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو بہر حال کفر ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کا خلاف نہیں، سب کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعویٰ لغزش زبانی کے معذور نہ رکھا جائے گا جبکہ اس کی عقل فطرت میں صحیح سالم ہے تو جس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو طالب کے یتیم ہیں یا یہ گمان کیا کہ حضور کا زہد ارادۃً نہ تھا بلکہ آپ کے کمال فقر کی وجہ سے تھا اور اگر طیبات پر قادر ہوتے تو اسے کھاتے اور اس قسم کی باتیں کہیں تو وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہے کہ جس نے حضور کو بکریوں کے چرانے پر عیب لگایا یا سہو یا نسیان کا عیب لگایا یا ازواج مطہرات کی طرف میلان پر عیب لگایا یا امام ابو یوسف سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ کھانوں سے پر دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے تو یہ روایت بیان کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کدو کو پسند فرماتے تھے تو ہارون رشید کے درباریوں سے ایک دربان بولا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ امام قاضی ابو یوسف نے ہارون رشید سے فرمایا۔ بے شک یہ کافر ہو چکا۔ اگر وہ توبہ کرلے اور اسلام لائے فبہا ورنہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تو اس نے توبہ کی، استغفار کی اور قتل سے بچ گیا۔ یہ حکایت ظہیریہ میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو جب آپ کی سنت اور آپ کی حدیثوں سے کسی حدیث شریف کی تخفیف کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔"

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ میں حضور کی ایذاء کو اپنی ایذاء سے ملایا جیسا کہ حضور کی طاعت کو اپنی طاعت سے ملایا تو جس نے حضور کو ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی جیسا کہ صاف حضور سے ثابت ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی پس وہ کافر ہے، حلال الدم ہے۔ نیز اس چیز کی وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور اپنے رسول کی محبت اور اپنی رضا اور اپنے رسول کی رضا اور اپنی طاعت اور اپنے رسول کی طاعت کو ایک شے بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالٌ

اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (توبہ: ۲۴) نیز (بہت جگہ) فرمایا: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (آل عمران: ۱۳۲) نیز فرمایا: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (توبہ: ۶۲) یہاں ضمیر واحد کی لائے۔ نیز فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (فتح: ۱۰) نیز فرمایا۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (انفال: ۱) نیز فرمایا۔ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (توبہ: ۶۳) نیز فرمایا۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (النساء: ۱۴) ان آیتوں کو نقل کر کے فریق مخالف کے سردار ابن تیمیہ نے لکھا۔

> وفی هذا وغيره بيان لتلازم الحقين وان جهة حرمة الله تعالیٰ ورسوله جهة واحدة فمن اذى الرسول فقد آذى الله ومن اطاعه فقد اطاع الله لان الامة لايصلون ما بينهم وبين ربهم الا بواسطة الرسول ليس لاحد منهم طريق غيره ولا سبب سواه وقد اقامه الله مقام نفسه فی امره ونهيه واخباره وبيانه فلايجوز ان يفرق بين الله ورسوله فی شئی من هذه الامور۔

"یعنی ان آیتوں اوران کے علاوہ اوران آیتوں میں کہ جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک سے ملایا(1)۔ حق خدا و حق رسول کے تلازم کا بیان ہے اور اس چیز کا بیان ہے کہ حرمت (عزت) خدا و حرمت مصطفےٰ کی جہت ایک ہی ہے، تو جس نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذاء دی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی اور جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔ اس لئے کہ امت کو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی واسطے سے ملتا ہے۔ ان میں سے کسی کے لئے حضور کے بغیر نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی اور سبب اور بے شک اللہ تعالیٰ نے امر، نہی، اخبار، بیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ذات کے قائم مقام مقرر فرمایا اور اپنا جانشین کیا لہٰذا یہ جائز نہیں کہ ان امور میں سے کسی چیز میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان فرق کیا جائے۔" (الصارم المسلول صفحہ ۴۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایذاء خدا و ایذاء رسول کی سزا علیحدہ بیان کی اور مسلمان مردوں اور

1۔ كما بين شيخ الاسلام والمسلمين المجدد الامام احمد رضا رضی الله تعالیٰ عنه فی اول كتابه المسمى الكوكبة الشهابية فی كفريات ابی الوهابية ووضحت فی هذا الموضوع بابا مستقلا فی كتابی انوار القرآن۔ ۱۲منہ

عورتوں کی ایذا کی آخری سزا فسق وجلد (کوڑے لگانا) ہے تو اللہ و رسول کے ایذا کی سزا اس کے اوپر قتل وکفر ہوگی۔

۳۔ اس آیت میں موذیان خدا و رسول کی ایذا کی سزا یہ بیان کی گئی ہے۔ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللہ کرو دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہے۔ لعنت کے معنی رحمت سے دور کرنا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنی رحمت سے دور رکھے وہ کافر ہی ہوگا مومن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ مومن بعض اوقات رحمت کے قریب کیا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ مباح الدم نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ حفاظت دم بھی اللہ کی طرف سے رحمت عظیم تو وہ موذی رسول کے حق میں ثابت نہ ہوگی بلکہ موذی رسول کو قتل کرنا ہوگا۔ نیز اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (النساء:)

''اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار و مددگار نہ پائے گا۔''

اور اللہ و رسول کا موذی معصوم الدم ہوتا تو مسلمانوں پر اس کی نصرت واجب ہوتی اور اس کا نصیر ہوتا۔

۴۔ موذیان خدا و رسول کی سزا میں یہ الفاظ قرآنیہ بھی ہیں۔ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ اور عَذَابٌ مُّهِيْنٌ کی دھمکی بھی قرآن کریم میں صرف کفار کے حق میں آئی ہے تو معلوم ہوا حضور کا موذی کافر ہے۔ ہاں عَذَابٌ عَظِيْمٌ کی دھمکی کفار سے خاص نہیں۔

۵۔ نیز اس ذکر سزا میں اعد کا لفظ ہے۔ جہنم کا تیار ہونا کفار ہی کے لئے ہے۔ رب نے فرمایا۔ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کیونکہ وہ اس میں ضرور داخل ہوں گے اور پھر ہرگز نہ نکلیں گے۔ مومن گنہگار بعض تو بوجہ مغفرت خداوندی کے داخل ہی نہ ہوں گے بعض اگر داخل ہوں گے تو اس سے نکالے جائیں گے۔

۱۷۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

''اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔'' (حجرات)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دو چیزوں سے منع فرمایا۔ ایک محبوب خدا کی آواز پر آواز بلند کرنا۔ دوسری یہ کہ محبوب خدا سے چلا کر بات کرنا، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے چلاتے ہو اور اس ممانعت کی علت بتائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال ضائع و برباد ہو جائیں

اور سب عملوں کا ضائع و برباد ہونا کفر ہی سے ہوتا ہے۔ تو جب نبی کی آواز پہ آواز بلند کرنے اور ان سے چلانے سے اس بات کا خوف ہو کہ وہ بندہ بے خبری میں کافر ہو جائے اور اس کے سب عمل ضائع ہو جائیں۔ کیونکہ ایسی حرکتوں سے کفر و تضییع عمل کا ظن ہے اور ایسی حرکتیں کفر و تضییع عمل کا سبب ہیں تو یہ کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ نبی پاک کی تعظیم، استخفاف تو قیر تشریف، اکرام، اجلال لازم ہے۔ اور اس لئے ہوا کہ بعض اوقات آواز بلند کرنا اور چلانا ایذا و استخفاف نبی پہ مشتمل ہوگا۔ اگر چہ آواز بلند کرنے اور چلانے والا اس (ایذاء نبی) کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو۔ جب ایذاء و استخفاف نبی بے ادبی کے ضمن میں بغیر قصد و ارادہ کے بھی کفر ہے تو پھر وہ ایذا و یا استخفاف نبی جو قصداً ہو، جان بوجھ کر ہو وہ بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔

۱۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (البقرہ)

"اے ایمان والو راعنا نہ کہو، اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو تا کہ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ حضور توجہ فرمادیں، اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

شان نزول:۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے۔ "راعنا یا رسول اللہ" اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقعہ دیجئے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ بے ادبی کا معنی رکھتا تھا، انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت، اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن ماردوں گا۔ یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں "راعنا" کہنے کی رکاوٹ فرمادی گئی۔ اور اس معنی کا دوسرا لفظ "انظر" کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ ہو وہ بھی زبان پر لانا ممنوع و حرام ہے۔ اگر چہ توہین کی نیت نہ ہو۔

۲۔ "واسمعوا" سے معلوم ہوا کہ دربار نبی میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔

سو" للکفرین " میں ارشارہ ہے کہ انبیاء کرام کی جناب میں بے ادبی کا بلا لفظ مشترک کفر کہ جس میں بے ادبی کا ذرہ برابر شائبہ ہو، بولنا کفر ہے۔

۱۹۔ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبۡرِيۡلَ وَمِيۡكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ۞ (البقرہ)

" جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔"

سیدنا صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں۔" اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبان حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے"۔ امام ابو شکور سالمی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہید شریف کے صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں:۔

من ذکر نبیا او ملکا بالحقارۃ فانہ یصیر کافرا الدلیل علیہ قولہ تعالیٰ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ (الایۃ)

" جو کسی نبی یا کسی فرشتہ کو حقارت سے ذکر کرے بے شک وہ کافر ہو جائے گا۔ اس پر دلیل یہ فرمان خداوندی ہے۔ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ الخ"

۲۰۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ۞ (کوثر)

" بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔" (کنز الایمان)

اس کے علاوہ اور بہت سی آیتوں سے یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و بے ادبی کرنے والا کافر ہے مستحق قتل ہے۔ ہاں ان کے بڑے کی گواہی پیش کر دوں۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

واما الآیات الدالات علی کفر الشاتم و قتلہ او علی احدھما اذا لم یکن معاھدا وان کان مظھرا للاسلام فکثیرۃ مع ان ھذا مجمع علیہ کما تقدم حکایۃ الاجماع عن غیر واحد۔

(الصارم المسلول صفحہ ۳۲)

" بہر حال وہ آیتیں بہت ہیں جو شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل یا ان میں سے کسی ایک پر دلالت کرتی ہیں جب کہ وہ گستاخ ذمی نہ ہو۔ اگر چہ بظاہر مسلمان کہلاتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بالکل اتفاقی و اجماعی ہے۔ جیسا کہ اجماع کی نقول بہت سے افراد ائمہ سے گزریں۔"

فصل دوم

احادیث شریفہ سے اس کا ثبوت کہ نبی کا بے ادب کافر ہے، مستحق قتل ہے:۔

۱۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا:۔

من سب الانبیاء(1) قتل و من سب اصحابی جلد۔(رواہ الطبرانی)

1۔ ای سب نبیا من الانبیاء (قتل) لانہ صار مرتدا وان اسلم قال ابوبکر الفارسی یصح اسلامہ ویقتل حداً وادعی فیہ الاجماع ووافقہ القفال وصوبہ السمہری اہ ملخصاً۔ السراج المنیر جلد ۳ صفحہ ۲۹۳۔ قال القیصری ایذا ء الانبیاء بسبب اوغیرہ کعیب شیء منہم کفر حتی من قال فی النبی ثوبہ وسخ یرید بذلک عیبہ قتل کفرا لا حدا ولا تقبل توبتہ عند جمع من العلماء (ومن سب اصحابی جلد تعزیرا ولا یقتل خلافا لبعض المالکیۃ ولبعض منا فی ساب الشیخین ولبعض فیہما والحسنین. فیض القدیر جلد۶ صفحہ ۱۴۷ قال الامام ابن ہمام الحنفی منا "وفی الروافض ان من فضل علیاً علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فہو کافر۔ فتح القدیر جلد۱ صفحہ ۲۴۸ باب الامامۃ وقال الشیخ العلامہ حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفی "شروط صحۃ الامامۃ ستۃ اشیاء الاسلام فلا تصح امامۃ منکر البعث اوخلافۃ الصدیق اوصحبتہ او یسب الشیخین او ینکر الشفاعۃ (کالوہابی المنکر للشفاعۃ قمر الاقمار لمولانا عبدالحلیم اللکھنوی والد عبدالحی علی ہامش نور الانوار ص ۲۲۷، حاشیہ ۱۳ان کے امام اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲، ۷، ۹، ۸۰ پر سفارش وحمایت کا انکار کیا ہے۔(البیضی) اونحو ذلک فمن یظہر الاسلام مع ظہور صفۃ المکفرۃ لہ اہ ملخصاً مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی صفحہ ۱۷۲ طبع مصر۔ وقال العلام المحقق الطحطاوی الحنفی۔ فلا تجوز الصلاۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم لانہ کافر وان انکر خلافۃ الصدیق کفر والحق فی الفتح العمر بالصدیق فی ہذا الحکم والحق فی البرہان عثمان بہما ایضاً ولاتجوز الصلاۃ خلف منکر صحبۃ الصدیق ومن یسب الشیخین اہ ملخصاً" طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۸۱ وسب اصحاب الرسول (ای لیس بکفر) وقیدہ المحشی بغیر الشیخین لماسیأتی فی باب المرتد ان سابہما او احدہما کافر، وتفدی الشامی علی اطلاقہ. ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۴۱۵، وفی الفتح عن الخلاصۃ ومن انکر خلافۃ الصدیق اوعمر فہو کافر اہ ولعل المراد انکار استحقاقہما الخلافۃ فہو مخالف لاجماع الصحابۃ لا انکار وجودہا لہما بحر وینبغی تقیید الکفر بانکار الخلافۃ بما اذا لم یکن عن شبہۃ کما مر عن شرح المنیۃ بخلاف انکار صحبۃ الصدیق تامل اہ ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۴۱۵)۔

تقلب ء لم "حضرت قبلہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" ۔ "(روافض عرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و اصحاب دیگر رضی اللہ عنہم اجمعین پر تفضیل دیتے ہیں ان کے منکر نہیں ہیں اور اگر منکر ہوں تو واجب القتل ہو جائیں گو شریف (سید) ہی کیوں نہ ہوں" ۔ جامع العلوم فی خوہ الجیہ ،مجلد ا صفحہ ۲۹۵،۲۹۶ ۔

فی الحس من الفصل من قال ان ابابکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم(بقیہ اگلے صفحہ پر)

فی الکبیر۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۷۳۔ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والاصغر۔ (فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷)

"جس نے انبیاء کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو سب بکا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔"

ایک اور روایت یوں ہے:۔

من سب نبیا قتل ومن سب اصحابہ جلد۔ (رواہ ابو محمد الخلال و ابو القاسم الازجی (الصارم المسلول لابن تیمیہ صفحہ ۹۲)

"جس نے نبی کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب حضور کو سب بکا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔"

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

"من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ" (رواہ ابو ذر الھروی) (الصارم المسلول صفحہ ۹۲۔ ۹۳)

"جس نے نبی کو سب وشتم کیا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے کوڑے لگاؤ۔"

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

من سب نبیا فاقتلوا ومن سب اصحابی فاضربوہ۔

(رواہ القاضی عیاض شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

"جس نے کسی نبی کو سب بکا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے مارو۔"

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) فھو کافر لانکارہ نص القرآن فی سحر الصحبۃ اذا انکر یکون مبتدعا لا کافرا (لا تحزن ان اللہ معنا) معیۃ غیر منکیفۃ قال الشیخ الاجل الشہید مظہر فیوض الرحمن مرزا جان جانان رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ کفی لابی بکر فضلا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت لابی بکر معیۃ اللہ سبحانہ التی اثبتھا لنفسہ فلا تعقوت فمن انکر فضل ابی بکر انکر ھذہ الآیۃ الکریمۃ و کفر ۱۲ مفسر مظہری جلد ۴ صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸۔

اس کی زیادہ تحقیق اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی کے رسالہ "رد الرفضۃ" میں ملاحظہ ہو۔ اب دیوبندیوں کی شیعوں کے ساتھ نرمی درج ذیل عبارت سے ملاحظہ ہو اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔ ۱۴۲ منہ

من شتم نبیا قتل و من شتم اصحاب النبی حد۔

(تمہید ابی شکور سالمی صفحہ ۱۱۲)

"جس نے کسی نبی کو گالی دی قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب نبی کو گالی دی حد لگائی جائے گی۔"

۲۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من سب علیا فقد سبنی و من سبنی فقد سب اللّٰہ۔

"جس نے (حضرت) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) کو سب بکا بے شک اس نے مجھے سب بکا اور جس نے مجھے سب بکا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو سب بکا۔"

(رواہ الامام احمد فی مسندہ۔والحاکم فی مستدرکہ،حدیث صحیح،الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۳۔فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من آذی شعرۃ منی فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللّٰہ ۔

"جس نے میرے بال کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی"۔

رواہ ابن عساکر الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۳۔وزاد ابو نعیم والدیلمی "فعلیہ لعنۃ اللّٰہ ملاء السماء وملاء الارض" تو اس پر آسمان وزمین کی مقدار کے برابر اللہ کی لعنت ہو۔(فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۹)قالہ وھو آخذ بشعرۃ کما افادہ المناوی

۴۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من لکعب بن الاشرف فانہ قد آذی اللّٰہ ورسولہ(۱)۔

"کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے کون تیار ہوتا ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔"

حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتحب ان اقتلہ (کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ میں اسے قتل کروں) حضور نے فرمایا ہاں۔اس پر محمد بن مسلمہ نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس سے ہیرا پھیری کی بات کروں (یعنی ذو حال کی بات کروں) حضور نے

قال النووی لانہ نقض عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھجاہ وسبہ" نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۱۱۰ قولہ ورسولہ بھجائہ لہ کذا فی القسطلانی ۲۔ حاشیہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷۶۔

فرمایا۔ہاں اجازت ہے۔تو محمد بن مسلمہ کعب کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اس مرد (مراد اس سے حضور تھے) نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے اور میں تیرے پاس قرضہ مانگنے آیا ہوں۔کعب نے کہا اللہ کی قسم تم اس (مراد حضور) سے اور بھی زیادہ ملال میں پڑ گے محمد (بن مسلمہ) نے کہا ہم چونکہ اس کی اتباع کر چکے ہیں لہٰذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ دیکھیں کہ اس کا کیا انجام ہوگا۔محمد (بن مسلمہ) نے کہا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تو مجھے قرض دے دے۔کعب نے کہا۔رہن (گروی) کیا رکھے گا۔انہوں نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے۔کعب نے کہا تم اپنی عورتیں میرے ہاں گروی رکھو انہوں نے جواب دیا کہ تو سب عرب والوں سے زیادہ حسین ہے۔کیا تیرے ہاں اپنی عورتیں گروی رکھیں؟ کعب نے ان سے کہا تو اپنی اولاد میرے ہاں گروی رکھو۔محمد (بن مسلمہ) نے جواب دیا کہ ہمارے بیٹوں کو یہ طعنہ دیا جائے گا کہ فلاں دو وسق (عرب کا ایک پیمانہ ہے) کھجور میں گروی رکھا گیا تھا تو یہ ہم پہ عار ہے۔ہاں ہم تیرے ہاں ہتھیار گروی رکھیں گے۔کعب نے کہا اچھا ٹھیک ہے۔پھر اس سے عہد باندھا کہ وہ اس کے پاس حارث اور ابوعبس اور عباد بن بشیر کو بھی لے کے آئے گا۔راوی نے کہا کہ یہ سب رات کو کعب کے پاس پہنچے اور اس کو بلایا۔وہ ان کی طرف اترا۔کعب کی بیوی نے اس سے کہا کہ میں ایسی آواز سنتی ہوں گویا کہ وہ خون بہانے والے کی آواز ہے۔کعب نے جواب دیا کہ یہ تو محمد (بن مسلمہ) اور اس کا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہے۔بے شک کریم کو رات کے وقت اگر نیزے کی ضرب کے لئے بھی بلایا جائے تب بھی جواب دے گا۔محمد (بن مسلمہ) نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وہ آئے گا میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا۔پھر میں جب اس پر قابو پا جاؤں تو تم ہوشیاری سے اپنی تلواریں لے کر اس کو مار دینا۔راوی نے کہا کہ جب وہ اترا اس حال میں کہ بغل سے نیچے کپڑا نکال کر کندھے پہ ڈالے ہوئے تھا تو انہوں نے کہا کہ ہم تیرے سے خوشبو محسوس کرتے ہیں کہنے لگا۔ہاں مستورات عرب سے زیادہ خوشبو والی میرے نیچے ہے۔محمد (بن مسلمہ) نے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تیرے سر کو سونگھ لوں؟ اس نے کہا ہاں تو محمد (بن مسلمہ) نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔پھر کہا کہ (دوبارہ) مجھے اجازت ہے؟ کہنے لگا ہاں، پھر آپ نے سونگھا اور قابو پا گئے۔ساتھیوں سے کہا اسے قتل کر دو تو انہوں نے قتل کر دیا پھر حضور کے پاس آ کر اس واقعہ کی خبر دی۔(صحیح بخاری جلد ۲،صفحہ ۵۷۶ و صحیح مسلم جلد ۲،صفحہ ۱۱۰)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کو سب کرنا (نعوذ باللہ) صرف حضور کو ایذا پہنچانا نہیں بلکہ اللہ کو بھی ایذا پہنچانا ہے۔کعب نے حضور کو سب کیا۔لیکن حضور نے فرمایا۔فانہ اذی اللہ تعالیٰ

ورسولہ۔اس نے اللہ و رسول کو ایذا دی ہے۔اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور کا گستاخ مستحق قتل ہے۔

۵۔حضرت براء سے روایت ہے کہ حضور نے ابورافع کے ہاں چند انصاری نوجوانوں کو بھیج کر اسے قتل کرایا۔کیوں اس لئے کہ

کان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

''ابورافع حضور کو ایذا دیتا تھا۔'' (صحیح بخاری جلد ۲،صفحہ ۵۷۷)

۶۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی لونڈی ام ولد تھی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب وشتم کرتی۔اندھے نے اسے روکا۔وہ باز نہ آئی۔اندھے نے اسے جھڑکا وہ نہ رکی۔ایک رات،وہ لونڈی حضور کی گستاخی و بے ادبی کرنے لگی تو اندھے نے مغول (ہلاک کرنے کا ایک ہتھیار،لمبا پیکار،پتلی،ایک قسم کی تلوار)لایا۔اور اس عورت کے پیٹ میں رکھا اور خود اس کے اوپر چڑھ گیا اور اس عورت کو قتل کر دیا۔پس جب صبح ہوئی حضور کی خدمت میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا۔حضور نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس مرد کو قسم ڈالتا ہوں کہ کھڑا ہو جائے جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اس پہ حق ہے (کہ میری اطاعت کرے)تو وہ اندھا کھڑا ہو گیا لوگوں کو پھاندتا ہوا اس حال میں آیا کہ خوف سے کانپتا تھا حتیٰ کہ حضور کے آگے بیٹھ گیا۔عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اس لونڈی کا مالک میں ہوں اور میں نے اس کا کام تمام کیا ہے،وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی۔میں نے اسے روکا نہ رکی۔میں نے اسے جھڑکا وہ باز نہ آئی،اس سے میرے دو بیٹے ہیں موتیوں کی طرح اور وہ میری رفیقہ تھی۔گزشتہ رات آپ کی گستاخی میں شروع ہوئی،میں نے مغول (تلوار)اٹھائی اور اس کو اس کے پیٹ میں رکھا اور خود اوپر چڑھ گیا۔حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اے حاضرین مجلس)خبردار تم گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔(یعنی نابینا نے ٹھیک کیا۔موذی رسول قتل کرنے ہی کے قابل ہے اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا،اس لعین کا خون ضائع جائے گا)سنن ابی داؤد طبع مجیدی کانپور جلد ۲ صفحہ ۲۴۳۔کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنن نسائی جلد ۲۔صفحہ ۱۵۱ طبع نور محمد کتاب المحاربۃ باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ۔

۷۔حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ حضور کی گستاخی و بے ادبی کرتی تھی تو ایک مرد نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا خون باطل کیا کہ وہ رائیگاں گیا،بدلہ نہ لیا جائے گا (سنن ابی داؤد جلد ۲،صفحہ ۲۴۳،مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۸،باب قتل اہل الردۃ فصل ثانی۔

اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں اس موضوع پر پیش کی جاسکتی ہیں۔میں انہیں پہ اس فصل کو ختم کرتا ہوں۔

فصل سوم

اجماع امت واقوال ائمہ دین وملت سے اس بات کا ثبوت کہ حضور کا گستاخ کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ منظور نہیں باین معنی کہ وہ قتل سے بچ جائے۔

۱۔ امام قاضی عیاض مالکی ارقام فرماتے ہیں:۔

اجمعت الامة على قتل متنقصه من المسلمين وسابه

"مسلمانوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرنے والے اور گالی دینے والے کے قتل کرنے پر ساری امت کا اجماع واتفاق ہے"۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۳، ۳ قسم رابع نسیم الریاض شرح شفا ملا علی القاری الصارم المسلول صفحہ ۳)

۲۔ نیز امام قاضی عیاض اداما اللہ تعالیٰ فی الریاض نے ارشاد فرمایا ہے:۔

ان جميع من سب(1) النبي صلى الله عليه وسلم او عابه(2) او الحق به نقصا في نفسه(3) او نسبه(4) او دينه(5) او خصلة من خصاله(6) او عرض(7) به او شبهه بشيء(8) على طريق السب له او الازراء عليه(9) او التصغير لشانه(10) او الغض منه(11) والعيب له فهو ساب(12) له والحكم فيه حكم الساب يقتل(13) ... تصريحا كان(14) اوتلويحا وكذلك من لعنه او دعا عليه او تمنى مضرة له اونسب اليه ما لايليق بمنصبه(15)

---

1. اي شتمه ۱۲ ق
2. هو اعلم من السب فان من قال فلان اعلم منه صلى الله عليه وسلم فقد عابه ونقصه ولم يسبه نسيم
3. اي ذاته او صفاته ۱۲ ق وهذا مما يتعلق بخلقه وخلقته نسيم
4. كان يفضل احدا عليه قومه واصوله نسيم
5. اي شريعته و سيرته ومكرماته ق
6. اي حالة من حالاته او كلمة من مقالاته ق. و صفة من صفاته كشجاعته وكرمه. نسيم. سواء صرح به. ق
7. اي قال في حقه عليه الصلوة والسلام ما لايليق تعريضا لا تصريحا. نسيم
8. نیز حسن نسیم
9. اي احتقارا به واستخفافا بحقه. ق اي التنقيص له وان لم يكن قصده السب. نسيم
10. اي الاحتقار لعظيم قدره ق. اي تحقيره كتصغير اسمه او صفة من صفاته. نسيم
11. بمعنى اقل تنقيص فاريد به مطلق النقص القليل نسيم
12. بكل واحد مما ذكر ق ق سے مراد ملا علی قاری شرح شفا کی تفسیر ہے اور نسیم سے مراد نسیم الریاض شرح شفا عیاض ہے خفاجی
13. اسمه انما ق ۱۲
14. السب۔ نسیم ۱۲
15. اي بمقامه الشريف ومكانه المنيف ق ۱۲

على طريق الذم او عبث في جهته العزيزة(1) بسخف(2) من الكلام وهجر(3) ومنكر من القول وزور او عيره(4) بشيء مما جرى من البلاء والمحنة عليه(5) او غمصه(6) ببعض العوارض البشرية الجائزة(7) عليه المعهودة لديه وهذا كله(8) اجماع من العلماء(9) وآئمة الفتوى(10) من لدن الصحابة رضوان الله عليهم الى هلم جرا(11)

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷ طبع قدیم۔ الصارم المسلول صفحہ ۵۲۵)

''یعنی بے شک ہر وہ شخص کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بکا یا آپ کو عیب لگایا (عیب لگا سب سے عام ہے۔ بے شک وہ کہ جس نے کہا کہ فلاں حضور سے زیادہ علم والا ہے تحقیق اس نے حضور کو عیب لگایا اور آپ کی تنقیص کی حالانکہ یہ سب نہیں) یا آپ کی ذات میں یا آپ کی صفات میں یا آپ کے نسب میں یا آپ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں نقص لاحق کیا۔ ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سب آپ کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ کے حق میں تحقیر یا استخفاف کیا یا آپ کی قدر و منزلت و شان میں تحقیر و تصغیر و کمی کی یا آپ کی اقل تنقیص کی، نقص قلیل لاحق کیا اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا تو وہ بھی ساب (گالی دینے والا) ہے اور اس پر بھی ساب کا حکم جاری ہوگا وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ آپ کی شان میں سب بکنا صراحۃً ہو یا اشارۃً (بہر صورت قائل کو قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم اس کا ہے جو آپ پر لعنت

---

1. ای بشیء له تعلق بجانبه الشريف نسيم ۱۲۔ 2. ای رذل نسیم ۱۲
3. فحش وقبيح ۱۲ 4. عابه۔ ق ۱۲۔
5 كالفقر والكسر وغيرهما۔ ق ۱۲
6. ای حقره۔ ق ای نقص من قدره صلى الله عليه وسلّم ۔نسیم ۱۲
7. كالامراض۔ نسيم ۱۲۔
8. الذی ذكرنا۔ ق غير جائز موجب للعقاب في الدارين۔ نسيم ۱۲
9. من المفسرين والمحدثين۔ق ۱۲۔
10۔ من فقهاء المذاهب معروف متواتر بينهم۔ نسيم
11. استمر الاجماع و اتصل من عصرهم الى الآن ق وزاد الخفاجي بعده اى الى آخر الزمان وانقضاء الدوران عصرا بعد عصر وقرنا بعد قرن ولا خلاف فيه لم قال بعده ان هذه العبارة منقولة عن الائمة كلهم كما في "السيف المسلول على من سب الرسول" السبكي۔ نسيم الرياض جلد ۴ صفحه ۳۳۶ طبع مصر ۱۲ منه

کرے (اللہ اللہ اللہ کی پناہ معاذ اللہ العیاذ باللہ نعوذ باللہ الف الف مرۃ) یا آپ پر بددعا کرے (معاذ اللہ، العیاذ باللہ الف الف مرۃ) یا آپ کے نقصان کی تمنا کرے یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کرے جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا رذیل کلام اور قبیح دمنکر و جھوٹے قول سے آپ کی متعلقہ چیز سے عبث (کھیل کود، مذاق) کرے یا ان چیزوں میں سے کسی چیز سے آپ پر عیب لگائے جو آزمائشوں اور محنتوں سے آپ پر جاری ہوئیں جیسے فقر اختیاری ہو اور دانتوں کے کناروں کا شہید ہونا وغیرہا) یا بعض عوارض بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ کی تحقیر و تنقیص کرے۔ اس سب کے سب پر یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرتکب پر کفر و قتل کے فتویٰ پر تمام علما مفسرین و محدثین اور ائمہ فتویٰ صحابہ کرام سے لے کر اس وقت تک سب کا اجماع و اتفاق ہے۔"

۳۔ امام ابوبکر بن المنذر محمد بن ابراہیم النیشاپوری نے فرمایا:۔

> اجمع عوام اهل العلم (اے کلهم ق) علی من سب النبی صلی الله علیه وسلم یقتل (مطلقا نسیم) وممن قال ذلک مالک بن انس واللیث و احمد واسحق وهو مذهب الشافعی (وهو مقتضی قول ابی بکر۔ هذا کلام القاضی)..... ولا تقبل توبته عند هؤلاء وبمثله (ای بمثل قول هؤلاء بوجوب القتل (نسیم) قال ابو حنیفة (ای نصا منه (ق) واصحابه (محمد وابو یوسف وزفر و اهل مذهبه (نسیم) والثوری و اهل الکوفة (اے جمیعهم (ق) والاوزاعی فی المسلمین لکنهم قالوا هی ردة.

"یعنی سب اہل علم کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کیا وہ قتل کیا جائے گا جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ان میں سے امام مالک اور لیث اور امام احمد اور اسحاق ہیں اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا مقتضیٰ ہے اور ان آئمہ کے نزدیک اس (گستاخ نبی) کی توبہ مقبول نہیں اور اسی طرح فرمایا ہے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب (امام محمد و ابو یوسف و زفر اور ان کے اہل مذہب) اور ثوری اور سب اہل کوفہ اور امام اوزاعی نے (جب کہ مسلمانوں سے کوئی مسلمان اس جرم کا مرتکب ہو) لیکن یہ حضرات فرماتے ہیں یہ (سب نبی) ارتداد ہے یعنی مرتد بنتا ہے۔"

شفاشریف للامام قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ واللفظ لہ ۔ الصارم المسلول صفحہ ۳ ۔ ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ للشامی الحنفی)

۴۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

لا نعلم خلافا فی استباحۃ دمہ بین علماء الامصار وسلف الامۃ و قد ذکر غیر واحد الاجماع وقتلہ وتکفیرہ۔

(شفاشریف جلد ۲ ۔ صفحہ ۲۰۷ ۔)

''یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں ۔ اور بہت سے اماموں نے اس (موذی نبی) کے قتل وتکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔

۵۔ امام محمد بن امام سحنون مالکی المحدث نے فرمایا:۔

اجمع العلماء (ای علماء الامصار فی جمیع الامصار (ق)علی ان شاتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والمتنقص لہ کافر والوعید جاء علیہ بعذاب اللّٰہ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر (لان الرضی بالکفر کفر)

''یعنی سب علماء کا اس پر اتفاق واجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا ، آپ کی تنقیص (بے ادبی کرنے والا) کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے (یعنی اسے قتل کردو) اور جو اس (گستاخ نبی) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔'' (نسیم الریاض ۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ ، نسیم الریاض وشرح شفا القاری جلد ۴ صفحہ ۳۳۸ ۔ اکفار الملحدین للکشمیری وھو منھم ۵۱ ، الصارم المسلول صفحہ ۴)

۶۔ امام ابوسلیمان خطابی (۱) ممدوح امام نووی فرماتے ہیں:۔

لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتلہ اذا کان مسلمًا (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ نقلہ فی الصارم المسلول الی قتلہ صفحہ ۴ فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۷)

۱۔ وھو امام جلیل ۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۳۰ ، ۱۲ منہ

"یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کہ مسلمان ہو تو اس کے وجوب قتل میں مسلمانوں سے کوئی مسلمان بھی مختلف نہیں۔"

۷۔ امام ابن قاسم نے "العتبیہ" میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا:۔

من سبه اوشتمه او عابه او تنقصه (ای نسب الیه نقصا وان لم یکن شتما کقوله غیره اعلم منه او اعقل کما مر (نسیم) فانه یقتل و حکمه عند الامة (ای فی اعتقاد جمیع المسلمین (نسیم) القتل (وجوبا بلا تردد (نسیم) کالزندیق

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸۔ الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶)

"یعنی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کہا یا گالی دی یا آپ کو عیب لگایا آپ کی تنقیص کی (جیسا کہ یہ کہنا کہ حضور سے تو فلاں زیادہ علم والا ہے یا زیادہ عقل والا ہے) بیشک وہ قتل کیا جائے گا۔ تمام امت کے نزدیک سب مسلمانوں کے اعتقاد میں زندیق کی طرح اس کا بلا تردد قتل کرنا واجب ہے۔"

۸۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قال بعض علمائنا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشئی من المکروه انه یقتل بلا استابة۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔ الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶)

"یعنی ہمارے بعض علماء نے فرمایا کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ جس نے انبیاء کرام میں سے کسی نبی پر ہلاکت یا کسی مکروہ چیز کی دعا کی وہ بلا طلب توبہ قتل کیا جائے گا۔"

۹۔ امام ابن عتاب مالکی نے فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

الکتاب والسنة موجبان ان من قصد النبی صلی اللہ علیه وسلم باذی او نقص معرضا او مصرحا وان قل فقتله واجب فهذا الباب کله مما عده العلماء سبا او تنقصا یجب قتل قائله لم یختلف فی ذلک متقدمهم ولا متاخرهم الخ (شفاء شریف ج ۲ ص ۲۱۱ الصارم المسلول لابن تیمیه صفحه ۵۲۷ آخری جملے)

"قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا کا ارادہ کرے اور آپ کی تنقیص کرے اشارۃً یا صراحۃً اگر چہ وہ توہین تھوڑی سی کیوں نہ ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہے اس باب میں جن جن چیزوں کو علماء کرام نے سب اور تنقیص میں شمار کیا بالاتفاق اس کے قائل کا قتل واجب ہے۔"

۱۰۔ وقد حکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم القتل کما ان حد من سب غیرہ الجلد وھذا الاجماع الذی حکاہ ھذا محمول علی اجماع الصدر الاول من الصحابۃ والتابعین او انہ اراد اجماعھم علی ان ساب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یجب قتلہ اذا کان مسلمًا ...... و کذلک حکی عن غیر واحد الاجماع علی قتلہ وتکفیرہ۔ (الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۳)

"یعنی بے شک اصحاب شافعی سے امام ابوبکر فارسی نے اس بات پر اجماع مسلمین کی حکایت کی ہے کہ ساب نبی کی حد قتل ہے جیسا کہ غیر نبی کے ساب کی حد کوڑے لگانا ہے۔ یہ جس اجماع کی حکایت نقل کررہے ہیں یہ اجماع صدر اول یعنی صحابہ و تابعین کے اجماع پر محمول ہے یا انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ساب نبی اگر مسلمان ہو تو اس کے قتل کے وجوب پر اجماع ہے اور اسی طرح بہت سے آئمہ و علماء نے گستاخ نبی کے قتل و تکفیر پر اجماع نقل کیا ہے۔"

۱۱۔ وقال الامام اسحٰق بن راھویہ احد الائمۃ الاعلام اجمع المسلمون علی ان من سب اللّٰہ اوسب رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم او دفع شیئا مما انزل اللّٰہ عزوجل انہ کافر بذالک وان کان مقراً بکل ما انزل اللّٰہ ا ھ (الصارم المسلول صفحہ ۳)

"یعنی امام اسحٰق بن راہویہ (جو ائمہ اعلام سے ہیں) نے فرمایا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا اس کے رسول کو سب بکا یا اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے سے کسی چیز کو دفع کیا یا انبیاء سے کسی نبی کو قتل کیا وہ کافر ہے اگر چہ وہ تمام اللہ کے نازل کئے ہوئے کا اقراری ہو۔"

۱۲۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

ان الساب ان کان مسلما فانه یکفر ویقتل بغیر خلاف وهو مذهب الائمة الاربعة وغيرهم

"یعنی بے شک اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو سب بکنے والا مسلمان کہلاتا ہو وہ اس سب کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اور بلا خلاف اس کو قتل کیا جائے گا۔ یہی ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد) وغیرہم کا مذہب ہے (الصارم المسلول صفحہ ۴)

۱۳۔ واما اجماع الصحابة فلان ذلک نقل عنهم في قضايا متعددة ينتشر مثلها ويستفيض ولم ينكرها احد منهم فصارت اجماعا۔ (الصارم المسلول ص ۲۰۰)

"یعنی اس مسئلہ پر اجماع صحابہ کا ثبوت یہ ہے کہ ان سے یہ بہت سے فیصلوں میں منقول ہے اور ایسی بات منتشر اور مشہور ہو جاتی ہے۔ لہذا ان صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پر انکار نہ کیا۔ لہذا یہ اجماع ہو گیا"۔

یہاں تک تو اس مسئلہ پر اجماع کی عبارات تھیں۔ اگرچہ ان کے ضمن میں حنفی، مالکی، شافعی حنبلی سب آ گئے۔ پھر وضاحت سے ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رضی اللہ تعالی عنہم کا مذہب بھی نقل ہو چکا لیکن مزید وضاحت کے لئے صرف ائمہ و علماء احناف کی نقول سے اس مسئلہ پر اور روشنی ڈالتا ہوں۔

۱۴۔ قاضی الشرق والغرب صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ الحجہ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متولد ۱۱۳ھ متوفی ۱۸۲ھ ارشاد فرماتے ہیں:۔

ايما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله عليه وسلم او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله و بانت منه زوجته۔

"جس مسلمان نے رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو سب بکا یا آپ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اس نے اللہ تعالی سے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔"

(کتاب الخراج، صفحہ ۱۸۲ للقاضی ابی یوسف فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام۔ رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۲۹۳۔ تمہید الایمان لسیدنا اعلیٰ حضرت، حسام الحرمین صفحہ ۲۷)

۲/۱۵ محرر مذہب، صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ محمد بن الحسن الشیبانی متولد ۱۳۲ھ، قریہ متوفی ۱۸۹ھ صاحب ''مبسوط''

و ذکر فی الاصل (المبسوط) ان شتم النبی کفر

''نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دینا کفر ہے۔'' (شرح شفا القاری جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

۳/۱۶۔ امام کبیر، مجتہد بے نظیر فخر الدین ابو المفاخر و ابو المحاسن حسن بن منصور المعروف قاضی خان حنفی متوفی ۵۹۲ھ نے فرمایا:۔

(اذا) عاب الرجل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی شئی کان کافرا و کذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی شعیر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بشعرۃ من شعراتہ الکریمۃ فقد کفر وذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر ولو قال جنّ النبی ذکر فی نوادر الصلوۃ انہ کفر

''اگر کسی نے کسی چیز میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ اگر حضور کے بال کو بطریق تصغیر شعیر کہا تو کافر ہو گیا۔ امام ابو حفص کبیر سے منقول ہے کہ جس نے حضور کے مبارک بالوں سے کسی بال کو عیب لگایا وہ بے شک کافر ہے نوادر الصلوۃ میں مذکور ہے کہ جس نے کہا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام پہ جنون طاری ہوا۔ بے شک وہ کافر ہو گیا۔''

(فتاویٰ قاضی خان جلد ۴ صفحہ ۸۸۲ طبع نولکشور۔ شرح شفا القاری جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ ملتقطا۔)

۴/۱۷۔ چھٹی صدی کے امام مجتہد برہان الدین محمود بن صدر السعید حنفی صاحب ''محیط'' کا فتویٰ

وفی المحیط من شتم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم او اھانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم من امتہ او غیرھا و سواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدا اوسھوا او غفلۃ او جدلا او ھزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا لا عند اللّٰہ ولا عند الناس و حکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند المتاخرین المجتھدین

اجماعا وعند اکثر المتقدمین القتل قطعا ولایداهن السلطان و

نائبه فی حکم قتله۔

''یعنی محیط میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی توہین (بے ادبی) کی یا آپ کو امور دینیہ میں عیب لگایا یا حضور کی ذات میں عیب لگایا یا اوصاف ذات میں سے کسی وصف میں عیب نکالا عام از یں کہ گالی دینے والا آپ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو اور عام اس سے کہ وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ہو یا ذمی (اسلامی حکومت میں پناہ گیر کافر) ہو یا حربی (حکومت کفار میں ساکن کافر) ہو برابر ہے کہ گالی یا توہین یا عیب اس سے جان بوجھ کر ظاہر ہو یا بطور سہو یا بطور غفلت یا کسری کلام میں یا مذاقیہ انداز میں (بہر صورت) تحقیق وہ ابدی ہوائی کافر ہو گیا، اس طرح کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کی توبہ نہ عنداللہ مقبول ہو گی اور نہ عندالناس مقبول ہو گی۔ شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور اکثر متقدمین کے نزدیک اس کا حکم یقیناً اس کو قتل کرنا ہے۔ بادشاہ اور اس کا نائب اس کے حکم قتل میں دخل اندازی نہ کرے۔''

خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۳۸۶۔ سیف النبی علی ساب النبی مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۳۔

۱۸/۵۔ قال فی درر الاحکام اذ سبہ او واحدا من الانبیاء صلوۃ اللّٰہ و سلامہ علیہم اجمعین مسلم فانہ یقتل حدا ولا توبۃ لہ اصلا سواء بعد القدرۃ علیہ والشہادۃ او جاء تائبا من قبل نفسہ کالزندیق لانہ حد واجب فلا یسقط بالتوبۃ ولا یتصور فیہ خلاف لاحد لانہ حد تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق الآدمیین وکحد القذف لا یزول بالتوبۃ بخلاف ارتداد فانہ معنی ینفرد بہ المرتد وھذا مذھب ابی بکر الصدیق والامام الاعظم والثوری واھل الکوفۃ (سیف النبی علی ساب النبی صفحہ ۳)

''یعنی درر الاحکام میں فرمایا جب (کوئی) مسلمان آں حضرت کو سب کرے یا انبیاء میں سے کسی ایک کو تو اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور بالکل اس کی توبہ نا مقبول ہو گی۔ عام اس سے کہ اس کی توبہ اس پہ گواہی مل جانے کے بعد ہو یا وہ خود بخود توبہ کرتا ہوا حاضر ہو وہ زندیق کی طرح ہے۔ قتل سے معافی اس لئے نہیں ملے گی کہ وہ قتل حد ہے واجب تو وہ حد توبہ سے

ساقط نہ ہوگی اور اس میں کسی قسم کا خلاف متصور ہی نہیں۔ اس لئے کہ یہ قتل حد ہے۔ اس سے حق العبد متعلق ہے تو دیگر حقوق عباد کی طرح یہ بھی توبہ سے ساقط نہ ہوگا، جس طرح حد قذف توبہ سے زائل نہیں ہوتی۔ بخلاف ارتداد (مرتد ہونے) کے کیونکہ وہ ایک ایسا معنی و مفہوم ہے جس سے مرتد منفرد ہوتا ہے۔ یہی حضرت ابوبکر اور امام اعظم اور ثوری اور اہل کوفہ کا مذہب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔"

۱۹/۶۔ اجمع المسلمون ان شاتمه صلی اللہ علیه وسلم کافر ومن شک فی عذابه و کفره کفر۔

"تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا کافر ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔"

(شفا شریف، بزازیہ، درر و غرر، فتاویٰ خیریہ وغیرہا۔ تمہید الایمان شریف صفحہ ۲۸ مع حسام الحرمین شریف للشیخ الاسلام مجدد الا نام الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۰/۷۔ والکافر(۱) بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا لاتقبل توبته مطلقا (ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت لانه حق اللہ تعالیٰ والاول حق عبد لایزال بالتوبة) ومن شک فی عذابه و کفره کفر۔

"یعنی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے سب کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور ہرگز ہرگز اس کی توبہ مقبول نہیں اور اگر اللہ کو سب کرے تو سب کی توبہ مقبول ہے اس لئے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلا عبد مقدس کا حق ہے وہ توبہ سے زائل نہ ہوگا) اور جو کوئی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

(مجمع الانہر، در مختار، علی ہامش رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ والفاظ لہ، درر، بزازیہ، تمہید الایمان۔ صفحہ ۲۸)

۲۱/۸۔ فی الدرر نقلا عن البزازیة وقال ابن سحنون المالکی اجمع المسلمون علی ان شاتمه کافر و حکمه القتل ومن شک فی عذابه و کفره کفر۔

"درر میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ابن سحنون مالکی نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع

۱۔ [illegible] میں ہے: وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الکافر بسب نبی۔ ہامش رد المحتار جلد ۳ [illegible] ۳۰۳-۱۲ ھ

ہے کہ حضور کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔" (ردالمحتار ملخصاً جلد ۳ صفحہ ۳۱۷) و ہٰذا ایضاً مر۔

۹/۲۲۔ و کذا لو ابغضہ بالقلب۔

"اسی طرح وہ بھی کافر و مرتد ہے جو آں حضرت سے قلبی بغض رکھے۔"

(فتح القدیر(۱) جلد ۴ صفحہ ۴۰۷، اشباہ، درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ واللفظ لہ)

۱۰/۲۳۔ وفی فتاویٰ المصنف (اے صاحب تنویر الابصار) (الفیصلی)

ویجب الحاق الاستہزاء والاستخفاف بہ لتعلق حقہ ایضاً۔

"یعنی اور واجب ہے ٹھٹھے اور استخفاف آنحضرت کو اس سابقہ حکم) سے لاحق کرنا کیونکہ اس میں حضور کا حق متعلق ہے۔ (درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷)

۱۱/۲۴۔ واذا کفر بسبہ لا توبۃ لہ علی ما ذکر البزازی۔ (فتاویٰ مصنف تنویر الابصار، درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

"جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب کی وجہ سے کافر ہوا تو اس کی توبہ نامنظور ہے جیسا کہ بزازی نے ذکر کیا ہے۔"

۱۲/۲۵۔ من نقص مقام الرسالۃ بقولہ بان سبہ بفعلہ بان بغضہ بقلبہ قتل۔

(فتاویٰ مصنف تنویر الابصار، درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

"جس نے مقام رسالت کی تنقیص کی اپنے قول سے بایں طور کہ آں حضرت کو سب پکارا یا اپنے فعل سے اس طرح کہ ان کو دل سے مبغوض جانا تو وہ بطور حد قتل کیا جائے گا۔"

۱۳/۲۶۔ وقد صرح فی النتف و معین الحکام و شرح الطحاوی و حاوی الزاہدی و غیرہما بان حکمہ کالمرتد و لفظ النتف من سب الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم فانہ مرتد و حکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد۔ درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد

۱۔ لفظہ، کل من ابغض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بقلبہ کان مرتدا فالساب بطریق اولی ثم یقتل حدا عندنا فلاتعمل توبتہ فی اسقاط القتل قالوا ہذا مذہب اہل الکوفۃ ومالک و نقل عن ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنہ الخ ومر عن نقل المطہری ۱۲ منہ

۳ صفحہ ۳۱۹ تا ۱۳۲) وھکذا نقل الخیر الرملی رد جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

"یعنی تحفہ اور معین الحکام اور شرح الطحاوی وحاوی الزاہدی وغیر ہا میں اس کی تصریح ہے کہ ساب نبی کا حکم مرتد ہی کی طرح ہے۔ تحفہ میں ہے کہ جس نے رسول کو سب بکا بیشک وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتد کے حکم کی طرح ہے اور اس کے ساتھ وہ کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔"

حنفیوں کی کتابوں سے ذمی (اسلامی مملکت میں پناہ گزین کافر) شاتم النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم۔

۱۳/۲۷۔ ویؤدب الذمی ویعاقب علی سبہ دین الاسلام او القران او لنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم - قال العینی واختیاری فی السب ان یقتل اھ و تبعہ ابن الھمام قلت وبہ افتی شیخنا الخیر الرملی۔و نقل المقدسی ما قالہ العینی ثم قال وھو مما یمیل الیہ کل مسلم۔ردالمحتار......وبہ افتی المفتی ابو سعود مفتی الروم بل افتی بہ اکثر الحنفیۃ......والحق انہ یقتل عندنا اذا اعلن بشتمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صرح بہ فی سیرالذخیرۃ حیث قال واستدل محمد لبیان قتل المراۃ اذا اعلنت بشتم الرسول بما روی ان عمر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان توذی الرسول فقتلھا لیلاً مدحہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم علیٰ ذلک انتھی فلیحفظ در۔ ذکرہ (الامام محمد) فی السیر الکبیر فیدل علی جواز قتل الذمی المنھی عن قتلہ بقعدۃ الذمۃ اذا اعلن بالشتم ایضًا واستدل لذلک فی شرح السیر الکبیر بعدۃ احادیث منھا الخ (درمختار وردالمحتار ملخصاً جلد ۳ صفحہ ۳۰۶،۳۰۵)

"یعنی ذمی اگر دین اسلام یا قرآن یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکے تو اسے عقاب دیا جائے گا زدوکوب کیا جائے گا۔ امام عینی نے فرمایا بصورت سب میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس ذمی کو قتل کیا جائے۔ امام ابن ہمام نے بھی ان کا اتباع کیا۔ صاحب درمختار فرماتے

۱۔ قال ابن الھمام وبالجملۃ فقد ضم الی تحقق الایمان اثبات امور الاخلال بھا اخلال بالایمان قطعًا کترک السجود لصنم وقتل نبی او الاستخفاف بہ او بالمصحف او الکعبۃ وکذا مخالفۃ ما اجمع علیہ. شرح فقہ اکبر۔ صفحہ ۱۶۱، ۲۰۱ مبہ

ہیں کہ ہمارے شیخ رملی نے بھی یہی فتویٰ دیا (کہ وہ قتل ہو) مقدسی نے امام عینی کا قول نقل کر کے فرمایا کہ یہ (حکم قتل) ایسی بات ہے کہ ہر مسلمان اسی کی طرف میلان کرے گا۔ مفتی ابو سعود، مفتی روم بلکہ اکثر حنفیوں نے اسی پر فتویٰ دیا۔ اور ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ اس (ذمی) کو قتل کیا جائے جب کہ وہ علی الاعلان آنحضرت کو سب و شتم کرتا ہو۔ سیر الذخیرہ میں بھی اسی کی تصریح کی ہے۔ اس طرح کہ فرمایا امام محمد نے اس عورت کے قتل کے بیان میں جو علی الاعلان حضور کو گالی دے اس روایت سے استدلال کیا کہ عمر بن عدی نے جب عصماء سے حضور کی ایذاء کو سنا تو اسے رات کو قتل کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر اس کی تعریف کی۔ اس کو امام محمد نے سیر کبیر میں ذکر فرمایا۔ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ ذمی (جس کو بوجہ عہد ذمہ کے قتل سے امان مل چکی) جب علی الاعلان بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب و شتم کرے اس کا قتل کرنا جائز ہے اور شرح سیر کبیر میں اس کے قتل کے جواز پر بہت سی حدیثوں سے استدلال کیا۔"

۲۸/۱۵۔ فلوا علن (الذمی) بشتمه عليه الصلوٰة والسلام او اعتاده قتل ولو امراة به يفتی اليوم۔

(در منتقی۔ رد المحتار جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۴)

"یعنی پس اگر ذمی علی الاعلان حضور کو گالی دے یا اس گالی دینے کو عادت بنائے تو اس کو قتل کیا جائے گا اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہو آج کل اسی پر فتویٰ ہے۔"

۱۶/۲۹۔ امام محقق ابن الہمام نے ارقام فرمایا:۔

والذی عندی ان سبه صلی الله عليه وسلم او نسب ما لا ينبغی الی الله تعالیٰ ان كان مما لا يعتقدونه كنسبة الولد الی الله تعالیٰ وتقدس عن ذلك اذا اظهره يقتل به وينتقض عهده،

(فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۳۸۱۔ تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۱۴۹)

"یعنی میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر حضور کو سب بکا یا غیر مناسب چیز کو اللہ کی طرف منسوب کیا۔ اگر وہ ان کے معتقدات سے خارج ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت۔ جب ایسی چیزوں کو ظاہر کرے گا تو وہ اس وجہ سے قتل کیا جائے گا اور اس کا عہد ٹوٹ جائے گا۔"

۲۱/۳۰-۲۷ وفي الفتاوى من مذهب ابي حنيفة ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم يقتل ولا يقبل توبته سواء كان مؤمنا او كافرا و بهذا يظهر انه ينتقض عهده ويؤيده ما روى ابو يوسف عن حفص بن عبدالله بن عمر ان رجلا قال له سمعت راهبا سب النبي صلى الله عليه وسلم فقال له لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم العهود على هذا"۔

''یعنی مذہب ابی حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کیا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مقبول نہیں، برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر ہو، اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بوجہ سب نبی ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابو یوسف حضرت حفص سے راوی ہے کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ میں نے ایک راہب سے سنا کہ وہ حضور کو گالی دیتا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا اگر میں اس سے آقا کے حق میں گالی سنتا تو میں اسے قتل کر دیتا ہم نے ان ذمیوں کو اس بات پر عہد وامان نہ عطا کی۔ وہ سب بکتے رہیں۔'' (تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۱۹۱، فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۳۸۱)

گستاخ نبی پہ یہ فتویٰ کفر عام ہے۔ کسے باشد، زید، عمر، خالد، بکر، محمود، عالم، جاہل، مولوی، پیر، مدرس، بانی دارالعلوم، کثرت طلباء والا، کثرت مریدین والا جس سے بھی نبی کی بے ادبی، گستاخی وتنقیص تقریراً تحریراً صادر ہو وہ کافر ہے، مرتد ہے۔ دائرہ ایمان سے خارج ہے، واجب القتل ہے بعض لوگ اس شرعی فتویٰ کو اپنے گستاخ و بے ادب مولویوں سے ٹالتے ہیں یا توہینی عبارات کو سینہ زوری سے توہینی نہیں سمجھتے۔ یا صریح توہینی عبارتوں میں تاویلیں کرتے ہیں۔ لہٰذا آئمہ عظام کی بطور نمونہ چند عبارتیں پیش کرتا ہوں جن سے پتہ چلے گا کہ گزشتہ مسلمان اس فتویٰ میں تفریق نہ کرتے تھے بلکہ جن عالموں فقیہوں سے ایسے کلمات ایسی بکواس ظاہر ہوتی فوراً شرعی حکم نافذ کرتے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کن کن باتوں تک یہ فتویٰ تکفیر نافذ ہوا۔ آج کل ہر منہ پھٹ بکواس شان نبوت میں دن رات کلمات کفریہ بک دیتا ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے\
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اور آئمہ کی عبارات توہینی وتنقیصی کلمات کا نمونہ

۳۱/۱۸۔ قال الامام احمد کل من شتم النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اوتنقصہ مسلما کان اوکافرا فعلیہ القتل(1) و اری ان یقتل ولا یستتاب۔ (الصارم المسلول صفحہ ۵۲۵)

"امام احمد نے فرمایا ہر وہ شخص کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی، مسلمان ہو یا کافر اس کا قتل کرنا لازم ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے اور اس کی توبہ مقبول نہ ہو۔"

۳۲/۱۹۔ قال ابن القاسم عن مالک من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل و لم یستتب قال ابن القاسم اوشتمہ اوعابہ او تنقصہ فانہ یقتل کالزندیق وقد فرض اللہ توقیرہ۔

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

"ابن القاسم امام مالک سے راوی کہ آپ نے فرمایا جس نے حضور کو سب کیا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ نامقبول ہوگی۔ ابن قاسم نے فرمایا۔ حضور کو گالی دی یا عیب لگایا یا تنقیص کی بے شک وہ قتل کیا جائے گا زندیق کی طرح۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کی توقیر و تعظیم (ہم پر) فرض کی ہے۔"

۳۳/۲۰۔ وکذلک قال مالک فی روایۃ المدنیین عنہ من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او شتمہ او عابہ اوتنقصہ قتل مسلما کان اوکافرا ولا یستتاب۔

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

"یعنی اسی طرح فرمایا امام مالک نے بروایت مدنیین کہ جس نے حضور کو سب کیا یا آپ کو گالی دی عیب لگایا یا آپ کی تنقیص کی وہ قتل کیا جائے گا۔ مسلمان ہو یا کافر اور اس کی توبہ نامنظور ہے۔"

۳۴/۲۱۔ وروی ابن وھب عن مالک من قال ان رداء(2) النبی

---

1. اجراء ھذا الحکم علی ھولاء لا علی العوام نعم من سمع ماذنبہ من فم المسلمین تنقیصا فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فلم یصبر وقتلہ یکون ماجورا عنداللہ ورسولہ ۱۲ فیضی عفی عنہ

2. ویروی ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم وروی۔ بردہ، وسخ و اراد بہ عیبہ قتل[1]۔

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۲، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

"ابن وہب نے امام مالک سے روایت کی کہ فرمایا جس نے کہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی چادر (یہی حکم ہے حضور کے ہر کپڑے اور ہر عضو کا) میلی ہے اور اس سے حضور کے عیب کا ارادہ کیا وہ قتل کیا جائے گا۔" علامہ خفاجی حنفی نے فرمایا کہ اگر عیب کا ارادہ نہ ہو تب بھی۔

۳۵/۲۲۔ لاینبغی ذکر مثلہ وروایتہ عند العوام ولھذا افتی بعض علماء العصر فیمن قال انہ کان یدھن حتی کان ثیابہ ثیاب زیات بمع انہ مروی فی الشمائل۔ (نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

"اس جیسی چیزوں کا ذکر کرنا اور عوام کے سامنے ان کا روایت کرنا درست نہیں، اس لئے بعض علماء زمانہ نے اس شخص کے حق میں فتویٰ (کفر قتل) دیا کہ جس نے کہا کہ حضور اتنا تیل لگاتے تھے کہ ان کے کپڑے تیل کے کپڑوں کی طرح ہوتے باوجود اس کے کہ یہ حضور کے شمائل میں مروی ہے۔"

۳۶/۲۳۔ وکذلک ابوحنیفۃ واصحابہ فیمن تنقصہ اے نسب لہ صلی اللہ علیہ وسلم نقصا دون السب۔ن۔بشئی ینقصہ۔ق) او بری منہ (ای تبرا منہ بان قطع مودتہ ومحبتہ علیہ الصلوۃ والسلام) او کذبہ انہ مرتد وکذلک قال اصحاب الشافعی کل من تعرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما فیہ استھانۃ فھو کالسب الصریح فان الاستھانۃ بالنبی کفر۔ (الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷ وفی الشفاء و شرحہ حکی الطبری الی آخرہ۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۷۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۷۔ وروی الطبری مثلہ عن ابی حنیفہ واصحابہ الخ ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

"اور اسی طرح فرمایا امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب نے اس شخص کے بارہ میں جس نے حضور کی تنقیص کی کسی قسم کا نقص آپ کی طرف منسوب کیا یا (آپ کی مودت اور محبت سے) بری ہوا یا آپ کے کسی قول کی تکذیب کی کہ بے شک وہ مرتد ہے۔ اور اسی طرح

1۔ وکذا حکم ازارہ وسائر دثارہ وخمارہ واعضائہ واشارہ۔ شرح الشفا للقاری ۴۲ منہ

اصحاب شافعی نے فرمایا کہ ہر وہ کہ جس نے تعریضاً (اشارۃً) ایسی بات کی کہ جس میں حضور کی توہین ہے تو وہ سب صریح کی طرح ہے کیونکہ نبی کی توہین کفر ہے۔"

۳۷/۲۴۔ وفی المبسوط عن عثمان بن کنانۃ من شتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من المسلمین قتل او صلب حیا ولم یستتب والامام مخیر فی صلبہ حیا او قتلہ۔ (شفا شریف جلد ۲ ـ صفحہ ۲۰۸)

"مبسوط میں عثمان بن کنانہ سے مروی ہے کہ جس نے مسلمانوں سے حضور کو گالی دی وہ قتل کیا جائے گا یا زندہ سولی دیا جائے گا اور اس کی توبہ نامسموع ہوگی اور امام کو اس کی سولی دینے اور قتل کرنے میں اختیار ہے جو چاہے کرے۔"

۳۸/۲۵۔ وفی کتاب محمّد اخبرنا اصحاب مالک انہ قال من سب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم او غیرہ من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب۔ (شفا شریف جلد ۲ ـ صفحہ ۲۰۸)

"امام محمد کی کتاب میں ہے کہ ہمیں اصحاب امام مالک نے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضور کو یا کسی نبی کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر ہو وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا۔"

۳۹/۲۶۔ وقال اصبغ (المالکی الامام المعروف نسیم) یقتل علی کل حال اسر ذلک او اظہرہ ولا یستتاب لان توبتہ لا تعرف۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

"یعنی امام اصبغ مالکی نے فرمایا (وہ گستاخ نبی) بہر حال قتل کیا جائے گا چاہے اس گستاخی کو چھپائے یا ظاہر کرے۔ اس سے توبہ نہ طلب کی جائے کیونکہ اس کی توبہ غیر معتبر ہے۔"

۴۰/۲۷۔ وقال عبد اللّٰہ بن عبدالحکم (الفقیہ المصری ثقہ نسیم) من سب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من مسلم او کافر قتل ولم یستتب۔

"حضرت عبداللہ فقیہ مصری نے فرمایا کہ جس نے حضور کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا۔" (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

۴۱/۲۸۔ مذہب مالک و اصحابہ ان من قال فیہ ماقیہ تنقص قتل دون استتابۃ۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

"امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب اس شخص کے بارہ میں کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں وہ بات کی کہ جس میں نقص ہے بغیر طلب توبہ کے قتل کرنا ہے۔

اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے معتمد ترین ابن تیمیہ کی گواہی

۴۲/۲۹۔ وقد اتفقت نصوص العلماء من جميع الطوائف علی ان التنقص له كفر مبيح الدم۔ (الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷)

"ہر گروہ کے علماء کی نصوص اس پہ متفق ہیں کہ حضور کی تنقیص کفر ہے اور اس کے خون بہانے کو حلال کرنے والی ہے"۔

۴۳/۳۰۔ ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم او كافر فانه يجب قتله۔ (الصارم المسلول صفحہ ۳)

"مسلمان یا کافر جس نے بھی حضور کو سب بکا تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔"

۴۴/۳۱۔ ان جرم الطاعن علی الرسول صلى الله عليه وسلم الساب له اعظم من جرم المرتد۔ (الصارم المسلول صفحہ ۱۱۷)

"حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ طعنہ کرنے والے اور آپ کو سب کرنے والے کا جرم مرتد کے جرم سے بہت بڑا ہے۔"

۴۵/۳۲۔ قال الزركشي كالسبكي انه لا يجوز ان يقال له عليه الصلوٰة والسلام فقير او(1) مسكين وهو اغنى الناس بالله

(نسیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۳۳۶)

"امام زرکشی نے امام سبکی کی طرح فرمایا کہ یہ جائز نہیں کہ حضور ﷺ کو فقیر یا مسکین کہا جائے حالانکہ آپ بہت بڑے غنی ہیں۔"

۴۶/۳۳۔ روى ان ابا يوسف ذكر انه عليه الصلوٰة والسلام كان يحب الدباء فقال رجل انا ما احبها فحكم بارتداده۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۹ و مرہذا)

"امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ حضور کدو کو پسند فرماتے تھے۔ تو ایک

---

1. قال العارف الفاضل العلامه عبدالعزيز الفراروی. مسئلة من الاحاديث مايخفى عن بعض الناس وصفها ماكان على النبي صلى الله عليه وسلم من الفقر الاختياري والعيش والخشن وما اصابه من اذى الكفار سيما يوم احد ا ه. كوثر النبي صفحه ۵۸. ۱۲ منه

مردنے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اس پر امام ابو یوسف نے یہ حکم دیا کہ وہ مرتد ہوگیا۔

۳۴/۴۷۔ واحتج ابراهیم بن حسین بن خالد الفقیه فی مثل هذا (ای تنقصه علیه الصلوٰة والسلام ق) بقتل خالد بن ولید رضی الله عنه مالک بن نویرة لقوله عن النبی صلی الله علیه وسلّم صاحبکم۔ (شفاشریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۸)

"حضرت ابراہیم فقیہ نے (گستاخ نبی کے کفر وقتل پر) اس بات سے استدلال کیا کہ حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو محض اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمہارے صاحب کہا۔"

۳۵/۴۸۔ وافتی ابو الحسن قابسی (شیخ الحدیث الزاهد العابد صاحب التصانیف الجلیلة فی الفقه والاصول عدیم النظیر ۴۰۳ھ نسیم جلد ۴ صفحه ۳۴۲) فیمن قال فی النبی صلی الله علیه وسلّم الحمال یتیم ابی طالب بالقتل (لما فیه من الاستخفاف والتحقیر)

(نسیم جلد ۴ صفحہ ۳۴۲۔ شفاشریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

شیخ الحدیث امام زاہد عابد عدیم النظیر امام ابوالحسن قابسی نے اس شخص کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جس نے حضور کو حمال (بوجھ اٹھانے والا، کیونکہ حضور بازار سے خود سامان اٹھالاتے تھے) ابوطالب کا یتیم کہا کیونکہ اس میں استخفاف وتحقیر ہے)"

۳۶/۴۹۔ وافتی ابو محمد بن ابی زید بقتل رجل سمع قوما یتذاکرون صفة النبی صلی الله علیه وسلّم اذ مر بهم رجل قبیح الوجه واللحیة فقال لهم تریدون تعرفون صفته هی فی صفة هذا المار فی خلقه ولحیته قال ولا تقبل توبته وقد کذب لعنه الله ولیس یخرج من قلب سلیم الایمان۔ (شفاشریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

"امام ابو محمد بن ابی زید نے اس مرد کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جو اس قوم کی باتیں سننے لگا جو حضور کی صفت بیان کرتے تھے۔ اچانک ایک قبیح چہرے اور داڑھی والا ان پہ گذرا تو وہ مرد ان سے کہنے لگا کیا تم حضور کی صفت کی معرفت کا ارادہ رکھتے ہو۔ (انہوں نے کہا ہاں تو

اس مرد نے کہا) کہ حضور کی صفت (صورت) خلقت اور داڑھی اس گذرنے والے کی صفت میں ہے۔ نیز اسی امام نے فرمایا اس کی توبہ مقبول نہیں۔ اس لعنتی نے حضور کی سیرت کو گذرنے والے کی صورت کی طرح بتا کر جھوٹ بکا اور ایسی بات سالم الایمان کے دل سے نہیں نکل سکتی۔"

۳۸/ ۵۰۔ من قال ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان اسود یقتل۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

"جس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیاہ تھے وہ قتل کیا جائے گا۔"

۳۹/ ۵۱۔ ایک ظالم عشر وصول کرنے والے نے ایک مرد کو ستایا کہ ٹیکس دے اور کہا بے شک میرے ظلم کی شکایت حضور سے کر دینا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اگر سوال کیا ہے یا جاہل رہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی (بعض امور سے بے خبر) جاہل رہے اور انھوں نے بھی سوال کیا۔

اس پر امام ابو عبداللہ بن عتاب نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔" (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

۳۸/ ۵۲۔ فقہاء اندلس نے ابن حاتم فقیہ مولوی طلیطلی کے قتل کرنے اور اسے سولی دینے کا حکم دیا۔ اس لیے کہ اس نے مناظرہ کے دوران حضور کو یتیم کہا اور حیدر کا سسر کہا اور گمان کیا کہ

ان زھدہ لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

"حضور کا زہد اختیاری نہیں تھا بلکہ اضطراری تھا اور اگر طیبات پر قدرت رکھتے کھاتے۔"

اس سے اس ملعون کا ارادہ زہد حضور میں طعنہ کرنا تھا ورنہ حضور کو قدرت و طاقت تو تھی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارادہ کرتے اور چاہتے کہ مکہ کے پہاڑ سونا بن جائیں تو ہو جاتے۔

ھکذا قال القاری و الخفاجی الحنفیین۔ (نسیم ج ۴ صفحہ ۳۴۵)

۴۰/ ۵۳۔ ابراہیم فزاری ماہر علوم کثیرہ کو بھی گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے فقہا قیروان نے شرعی حکم کی وجہ سے سولی پر لٹکوایا اس کے پیٹ کو چھری سے چاک کرایا پھر اس کی نعش کو جلا دیا۔

مؤرخوں نے بیان کیا کہ لکڑی گھومی اور اس کا رخ قبلہ سے پھیر دیا۔ یہ سب کے لئے نشانی تھی تو سب نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فوراً کتا اس کے خون کو چاٹنے لگا۔ یحییٰ بن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے کہ کتا مسلمان کا خون نہیں چاٹے گا۔ (شفا شریف، جلد ۲، صفحہ ۲۱۰)

۴۱/ ۵۴۔ جس نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شکست دیئے گئے اسے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے

توخیر ورنہ وہ قتل کیا جائے گا۔" (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

۵۵/۳۲۔ وکذلک اقول حکم من غمصه اوعیره برعایة الغنم او السهو او النسیان او السحر او ما اصابه من جرح او هزیمة لبعض جیوشه او اذی من عدوه او شدة من زمنه او بالمیل الی نسائه فحکم هذا کله لمن قصد به نقصه القتل۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

"اور اس طرح اس کا حکم بھی قتل کرنا ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہنچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہنچی یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذاء یا شدت زمن کی وجہ سے یا ازواج مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا اور ان چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا۔"

۵۶/۳۳۔ من شتم ملکا او ابغضه فانه یصیر کافرا کما فی الانبیاء ومن ذکر الانبیاء او ملکا بالحقارة فانه یصیر کافرا۔

(تمہید ابو شکور سالمی صفحہ ۱۱۲)

"جس نے کسی فرشتہ کو گالی دی یا اس سے بغض رکھا، بے شک وہ کافر ہو جائے گا، جیسا کہ انبیاء کرام کے حق میں اس طرح کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ جس نے انبیاء یا فرشتہ کا ذکر حقارت سے کیا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ صاف و صریح گستاخانہ کلمات میں تاویل، ہیرا پھیری نامقبول ہے۔

۵۷/۳۴۔ ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔

صاف و صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔۲۱۰)
الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷، اکفار الملحدین للکشمیری صفحہ ۲۷۔ بحوالہ الحق المبین صفحہ ۱۲ السیدی وشیخی شیخ الحدیث رازی وقت حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دام فیضہ۔

۵۸/۳۵۔ هو مردود عند قواعد الشریعة۔

(شرح شفا للقاری جلد ۴ صفحہ ۳۴۳)

"یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف و صریح لفظ (توہین) میں تاویل کرنا مردود ہے۔"

۵۹/۳۶۔ لا یلتفت لمثله ویعد هذیانا۔ (نسیم الریاض للخفاجی الحنفی

جلد ۴۔ صفحہ ۳۴۳)

''یعنی صاف (توضیح) لفظ میں تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اس تاویل کو بکواس شمار کیا جاتا ہے۔''

۶۰/۴۷۔ والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر۔

''ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی۔'' (خیالی صفحہ ۱۲۸ مع حاشیہ لشمس الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ وعبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ

۶۱/۴۸۔ وھکذا قال شیخ الصوفیۃ الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۳۸ھ، (الفتوحات المکیہ جلد ۲ صفحہ ۸۵)

۶۲/۴۹۔ ان التاویل فی القطعیات لا یمنع الکفر۔

(اتحاف جلد ۲ صفحہ ۳۱ الوزیر یمانی)

''قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی۔''

۶۳/۵۰۔ التاویل فی ضروریات الدین لا یقبل ویکفر المتاول فیھا۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۵۷ للکشمیری وھو متھم)

''ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا۔''

۶۴/۵۱۔ التاویل الفاسد کالکفر۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۹۱)

''فاسد تاویل کفر کی طرح ہے۔''

۶۵/۵۲۔ المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ (اکفار الملحدین۔ صفحہ ۷۳)

''یعنی حکم کفر کا دارومدار ظواہر پر ہوتا ہے۔ یہاں نہ نیت وارادہ درکار ہے اور نہ قرائن حال کا اعتبار۔''

۶۶/۵۳۔ وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔ (اکفار الملحدین۔ صفحہ ۱۷)

''علماء نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر ہے اگر چہ توہین کا ارادہ نہ ہو۔''

۶۷/۵۴۔ قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ

من پیغام می برم یکفر۔(فصول عمادیہ)

''جس نے کہا میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہا میں پیغمبر ہوں اور اس سے ارادہ یہ کرے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں وہ کافر ہے۔''

(فتاویٰ خلاصہ۔جامع الفصولین۔فتاویٰ ہندیہ(واللفظ للاول' تمہید الایمان شریف لسید نا اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۷)

۵۵ / ۹۸۔امام احمد بن سلیمان سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص نے کہا ہے فعل اللہ برسول اللہ کذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ سے ایسے ایسے کیا۔برا کلام ذکر کیا تو اس کو ڈانٹا گیا کہ کیا کہتا ہے،پھر اس نے پہلے سے بھی سخت کلام کیا اور کہا میں نے رسول اللہ سے مراد بچھو لیا تھا کیونکہ وہ لغوی معنی سے'' اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔''ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔علامہ امام احمد نے فرمایا تو اس گواہی پر قائم رہ میں اس کو قتل کرنے اور اس کے ثواب میں تیرا شریک ہوں۔حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ صریح لفظ میں ہیرا پھیری نہیں سنی جاتی بلکہ ظاہر پر حکم لگے گا''۔

اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب

اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے،ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔

في المواقف لا يكفر اهل القبلة الا فيما فيه انكار ما علم مجيئه بالضرورة او المجمع عليه كاستحلال المحرمات اھ۔ولا يخفى ان المراد بقول علمائنا لا يجوز تكفير اهل القبلة بذنب ليس مجرد التوجه الى القبلة فان الغلاة من الروافض الذين يدعون ان جبريل عليه الصلوٰة والسلام غلط في الوحي فان الله تعالى ارسله الى علي رضي الله تعالىٰ عنه و بعضهم قالوا انه اله وان صلوا الى القبلة ليس بمؤمنين وهذا هو المراد بقوله صلى الله عليه وسلم من صلى صلوتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلك مسلم اھ

''یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں

کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں، یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے، جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے" یعنی جب تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔

مختصر شرح فقہ اکبر لعلی القاری صفحہ ۱۹۹ والتفصیل فی التمہید للمجدد والبریلوی صفحہ ۲۸، ۲۹، ۴۷، ۳۷، ۲۸، ۲۹۔

"نبی کی توہین و گستاخی کا کفر ہونا ایسا اجماعی مسئلہ ہے کہ جس کی تقریباً ستّا عبارات اس فصل کے اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔ لہٰذا گستاخ نبی قبلہ کی طرف رخ کرنے سے کفر و قتل سے نہ بچ سکے گا کیونکہ وہ اصطلاح آئمہ میں اہل قبلہ ہی نہیں۔

۹۹ وجہ کفر کی اور ایک اسلام کی، اس کے مطلب کی وضاحت

فقہاء کرام کے اس ارشاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی تو وہ مسلمان ہوگا، ورنہ یہود و نصاریٰ تو جے بھاری مسلمان ٹھہریں، کیونکہ ایک بات (بلکہ کئی باتیں) ان کی تو ضرور اسلامی ہے، وجود خدا کے قائل ہیں۔ بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت، حشر، حساب و ثواب و عذاب وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔ فقہاء کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو کفر صریح نہ ہو۔ اسے کافر نہ کہیں گے (شرح فقہ اکبر، صفحہ ۱۹۹)۔ لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو، اس میں تو تاویل غیر مقبول ہے۔ کما مر نیز توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے۔ نیت کا عذر قابل قبول نہیں ہوتا۔ جیسا نمبر ۶۳ وغیرہ کی عبارات میں گذرا۔

خلاصہ کلام۔ اس باب کی آیات و احادیث و اقوال و فتاویٰ آئمہ، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد وغیرہم فقہاء سے یہ بات روشن ہو چکی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادنیٰ تکلیف سے قلیل توہین، تنقیص، گستاخی، بے ادبی کفر ہے، ارتداد ہے، توہین کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے۔ اس کے لئے دارین کی لعنت و عذاب ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس شرعی فتویٰ میں عالم اور غیر عالم کا فرق نہیں، سب کو شامل ہے اگرچہ کوئی کتنا بڑا عالم کہلاتا ہو۔ توہین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

سے اس کی سب عبادتیں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، پڑھنا پڑھانا سب بے کار ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صریح صاف توہین اور بے ادبی کی عبارتوں میں ہیرا پھیری نہیں ہو سکتی تاویل نہیں ہو سکتی اور نہ وہ تاویل سنی جائے گی جو گستاخ بارگاہ نبوت و الوہیت جہنم رسید ہو چکے ہیں وہ تو جہنم میں پہنچ چکے۔ جو اس زمانہ کے برائے نام مسلمان منہ پھٹ، بے باک، نڈر، گستاخ و بے ادب ہیں۔ وہ اس بے ادبی کا انجام سوچیں اور نبی کی گستاخی سے باز آئیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم بطفیل نبی رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم مجھے اور میرے متعلقین کو بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی ساری امت کو اپنی اور اپنے حبیب پاک کی بے ادبی سے بچائے، ادب اور تعظیم کی توفیق عطا فرمادے اور ہمارے قلوب کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب کی محبت سے مالا مال فرمادے اور ہمارا خاتمہ ایمان(1) پر ہو۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیک

1۔ وینبغی التعوذ بهذا الدعاء صباحا ومساء (قال الشامی لم ار فی الحدیث ذکر صباحا ومساء بل فیه ذکر ثلاثا) فانه سبب العصمة من الکفر بوعد الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم "اللهم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم انک انت علام الغیوب". (درمختار) وقال الشامی رواہ الحکیم الترمذی فی النوادر ورواہ نحوہ احمد والطبرانی۔ (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۹۶۔ ۴۰۳ منہ)

باب چہارم

رحمۃ للعالمین۔نذیر للعالمین۔شفیع المذنبین،سید المرسلین،محبوب خدا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محبت کے لزوم اور فوائد کا بیان۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہر مسلمان پر ضروری ہے،لازمی ہے،فرض ہے بلکہ حضور کی محبت اصل ایمان ہے،روح وجان ایمان واسلام ہے،یہ ہے تو ایمان ہے ورنہ ایمان ہی نہیں۔

علامہ امام قسطلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا۔

اعلم ان المحبة (اللام عوض عن المضاف اليه اى محبة المصطفى عليه التحية والسلام والثنا.زرقاني) كما قال صاحب المدارج (اى مدارج السالكين اسم لشرح ابن القيم على كتاب منازل السائرين لشيخ الاسلام عبدالله بن محمد بن على الانصارى المتوفى ۴۸۱ھ زرقاني) هى المنزلة (الرتبة العلية) التى يتنافس فيها المتنافسون واليها يشخص العاملون والى علمها شمر السابقون وعليها تفانى المحبون وبروح نسيمها تروح العابدون فهى قوت القلوب وغذاء الارواح وقرة العيون وهى الحياة التى من حرمها فهو جملة الاموات والنور الذى من فقده ففى بحار الظلمات والشفا الذى من عدمه حلت بقلبه جميع الاسقام واللذة التى من لم يظفر بها فعيشه كله هموم وآلام وهى روح الايمان والاعمال والمقامات والاحوال التى متى خلت (تلك الاربعة زرقاني) منها فهى كالجسد الذى لا روح فيها تحمل اثقال السائرين الى بلد لم يكونوا الا بشق الانفس بالغيه وتوصلهم الى منازل لم يكونوا بدونها ابدا واصليها وتبوءهم من مقاعد الصدق الى مقامات لم يكونوا لولا هى داخليها (وفيه تلميح لمعنى ان المتقين فى جنات ونهر فى مقعد صدق والتقوى بالايمان لا تكون الامع محبة الرسول. زرقاني) وهى مطايا القوم التى سراهم فى ظهورها دائما الى

المحبيب وطريق هم الاقوم الذى يبلغهم الىٰ منازلهم الاولىٰ (التى
كانوا بها فى صلب آدم وهى الجنة)من قريب(بدون عذاب قبل
دخولها للمحبة) تاللّٰه لقد ذهب اهلها (المحبة) بشرف الدنيا
والآخرة اذ لهم من معية محبوبهم (المشار لها بقوله انت مع من
احببت) اوفر نصيب۔الخ

''یعنی یقین کر کہ بے شک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج
السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے میں سبقت سے حاصل کرتے ہیں سبقت
سے حاصل کرنے والے اور اس کے حاصل کرنے میں عاملین مجتہدین اپنی نظریں اٹھاتے ہیں اور اس
کی معرفت کے لئے سابقین کوشش کرتے ہیں اور اسی حب مصطفےٰ کے عالی رتبہ کو حاصل کرنے میں
عشاقان سید عالم ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں اور اسی حب نبوی کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ
راحت پاتے ہیں تو یہ حب سید عالم دلوں کی خوراک وطعام ہے اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی
ٹھنڈک ہے۔ اور یہ حب محبوب خدا وہ حیات ہے جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے اور یہ وہ
نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے۔ تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے اور یہ وہ
شفا ہے جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اسکے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہو گئیں اور یہ وہ لذت ہے جو
اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غموں اور دردوں والا ہوا اور یہ حب حبیب خدا ایمان اعمال (صالحہ)
مقامات (علیا) حالات (رفیعہ) کی وہ روح ہے جب یہ چاروں اس حب نبی سے خالی ہوں تو یہ
چاروں چیزیں اس جسد کی طرح ہیں کہ جس میں روح نہ ہو۔ یہ حب سرکار مدینہ بلد محبوب حقیقی کی طرف
سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفسوں کے نہ پہنچ سکتے اور یہ حب نبی ان کو
ایسے منازل عالیہ و مقامات رفیعہ تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ
پہنچ سکتے اور یہ حب محبوب خدا ان کو ملیک مقتدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے ایسے مقامات میں
بٹھاتی ہے کہ وہ واصلین حضرت الوہیت اس حب حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کبھی اس میں داخل
نہ ہو سکتے اور یہ حب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو واصلین الی اللہ کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور
اور نورانیت میں رات کے اول اور درمیانے اور آخری حصہ میں ہمیشہ محبوب حقیقی کے میدان قرب میں
سیر کراتی ہے اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں عنقریب بغیر دخول عذاب کے
پہنچا دے گا اللہ کی قسم محبین و عشاقان سید عالم دارین کا شرف لے گئے اس لئے کہ ان کو حب حبیب خدا

کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا (اگرچہ بظاہر دور ہیں بباطن ہر وقت پیش حضور ہیں)(المواہب اللدنیہ مقصد سابع فصل اول۔ زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۸۰، ۲۸۱)

اللّٰھم ارزقنا حب حبیبک بحرمۃ حبیبک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم۔

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفٰے ۔۔۔ اور جز ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا

لم یخلق الرحمن آدم والذی ۔۔۔ من نسلہ الا لحب محمد

نبی کی محبت بڑی چیز ہے ۔۔۔ خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

شراب عشق احمد کی عجب پر کیف مستی ہے

کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠ (۱)(توبہ)

”اے نبی! تم فرما دو کہ اے لوگو اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالٰی بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہ الٰہی سے مردود ہے۔ اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے۔ (والعیاذ باللہ تعالٰی)

۱۔ قال القاضی عیاض بعد نقل ھذہ الآیۃ "فکفی بھذا حضا وتنبیھا ودلالۃ وحجۃ علی الزام محبتہ ووجوب فرضھا او عظم خطرھا (ای قدرھا فالعظیم۔ نسیم) واستحقاقہ لھا صلی اللہ علیہ وسلم اذ قرع تعالٰی من کان مالہ واھلہ وولدہ احب الیہ من اللہ و رسولہ و اوعدھم بقولہ تعالٰی فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ثم فسقھم بتمام الآیۃ واعلمھم انھم ممن ضل ولم یھدہ اللہ"۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ باب ۲ قسم ۲) ۱۲ منہ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ۔

"قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان جس کے یدِ قدرت میں ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷ وایضاً رواہ احمد فی مسندہ والنسائی الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ عن الزیادات و ابویعلیٰ فی مسندہ وابوداؤد وایضاً کنز العمال طبع جدید جلد ۱ صفحہ ۳۱، ۳۲۔ حدیث ۷۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔" (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷ متفق علیہ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲ وفی روایت مسلم بتقدیم ولدہ علی والدہ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۹ ورواہ احمد فی مسندہ والشیخان والنسائی وابن ماجہ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۰۳، کنز العمال طبع جدید دکن صفحہ ۱۳۱ حدیث ۷۰، جلد ۱، الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۳۵۱۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ وفی روایت مسلم عن انس)۔

لا یؤمن عبد و فی حدیث عبد الوارث الرجل حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین۔

"(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کوئی عبد کوئی مرد مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے اہل (گھر والوں) سے اور اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔"

(صحیح مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۴۹)

اس حدیث نے بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز کسی کو رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ ثابت ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہے۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثلث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللّٰہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للّٰہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النّار۔

" تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی چاشنی کو پایا یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے اسے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ کسی مرد سے محض اللہ ہی کے لئے محبت رکھے اور یہ کہ کفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند جانتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۔۸، وجلد ۲ صفحہ ۸۹۲ متفق علیہ۔ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۹۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۔ والیضا رواہ احمد فی مسندہ والترمذی والنسائی وابن ماجۃ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۔ وسمویہ والطبرانی فی الکبیر۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۲۔ حدیث ۷۲)

۴۔ ابو رزین العقیلی (اسم لقیط صحابی مشہور تقریب جلد ۲ صفحہ ۱۳۸) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایمان کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان تشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ و رسولہ وان یکون اللّٰہ ورسولہ احب الیک مما سواھما وان تحترق بالنار احب الیک من ان تشرک باللّٰہ وان تحب ذا نسب لا تحبہ الا للّٰہ فاذا کنت کذلک فقد دخل حب الایمان فی قلبک کما دخل حب الماء للظمآن فی الیوم القائظ۔

(رواہ الامام احمد فی مسندہ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۸، ۲۹، ۳۹)

" یہ کہ گواہی دے تو اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے عبد (مقدس) اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ تجھے آگ میں جلنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کفر و) شرک کرنے سے زیادہ پسند ہو اور یہ کہ تو کسی نسب والے سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے جب تو اس طرح ہو تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہوگی جیسے سخت گرمی کے دن میں پیاسے کے لئے (دل میں) پانی کی محبت داخل ہوتی ہے۔"

۵۔ فاطمہ بنت عتبہ سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

واللہ لا یکون احدکم مؤمنا حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ۔ "اللہ کی قسم تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔" (رواہ الحاکم فی مستدرکہ۔ کنزالعمال جلد ۱ صفحہ ۳۴ طبع جدید۔ حدیث ۹۱)

۶۔ عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ

(رواہ الامام احمد فی مسندہ۔ کنزالعمال طبع جدید جلد ۱ صفحہ ۳۳۔ حدیث ۹۲)

"تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔"

۷۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ واھلی احب الیہ من اھلہ وعترتی احب الیہ من عترتہ و ذریتی احب الیہ من ذریتہ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان۔ کنزالعمال جلد ۱ صفحہ ۳۳۔ حدیث ۹۳)

"تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور جب تک میرا کنبہ اسے اپنے کنبہ سے زیادہ پیارا نہ ہو اور جب تک میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو اور جب تک میری نسل اسے اپنی نسل سے زیادہ پیاری نہ ہو۔"

۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا:۔

لن یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ رواہ البخاری شرح الشفا القاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۶)

"تم میں سے ہرگز کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کی ذات سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔"

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

زر غبا تزدد حبا(۱) ''چند دن کے بعد زیارت کر محبت بڑھے۔''

رواہ الامام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسانید امام اعظم طبع دکن جلد ۱ صفحہ ۹۷ و جلد ۲ صفحہ ۳۲۹ و رواہ البزار والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی شعب الایمان عنہ۔ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷، الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

۱۰۔ و رواہ البزار والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ذر رضی اللہ عنہ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷، الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

۱۱۔ و رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی مستدرک عن حبیب بن مسلمہ الفہری الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

۱۲۔ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عمرو الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

۱۳۔ والطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

۱۴۔ و رواہ الخطیب فی التاریخ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷، الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ ازدیاد محبت کا حکم فرمایا ہے اور اس کی ترکیب بھی خود بیان فرمائی ہے''۔

۱۵۔ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا عرض کی یارسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ حضور نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ عرض کی میں نے تو اس کے لئے نہ زیادہ نمازیں تیار کی ہیں اور نہ زیادہ روزے اور نہ زیادہ صدقہ۔ ولکنی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۱۱۔ ۱۰۵۹ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ صحیح مسلم جلد ۲)

''ہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضور نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

۱۶۔ حضرت صفوان ہجرت کر کے حضور کے پاس پہنچے۔ عرض کی یارسول اللہ اپنا ہاتھ دیں، میں آپ سے بیعت ہوتا ہوں۔ صفوان نے کہا کہ حضور نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا، میں نے عرض کی یارسول اللہ۔

انی احبک (قال) المرء مع من احب۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ رواہ الترمذی والنسائی شرح الشفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۲۸)

1۔ معنی حدیث از زبان مولانا محمد فخر الدین دہلوی چشتی حنفی مرشد قبلہ، عالم رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی زیارت کن در جانے کہ غائب ہستی''۔ (فخر الطالبین صفحہ ۲)

"میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا محب محبوب کے ساتھ ہوگا۔"

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا کے ساتھ ہوں گے۔

۱۷۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من احبنی کان معی فی الجنۃ۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۷ و رواہ الاصفہانی فی ترغیبہ واخرجا القاضی عیاض۔ شرح شفا القاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

"جسے میرے ساتھ محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"

۱۸۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اھل بیتہ وقراءۃ القران۔

"اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو۔"

۱۔ اپنے نبی کی محبت۔ ۲۔ اہل بیت نبی کی محبت۔ ۳۔ تلاوت قرآن۔

(رواہ ابونصر الشیر ازی فی فوائدہ، والدیلمی فی مسند الفردوس وابن النجار جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۴)

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

المرء مع من احب۔

(رواہ البخاری فی صحیحہ کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ جلد ۲ صفحہ ۹۱۱)

"محب محبوب کے ساتھ ہوگا۔"

نیز حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرد حضور کی بارگاہ میں آیا پس عرض کی، یارسول اللہ آپ اس شخص کے حق میں کس طرح فرماتے ہیں کہ جس نے کسی قوم کو محبوب جانا لیکن (عمل وفضیلت میں) ان سے نہ مل سکا حضور نے فرمایا:۔

المرء مع من احب۔ (صحیح بخاری جلد ۲۔ صفحہ ۹۱۱)

"محب محبوب کے ساتھ ہوگا۔"

احب الصالحین ولست منھم لعل اللہ یرزقنی صلاحا

گرچہ من ناپاکم بستم دل بپاکاں بستہ ام

۲۰۔حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں جو ایک قوم کو محبوب رکھتا ہے اور اعمال میں ان سے ملا ہوا نہیں۔آپ نے فرمایا:۔

المرء مع من احب۔

''ہر مرد اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

(صحیح بخاری جلد ۲۔صفحہ ۹۱۱)وفی الجامع الصغیر(جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)المرء مع من احب رواہ احمد والشیخان وابو داؤد و الترمذی۔ والنسائی عن انس وفی ، تحسین عن ابن مسعود شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۴۸ وروی ھذااللفظ (یعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلّم المرء مع من احب۔ (نسیم) عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۲۱/ ۲۲۔عبد اللہ بن مسعود وابو موسیٰ وانس رضی اللہ تعالیٰ عنھم وعن ابی ذر بمعناہ(شفا شریف جلد ۲۔صفحہ ۱۲۔وشرح للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۳۴۸)

۲۳۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم اخذ بید حسن وحسین فقال من احبنی واحب ھذین وابا ھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ۔

''حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کو مجھ سے محبت ہے اور ان دو اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت ہے وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔''

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹ طبع قدیم مصر رواہ الترمذی شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۹۔ رواہ احمد والترمذی عن علی۔کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۸۹ والظر الی عنہ صفحہ ۵۰۳۔

۲۴/ ۲۵۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ لانت احب الی من اھلی و مالی و انی لاذکرک فما اصبر حتی اجئی فانظر الیک وانی ذکرت موتی و موتک فعرفت انک اذا دخلت الجنۃ رفعت مع النبیین وان دخلتھا لا اراک فانزل

اللہ تعالیٰ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ فدعا به فقرأها عليه. (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶۔۱۷، رواہ الطبرانی وابن مردویہ۔ شرح الشفا القاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۹)

''یعنی بے شک ایک مرد (۱) نبی ﷺ کے پاس آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ پیارے ہیں، بے شک میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ سے نہیں رہا جاتا۔ تو آ کے آپ کی زیارت کرتا ہوں، اور میں (جب) اپنی موت اور آپ کی پردہ پوشی کو یاد کرتا ہوں، پس یہ سوچتا ہوں کہ آپ جب بہشت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام میں ہوں گے، اگر میں بہشت میں داخل ہوا بھی تو آپ کو نہ دیکھوں گا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ'' جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ کا انعام ہے وہ انعام والے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کی رفاقت کتنی ہی اچھی ہے'' حضور نے اس کو بلایا اور یہ آیت (تسلی کے لئے) پڑھ کر سنائی۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ تفسیر قرطبی جلد ۵، صفحہ ۲۷۱ میں ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ کا وصال ہو گیا تو اس عاشق نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! اسے اندھا کر دے تا کہ وہ دنیا میں حضور کے سوا اور تو کسی کو نہ دیکھے تو وہ فوراً اسی وقت نابینا ہو گیا۔

(نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

بسرت کہ جز سر زلف تو بسرم سرے دگرے نہ شد ۔۔۔ بدرت کہ جز در کوئے تو بدر دگر گذرے نہ شد

بخلند و ستے کہ خم در گردن یارے نہ شد ۔۔۔ کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

بایار بہ گلزار شدم رہ گذری ۔۔۔ برگل نظر فگندم از بے خبری

دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا ۔۔۔ رخسار من ایں جاست تو در گل نگری

۲۶۔ وفي حديث آخر كان رجل عند النبي صلى الله عليه وسلم ينظر اليه لايطرف فقال ما بالك قال بابي انت وامي اتمتع من النظر اليك فاذا كان يوم القيامة رفعك الله بتفضيله فانزل الله الآية ۔(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷)

۱۔ امام بغوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا وہ حضور کا غلام ثوبان تھا اور بعض نے کہا وہ عبداللہ بن زید تھا۔ شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۳۴۹۔۳۵۰

"یعنی ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی مرد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں آپ کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہا تھا پلک جھپکنے کے برابر بھی ادھر ادھر نہ دیکھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا کیا حال ہے کہا میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کو فضیلت دیتے ہوئے اعلیٰ درجہ میں رکھے گا (تو اس وقت دیدار سے محروم ہوں گا) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ والی آیت اتاری۔"

۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:۔

من اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی یود احدھم لو رآنی باھلہ ومالہ۔

(ومثلہ عن ابی ذر۔ اخرجہ القاضی عیاض فی الشفا جلد ۲، صفحہ ۱۷)

"میری پردہ پوشی کے بعد میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو میرے ساتھ سخت محبت رکھنے والے ہوں گے ان میں ہر ایک یہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ اپنے اہل وعیال فدا وقربان کر کے مجھے دیکھ لیتا۔"

۲۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ (شفا جلد ۲ صفحہ ۱۷)

۲۹۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خدا کی تمام مخلوق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ پیارا کوئی نہیں۔ (شفا جلد ۲ صفحہ ۱۷۔۱۸)

۳۰۔ خالد بن معدان کی لڑکی حضرت عبدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

ما کان یاوی الی فراش الا وھو یذکر من شوقہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم والی اصحابہ من المھاجرین والانصار یسمیھم ویقول ھم اصلی وفصلی والیھم یحن قلبی طال شوقی الیھم فعجل رب قبضی الیک (۱) حتی یغلبہ النوم۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

۱۔ عجل موتی حتی القاھم۔ شرح للقاری جلد ۳ صفحہ ۵۲۔۳۰۔۱۴ منہ

"یعنی میرے والد حضرت خالد بچھونے پر نہ لیٹتے مگر وہ شوق و محبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک کا نام لے کر ذکر کرتے رہتے اور فرماتے وہ اصول دین میں میری اصل ہیں اور فرع مجتہدین میں میری فرع ہیں یا وہ میرا حسب و نسب ہیں۔ میرا دل انہیں کا مشتاق ہے، ان کی ملاقات و دیدار کا شوق لمبا ہو چکا۔ اے اللہ! مجھے جلدی دنیا سے اٹھا لے! بس یہی کہتے کہتے ان کو نیند آ جاتی۔"

گیا رول رلول وچ روہی راوے نہ یار ملدا نہ موت آوے

نیز سلطان العاشقین غواص بحر توحید غیط اہل تجرید حضرت خواجہ غلام فرید ادام المجید فی لقاء الحمید فرماتے ہیں

گئے وقت ویلے یار و بھلیرے ڈو کھڑے ڈو گھی تے کیتے وہیرے

شالا ڈہاڑے تھیوم تھلیرے پاڑے گنداروں تھکیں دے گھرو ے

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد مکرم حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ معلی میں عرض کی۔

والذی بعثک بالحق لاسلام ابی طالب(1) کان اقر بعینی من

1۔ ابوطالب کے متعلق علماء و ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں بعض ان کے کفر کے قائل ہیں اور بعض ان کے ایمان و اسلام کے قائل ہیں یا قبل از وفات آخر وقت میں وہ مسلمان ہوئے یا زندگی تو کفر پر ہوئی بعدہ حضور نے ان کو زندہ کر کے دولت ایمان و اسلام سے مشرف فرمایا۔ جیسا کہ امام قرطبی نے تذکرہ میں اور امام شعرانی نے مختصر تذکرہ قرطبی میں اس کی تصریح کی ہے اور اختیار ملوخیاد شیخ محقق میں ہے نیز تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۳۷۴ تحت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ وفی تفسیر سورۃ توبہ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۵۰۰ تحت اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ (توبہ) وھی ھذہ آیتی وتفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱ تحت آیت وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ۱۲ مدہ ۶۰ باختصار ترجمہ میں ہے اور امام سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ نے تو اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔ اسنی المطالب فی نجات ابی طالب وغیرہ یہ حضرات احادیث کفر کو قبل از اسلام پر محمول کرتے ہیں اور یہاں حضرت صدیق کا قول بھی قبل از اسلام پر محمول ہوگا۔

باقی رہی آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ تو یہ ابوطالب کے کفر پر دلالت کرتی ہے (کما قال الرازی فی تفسیرہ ومفاتیح الغیب) اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار ہدایت نہ ہونے کی نفی پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (شوریٰ) اور اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے (...) وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (سجدہ: ۲۴)۔ يُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراہیم: ۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح: ۱۰) انا واحد مسعود کم (حدیث) وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ (اعراف: ۱۵۹) وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ (اعراف: ۱۸۱) وغیر ذلک من الآیات وَاِنَّكَ لَا تَهْدِيْ کا یہ ترجمہ جماعت کی غلط ہے کہ تم ہدایت نہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسلامه وذلک ان اسلام ابی طالب کان اقر لعینک۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸) رواہ ابن عساکر فی تاریخہ۔ واحمد وابن اسحٰق وابو حاتم شرح الشفا

(بقیہ صفحہ گزشتہ) دے سکتے۔ و ہو وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ ۲۵۸) وغیرہ وذلک مثلہ۔ تو بہر بھی یہی ہے کہ "اللہ قوم ظالمین کو ہدایت نہیں دے سکتا"۔ کیونکہ حضور کے حق میں لا تہدی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں لا یہدی ہے دراصل بات یہ ہے کہ رضا اور مشیت میں فرق ہے یعنی پسندیدگی اور ارادہ میں فرق ہے۔ ہدایت دینا مشیت پر موقوف ہے نہ کہ حب و رضا پر جس طرح حضور کو ابو طالب کا ایمان و اسلام پسند تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں کا اسلام پسند ہے نہ کہ کفر کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ (زمر: ۷) یہی وجہ ہے کہ یوں فرمایا: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کا ثبوت مشیت سے بیان فرمایا اور لا تہدی کو احببت سے۔ اس طرح نہ فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور یوں بھی نہ فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّحِبُّ۔ حضور کی مشیت چونکہ مشیت ایزدی کے تابع ہے۔ لہٰذا جہاں وہ ہدایت نہیں چاہتا وہاں حضور بھی ہدایت نہیں چاہتے۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں سے اسلام پسند ہے اور حضور کو بھی ان کا اسلام پسند ہے لیکن ہدایت کا ملنا پسندیدگی پر نہیں بلکہ وہ مشیت پر ہوتا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ حضور کسی کی ہدایت چاہیں اور حضور کا چاہا پورا نہ ہو اور وہ ہدایت یافتہ نہ ہو۔ لقولہ تعالیٰ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (ای محمد صلی اللہ علیک وسلم) وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ولقول ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا "ما اری ربک الا یسارع فی ہواک"۔ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ وقال الامام السبکی فی شفاء السقام صفحہ ۱۷۸ تحت آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ ولیس علیک خلق ہدایتہ اھ (نطلق (لفظ الہدایۃ) علی خلق الاہتداء وہو التوفیق وذلک مختص باللہ ولذا قال اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۷۲) آیت کی یہ توجیہ علماء کرام کے ارشادات عالیہ کے مطابق ہے اور عرفاء عظام کچھ اور ہی ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ کہ میں نے آقائے نعمت صدر نشین سلطان العارفین امام الواصلین غرق بحر مشاہدہ حضرت سیدی خواجہ غلام حسین دام رضاہ علی الامۃ سجادہ نشین بارگاہ عالیہ فیضیہ شاہ جمالیہ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد کریم مجمع البحرین جامع الطریقین قطب وقت غوث زمانہ محقق یگانہ عاشق رسول عارف مقبول حضرت قبلہ سیدنا و مولانا فیض محمد شاہ جمالی قدس سرہ العالی مجھے فلاں (جس کا نام فقیر فیضی کو بھول گیا) علمی کتاب پڑھا رہے تھے۔ اس میں ہدایت کا مسئلہ چلا آپ نے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ کا مطلب عرفاء کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی ہدایت کو اپنی ہدایت بتا رہا ہے یعنی اے محبوب جس کو آپ ہدایت دیتے ہیں آپ نہیں دیتے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے آپ کا ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا ہے۔ فرمایا یہ آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى کی طرح ہے۔ وہاں رمی سید عالم کو اپنی رمی کہا گیا۔ یہاں ان کی ہدایت کو اپنی ہدایت۔ خلاصہ یہ کہ حضور ایسے فانی اللہ کے مقام میں ہیں کہ دونوں کی رمی و ہدایت میں یک جہتی و اتحاد ہے۔ وہاں مَا رَمَيْتَ یہاں لَا تَهْدِيْ۔ وہاں اِذْ رَمَيْتَ یہاں مَنْ اَحْبَبْتَ وہاں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى، یہاں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فتم رایتہ محمود فی جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۴۳۔ للنبہانی قدس سرہ النورانی ملتقطہ منہ (وقال القاری فی المرقات جلد ۵ صفحہ ۴۴ باب فضائل سید المرسلین فصل اول نحوہ اخطر وعبارتہ فی الملحقہ) لیکن یہ خیال رہے کہ علماء ظاہر و علماء باطن کے دونوں جوابوں کا خلط ملط نہ ہو۔ خصوصاً اقتدا حسب پر۔ کیونکہ یہ قانون ہے لا مناقشۃ فی الاصطلاح اور محقق علماء اہل سنت ابو طالب کے معاملہ کو سر بستہ سمجھتے ہوئے توقف کرتے ہیں۔ کما قال الشیخ المحقق فی مدارج النبوۃ ۲۰ کتبہ محمد منظور احمد فیضی بقلمہ۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ ابوطالب کے اسلام لانے میں میری آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ تھی بہ نسبت میرے باپ کے اسلام لانے میں اور یہ اس لئے کہ ابوطالب کے اسلام لانے میں آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ ہے۔"

علامہ خفاجی رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح مکہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو پکڑ کر (کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے) حضور کی بارگاہ میں پیش کیا حضرت ابوبکر سے حضور نے فرمایا اس شیخ کو اپنے گھر رہنے دیتے میں خود وہاں آ جاتا حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ یہ (والد صاحب) اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ چل کر آپ کے پاس آئیں تو حضور نے ان کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا پھر ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مسلمان ہو جا تو وہ مسلمان ہو گئے جب حضور نے ابوبکر کے والد کے اسلام لانے پر خوشی کا اظہار فرمایا، اس پر حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ اگر ابوطالب اسلام لاتے تو مجھے اپنے والد کے اسلام لانے سے زیادہ خوشی تھی۔ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

۳۲۔ اس سے حضرت ابوبکر کے دل میں محبوب خدا کی کمال محبت ثابت ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا الامام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فرمایا۔ یہی تعظیم و محبت و جاں نثاری و پروانہ واری شمع رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں بعد انبیاء مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و علیہم اجمعین وسلم تمام جہان پر تفوق ہے جس نے صدیق اکبر کو ان کے بعد تمام عالم تمام خلق اللہ تمام اولیاء تمام عرفاء سے افضل و

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

ضمیر

(انک لاتہدی)

(۱) وقال القاری فی المرقات جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الاول ملخصاً ومعیماً کلام الطیبی۔

فقد یسند الهدایة الیه صلی اللہ علیه وسلم نظرا الی کونه من سبب الهدایة ومنه قوله سبحانه ، وانک لتهدی - ونفی عنه اخری نظرا الی ان حقیقة الهدایة راجعة الی اللہ تعالی ومنه قوله سبحانه وانک لاتهدی من احببت المذکور من قبیل قوله تعالی وما رمیت اذ رمیت ای مارمیت خلقا و حقیقة اذ رمیت کسبا وصورة ولکن اللہ رمی حیث جعلک قادرا علی الرمی وما علاله الخ والاظهر ان نفی الهدایة عنه انما هو بالنسبة الی من لم یرد اللہ هدایته وانتهجها له فیصیر ارادة لهدا فلا منافاة فهو صلی اللہ علیه وسلم مظهر هدایته الخ ایضاً فی المرقات رحمه القاری أخرا، واجیب بانه (انک لاتهدی الأیة) کقوله تعالی وما رمیت اذ رمیت الخ نبراس شرح شرح عقائد صفحه ۲۰۶ وهکذا قال المحدث البریلوی فی حیات الموات

اکرم واکمل واعظم کردیا ہیں وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرت صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی ولکن بشئی وقر فی صدرہ بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے۔ یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا لووزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرجح(1) ایمان ابی بکر (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۰) اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آ ئے (گا)"

۳۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس سے کہا (جب کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے) آپ کا اسلام میں داخل ہونا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے والد خطاب اسلام میں داخل ہوں کیوں کہ آپ کا اسلام لانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸) رواہ البیہقی والبزار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

۳۴۔ انصار کی عورت کا باپ اور بھائی اور خاوند جنگ احد میں شہید ہوگئے۔ اس (خبر کے سننے) پر اس نے کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا ہے (اس جملہ سے مراد اس کی یہ تھی کہ حضور صحت، عافیت اور سلامتی سے ہیں یا نہیں۔ لیکن بطور ادب اس نے یہ نہ پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے؟ بلکہ کہا حضور نے کیا کیا۔ جب کسی کام کا کرنا ثابت ہو جائے گا تو زندگی دنیاوی اور صحت خود بخود معلوم ہو جائے گی کیونکہ فعل کو حیات لازم ہے نسیم) یا حضور کے ساتھ کیا ہوا۔ (فعل۔ قاری) صحابہ نے جواب دیا حضور بحمد اللہ خیریت سے ہیں جیسا کہ تو پسند کرتی ہے۔ عورت نے کہا مجھے دکھاؤ تا کہ میں آپ کی زیارت کروں۔ جب اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی، عرض کرنے لگی۔

كل مصيبة بعدك جلل

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸ رواہ ابن اسحٰق امام المغازی والبیہقی۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

"جب آپ صحیح وسالم ہیں تو (باپ بھائی شوہر وغیرہ کے قتل کی) ہر مصیبت نرم ہے شاق نہیں۔"

گھول گھتاں میں یار دے ناں توں   بال بچے اس کس دے میاں جی

1. قال الغزالي قدس سره العالي في احياء علوم الدين (جلد ۱ صفحه ۹۴) "ايمان ابي بكر رضي الله عنه الذي لووزن بايمان العالمين لرجح" كما شهد له به سيد البشر صلى الله عليه وسلم (وفي هامش الاحياء حديث "لو وزن ايمان ابي بكر بايمان العالمين لرجح" ابن عدي من حديث ابن عمر باسناد ضعيف (يقول العبد الضعيف والضعيف مقبول في المناقب والفضائل عند المحدثين) ورواه البيهقي في الشعب موقوفا على عمر باسناد صحيح حتى كان يفضلهم ابوبكر بالسر الذي وقر في صدره اه العبد الضعيف عفي عنه.

۳۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمہاری محبت کس طرح تھی فرمایا اللہ کی قسم حضور ہمیں ہمارے مالوں اور ہماری اولاد اور ہمارے باپوں اور ہماری ماؤں اور سخت پیاسے کی نسبت ٹھنڈے (1) پانی سے بھی زیادہ محبوب و پیارے تھے۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

۳۶۔ حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رات کو (ایام خلافت میں) لوگوں کی دیکھ بھال وحفاظت کے لئے گشت کر رہے تھے تو ایک گھر میں چراغ روشن دیکھا کہ ایک بڑھیا اون دھن رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے۔

على محمد صلوة الابرار صلى عليه الطيبون الاخيار، قد كت
قواما بكا بالاسحار، ياليت شعرى والمنايا اطوار، هل تجمعنى
وحبيبى الدار.

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ نیکوں کا درود ہو متقی برگزیدہ ان پہ درود بھیجیں۔ آپ رات کو قیام فرمانے والے اور سحر کو بہت رونے والے تھے۔ کاش مجھے علم ہوتا جب کہ مقصودوں میں مختلف واقعات حائل ہو جاتے ہیں۔ کیا مجھے اور میرے محبوب کو کوئی دار جمع کرے گی یعنی کون سے گھر وصل وصال ہوگا۔"

حبیب سے اس کی مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ حضرت عمر نے جب یہ سنا تو وہاں بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ رواہ ابن المبارک فی الزہد۔ شفا جلد ۲ صفحہ ۱۸۔ ۱۹، نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۵۴)

لگی تانگ پنل دی سانگ جداں   بھنا چوڑا اُجڑی مانگھ سنداں
اللہ تھیسم وصل دا سانگ کنداں   سہرے ساز بٹے گہنے لاتھے مں

(خواجہ فرید)

۳۷۔ جب حضرت بلال کے وصال کا وقت آیا۔ ان کی بیوی نے یہ ندا کی" واحز ناہ! ہائے غم، حضرت بلال نے اسی جانکنی کے عالم میں فرمایا:۔

واطرباه غدا الاقى الاحبة محمدا وصحبه (فى الشفا بدل صحبه
وحزبه) زرقانی علی المواهب جلد ۶ صفحہ ۱۸ ۳ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۔

1۔ ملا علی قاری نے فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ نفع دینے والے ہیں۔ کیونکہ حضور روح فرح ہیں۔ پانی میں تو جسم کی حیات کا مادہ ہے جب کہ نبی میں روح کی حیات ہے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو اروا ح سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۵۳۔ ۱۲ منہ

"واہ خوشی! کل محبوبوں سے ملوں گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کا دیدار کروں گا۔"

الموت جسر يوصل الحبيب الى الحبيب.

۳۸۔ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف کی زیارت کراؤ تو حضرت عائشہ نے اس کے لئے مزار شریف کھولا تو وہ عورت دیکھ کے روئی یہاں تک کہ روتے روتے وہاں فوت ہوگئی۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹)

سر در قدم یار فدا شد چہ بجا شد   اس بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد

یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جاں

سازیم فدائے سگ دربان محمد (ﷺ)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

۳۹۔ جب اہل مکہ نے زید بن دثنہ کو قتل کرنے کے لئے حرم سے نکالا تو ابوسفیان نے ان سے کہا اے زید تجھے خدا کی قسم یہ بتا کہ کیا تجھے یہ بات پسند تھی کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے ہاں تیری جگہ (یعنی قتل کے لئے) ہوتے اور ان کی گردن ماردی جاتی اور تو اپنے گھر میں (صحیح وسالم) رہ جاتا۔ حضرت زید نے جواب دیا اللہ کی قسم میں تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ حضور اس وقت جہاں ہیں وہاں ہوں اور انہیں کانٹا لگے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا۔

ما رايت من الناس احدا يحب احداً كحب اصحاب محمد محمّدا (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹)

"میں نے لوگوں میں سے کسی کو کسی کے ساتھ اتنا محبت والا نہ دیکھا جتنا کہ اصحاب محمد کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے۔"

۴۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو ان سے کہا گیا۔

اذكر احب الناس اليك يزل عنك فصاح(1) يا محمداه(2) فانتشرت(3)۔ شفا شریف ج ۲ ص ۱۹ رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ

1۔ ای نادی باعلی صوتہ۔ شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۵۵ ۲۔ ۱۲ منہ

2۔ قال القاری۔ "كانه رضي الله عنه قصد به اظهار المحبة في ضمن الاستغاثة شرح الشفا للقارى جلد ۳ صفحہ ۵۵ ۳۔ ۱۲ منہ

3۔ وهذا يقتضي صحة ما مر بوء۔ نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۵۵ ۔ ۱۲ منہ

شرح شفاء للخفاجی والقاری ج ۳ ص ۵۵ ۳۔ مناھل الصفا للسیوطی ص ۳۳ بحوالہ الطیب البیان رد تفویۃ الایمان ص ۳۲ (ابن السنی ص ۵۹۔ کتاب الاذکار للنووی ص ۳۰۵ حصن حصین مطبوعہ مصر ص ۰ ۳ حصن حصین مطبوعہ نور محمد مع ترجمہ اردو ص ۷۵ ۳۔ تحفۃ الذاکرین للشوکانی وہابی ص ۲۲۹) نیز شوکانی نے کہا ہے۔ قال فی النهایه ومنه حدیث ابن عمر انها خدرت رجله فقیل له ما لرجلک فقال اجتمع عصبها قیل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد فبسطها انتهی قال النووی فی الاذکار باب مایقول اذا خدرت رجله روینا فی کتاب ابن السنی عن الهیثم ابن الحنش قال "کنا عند عبدالله بن عمر رضی الله عنهما فخدرت رجله فقال رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد صلی الله علیه وسلم فکانما نشط من عقال" اھ تحفۃ الذاکرین للشوکانی۔ صفحہ ۲۲۹۔

امام بخاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں:۔

حدثنا ابونعیم قال حدثنا سفیان عن ابی اسحق عن عبدالرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد (صلی الله علیه وسلم) الادب المفرد للامام البخاری۔ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ مصر۔

"یعنی جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کو یاد کر (ان کا ذکر کر) یہ تکلیف دور ہو جائے گی۔ تو وہ خوب چیخے یعنی اونچی آواز سے پکارا کہ "یا محمد اہ" تو ان کا پاؤں اچھا ہو گیا۔

۲۱۔ نیز اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی مروی ہے۔ رضی اللہ عنہما۔

وقدروی انه وقع مثله لابن عباس رضی الله تعالی عنهما ذکره النووی فی اذکاره وروی ایضا عن غیرهما (اے ابن عمر و ابن عباس) نسیم الریاض والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۵۵ حصن حصین مطبوعہ نور محمد۔

شوکانی غیر مقلد اس اثر کے تحت لکھتا ہے۔ "هذا الاثر اخرجه ابن السنی

موقوفا علی ابن عباس وعلی ابن عمر رضی الله عنهما (عنهم)

کما قال المصنف رحمه الله۔" تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ مصر۔

ان دو حدیثوں، اثروں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو سب سے زیادہ محبوب تھے اور دکھ درد والم، مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا کے ساتھ ندا کرنا، پکارنا اور آپ سے استغاثہ، استعانت، مدد طلب کرنا نہ شرک ہے نہ کفر نہ گمراہی بلکہ جائز ہے، مستحسن ہے۔ خیر القرون کے مقدس افراد کا طریقہ ہے۔ صحابی کی سنت ہے۔ حدیث سے ثابت(1) ہے۔

1۔(ان حدیثوں پر گکھڑوی کا حملہ اور فیضی کا دفاع)

فریق مخالف کے محرر حرف حیار مؤول مولوی سرفراز گکھڑوی نے حدیث نمبر ۳۰ حضرت ابن عمر والی پر دو حملے کئے ہیں یعنی دو جواب دیئے ہیں۔ قولہ

جواب اول۔ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں اور پھر یہ بھی ضعیف اور اس کی کوئی سند بھی جرح سے خالی نہیں۔ پھر یہ کہ اس کی ایک سند میں ابو شیبہ ہے جو متروک ہے۔ دوسری سند میں محمد بن احمد ہے جو ضعیف ہے۔ تیسری سند میں زہیر بن معاویہ عن ابی اسحٰق ہے۔ زہیر کی وہ حدیث جو ابو اسحٰق کے طریق سے ہوگی وہ ضعیف ہے اور خود ابو اسحٰق بھی مدلس تھے۔ انکی قول گکھڑوی [illegible] صفحہ ۱۳۹، ۱۵۰"۔

اقول وباللہ التوفیق عمل صحابی کے وزن گرانے کے لئے یہ حیرت انگیز عیاری و چالاکی ملاحظہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں۔ یہ حدیث خدا مرفوع نہ سہی تو کیا حدیث موقوف کو رد کر دیں۔ عمل صحابی شرک کا عمل ہے۔ (معوذ باللہ تعالیٰ) بلکہ عمل صحابی کی تقلید ہدایت ہے حدیث قدسی وحی ربانی ہے کہ "فمن اخذ بشیء مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی" وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم رواه رزین عن عمر رضی الله تعالی عنه۔ مشکوٰۃ باب مناقب صحابہ فصل ۳ صفحہ ۵۵۴۔ مزید بر نور الانوار میں ہے تقلید الصحابی واجب "نور الانوار" صفحہ ۲۱۶

خود گکھڑوی صاحب کی زبانی قول و فعل و عمل صحابی کی شان ملاحظہ ہو۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ حضرات ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آفتاب ہدایت کا درخشاں ستارہ اور نام علم کا [illegible] ہے۔ (راہ سنت صفحہ ۳۰) نیز گکھڑوی صاحب نے لکھا ہے "غرضیکہ صحابہ کرام امت کے لئے حق و باطل، خیر و شر، سنت و بدعت اور [illegible] وغیرہ امور کے پرکھنے کی کسوٹی اور معیار حق ہیں۔ جو کام انہوں نے کیا وہ حق اور سنت اور باعث نجات ہے اور ان کا جو قول و فعل ہمارے لئے ذریعہ فلاح اور دینی ہمارے لئے ترقی اور سعادت کی راہ ہے اور اس کی خلاف ورزی تباہی اور بربادی پر منتج ہوتی [illegible] مشہور غیر مقلد عالم مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی تحریر فرماتے ہیں "اقوال صحابہ کے ساتھ استدلال کرنا گویا مذہب اسلام میں داخل ہے (ضمیمہ رسالہ اہل حدیث صفحہ ۳) نیز وہ لکھتے ہیں کہ "وہ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ صحابہ کے اقوال [illegible] رسول کی حدیث ہونے کا احتمال قوی ہے اور [illegible] کا قول ہو تو بھی رسول اللہ ﷺ کی روش کی طرف [illegible] (ایضاً صفحہ ۹) راہ سنت صفحہ ۳۰ لہٰذا حضرت عبداللہ بن عمر صحابی کے اس عمل (کہ مشکل کے وقت محبوب خدا کو "یا" سے استغاثہ اور استعانت کے لئے پکارا اور وہ مشکل حل ہوا اور درد والم دور ہو) کی اقتداء ہدایت ہے اور اس طرح [illegible] ذریعہ فلاح ہے اور ہمارے لئے ترقی اور سعادت کی راہ ہے اور اس سے استدلال کرنا گویا مذہب اسلام میں داخل ہے اور حضرت ابن عمر کا یہ عمل حق ہے اور سنت ہے اور باعث نجات ہے اسی طرح ہر اس کے برعکس ثابت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کرنا اور جواز واستحسان پر استدلال کو باطل کرنا اور مزید براں ما ثبت سنہ پر شرک وگمراہی کا فتویٰ دینا خلاف تحقیق وخلاف انصاف ہے کہ فلاں حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں یا فلاں حدیث مرفوع حسن لغیرہ ہے حسن لذاتہ نہیں۔ یا صحیح لغیرہ ہے صحیح لذاتہ نہیں یا شرط مسلم پر صحیح نہیں بلکہ دوسرا ماموں نے اس کی تصحیح کی ہے یا شرط مسلم پر صحیح ہے شرط بخاری پر نہیں یا شرط بخاری پر صحیح ہے شرط شیخین پر صحیح نہیں۔ یا شرط شیخین پر صحیح ہے صحیح مسلم کی نہیں یا صحیح مسلم کی ہے صحیح بخاری کی نہیں یا صحیح بخاری کی ہے متفق علیہ نہیں یا متفق علیہ خبر واحد ہے حدیث مشہور نہیں یا حدیث مشہور ہے حدیث متواتر نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ "پھر یہ بھی ضعیف" یہ بھی فن حدیث اور کتب حدیث اور فن اسماء الرجال سے ناواقفی کی دلیل ہے۔(۱) امام شمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری نے اس عمل کو ابن السنی کے حوالہ سے اپنی حصن حصین میں درج کیا ہے کما مر اور خود حصن حصین کے خطبہ میں فرماتے ہیں:۔ "واخرجته من الاحادیث الصحیحة" "اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے تیار کیا ہے"۔(حصن حصین مع ترجمہ اردو مطبوعہ نوری۔ صفحہ ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ابن عمر صحیح ہے۔(۲) باقی رہا یہ کہ اس حدیث کے فلاں فلاں راوی ضعیف ہیں تو گذارش یہ ہے کہ اس حدیث کی ایک سند الادب المفرد امام بخاری سے ذکر ہو چکی دیکھو تو شاید اس میں ابوشعبہ یا محمد بن مصعب یا زہیر بن معاویہ یا ابی اسحٰق نکل آئے۔ باقی رہا ابو اسحٰق پر فتویٰ (یہ راوی بروایت بخاری الادب المفرد میں ہے) تو اولاً ابو اسحٰق کی تعیین بمعرفت تقریب جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ میں گیارہ ابو اسحٰق مذکور ہیں۔ پھر بصورت تعیین وثبوت جرح جرح مصرح ہو تو کارآمد ورنہ جرح مبہم ہم حنفیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ امام علامہ ابو البرکات نسفی حنفی صاحب تفسیر مدارک وکنز الدقائق منار میں رقم طراز ہیں: "والطعن المبهم من ائمة الحديث لا يجرح الراوي عندنا" نور الانوار صفحہ ۱۸۲ باقی رہی ابن سنی کی سند تو وہ یہ ہے: "محمد بن خالد البرذعي حدثنا حاجب بن سليم حدثنا محمد بن مصعب حدثنا اسرائيل عن ابي اسحق عن الهيثم بن حنش الخ" (تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹) اس سند میں بھی ابوشعبہ اور زہیر بن معاویہ کو تلاش کرتے رہو شاید مل جائے باقی رہا محمد بن مصعب تو اولاً تعیین ہو۔ ثانیاً بر تقدیر ثبوت جرح۔ جرح مصرح ہو جو گکھڑوی صاحب نے ذکر کی ہے۔ وہ جرح مبہم ہے نہ کہ مصرح۔ لہٰذا وہ حنفیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے جیسا کہ گذرا۔(۳) پھر بر ثبوت جرح معتبرہ ومفسرہ مصرحہ، تصحیح امام جزری سے ٹکر ہوگی اور بوقت تعارض جرح وتعدیل مذہب امام نسائی یہ ہے کہ تعدیل کو ترجیح ہے مذہب النسائی "ان لا يترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على تركه ولعله كان يقدم التعديل على الجرح او لان الاصل في المسلم العدالة وجرح البعض يسقط بتعديل البعض للتعارض" (کوثر النبی صفحہ ۱۰۳) بر تقدیر ثبوت ضعف حدیث ابن عمر چونکہ اس کے کئی طرق ہیں۔ دو سندیں تو ابھی مذکور ہوئیں اور فریق مخالف کے تحریر حرف گکھڑوی صاحب بھی اس حدیث کی تین سندوں کے خود معترف ہیں۔(گلدستہ توحید صفحہ ۱۴۹) لہٰذا یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ حسن ہوگی۔ "تعدد الطرق يبلغ الحديث الضعيف الى حد الحسن" (مرقات آخر فصل الثانی باب ما لا يجوز من العمل في الصلوٰة از افادات اعلیٰ حضرت والتفصيل في الهاد الكاف له) حصول قوت کے لئے کچھ بہت سے ہی طرق کی حاجت نہیں۔ صرف دو بھی مل کر قوت پا جاتے ہیں۔ تیسیر میں فرمایا: "ضعيف لضعف عمر و بن والله لكنه يقوى بوروده من طريقين" (الہاد الکاف صفحہ ۳۷) اور اس کی تو دو چھوڑ تین سندیں ہیں۔

۵۔ حدیث ابن عمر پر تعامل اہل علم ہے چنانچہ علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر نے یا محمد پکارا تو فوراً ان کا پاؤں اچھا ہو گیا۔

"وهذا يقتضي صحة ماجربوه وهذا مما تعاهده اهل المدينة"

(نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۵) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب ہیں تو محبوبِ خدا سے ضرور محبت ہو۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) " اور یہ ان کی تجربہ شدہ بات کی صحت کی مقتضی ہے اور اس (بوقت دفع درد حضور کو ندا کرنا اور آپ سے استغاثہ) پر اہل مدینہ کا عمل ہے"۔

شوکانی صاحب نے بھی اس حدیث کے تحت یہی لکھا کہ اس پر عمل کرے۔ فینبغی ذکرہ عند ذلک (تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۲۹) اور اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اہل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علی مثلہ (مرقات لعلی القاری باب الصلوٰۃ حدیث من جمع بین الصلوتین من غیر عذر الخ) لہٰذا یہ حدیث بالفرض والمحال اگر ضعیف تھی تو تعامل اہل مدینہ سے قوت پا گئی اور تعامل اہل مدینہ اس کی صحت کی دلیل ہے۔

۴۔ اور اگر بالفرض والمحال اس حدیث کا ضعیف ہونا معتبر تھا اور معتبر ہے تو کیا ہوا باب فضائل میں پھر بھی معتبر ہے اور اس میں یا محمداہ کی ندا کے عمل کی یہ فضیلت ہے کہ درد و الم دور ہو جاتا ہے۔ امام ابوزکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر کی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقات (تحت حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا الخ) اور حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں: قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ولفظ الحرز جواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق (الھاد الکاف صفحہ ۲۰۳)

قولہ۔ لہٰذا باب عقائد میں ان کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ (گلدستہ صفحہ ۱۵۰) اقول لہٰذا حدیث ابن عمر بتقدیر ثبوت و اعتبار ضعف باب فضائل ندائے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ضرور معتبر و حجت ہے بایں ان روایتوں کے ہوتے ہوئے ندائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر شرک کا فتویٰ کیسے لگ سکتا ہے۔

قولہ۔ جواب دوم۔ یہ حدیث موقوف اور ضعیف ہونے کے ساتھ فریق مخالف کو چنداں مفید بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں اذکر کا لفظ ہے "ادع" کا نہیں اور حرف ندا قریب و بعید دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ (شرح مائۃ عامل صفحہ ۴ وغیرہ) اور اشتیاقاً یا سے کسی کا ذکر کرنا جب کہ اس کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب اور متصرف فی الامور نہ سمجھے صحیح ہے اور اکثر صوفیہ اور بزرگان دین سے اس معنی میں یا رسول اللہ مروی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خان صاحب کی طرح یہ شق ہی متعین کر دے کہ میں تو مدد کے لئے پکارتا ہوں تو البتہ ناجائز ہوا۔ خان صاحب فرماتے ہیں۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا (حدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۵۰)

اقول۔ ہمارا استدلال لفظ اذکر سے نہیں۔ یہ تو کہنے والے نے حضرت ابن عمر کو کہا۔ بلکہ ہمارا استدلال تو اس سے ہے کہ فصاح (ای فنادی باعلی صوتہ. علی قاری) یا محمداہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اونچی آواز سے یہ ندا کی۔ یا محمداہ یعنی یا محمداہ پکار نے کو صرف ذکر کیا۔ صاح۔ نادی یا محمداہ کے الفاظ پر غور ہو۔ کیا یہ صرف ذکر ہے یا ندا و پکار ہے ملا علی قاری نے فرمایا کہ صحابی ابن عمر نے استغاثہ کے ضمن میں اظہار محبت کا قصد کیا ہے۔ شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۵ کما مر عبارتہ) استغاثہ اور استعانت تو متعین ہی ہے۔ لہٰذا یہ صرف ذکر نہیں بلکہ مدد طلب کی جا رہی ہے۔ قولہ حرف ندا اقول یعنی یا حرف ندا قریب و بعید دونوں کے لئے ہے۔ یہ بعض نحاۃ کا مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یا حرف ندا بعید کے لئے ہے۔

ہمی یعنی ہمزہ را مستعمل از بہر قریب
از برائے دور یا ہم چوں ایا دیگر ہیا

شرح مائۃ عامل عبدالرسول، مجموعہ نحو میر صفحہ ۸۷۔

اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ یا اوسط کی ندا کے لئے ہے جیسا قریب کے لئے ہے اور ندا بعد کے لئے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بحر تقرب ای ، الحزہ بحر اوسط است یا
بعد ازیں از بحر الجعد ول بیا را یا ایا

شرح حضائل عالی مولانا جامی۔ مجموعہ تحویر صفحہ ۹۰

تحریر تو گکھڑوی صاحب کی بیکار ذکری کے مقابل ہم نے نحویوں کے دوسرے اقوال ذکر کر دیئے۔ یا کو بقول گکھڑوی صاحب قریب وبعید دونوں کے لئے ہی مانو تو پھر ہمیں کیا ضرر ہے اگر ندائے سیدنا و ابن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والے یا کو منادی قریب پر حمل کریں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منادی ابن عمر کے قریب ہونا بجسم عنصری ہوگا۔ تو اس میں یہ قاعدہ کہ یہ کل ابن عمر حضور کے انکار نہ فرمانے سے سنت تقریری میں شامل ہوگا اور اگر جسم عنصری وہاں نہ ہو (صحاح وغیرہ للقاطہ سے بھی اشارۃً یہی مستفاد کہ جسم عنصری سے آپ وہاں نہ تھے) تو علم روحانیت، حقیقت محمدیہ کے اعتبار سے قرب ثابت ہو جائے کہ فہو المقصود لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر وقریب للمنادی اور اگر اس حدیث والے یا کو منادی بعید کے لئے مانو تو پھر یہ مسئلہ ثابت کہ صحابی نے بوقت مشکل دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امداد کے لئے پکار (او لہ اشتیاقاً یا ہے کسی کا ذکر کرنا (ملوں) خود تو لکھا (یا حرف ندا اب یہاں یہ لکھا کہ یا سے کسی کو ندا کرنا بلکہ عیاری دو چالاکی کر کے کہہ گئے یہ لکھا یا سے کسی کا ذکر کرنا جب وہ حرف ندائیہ نہ ہو بلکہ حرف ذکر ہے سبحان اللہ حضرت ابن عمر نے تو صرف شوق ومحبت کے طور پر ذکر کیا بلکہ استمداد کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات صرف اشتیاقاً یا سے ندا کی جاتی ہے لیکن ہر ندا محبوبان خدا کو اشتیاق پر محمول کرنا اور استمداد و استعانت کے طور سے ندا کرنے پر شرک، گمراہی وعدم جواز کا فتویٰ دینا پکارنے والے حضرات کی عبادۃ بعض میں تحریف ہے۔ بطور نمونہ چند عبارات ملاحظہ ہوں:

شیخ سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی یوں رطب اللسان ہیں۔ وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ کمال کو لکھنا تحریر و بیان سے باہر ہے ---الخ بستان المحدثین مترجم اردو صفحہ ۲۰۱-۲۱۲) نے فرمایا:

انا لمریدی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جور الزمان بنکبتہ وان کنت فی ضیق وکرب
ووحشۃ فناد یا زروق آت بسرعتہ

(بستان المحدثین صفحہ ۲۰۶ الشاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی)

"میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ نکبت دلوبار اس پر حملہ آور ہو۔ اگر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں فوراً آ موجود ہوں گا"۔

جن کے غلاموں کے پکارنے سے تنگی، بے چینی و وحشت دور ہو ان کے آقا کو پکارنے میں کیوں نہ مشکلات حل ہوں۔ کیا سیدی امام زروق نے شرک فعل کی تعلیم دی ہے۔ کیا وہ گکھڑوی صاحب جتنا بھی علم نہ رکھتے تھے کہ نصوص قرآنیہ تو مافوق الاسباب معاملات دور والے بزرگ حتی کہ خود سرکار مدینہ کی پکار کی نفی کر رہی ہیں اور یہ اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔ پھر تعجب ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر کہ ان کے شرکیہ اشعار بلا تردید نقل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ناقلین کی مکمل مدح کرتے ہیں کہ ان کے مرتبہ کمال کو لکھنا تحریر و بیان سے باہر ہے کاش یہ بزرگان گکھڑوی صاحب کا گلدستہ پڑھ لیتے تو ان کا شرک میں مبتلا نہ ہوتے۔ یہ سب نظام درہم برہم اس لئے ہوا۔ "تدعون، یدعون" وغیرہ الفاظ قرآنیہ کو مفسرین کے بیان کردہ معانی تعبدون، یعبدون سے اعراض کر کے مطلق پکار پر رکھا۔ پھر جب مطلق پکار شرک ہونے لگی تو آپ کو بچانے کے لئے کبھی زندہ کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا اور کبھی قریب والے کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا۔ پھر استعانت والی پکار کو علیحدہ کیا تو اپنے خانہ زاد قوانین واستثناؤں کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بدعی تقسیم نکالی کہ ایک ہے مافوق الاسباب اور ایک ہے ماتحت الاسباب۔ جناب والا یہ تقسیم کسی آیت وحدیث صحیح متواتر میں وارد ہے کیونکہ یہ تقسیم باب عقائد میں وارد ہے۔ کیا اس تقسیم پر قطعی الثبوت قطعی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اللسان تھے تو حضور تشریف لائے اور فرمایا:۔

الا و انا حبیب اللّٰہ و لا فخر۔الحدیث طویل انتھی بقدر المطلوب

رواہ الترمذی والدارمی مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین

علیہ الصلوۃ والسلام فصل ۲ صفحہ ۵۱۳۔

"خبردار (رہو) میں اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہوں اور یہ فخر انہیں فرماتا (بلکہ تحدیث نعمت ہے)"۔

علامہ ملا علی قاری حنفی اس حدیث کے تحت رقم طراز ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الدلالۃ دلیل پیش ہو سکتی ہے۔ ھل من مبارز۔ پھر انبیاء و اولیاء من دون اللہ میں شامل ہونے لگے۔ دعویٰ خاص ہو گیا دلیل عام رہی۔ گر تو قرآن بدیں نمط خوانی۔ ببری رونق مسلمانی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شرک اکبر ممتنع لذاتہ جو توحید واجب لذاتہ کی نقیض ہے اور بہر صورت وبہر حال شرک شرک وحال لذاتہ ہوتا ہے اس کے بعض افراد امکان بلکہ وقوع میں آنے لگے شرک تو مقید بزمان ومقید بمکان ومقید بافراد نہ تھا۔ اب بندائے محبوبان خدا ایسا شرک نکلا جو بعض صورتوں وبعض حالتوں میں شرک ہے یا مردہ کو پکارو تو شرک ہے زندہ کو پکارو تو شرک نہیں۔ دور والے کو پکارو تو شرک نزدیک والے کو پکارو تو شرک نہیں۔ پھر بھی انبیاء و اولیاء کا پکارنا شرک ہے اور یہ تقسیم بھی برقرار۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا   کار طفلاں تمام خواہد شد

پھر یوں بھی کہہ دو کہ غیر اللہ قریبی کو عبادت کا سجدہ کرنا جائز دور والے کو شرک۔ زندہ کو جائز مردے کو شرک۔

فیا للعجب۔

۲۔ کلیات امدادیہ مطبوعہ دیوبند جہاد اکبر مع نالہ امداد غریب کے بعد والی مناجات میں صفحہ ۲۲ پر ہے:

اے رسول کبریا فریاد ہے   یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

۳۔ مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

(قصائد قاسمی صفحہ ۸)

کیوں صاحب "مدد کر اے کرم احمدی" یہ بھی شوقیہ ذکر ہی ہے اور انہیں مانگی جا رہی۔

حدیث ابن عباس کے متعلق گکھڑوی صاحب نے کہا "قولہ" اس کی سند میں غیاث بن ابراہیم   متروک ہے

(محصلہ ملخصاً)

(اقول) حصن حصین والے نے اس سے استنباط و استناد کیا ہے اور اس نے خود ہی اس کے مقدمہ میں کہا کہ میں نے حصن حصین کو صحیح احادیث سے تیار کیا ہے کما مر لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز اس کے بقیہ جواب وہی ہو سکتے ہیں جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں یہ بطور اختصار ہے یہ بحث ضمنی طور پر آ گئی ورنہ میں اس کے درپے نہ تھا اس موضوع پر قلم چل رہا ہے انشاء اللہ المولیٰ اس موضوع پر اور اسلامی وشرعی دلیلیں لکھنے کا ارادہ ہے تفصیل اس میں دیکھنا۔ ۱۲ منہ

وانا حبیب اللّٰہ ای محبه ومحبوبه قوله ولا فخر قال الطیبی قرر
اوّلا ما ذکر من فضائلهم بقوله وهو کذلک ثم نبه علی انه
افضلهم واکملهم وجامع لما کان متفرقا فیهم فی الحبیب خلیل
ومکلم ومشرف اه واعلم ان الفرق بین الخلیل والحبیب ان
الخلیل من الخلة ای الحاجة فابراهیم علیه السلام کان افتقاره
الی اللّٰہ تعالیٰ فمن هذا الوجه اتخذه خلیلاً والحبیب فعیل بمعنی
الفاعل والمفعول فهو صلی اللّٰہ علیه وسلم محب ومحبوب و
الخلیل محب لحاجته الی من یحبه والحبیب محب لا لغرض
وحاصله ان الخلیل فی منزلة المرید السالک الطالب والحبیب
فی منزلة المراد المجذوب المطلوب اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ
يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ولذا قیل الخلیل یکون فعله برضاء اللّٰہ
تعالیٰ والحبیب یکون فعل اللّٰہ برضاه قال تعالیٰ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً
تَرْضٰىهَا. وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. وقیل الخلیل مغفرته فی حد
الطمع کما قال ابراهیم وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ والحبیب مغفرته
فی مرتبة الیقین کما قال تعالیٰ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا
تَاَخَّرَ والخلیل قال وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ والحبیب قال تعالیٰ فی
حقه يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ والخلیل قال وَاجْعَلْ لِّيْ
لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وقال للحبیب وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ والخلیل
قال وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ والحبیب قال له اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ
الْكَوْثَرَ والاظهر فی الاستدلال علی ان مرتبة محبوبیته فی درجة
الکمال قول ذی الجلال والجمال قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اھ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۵۔ صفحہ ۶۹ سو باشی
مشکوٰۃ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱۳۔

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا" میں اللہ کا حبیب ہوں" اس کا مطلب یہ ہے
میں اللہ کا محب اور اس کا محبوب ہوں، امام طیبی نے فرمایا ہے کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے وھو کذلک "وہ ایسے ہی ہیں" فرما کر انبیاء سابقین کے مذکورہ فضائل کی تصدیق فرمائی پھر (الا وانا حبیب اللہ فرما کر) اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ میں ان سے افضل واکمل ہوں اور ان کے متفرق کمالات کا جامع ہوں (حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ فیضی)۔ کیونکہ جو حبیب ہوتا ہے وہ خلیل اور کلیم اور شرف ومجد والا بھی ہوتا ہے اور یقین کر کہ بے شک خلیل اور حبیب کے درمیان یہ فرق ہے کہ خلیل خلۃ (بمعنی حاجت) سے بنا تو ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج تھی، اسی وجہ سے اللہ نے ان کو خلیل بنایا اور حبیب فعیل کے وزن پر اسم فاعل واسم مفعول کے معنی میں ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محب بھی ہیں اور محبوب (خدا) بھی اور خلیل اپنی حاجت (ضرورت) کی وجہ سے اپنے محبوب کا محب ہوتا ہے اور حبیب بلا غرض و بلا طمع محبت کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ خلیل بمنزلہ مرید سالک اور طالب کے ہے۔ اور حبیب بمنزلہ مراد، مجذوب اور مطلوب کے ہے۔ اللہ اپنے قرب کے لئے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے (شوریٰ ۱۳) اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام رضاء خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔ اور حبیب وہ ہے کہ اللہ کا کام اس کی رضا کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے"۔ (بقرۃ ۱۴۴) اور فرمایا ہے" اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (ضحیٰ ۵)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلیل کی مغفرت (انبیاء کرام کی مغفرت سے یہ مراد نہیں کہ ان کے گناہ ہوئے ہیں تو ان کی بخشش ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ معصوم ہیں۔ اس مسئلہ کا ثبوت گذر چکا ہے۔ یہاں غفران ومغفرت سے مراد (۱) فنا فی اللہ (۲) یا ترک اولیٰ کی مغفرت (۳) یا امت کی مغفرت وغیرہ ہے) حد طمع میں ہے جس طرح حضرت ابراہیم نے کہا اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں (ترک اولیٰ یا متشابہات سے ہے کما قال الامام النا بلسی فی مثلہ) قیامت کے دن بخشے گا۔" (شعراء: ۸۲) اور حبیب کی مغفرت مرتبہ یقین میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے"۔ (فتح ۲) اور خلیل نے کہا اور" مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔" (شعراء ۸۷) اور حبیب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو" (تحریم ۸) اور

خلیل نے عرض کی "اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں" (شعراء ۸۴) اور حبیب کے لئے فرمایا ہے "اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا"۔ (انشراح ۴) خلیل نے عرض کی اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں"۔ (شعراء ۸۵) اور حبیب کے متعلق یوں فرمایا ہے۔ "اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا فرمایا ہے" (کوثر ۱) حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبوبیت کا رتبہ کمال درجہ میں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول روشن دلیل ہے۔ "اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔" (آل عمران: ۳۱) مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف ج ۵ ص ۳۱۹، حاشیہ مشکوۃ، جلد ۲ صفحہ ۵۱۳

برکۃ رسول اللہ فی الہند حضرت شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حدیث کا ترجمہ) اور تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

الا وانا حبیب اللہ .. دانا وآگاہ باشید کہ من دوست داشتہ خدا ام وگفتہ اند کہ حبیب محب کہ بمقام محبوبیت رسیدہ باشد وخلیل محب مطلق واگر چہ انبیاء ورسل بلکہ مومنان نیز ہمہ محب محبوب درگاہ الٰہی اند ولیکن سخن دریں جا اعلیٰ مرتبہ کمال است واخص درجات آں وبعضی از عرفاء وعلماء را در فرق میان حبیب وخلیل کلامی ست غریب کہ در شرح ذکر کردہ شدہ ست۔ اھ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۱۷۴۔

یعنی حضور نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حبیب وہ محب ہوتا ہے جو مقام محبوبیت میں پہنچا ہوا ہو اور خلیل محب مطلق کو کہتے ہیں اگر چہ تمام انبیاء ورسل بلکہ مومن بھی درگاہ خداوندی کے محب ومحبوب ہیں لیکن یہاں اعلیٰ مرتبہ کمال اور اس کے اخص درجات میں گفتگو ہے اور بعض عرفاء وعلماء کا حبیب وخلیل کے درمیان عجیب وغریب کلام ہے جو مشکوۃ شریف کی (عربی) شرح "لمعات" میں مذکور ہوا۔ وہ کلام فقیر فیضی ابھی ملا علی قاری سے اور اولاً خود شیخ محقق کی مدارج سے نقل کر چکا ہے۔ فانظر ثمہ

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بس خلیل عطر محبوبی کبریا سے ۔۔۔ عبائے محمد قبائے محمد ﷺ

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۲۵)

بطور اتمام حجت یہ بھی ملاحظہ ہو۔ علماء دیو بند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے خطاب وندا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ
(گلزار معرفت لحاجی صاحب مطبوعہ دیوبند صفحہ ۴)

نیز بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار
(قصائد قاسمی صفحہ ۵)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا ہیں جس کے دل میں محبوب خدا کی محبت نہیں وہ مومن نہیں۔

عشق محبوب خدا اے دل جسے حاصل نہیں لاکھ کلمہ گو بھی ہو ایماں اسے حاصل نہیں
خدا کے (۱) ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا بجز حب نبی وہ اہل ایماں ہو نہیں سکتا

مدعیان محبت محبوب خدا بہت ملیں گے لیکن محبت تو ایک قلبی کیفیت ہے وہ جو غیب ہے۔ جس کا مشاہدہ ہر کس و ناکس تو نہیں کر سکتا کہ اس کے دل میں محبت ہے لہٰذا یہ مومن ہے اور اس کے دل میں محبت نہیں صرف زبانی دعویٰ ہے لہٰذا یہ ایمان سے فارغ ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں علامات حب لکھ دوں تاکہ ان کے ذریعے سچے اور جھوٹے محب کی تمیز ہو سکے۔

علامات حب

۱۔ اتباع محبوب۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
(آل عمران ۳)

"اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنة اخرجه القاضی عیاض عن انس (شفا ج ۲ صفحہ ۲۰)

---

(۱) یعنی صرف خدا کو ماننے والا جیسا کہ اسمٰعیل نے تقویت الایمان میں کہا ہے۔ "اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے"۔ بلکہ کاتب الحروف ارشاد سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا بھی ایمان باللہ وحدہ ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لوفد عبدالقیس اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسوله اعلم قال شهادة ان لا اله الا اللہ وان محمدا رسول اللہ الحدیث۔
صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳ وجلد ۲ صفحہ ۱۰۴۷ متفق علیہ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۔ ۱۲ منہ

جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جو میرا محب ہوا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

لو کان حبک صادقا لاطعته ان المحب لمن یحب یطیع

ع ہے محبت کی نشانی تابعداری یار کی

میندار سعدی کہ راہ صفا تواں یافت جز در پے مصطفےٰ

اللھم وفقنی طاعته بحرمته وبحرمة حبک له وحبه لک

"لیکن یہ بات خوب یاد رہے کہ مجرد اتباع دلیل حب نہیں"۔ (کیونکہ بسا اوقات اتباع بوجہ حکم کے یا بوجہ لالچ کے یا بوجہ حکمت دیگر کے منافقانہ طور پر بھی ہوتی ہے۔ اس کا کوئی عاقل انکار نہ کرے گا جس طرح کہ زمانہ نبوی میں منافقین حضور کا اتباع کرتے تھے لیکن وہ حب مصطفےٰ سے فارغ تھے) وہی اتباع دلیل حب ہے جو حب سے ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ محب اور متبع میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر محب کامل ضرور متبع[1] ہوگا اور یہ نہیں کہ ہر متبع محب ہو بعض متبع محب ہوں گے بعض نہ ہوں گے اس علامت و نشانی سے صادق و کاذب محب میں تمیز نہیں ہو سکتی۔

۲۔ محبوب کے دوستوں اور تعلقداروں سے الفت و محبت[2] اور محبوب کے دشمنوں سے دشمنی لہٰذا اصحاب، ازواج مطہرات، اہل بیت، آل رسول اور اولیاء کرام سے محبت ہو بلکہ محبوب کے مکان و زمان بلکہ سگ آستان سے بھی محبت ہو اور کافروں، مشرکوں، منافقوں، وہابیوں، رافضیوں، بد مذہبوں سے نفرت ہو چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضھا نفاق (وفی روایة ابن عساکر وبغضھما کفر)" ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض نفاق (کفر) ہے۔ (عد۔ک عن انس) جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۴۶)

1۔ بعض دفعہ حب سے بھی عمل کوتاہی ہو جاتی ہے اس کی دلیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ارشاد گرامی ہے جو ند وتی اکثر کے حق میں فرمایا جس پر بعض لوگ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) لعن و طعن کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: "لا تلعنه فانه یحب الله ورسوله" اس پر لعنت نہ کرو بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول کا محب ہے۔" شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱ رواہ البخاری فی صحیحہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۳ والبیھقی شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۲۶۰ والزرقانی علی المواھب جلد ۶ بلکہ ترک متابعت احیانا میں حب کی کمی ضرور ہے۔ ۱۲ منہ

2. قال الامام الغزالی قدس سرہ العالی۔ "حب الرسول صلی اللہ علیه وسلم محمود لانه عین حب الله تعالیٰ وکذلک حب العلماء والاتقیاء لان محبوب المحبوب ورسول المحبوب محبوب ومحب المحبوب محبوب الخ احیاء علوم الدین جلد ۳ صفحہ ۳۵۸ ۔ ۱۲ الفیضی غفرلہ

نیز حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اللھم انی احبھما فاحبھما۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔ رواہ البخاری فی صحیحہ جلد ۱ صفحہ ۵۳۰ والشرح للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۳۶۴۔

اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ (ان کو ہر خیر دارین عطا فرما)

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن کے حق میں فرمایا ہے:۔

اللھم انی احبه فاحب من یحبه۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔ وفی روایۃ الترمذی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما اھ وقال ھذا حدیث حسن غریب۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۸۔

اے اللہ مجھے اس سے محبت ہے۔ تو اسے دوست رکھ جس کو حسن سے محبت ہو۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من احبھما فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغضھما فقد ابغضنی و من ابغضنی (1) فقد ابغض اللہ۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔۲۲)

جس کو حسنین سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس کو حسنین سے بغض ہے اس نے میرے سے بغض رکھا۔ اور جس نے میرے سے بغض رکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

ایک حدیث طویل میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ رواہ احمد عن البراء

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۵)

اے اللہ اسے دوست رکھ جس نے علی کو دوست رکھا اور اس سے دشمنی کر جس نے علی سے دشمنی کی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللّٰہ ومن آذی اللّٰہ فیوشک ان

---

1. "حقیقۃ فقد ابغض اللّٰہ ای ومن ابغض اللّٰہ فقد کفر باللّٰہ"۔ شرح شفا جلد ۲ صفحہ ۹۴، ۳، ۱۲ منہ

یا معلمہ۔ رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۔

"یعنی میرے صحابہ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ اللہ سے ڈرنا۔ تمہیں اللہ کی قسم (ان کو خیر ہی سے ذکر کرنا لمعات) میرے بعد ان کو اپنی تشنیع کلام کا نشانہ نہ بنانا تو جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اسے عذاب میں گرفتار فرما دے"۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب میں نے محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیالہ سے کدو تلاش کرتے دیکھا اب اسی وقت سے ہمیشہ

احب الدبا کدو کو محبوب رکھتا ہوں۔ (شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۲)

آکھاں میں کیا ہیں جگ دے وچ کیڑھا کیڑھا لگدے مٹھا
دلبر دے سارے ملک دا کِک کِک ذرہ لگدے مٹھا

ع سگت را کاش جامی نام بودے

نسبت خود بہ سگ کوئے تو کردم بس منفعلم — زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی است
یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جاں — سازیم فدائے سگ دربان محمد
تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے نسبت مجھ کو — میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
توڑیں ٹکڑے دھوڑے کھا تو دیاں — تیڈے نام توں مفت وکا نو دیاں
تیڈے باندیاں دی میں باندی یاں — تیڈے در دے کتیاں نال ادب
پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتا ایں چہ سود — گفت گاہے گاہے ایں سگ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

۳۔ وصل، وصال، ملاقات، لقاء کا بہت شوق ہونا (شفا جلد ۲۔ صفحہ ۲۱) نہ یہ کہ دور دراز سے روضہ شریف کی زیارت کا قصد کر کے جانا شرک ہے۔ جس طرح اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

ومن علاماتہ مع کثرت ذکرہ تعظیمہ لہ وتوقیرہ عند ذکرہ واظہار الخشوع والانکسار مع سماع اسمہ۔

"اور علامات حب سے ہے کہ کثرت ذکر کے ساتھ ذکر کے وقت تعظیم و توقیر کرنا آپ کے نام پاک کے وقت خشوع و انکساری کا اظہار کرنا"۔

اذا لا یعذر احد فی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان
جلد ۲۔ صفحہ ۲۲۳۔ وفیه عن ابی محمد لا یعذر بدعوی زلل
اللسان فی مثل هذا شفاء جلد ۲۔ صفحہ ۲۲۳۔وهکذا فی
ردالمحتار و فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة و هکذا فی
النبراس شرح شرح العقائد عن عمادیه جلد ۱، صفحہ ۵۷۰۔
۵۷۱۔وروح البیان جلد ۲۔صفحہ ۳۸۱۔مظہری جلد ۷۔صفحہ ۴۱۵

۴۔حضرت اسحٰق نے فرمایا کہ صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت خشوع وخضوع کرتے اور ان کے بال کھڑے ہوجاتے اور دورو تے رہتے۔(شفاجلد ۲۔صفحہ ۳۱)

۵۔اکثر اوقات محبوب کا ذکر کرنا۔ان کے ذکر میں رطب اللسان رہنا۔اگر بعض اوقات زبان ادھر ادھر مصروف ہو۔دل تو ہمیشہ دربان آستان ہو۔

فوادی عند محبوبی مقیم   بناجیه وعندکم لسانی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من احب شیئا اکثر من ذکره (فرعن عائشة)

کنز العمال جلد ۱۔صفحہ ۳۸۱۔جامع صغیر جلد ۲۔صفحہ ۱۹۰۔جس کو کسی کی محبت ہو۔وہ محب اکثر اس محبوب کا ہی ذکر کرے گا۔

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے   کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے
دم نزع جاری ہو میری زباں پر   محمد محمد خدائے محمد
گفت معشوق نام لیلےٰ ی گُتم   خاطر خود را تسلی میدہم

۶۔محب کی آنکھوں کا محبوب کے حسن و جمال میں مستغرق ہونا اور اوروں سے اندھا ہوجانا اور محب کے کانوں کا محبوب کے ذکر اور مدح اور اس کے کلمات کے علاوہ ہر کلام سے بہرا ہوجانا۔

فاذا سمعت فعنک قولا طیباً   واذا نظرت فما اری الاک

(قصیدہ نعمان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر طرح ہر وجہ سے حقیقتہً بے عیب ہیں۔محبت کے اصول سے ایک یہ بات ہے کہ جہاں محبت ہو جاتی ہے۔عیب دار محبوب کے عیب دیکھنے سے محب کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور اس کے عیب سننے سے محب کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

حبک للشئی یعمی ویصم جامع مسانید امام اعظم، جلد ا، صفحہ ۷۸ طبع دکن ورواہ احمد فی مسندہ۔ والبخاری فی التاریخ وابوداؤد عن ابی الدرداء والخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابی برزۃ ابن عساکر عن عبداللہ بن انیس (حدیث حسن، جامع صغیر جلد ا۔ صفحہ ۱۴۶) مشکوٰۃ شریف باب المفاخرۃ صفحہ ۴۱۸۔

"یعنی تجھے کسی چیز کی محبت ہو جائے تو وہ حب تجھے اندھا اور بہرا کر دے گی"۔

لہٰذا جن لوگوں کی آنکھیں بے عیب محبوب خدا کے فرضی موہومی عیب تلاش کرتی ہیں یا جن کی زبان اس پیارے کے موہومی عیب بیان کرتی ہے یا جن کے کان محبوب خدا کا گلہ سنتے ہیں وہ حب نبی سے فارغ ہیں۔ لہٰذا وہ ایمان سے بھی فارغ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اللھم آتنا حبک وحب حبیبک۔ اللھم ارزقنا حبک وحب حبیبک۔ اللھم نور قلوبنا بحبک وبحب حبیبک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اولاً ارادہ تو یہ تھا کہ ایک دو آیات اور پانچ چھ عبارات تعظیم و تعریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لکھ کر رسالہ مقام رسول ختم کر دوں گا۔ لیکن ذوق و شوق نے کشاں کشاں یہ کیا کہ اب یہاں تک پہنچے اور اس کے چار باب ہو گئے۔ اب اس کتاب مستطاب کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ

قصر ہائے یار دار و ہیں مقام صد قیامت گذرد ویں نا تمام

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

آخر میں اپنی اس تالیف کو دست بستہ و زانو شکستہ ہو کے اپنے حبیب کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اور عرض کرتا ہوں اے آقا و مولیٰ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی آلک واصحابک وسلم فی کل حین و آن بعدد معلوماتہ۔

خدارا قیامت کے دن اس فقیر حقیر پر تقصیر کو اپنی شفاعت خاصہ اور قرب خاص سے نوازنا۔ آپ سے نہ

عرض کروں تو اور کس سے عرض کروں۔ واللہ آپ کے سوا میرا کون ہے۔

میری تقدیر بری ہے تو بھلی کر دے ۔ دفتر محو و اثبات پہ ہے قبضہ تیرا

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه وعلىٰ آله واصحابه اجمعين۔

سگان بارگاہ نبوت کا پابوس

فقیر ابو المحسن منظور احمد فیضی سنی حنفی غفر الله له

ولوالديه ولاحسن اليهما واليه

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامعہ فیضیہ رضویہ رجسٹرڈ

سعید آباد نورانی مسجد احمد پور شرقیہ۔ ضلع بہاول پور

9 شوال 1385 ہجری

کہہ لے گی اں کے ثنا خواں کی خاموشی ۔ چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

(اعلیٰ حضرت)

ماخذ کتاب "مقام رسول ﷺ"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	فن	زبان
1	قرآن شریف	کلام اللہ تعالیٰ	مرکز جمیع علوم و فنون	عربی
2	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	ترجمہ از شیخ الاسلام والمسلمین مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان متولد 1272ھ متوفی 1340ھ		اردو
3	تفسیر خزائن العرفان	صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی متوفی 1367ھ	تفسیر	اردو
4	تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ ابن عباس صحابی متوفی 68ھ مؤلف محمد بن یعقوب صاحب قاموس متوفی 817/816ھ مجد الدین فیروز آبادی	تفسیر	عربی
5	الدر المنثور فی التفسیر بالماثور	خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	تفسیر	عربی
6	المفردات فی غریب القرآن فی اللغۃ والادب والتفسیر و علوم القرآن المعروف بہ مفردات امام راغب	علامہ حسین بن محمد امام راغب اصفہانی متوفی 502ھ	تفسیر	عربی
7	مفاتیح الغیب مشہور تفسیر کبیر	امام محمد فخر الدین رازی متوفی 606ھ	تفسیر	عربی
8	انوار التنزیل و اسرار التاویل مشہور تفسیر بیضاوی	ناصر الدین قاضی ابو سعید عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی 686/692 قبل 791ھ	تفسیر	عربی
9	مدارک التنزیل و حقائق التاویل مشہور تفسیر مدارک	امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی صاحب کنز الدقائق والمنار متوفی 701-710ھ	تفسیر	عربی

نمبر	کتاب	مصنف	موضوع	زبان
10	لباب التاویل فی معانی التنزیل مشہور تفسیر خازن	امام محی السنت علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی خازن متوفی 741ھ	تفسیر	عربی
11	تفسیر ابن کثیر اتماماللحجت علیہم لاعلی	اسمٰعیل بن کثیر شاگرد و متبع ابن تیمیہ متوفی 774ھ	تفسیر	عربی
12	تفسیر جلالین	جلال الدین محلی متوفی 864ھ	تفسیر	عربی
		جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	تفسیر	عربی
13	حواشی جلالین			
14	الاکلیل فی استنباط التنزیل	امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ		
15	ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم مشہور تفسیر ابی سعود	امام علامہ ابو سعود محمد بن محمد اسکلیبی حنفی متولد 892ھ 1492ء متوفی 982/981ھ 1574ء		
16	تفسیر روح البیان	علامہ شیخ اسمٰعیل حقی آفندی حنفی متوفی 1137/ 1117ھ قیل فی حدود القرآن العاشر" حدائق حنفیہ"		
17	الفتوحات الالٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ مشہور تفسیر جمل	علامہ سلیمان بن عمر المشہور بالجمل متوفی 1204/ 1196ھ		
18	حاشیۃ الصاوی علی الجلالین مشہور تفسیر صاوی	امام عارف باللہ الشیخ احمد صاوی متوفی 1241ھ جواہر البحار جلد 3، صفحہ 19		
19	تفسیر مظہری "اتماماللحجت"	قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی 1225ھ		
20	تفسیر عزیزی	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی 1239ھ		فارسی
21	تفسیر حقانی اتماماللحجت علیہم لاعلیہا	مولوی عبد الحق حقانی متوفی		اردو
22	تفسیر عثمانی ==	مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی متوفی 1369ھ		
23	جامع مسانید امام اعظم	امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ متولد 80ھ متوفی 150ھ	حدیث شریف	عربی

24	مسند امام اعظم	امام ابوحنیفہ کوفی بروایت حصکفی	حدیث شریف	عربی
25	موطا امام مالک	امام مالک متوفی 179ھ	=	=
26	موطا امام محمد	امام محمد بن حسن شیبانی متولد سے متوفی 189ھ	=	=
27	الجامع المسند الصحیح المختصر صحیح بخاری شریف	امام محمد بخاری متولد 194ھ متوفی 256ھ	=	=
28	صحیح مسلم شریف	امام مسلم متوفی 261ھ	=	=
29	سنن ابی داؤد شریف	امام ابوداؤد متولد 202ھ متوفی 275ھ	=	=
30	جامع و سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی 275، 279ھ	=	=
31	سنن النسائی المجتبیٰ، المجتبیٰ	امام احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ	=	=
32	سنن ابن ماجہ	امام محمد ابن ماجہ متوفی 273، 275ھ	=	=
33	موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبان متوفی 354ھ منتخب زوائد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متولد 735ھ متوفی 807ھ	=	=
34	شرح معانی الآثار مشہور طحاوی شریف	امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلمہ الطحاوی متوفی 321ھ	=	=
35	شمائل ترمذی شریف	امام ابوعیسیٰ ترمذی۔ متوفی 275، 279ھ	=	=
36	دلائل النبوۃ	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متولد 336ھ متوفی 430ھ	=	=
37	کتاب الخراج	امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم حنفی متوفی 182	حدیث شریف وغیرہ	=
38	کتاب الشفاء مشہور شفاء شریف	امام قاضی ابوالفضل عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ متولد 496ھ متوفی 544ھ	حدیث شریف وسیرت	=
39	شرح شفا شریف	علامہ علی قاری حنفی متوفی 1014ھ	=	=
40	نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض	علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی (1) متوفی 1069ھ	حدیث شریف وسیرت	=

1۔ فتاویٰ عبدالحی، ج1، صفحہ 12، حدائق حنفیہ صفحہ 415، 12، تذکرہ فوائد بہیہ مع التعلیقات، صفحہ 242

41	مشکوٰۃ شریف، مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب بغدادی۔ متوفی 740ھ	حدیث شریف	عربی
42	مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	علامہ قاری حنفی متوفی 1014ھ	شرح حدیث	=
43	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ الاسلام والمسلمین سید المحققین سند المحدثین الشیخ محمد عبدالحق محدث محقق دہلوی الحنفی متولد 958ھ متوفی 1052ھ	=	فارسی
44	مقدمہ "مشکوٰۃ" از لمعات	= = =	اصول حدیث	عربی
45	جمع الوسائل شرح شمائل	حضرت علی قاری محدث حنفی متوفی 1014ھ	ش: حدیث	=
46	شرح شمائل	امام عبدالرؤف مناوی متوفی 1013ھ	=	=
47	المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ	شیخ الاسلام علامہ ابراہیم بیجوری (باجوری) متولد 1198ھ متوفی 1276ھ	=	=
48	الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر	خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	حدیث شریف	=
49	کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق	امام عبدالرؤف مناوی متوفی 1031ھ	=	=
50	فیض القدیر شرح الجامع الصغیر	= = =	شرح حدیث	=
51	السراج المنیر شرح الجامع الصغیر	شیخ علی بن احمد بن محمد عزیزی متوفی 1040ھ	=	=
52	حاشیۃ الحفنی علی الجامع الصغیر	شیخ الاسلام محمد بن سالم الحفنی متوفی 1081ھ	=	=
53	الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر	حقیقۃ للسیوطی المخرج المرتب علامہ الشیخ العارف نبہانی متولد 1665ھ متوفی 1350ھ	حدیث شریف	=
54	مجموع الاربعین اربعین	یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی 1350ھ	=	=
55	الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	حدیث وسیرت	=
56	کنز العمال شریف	امام علی متقی ہندی حنفی متوفی 975ھ	حدیث شریف	=

57	المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ	امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد الخطیب القسطلانی الشافعی متوفی ۹۲۳ھ	سیرت، حدیث	عربی
58	زرقانی شرح مواہب	الشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المصری المالکی متوفی ۱۱۲۲ھ	سیرت، حدیث	عربی
59	شرح صحیح مسلم للنووی	امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین النووی الشافعی متوفی ۶۷۶ھ	شرح حدیث	عربی
60	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	شیخ الاسلام حافظ امام بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی متوفی ۸۵۵ھ	=	عربی
61	ہدی الساری مقدمہ فتح الباری	شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل احمد بن علی (ابن حجر العسقلانی) متوفی ۸۵۲ھ	=	=
62	فتح الباری شرح صحیح البخاری	=	=	=
63	تقریب التہذیب	=	اسماء الرجال	=
64	تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی	امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ		=
65	عجالہ نافعہ	شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	اصول	فارسی
66	کوثر النبی	شاہ عبد العزیز صاحب پرہاروی محدث صاحب نبراس ۱۲۳۹ھ	=	عربی
67	مدارج النبوت شریف	شیخ الاسلام والمسلمین المحققین وسند المحدثین الشاہ الشیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی حنفی متولد ۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ	سیرت	فارسی
68	مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات	الشیخ الامام العلامہ محمد المہدی بن احمد الفاسی (1) من اہل القرن الحادی عشر	سیرت	عربی
69	جواہر البحار شریف	قاضی القضاۃ بیروت الامام العلامۃ العارف محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	فضائل	=

70	الجوہر المنظم فی زیارت القبر الشریف النبوی المکرم المعظم	الامام العلامۃ المجد الحافظ احمد بن محمد ہیثمی مکی الشافعی متوفی ۹۷۳/۹۷۵/۹۷۴ھ	=	=
71	فتاوی حدیثیہ	=	فتاوی	=
72	کشف الغمہ	امام عارف الشیخ عبد الوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ	حدیث	=
73	کتاب المیزان	=	فقہ	=
74	الیواقیت والجواہر	=	تصوف	=
75	سعادت الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین	امام قاضی القضاۃ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	درود شریف	=
76	وسائل الوصول الی شمائل الرسول	=	شمائل	=
77	قصیدہ بردہ شریف	امام محمد بن سعید بوصیری متولد ۶۰۸ھ متوفی ۶۹۴ھ، ۶۹۵(2)	مدح	=
78	الباجوری علی البردہ	شیخ الاسلام علامہ ابراہیم باجوری متولد ۱۱۹۸ھ متوفی ۱۲۷۶ھ	=	=
79	شرح البردہ	شیخ خالد بن عبد اللہ ازہری	=	=
80	شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام	الشیخ الامام الفقیہ المحدث علی بن عبد الکافی تقی الدین السبکی الشافعی متوفی ۷۵۶ھ	=	=
81	شرح سفر السعادت	متن مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس متوفی ۸۱۶_۸۱۷ھ شرح شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	حدیث مختصر	فارسی
82	فتح القدیر	امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام الحنفی متوفی ۸۶۱ھ	=	عربی
83	طحطاوی علی المراقی	علامہ الشیخ سید احمد طحطاوی متوفی بعد ۱۲۳۳ھ	فقہ	=

84	غنیۃ المستملی "حلبی کبیری" غنیۃ	امام محقق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی متوفی ۹۵۶ھ	فقہ	عربی
85	فتاویٰ عزیزی و مقدمہ فتاویٰ عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	فقہ	فارسی
86	درمختار و ردالمختار	فقیہ محدث محمد بن علی حصنی الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ السید الامام المحقق محمد امین ابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ	=	عربی
87	فتاویٰ عبدالحی	مولوی عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ	=	فارسی
88	شرح فقہ اکبر	متن امام اعظم متوفی ۱۵۰ھ شرح علامہ علی القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	عقائد	عربی
89	عقیدہ طحاویہ	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ	عقائد	عربی
90	مسامرہ شرح مسایرۃ	متن الامام ابن ہمام الحنفی متوفی ۸۶۱ھ شرح محمد بن محمد ابن شریف قدسی متوفی ۹۰۶ھ	عقائد	عربی
91	تکمیل الایمان	شیخ المحدثین الشیخ محمد عبدالحق المحدث الدہلوی الحنفی متوفی ۱۰۵۲ھ	عقائد	فارسی
92	تمہید شریف ابی شکور السالمی	ابوشکور سالمی حنفی معاصر داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہم ۴۶۰ھ اور ۵۰۷ھ کے درمیان	عقائد	عربی
93	تمہید وعبد الامالی	الشیخ سراج الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عثمان الاوشی الحنفی اوشی فرغانی متوفی ھ	عقائد	عربی
94	شرح عقائد نسفی	متن ابوالفضل محمد بن محمد بن محمد البرہان الحنفی النسفی ۶۸۷ھ متوفی ۵۳۷ھ شرح علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی حنفی متوفی ۷۹۲ھ و ہو غیر صاحب المدارک (اے الماتن) (فوائد بہیہ)	عقائد	عربی
95	نبراس	النبراس فی کل علم وفن العلام العارف خواجہ عبدالعزیز صاحب پیرہاروی حنفی متوفی ۱۲۳۹ھ	عقائد	عربی

نمبر	کتاب	مصنف	موضوع	زبان
96	مراٰم الکلام فی عقائد الاسلام	ایضاً	عقائد	اردو
97	تمہید الایمان بآیات القرآن	شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ		
98	حسام الحرمین	ایضاً	عقائد	عربی
99	احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی الشافعی متوفی ۵۰۵ھ	تصوف و اخلاق	عربی
100	شرح فتوح الغیب	متن غوث الثقلین السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی الحسنی متوفی ۵۶۱ھ شرح شیخ المحدثین حضرت الشیخ محمد عبدالحق المحدث الحق الدہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	تصوف و اخلاق	عربی و فارسی
101	نفحات الانس	عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی قدس سرہ السامی الحنفی متوفی ۸۹۸ھ	تاریخ	فارسی
102	اخبار الاخیار	شیخ المحدثین سند المحققین شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ	تاریخ	فارسی
103	الرسائل والمکاتیب	ایضاً	تصوف	فارسی
104	مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں	شیخ شمس الدین علوی المعروف بہ مرزا مظہر جانجاناں حنفی م ۱۱۹۵ھ	تصوف	فارسی
105	صحائف السلوک	شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی چشتی حنفی متوفی ۷۵۸ھ	تصوف	فارسی
106	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۲۷ھ	تاریخ	فارسی
107	سبع سنابل شریف	حضرت علام عارف باللہ میر سید عبدالواحد بلگرامی حنفی متوفی ۱۰۱۷ھ	تصوف	فارسی
108	شواہد النبوت	عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن جامی حنفی متوفی ۸۹۸ھ	سیرت	فارسی
109	مکتوبات امام ربانی	مجدد شیخ احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حنفی متوفی ۱۰۳۴ھ	تصوف	فارسی

نمبر	نام کتاب	مصنف	موضوع	زبان
110	انفاس رحیمیہ	العارف الکامل الفاضل مولانا الشیخ الشاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۱۳۱ھ	تصوف	فارسی
111	شمائل الاتقیاء	الشیخ العارف رکن الدین بن عماد الدین دبیر کاشانی خلدآبادی۔ متوفی بعداز ۷۳۲ھ	تصوف	فارسی
112	مثنوی شریف	عارف مولانا روم محمد بن محمد حسینی بلخی جلال الدین رومی متوفی ۶۷۲ھ	تصوف	فارسی
113	تحفۂ خواجہ گل محمد صاحب	مولانا العارف الشیخ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری متوفی ۱۲۴۳ھ	تصوف	فارسی
114	تذکرۃ الموتی والقبور	مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ	تصوف	فارسی
115	درالثمین فی مبشرات السید الامین	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	خوابی احادیث	عربی
116	کتاب الابریز	اقوال حضرت غوث عبدالعزیز دباغ متوفی ۱۱۳۰ھ مؤلف الشیخ الحافظ احمد بن مبارک	تصوف	عربی
117	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	تصوف	عربی
118	شرح قصیدہ ہمزیہ	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	مدح	عربی، فارسی
119	قصیدہ اطیب النغم	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	مدح	عربی، فارسی
120	سیرت رسول عربی	مولانا نور بخش توکلی ۱۳۶۷ھ	سیرت	اردو
121	المورد الروی فی المولد النبوی	ملا علی قاری حنفی محدث مکی متوفی ۱۰۱۴ھ	سیرت	عربی
122	موضوعات کبیر	ایضاً	حدیث	عربی
123	المصنوع فی احادیث الموضوع	ایضاً	حدیث	عربی
124	الحاوی للفتاوی	امام سیوطی ۹۱۱ھ	ہر فن	عربی
125	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۲۳۹ھ	عقائد	اردو
126	بستان المحدثین	ایضاً	تاریخ	اردو
127	الرسالۃ المستطرفہ	علامہ محمد بن جعفر کتانی متوفی ۱۳۴۵ھ	تاریخ	عربی

نمبر	کتاب	مصنف	موضوع	زبان
128	حیوۃ الحیوان	علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ	علم الحیوان	عربی
129	تحفۃ الاحرار	عارف مولانا عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ھ	تصوف	فارسی
130	زلیخا	ایضاً	تصوف	فارسی
131	تواریخ حبیب الٰہ	مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی متوفی بعد ۱۲۷۶ھ	سیرت	اردو
132	منیر العین۔الہاد الکاف	سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا الحبر و احمد رضا خان صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ	اصول حدیث	اردو
133	حدائق بخشش	ایضاً	نعت	۰ اردو
134	احکام شریعت	ایضاً	فقہ	اردو
135	صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ	ایضاً	عقائد	اردو
136	الامن والعلیٰ	ایضاً	عقائد	اردو
137	الاستمداد	ایضاً	مدح	اردو
138	مختار الصحاح	محمد بن ابی بکر عبدالقادر رازی متوفی بعد ۶۶۰ھ	لغت	عربی
139	صراح من الصحاح	ابوالفضل محمد بن عمر بن خالد المدعو بجمال القرشی	لغت	عربی و فارسی
140	غیاث	مولانا محمد غیاث الدین بن جلال الدین	لغت	عربی و فارسی
141	منجد	لوئیس معلوف متولد ۱۸۶۷ھ متوفی ۱۹۳۶ھ فردیناں توتل	لغت	عربی
142	مصباح اللغات	عبدالحفیظ بلیاوی	لغت	اردو
143	فیروز اللغات	مولوی فیروز الدین	لغت	اردو
144	حیات شیخ	خلیق احمد نظامی	تاریخ	اردو
145	حدائق حنفیہ	فقیر محمد جہلمی متوفی بعد ۱۳۰۲ھ	تاریخ	اردو

دوسروں کی زبان

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف	فن	زبان
140	الصارم المسلول	ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ	مناظرہ	عربی
147	زاد المعاد	ابن قیم شاگرد شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۵۱ھ	سیرت	عربی
148	مولد رسول	ابن کثیر شاگرد شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۷۴ھ	سیرت	عربی
149	مولد رسول نیل الاوطار	قاضی شوکانی متولد ۱۱۷۲ھ متوفی ۱۲۵۰ھ	شرح احادیث	عربی
150	مسک الختام	میاں صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ	"	فارسی
151	آب حیات	محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ		
152	تحذیر الناس	محمد قاسم نانوتوی	"	اردو
153	ترجمہ قرآن مجید	اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ		اردو
154	بہشتی گوہر ضمیمہ بہشتی زیور	ایضاً	فقہ	اردو
155	نشر الطیب	ایضاً	سیرت	اردو
156	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ	فتاویٰ	اردو
157	براہین قاطعہ	خلیل احمد انبیٹھوی متوفی ۱۳۴۶ھ	فتاویٰ	اردو
158	فیض الباری	محمد انور کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ	شرح حدیث	عربی
159	قلمی فتویٰ از دیوبند	مفتی دیوبند	فتویٰ	اردو
160	فوائد جامعہ	عبد الحلیم چشتی	تاریخ	اردو
161	جامع البیان فی تفسیر القرآن معروف تفسیر ابن جریر	ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ	تفسیر	عربی
162	تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان	نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ	تفسیر	عربی
163	الجامع لاحکام القرآن مشہور تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی ۶۷۱ھ	تفسیر	عربی
164	تفسیر روح المعانی	محمود آلوسی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ	تفسیر	عربی
165	تفسیر فتح الرحمٰن	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۲ھ	تفسیر	فارسی
166	تفسیر فتح القدیر	محمد بن علی بن محمد شوکانی وہو متہم متوفی ۱۲۵۰ھ	تفسیر	عربی
167	تفہیم القرآن	مولانا مودودی وہو متہم	تفسیر	اردو

168	احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص الحنفی متوفی ۳۷۰ھ	تفسیر	عربی
169	کتاب الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز	لامام واحدی متوفی ۴۶۸ھ	تفسیر	عربی
170	تفسیر روح لبید	شیخ محمد نووی جاوی	تفسیر	عربی
171	معالم التنزیل	امام بغوی	تفسیر	عربی
172	مسند امام احمد	امام احمد متوفی ۲۴۱ھ	حدیث	عربی
173	مستدرک	امام حاکم متوفی ۴۰۵ھ	حدیث	عربی
174	سنن کبریٰ	امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	حدیث	عربی
175	المعجم الصغیر	امام طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	حدیث	عربی
176	مجمع الزوائد منبع الفوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متولد ۷۳۵ھ متوفی ۱۰۹۳ھ	حدیث	عربی
177	جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد	محمد بن محمد بن سلیمان فاسی مغربی متولد ۱۰۳۹ھ متوفی ۱۰۹۳ھ	حدیث	عربی
178	المعجم الکبیر	امام طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	حدیث	عربی
179	المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ	للحافظ ابن حجر احمد بن علی العسقلانی متولد ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ	حدیث	عربی
180	بدائع المنن فی جمع وترتیب مسند الشافعی والسنن	اصل امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ مؤلف احمد بن عبدالرحمن بن محمد ابن الشہیر بالساعاتی	حدیث	عربی
181	عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفۃ مما وافق فیہ الائمۃ الستۃ او احدہم	امام محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی	حدیث	عربی
182	نوادر الاصول	حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ، ۳۲۰، ۱۸۰ھ بحیۃ العارفین صفحہ ۱۵ اور رسالہ مستطرفہ صفحہ ۱۸۹	حدیث	عربی
183	صحیح ابن خزیمہ	لامام الائمۃ ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ	حدیث	عربی
184	صحیح ابن حبان	امام ابن حبان متوفی ۳۵۴ھ	حدیث	عربی

185	منتقی	امام ابن جارود متوفی ۳۰۷ھ	حدیث	عربی
186	تیسیر الفتاح فی تخریج المنتقی	سید عبداللہ ہاشم مدنی	حدیث	عربی
187	کتاب التوحید واثبات صفات الرب	امام ابن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ	حدیث	عربی
188	سنن دار قطنی	امام دار قطنی متولد ۳۰۶ھ متوفی ۳۸۵ھ	حدیث	عربی
189	منتخب کنز العمال	امام علی متقی ہندی متولد ۸۸۸ھ متوفی ۹۷۵ھ	حدیث	عربی
190	مسند ابی بکر	امام ابوبکر احمد بن علی متولد ۲۰۲ھ متوفی ۲۹۲ھ	حدیث	عربی
191	الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار	امام نووی متوفی ۶۷۶ھ	حدیث	عربی
192	لمعات	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	شرح حدیث	عربی
193	ارشاد الساری	امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	=	عربی
194	تحفۃ الاحوذی	محمد عبدالرحمن مبارکفوری رحمہم	=	عربی
195	انسان العیون فی سیرت الامین والمامون معروف سیرت حلبیہ	امام نور الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ	سیرت	عربی
196	تفسیرات احمدیہ	ملا احمد جیون متوفی ۱۷۱۷ء	تفسیر	عربی
197	الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ	الامام عبدالغنی النابلسی الحنفی متوفی ۱۱۴۳ھ	سیرت	عربی
198	المبسوط	امام محمد امام سرخسی متوفی	فقہ	عربی
199	المغنی	لابن قدامہ	حدیث وفقہ	عربی

نوٹ:۔ 1۔ان کے علاوہ باقی کتب کے اسماء جن سے اخذ کیا گیا ہے وہ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوں گے۔

2۔ عجلت اور سخت تبلیغی وتدریسی مصروفیت کی وجہ سے ترتیب حسب منشاء نہ ہو سکی اور نظر ثانی بھی نہ ہو سکی۔

3۔ اہل علم حضرات سے ملتمس ہوں کہ میری غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اصل عبارات سے محظوظ ہوں۔

ع "والعذر عند کرام الناس مقبول"

فیضی غفرلہ

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

یاقطمیر		یاقطمیر

ضروری یادداشت

نمبر شمار	مضامین	صفحات

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

صفحات	ضروری یادداشت مضامین	نمبر شمار

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

ضروری یادداشت

نمبر شمار	مضامین	صفحات

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

ضروری یادداشت

نمبر شمار	مضامین	صفحات

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

یاعلیم

نمبر شمار	ضروری یادداشت مضامین	صفحات
7	[illegible]	[illegible]

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری [illegible]

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر خزائن العرفان
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن ۵ جلد
مفسر ضیاء الامت حضرت پیر
محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر مظہری ۱۰ جلد
علامہ جلیل حضرت قاضی ثناء اللہ
پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر الحسنات ۷ جلد
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیرات احمدیہ
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر دُرِّ منثور
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر ۴ جلد
علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

تعلیمات القرآن
مولانا جلال الدین قادری

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر [illegible]

یا ایہا الذین آمنوا
مفتی سعادت علی قادری

1Z 444